خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم ثانی

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی

مکتبہ نبویہ لاہور

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

خانوادۂ مجددیہ کی ایک تاریخی دستاویز

روضۃ القیومیہ

احوال و مقامات

قیوم ثانی

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ

محمد احسان

مجددی سرہندی

مقدمہ

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ایم۔ اے

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

رَوضُ مِنْ الرَّوْضَة" الْقَيُّومِيَة الْمَجَدَّديه

نام کتاب .... روضة القیومیه

نام مولف .... ابوالفیض کمال الدین خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

موضوع .... احوال و مقامات قیوم دوم حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی

سال تالیف ۱۲۰۱ھ

سال طباعت اول (اردو) .... ۱۳۱۸ھ (فرید کورٹ انڈیا)

سال طباعت دوم (اردو) .... ۱۳۳۵ھ (لاہور پاکستان)

سال طباعت سوم (اردو) .... ۱۹۸۹ء۔۱۴۰۹ھ (لاہور)

سال طباعت چہارم (اردو) .... ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۲ء (لاہور)

ترتیب وتعلیقات .... پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

ناشر .... مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

صفحات .... ۴۴۸۔۔۳۶×۲۳/۱۶

قیمت .... روپے

نقشبندی اور مجددی حضرات کو تینتیس (۳۳)

فیصد رعایت دی جائے گی۔

www.maktabah.org

فہرست عنوانات روضۃ القیومیہ جلد دوم

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
	ابتدائیہ	ا
انتیس	مقدمہ ۔ محمد اقبال مجددی	ب
تیس	حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ ۔	پ
اکتیس	منصبِ ارشاد ۔	ت
بتیس	اولاد و خلفاء ۔	ٹ
تینتیس	تصانیف ۔	ث
"	مکتوباتِ معصومیہ ۔	ج
چونتیس	یواقیت الحرمین ۔	چ
"	مکاشفات غیبیہ ۔	ح
پینتیس	اذکارِ معصومیہ ۔	خ
چھتیس	بیاض حضرت خواجہ معصوم ۔	د
سینتیس	حضرات کا سفر حرمین الشریفین ۔	ڈ

www.maktabah.org

ذ	حضرت خواجہ کے خلفاء ساکن حرمین۔	چالیس
ڈ	شیخ مراد شامی۔	؍؍
ر	سیّد زین العابدین۔	تینتالیس
ڑ	قیام حرمین کے تاثرات۔	چوالیس
ز	عرب میں سلسلہ مجدّدیہ کی ترویج۔	انچاس
س	حضرت خواجہ محمد معصوم اور شیخ آدم بنوری۔	پچاس
ش	اس عہد کا مذہبی ماحول۔	اٹھاون
ص	داراشکوہ کے عقائد۔	ساٹھ
ض	شیخ محبّ اللہ الٰہ آبادی۔	چونسٹھ
ط	محسن فانی کشمیری۔	اڑسٹھ
ظ	سرمد۔	ستر
ع	بابا لال۔	بہتّر
غ	چندربھان برہمن۔	پچھتّر
ف	میاں باری۔	ستتّر
ق	شیخ سلیمان مصری قلندر۔	اٹھہتر
ک	شاہ فتح علی قلندر۔	؍؍
گ	صوفیائے خام۔	اسّی
ل	داراشکوہ کے عقائد۔	تراسی
م	عُلمائے کرام کی توہین۔	بانوے

www.maktabah.org

ن	اورنگ زیب کے علماء ومشائخ سے تعلقات۔	۱
و	خواجہ محمد معصوم اور اورنگ زیب۔	۱
ہ	اورنگ زیب کی دیانت داری۔	۹
ء	جنگ تخت نشینی۔	۱۲
ی	اورنگ زیب کا ایک مکتوب۔	۲۲
۱	اورنگ زیب سے نقشبندی روابط۔	۲۷
۲	مجدّدی حضرات کی اورنگ زیب سے مصاحبت۔	۳۴
۳	خلفائے مجدّدیہ اور اورنگ زیب۔	۴۶
۴	تین سال کی عمر میں	۵۴
۵	سات سال کی عمر میں	۵۵
۶	حضرت خواجہ محمد معصوم کی مسندارشاد پر جلوہ فرمائی۔	۵۶
۷	طینت واصالت کا حصّہ	۵۶
۸	محبوبیت کی تین قسمیں	۵۷
۹	خلت قیومیت	۵۷
۱۰	قیوم اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے	۵۹
۱۱	سابقین کی جماعت	۶۰
۱۲	حضرت مجدد الف ثانی خواجہ محمد معصوم کا ادب کرتے ہیں	۶۱
۱۳	باالذات محمدی مشرّف	۶۱
۱۴	قرآنی مقطعات کے اسرار	۶۱

www.maktabah.org

۱۵	حضرت خواجہ محمد معصوم مسندِ ارشاد پر	۶۲
۱۶	حضرت مجدد الف ثانی کے خلفا، حضرت قیوم ثانی سے بیعت کرتے ہیں	۶۳
۱۷	جہانگیر حضرت مجدد الف ثانی کی تعزیت کے لئے سرہند آیا۔	۶۳
۱۸	جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کی خلافت کا اعلان کر دیا	۶۴
۱۹	حضرت مجدد الف ثانی کے خلفا، تعزیت کے لئے حاضر ہوئے۔	۶۵
۲۰	حضرت خواجہ محمد نقشبند کی ولادت	۶۶
۲۱	قیومیت مطلقہ کا سال	۶۷
۲۲	قیوم ثانی کو عروۃ الوثقٰی کا خطاب	۶۷
۲۳	حضرت خلیفہ محمد نعمان کے خلاف ایک درباری سازش	۶۸
۲۴	میر محمد نعمان اکبر آباد میں قیام پذیر ہوئے۔	۶۹
۲۵	عروۃ الوثقٰی کے خطاب کا اعلانِ عام	۷۰
۲۶	جہانگیر کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی	۷۰
۲۷	شاہزادہ شہریار کی چند روزہ تخت نشینی	۷۱
۲۸	شاہجہان تابوت میں بند ہو کر لاہور پہنچا	۷۲
۲۹	شاہجہان تختِ حکومت پر	۷۲
۳۰	شاہجہان حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر	۷۳
۳۱	شاہجہان کی حکومت کو قیوم ثانی نے تسلیم کر لیا۔	۷۳
۳۲	ہندوستان میں شاہجہان کے دور میں تین لاکھ مساجد کی تعمیر۔	۷۴
۳۳	شاہجہانی دور میں ایک لاکھ دینی مدارس کا قیام	۷۴
۳۴	شاہجہان کا وزیر اعظم زیرِ عتاب	۷۴
۳۵	حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں خواجہ محمد حنیف کابلی	۷۵

www.maktabah.org

۳۶	خواجہ محمد حنیف کابلی سرہند میں۔	۷۷
۳۷	خواجہ محمد صدیق پشاوری اور ابو مظفر برہانپوری شیخ ابو مظفر بیعت ہوتے ہیں	۷۷
۳۸	عروۃ الوثقٰی سے اخون موسیٰ ننگرہاری کی بیعت	۷۹
۳۹	بدزبان اور گستاخوں کا حشر	۸۰
۴۰	ایک دن میں اسی ہزار آدمی مرید ہوئے	۸۱
۴۱	خواجہ عبد الصمد کابلی کے دل کو روشن کر دیا	۸۱
۴۲	مولانا شیخ بدالدین سلطانپوری	۸۲
۴۳	حضرت قیوم ثانی کی والدہ کی رحلت	۸۳
۴۴	شام کے علماء و مشائخ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں	۸۴
۴۵	بادشاہِ روم بیعت ہوتے ہیں۔	۸۶
۴۶	سلسلۂ مجددیہ کا سلوک	۸۸
۴۷	عروۃ الوثقٰی کی خدمت میں شیخ حبیب اللہ بخاری	۸۹
۴۸	مولانا شریف کابلی اور خواجہ محمد صدیق پشاوری کے اختلافات	۹۰
۴۹	عروۃ الوثقٰی دارالخلافہ شاہجہان آباد میں	۹۱
۵۰	شاہجہان آباد کی تعمیر و آبادی	۹۲
۵۱	لال قلعہ دہلی کی بنیاد حضرت خواجہ محمد معصوم نے رکھی تھی۔	۹۳
۵۲	باغ حیات بخش	۹۴
۵۳	دلی کی فصیل اور دروازے	۹۴
۵۴	مغل دور میں دہلی میں ایک لاکھ مساجد	۹۵
۵۵	شاہجہان کا لاہور کی تعمیر میں حصّہ	۹۵
۵۶	حضرت خواجہ معصوم کی نگرانی میں خانقاہِ حضرت مجدد کی تعمیر	۹۶

www.maktabah.org

۵۷	حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں شاہِ توران	۹۸
۵۸	حضرت عروۃ الوثقیٰ سے شہزادوں کی بیعت	۱۰۰
۵۹	داراشکوہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں	۱۰۲
۶۰	شاہجہان کی بیٹی روشن آرا، حضرت خواجہ معصوم سے بیعت ہوئی۔	۱۰۴
۶۱	شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا، حضرت خواجہ معصوم کی مرید ہوئی۔	۱۰۵
۶۲	شاہجہان کی فتح قندھار کے لیئے حضرت خواجہ محمد معصوم سے دعا کی درخواست	۱۰۷
۶۳	حضرت قیوم ثانی کی توجہ سے خراسان کی فتح	۱۱۲
۶۴	سلطان عبدالرحمٰن والیٔ بلخ حضرت عروۃ الوثقیٰ کا مرید ہوا۔	۱۱۶
۶۵	بادشاہِ بدخشان نے حضرت خواجہ محمد معصوم سے بیعت کی۔	۱۱۸
۶۶	حضرت عروۃ الوثقیٰ سے ترکستان اور قبچاق کے سلاطین کی بیعت۔	۱۲۰
۶۷	امراء کو بداعتقادی کی سزا	۱۲۰
۶۸	دشت قبچاق	۱۲۱
۶۹	خلفائے قیوم ثانی کے خلاف ایک سازش	۱۲۱
۷۰	ترکستان کے خان اللہ کی گرفتاری	۱۲۳
۷۱	دشت قبچاق کا تاریخی طوفان	۱۲۴
۷۲	قبچاقی حضرت کے مرید بن گئے۔	۱۲۴
۷۳	امام معصوم کی خدمت میں شاہ ایران شاہ سلیمان کی حاضری	۱۲۵
۷۴	شیعوں کے رضاکار حضرت خواجہ محمد معصوم کو قتل کرنے سرہند آئے۔	۱۲۵
۷۵	شاہ ہند کا سفیر شاہ ایران کے دربار میں	۱۲۶
۷۶	سات قاتل غلام بن گئے۔	۱۲۸
۷۷	حضرت قیوم ثانی سے شاہ کاشغر کی بیعت۔	۱۳۲

www.maktabah.org

۷۸	حضرت امام معصوم کی خدمت میں امام یمن کا مکتوب	۱۳۱
۷۹	امام قیوم زمانی اپنے خلیفہ شیخ حبیب اللہ کو بخارا روانہ فرماتے ہیں ۔	۱۳۳
۸۰	بخارا میں حضرت قیوم ثانی کی مثالی موجودگی	۱۳۴
۸۱	بخارا کے تازہ میوے سرہند میں	۱۳۵
۸۲	حضرت قیوم ثانی سے شیخ محمد بنوری کی شکایت ۔	۱۳۶
۸۳	قیوم ثانی کا ایک تنقیدی مکتوب	۱۳۸
۸۴	شیخ آدم بنوری اور خواجہ محمد معصوم میں فرق ۔	۱۳۹
۸۵	بادشاہ ہندوستان کی شیخ آدم بنوری سے بدظنی	۱۴۰
۸۶	مملکت ختا اور سرزمین چین میں سلسلہ مجددیہ کی اشاعت ۔	۱۴۱
۸۷	ختا کے بادشاہ کا ایک خواب	۱۴۳
۸۸	خواجہ ارغون تین سو سالکوں کے ساتھ چین پہنچے ۔	۱۴۳
۸۹	ختا کے بعض علاقوں کی حالت	۱۴۶
۹۰	شہر ختا کے بُت کدے	۱۴۷
۹۱	چین کے دارالسلطنت میں بارہ لاکھ فوج	۱۴۷
۹۲	شاہ چین نے حضرت خواجہ معصوم کے خلیفہ کا پانچ لاکھ درباریوں سے استقبال کیا ۔	۱۴۸
۹۳	قاآن چین خواجہ ارغون سے بغل گیر ہوا	۱۴۸
۹۴	خواجہ ارغون مجدّدی نے شاہِ چین کو اسلام کی دعوت دی	۱۴۹
۹۵	شاہ چین کو خواب میں تنبیہہ	۱۵۰
۹۶	عروۃ الوثقٰی نے شیخ مراد کو خلافت دی	۱۵۱
۹۷	شیخ مراد حج کے لیے روانہ ہوئے ۔	۱۵۱

www.maktabah.org

۹۸	والیٔ شام کی ایک بشارت	۱۵۲
۹۹	شریفِ مکہ شیخ مراد کا استقبال کرتے ہیں	۱۵۳
۱۰۰	سلطنت مغلیہ کا ایک اہم رُکن مرید ہوا	۱۵۴
۱۰۱	شیخ محمد ہادی کی ولادت	۱۵۶
۱۰۲	حضرت قیوم ثانی کی بارگاہ میں شاہجہان کی حاضری	۱۵۷
۱۰۳	حضرت خواجہ محمد معصوم نے داراشکوہ سے نفاذ شریعت کا عہد لیا	۱۵۸
۱۰۴	حضرت مجدد الف ثانی کے عرس پر سلطنت مغلیہ کی تقسیم	۱۵۹
۱۰۵	قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر کی ولادت	۱۶۰
۱۰۶	رئیس تاج محمود کے ارتداد اور قتل کا واقعہ	۱۶۰
۱۰۷	وزیر اعظم سعد اللہ خاں کا حشر	۱۶۲
۱۰۸	مفتی سرہند ابوالخیر کا حشر	۱۶۳
۱۰۹	حضرت قیوم ثانی کی سکھوں کو دبانے کی پہلی کوشش	۱۶۴
۱۱۰	گرو تیغ بہادر کا قلعہ سے فرار	۱۶۹
۱۱۱	داراشکوہ کی کفر نوازی سے ہندوستان میں اسلامی اقدار گرنے لگیں	۱۷۰
۱۱۲	داراشکوہ ہندو راجاؤں سے امداد طلب کرتا ہے۔	۱۷۰
۱۱۳	داراشکوہ کی فتنہ پردازیوں سے مسلمان تنگ آگئے۔	۱۷۱
۱۱۴	حضرت خواجہ محمد معصوم حج بیت اللہ کو	۱۷۳
۱۱۵	حضرت قیوم ثانی کی عدم موجودگی میں ہندوستان میں انتشار	۱۷۳
۱۱۶	حضرت مجدد کی قبر مبارک سے اورنگ زیب کی کامیابی کی بشارت	۱۷۴
۱۱۷	حضرت امام معصوم زمانی راہ حرمین الشریفین میں	۱۷۵
۱۱۸	والیٔ یمن نے قافلہ کا استقبال کیا۔	۱۷۸

www.maktabah.org

۱۱۹	کعبۃ اللہ آگے بڑھ کر آیا	۱۷۸
۱۲۰	ابن عربی کا ایک مکاشفہ	۱۷۹
۱۲۱	راہِ حجاز مقدس میں رونما ہونے والے واقعات	۱۷۹
۱۲۲	فرشتے طواف کعبہ کرتے ہیں	۱۸۰
۱۲۳	مسجد خیف کے منارہ کے سائے میں	۱۸۰
۱۲۴	حج کی تحریری قبولیت	۱۸۱
۱۲۵	حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر کی زیارت	۱۸۲
۱۲۶	حقیقتِ کعبہ اور حقیقتِ محمدی	۱۸۳
۱۲۷	کعبۃ اللہ بغل گیر ہو گیا	۱۸۳
۱۲۸	رکن یمانی کے ستر ہزار فرشتوں سے ملاقات	۱۸۴
۱۲۹	خواجہ محمد معصوم حضور کی امت کے وزیر مقرر ہوئے۔	۱۸۴
۱۳۰	حضرت قیوم ثانی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو	۱۸۶
۱۳۱	جنت البقیع کی خصوصی زیارت	۱۸۸
۱۳۲	بارگاہ مصطفےٰ کی خصوصی حاضری	۱۸۸
۱۳۳	حضور کی نعت اور درود میں حضرت محمد معصوم کا حصہ	۱۸۹
۱۳۴	حضرت خواجہ محمد معصوم شیخ آدم بنوری کی قبر پر	۱۹۱
۱۳۵	قیام مدینہ میں سرور کائنات کی زیارت کا شرف	۱۹۲
۱۳۶	بارگاہ نبوی سے جدائی	۱۹۳
۱۳۷	ہندوستان کو واپسی کا حکم	۱۹۴
۱۳۸	حضرت خواجہ محمد معصوم مکہ سے مدینہ آئے۔	۱۹۴
۱۳۹	بحرین کا ایک ولی اللہ جسے قطب بنا دیا۔	۱۹۵

www.maktabah.org

۱۴۰	شہزادہ اورنگ زیب سے بھائیوں کی جنگ اقتدار	۱۹۶
۱۴۱	اورنگ زیب اور راجہ ہند میدان جنگ میں	۱۹۷
۱۴۲	پہلے معرکہ میں اورنگ زیب کی فتح	۱۹۸
۱۴۳	اورنگ زیب اور داراشکوہ کا آمنا سامنا	۱۹۸
۱۴۴	داراشکوہ کا میدان جنگ سے فرار	۲۰۱
۱۴۵	شجاع کی ایک اور کوشش	۲۰۳
۱۴۶	شجاع کا حشر	۲۰۴
۱۴۷	داراشکوہ کی جنگ اور اورنگ زیب کی تخت نشینی	۲۰۶
۱۴۸	داراشکوہ ہندو راجاؤں سے مدد مانگنے لگا.	۲۰۶
۱۴۹	حضرت شیخ سعدالدین مجددی کی ایک جنگی تدبیر	۲۰۶
۱۵۰	داراشکوہ ملتان کے ایک سوداگر کی پناہ میں	۲۰۸
۱۵۱	داراشکوہ کی گرفتاری	۲۰۸
۱۵۲	اورنگ زیب تختِ ہندوستان پر	۲۱۰
۱۵۳	سرمد کو قتل کر دیا گیا	۲۱۰
۱۵۴	عروۃ الوثقےٰ کی حرمین الشریفین سے واپسی	۲۱۲
۱۵۵	عالمگیر نے علماء و مشائخ کو حضرت خواجہ معصوم کے استقبال کو بھیجا.	۲۱۲
۱۵۶	اورنگ زیب عالمگیر نے قیوم ثانی کو تخت پر بٹھانے کی التجا کی	۲۱۳
۱۵۷	حضرت خواجہ محمد معصوم کی سرہند میں تشریف آوری	۲۱۳
۱۵۸	حسنات الحرمین کی تالیف	۲۱۴
۱۵۹	سلطان اورنگ زیب بارگاہِ معصومیت میں	۲۱۵
۱۶۰	خازن الرحمت کی رحلت	۲۱۶

www.maktaban.org

۱۶۱	مؤلف کتاب کا مشاہدہ	۲۱۶
۱۶۲	حضرت قیوم ثانی پر ایک الزام	۲۱۷
۱۶۳	عالمگیر بادشاہ سرہند میں	۲۱۸
۱۶۴	حضرت شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ	۲۱۹
۱۶۵	عالمگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات مروج الشریعت سے سُنے	۲۲۰
۱۶۶	معصومی اور سعیدیوں کا مناظرہ	۲۲۱
۱۶۷	شیخ عبدالاحد کی نظر شفقت	۲۲۲
۱۶۸	شیخ ابوالقاسم اور شیخ محمد الدین کی صلح	۲۲۳
۱۶۹	حافظ صادق کو تنبیہ	۲۲۳
۱۷۰	حضرت معصوم زمانی کا فیض عام	۲۲۴
۱۷۱	حضرت قیوم ثانی کے چھ بیٹے	۲۲۵
۱۷۲	ایک دن کی فتوحات سے غریب لڑکی کا جہیز	۲۲۸
۱۷۳	حضرت قیوم ثانی کے دستر خوان سے پانچ ہزار افراد روز کھانا کھاتے تھے۔	۲۲۹
۱۷۴	حضرت قیوم ثانی کے نو لاکھ مرید ہوئے۔	۲۲۹
۱۷۵	حضرت مخدوم جہانیاں کے سجادہ نشین حضرت قیوم ثانی کی بیعت میں	۲۲۹
۱۷۶	عروۃ الوثقٰی کی خواجہ محمد نقشبند کو قیومیت کی بشارت	۲۳۰
۱۷۷	حضرت حجۃ اللہ پر الہامات کی بارش	۲۳۱
۱۷۸	مرضی سے بارش رُک گئی	۲۳۱
۱۷۹	متھرا کا بُت خانہ زمیں بوس ہو گیا	۲۳۲
۱۸۰	حضرت امام معصوم کی اپنے پوتوں کو بشارت	۲۳۳
۱۸۱	خواجہ محمد معصوم پوتوں کی روحانی تربیت کرتے ہیں	۲۳۴

www.maktabah.org

۱۸۲	خواجہ محمد حنیف کابلی سے ناراضگی	۲۳۵
۱۸۳	حضرت عثمان غنی برقعہ پوش ہو کر تشریف لائے	۲۳۶
۱۸۴	عروۃ الوثقٰی سرہند سے دہلی میں	۲۳۶
۱۸۵	شاہجہان کی پگڑی کے تین لعل	۲۳۷
۱۸۶	ظالمانہ محصولات پر نصیحت	۲۳۷
۱۸۷	سلسلہ مجددیہ کے پاکبازوں کا عظیم الشان اجتماع	۲۳۸
۱۸۸	شہزادہ اعظم شاہ کو مریدوں کے ہجوم کی وجہ سے ملاقات میں دشواری	۲۳۹
۱۸۹	حضرت امام معصوم کے خلفاء اکنافِ عالم میں روانہ ہوئے۔	۲۴۰
۱۹۰	توجہ قسری	۲۴۰
۱۹۱	سلسلہ مجددیہ کی اشاعت کے انتظامات	۲۴۱
۱۹۲	ایک ہزار سات سو خلفاء دشتِ قپچاق میں	۲۴۲
۱۹۳	امام معصوم زمانی لشکرگاہ کی تربیت میں	۲۴۲
۱۹۴	اورنگ زیب کے استاد کی مجلس مزامیر کا احتساب	۲۴۲
۱۹۵	گویّوں، مغنیوں اور رقاصاؤں پر پابندی	۲۴۴
۱۹۶	اورنگ زیب کے سامنے موسیقی کا جنازہ	۲۴۴
۱۹۷	شہزادہ اعظم شاہ کی شادی پر غیر شرعی رسومات پر پابندی	۲۴۵
۱۹۸	حضرت عروۃ الوثقٰی کے چند کمالات و تصرفات	۲۴۶
۱۹۹	جنگل میں جن آپ کے مرید کی حفاظت کرتے ہیں	۲۴۶
۲۰۰	غرق ہوتے جہاز کو کنارے لگا دیا	۲۴۷
۲۰۱	تبرکات کی عنایتیں	۲۴۸
۲۰۲	ایک سیّد کا احساس	۲۴۸

www.maktabah.org

۲۰۲	لاعلاج مریض کا علاج	۲۴۸
۲۰۳	مفلسی دور ہوگئی	۲۴۹
۲۰۴	آنکھیں روشن ہوگئیں	۲۴۹
۲۰۵	حج اور حفظ قرآن	۲۴۹
۲۰۶	جماعت میں سو صفیں	۲۵۰
۲۰۷	ناصر علی سرہندی کی شاعری خواجہ محمد معصوم کے وضو کے پانی کا ثمرہ تھی	۲۵۰
۲۰۸	مردہ زندہ ہو گیا	۲۵۱
۲۰۹	ایک علاج	۲۵۱
۲۱۰	شاہ کاشغر کی دستگیری	۲۵۱
۲۱۱	لاہور کے گورنر کی نجات	۲۵۲
۲۱۲	لڑکے کی ولادت کی دعا	۲۵۲
۲۱۳	زندگی بھر کے لیئے وظیفہ	۲۵۳
۲۱۴	انگور سے مریدوں کو شفاء	۲۵۳
۲۱۵	صحابہ کے گستاخ کو سزا	۲۵۳
۲۱۶	ایک گستاخ کا حشر	۲۵۳
۲۱۷	طبیب کا کام چل نکلا	۲۵۴
۲۱۸	ایک دنیا دار مرید کی آرزو !	۲۵۴
۲۱۹	مکاشفات حضرت عروۃ الوثقیٰ	۲۵۵
۲۲۰	علماء اور اولیاء	۲۵۵
۲۲۱	حضرت قیوم ثانی کے مکتوب	۲۵۷
۲۲۲	عبادات وشمائل حضرت عروۃ الوثقیٰ	۲۵۸

www.maktabah.org

۲۲۳	سنت نبوی کی پابندی	۲۵۸
۲۲۴	انتہائی احتیاط	۲۵۸
۲۲۵	رات کے معمولات	۲۵۹
۲۲۶	صبح کے معمولات	۲۵۹
۲۲۷	تلاوتِ قرآن	۲۵۹
۲۲۸	تلاوت کی منزل	۲۵۹
۲۲۹	اہل خانہ کے ساتھ کھانا	۲۶۰
۲۳۰	حضرت قیوم ثانی کا دسترخوان	۲۶۰
۲۳۱	نماز ظہر کے بعد کے معمولات	۲۶۰
۲۳۲	متفرق وظائف	۲۶۱
۲۳۳	سال میں دو عرس	۲۶۲
۲۳۴	جسم کا تناسب	۲۶۲
۲۳۵	حضرت عروۃ الوثقٰی کے خصائص	۲۶۲
۲۳۶	حضرت امام معصوم زمانی کی وفاتِ حسرت آیات	۲۶۶
۲۳۷	شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم	۲۶۶
۲۳۸	کتب خانے کی تقسیم	۲۶۷
۲۳۹	طبیب عاجز آگئے	۲۶۷
۲۴۰	عاشورہ محرم کو آخری خطاب	۲۶۸
۲۴۱	بیٹوں کو ہدایت	۲۶۸
۲۴۲	حضرت قیوم ثانی کی آخری باتیں	۲۶۸
۲۴۳	مزارات کی آخری زیارت	۲۶۹

www.maktabah.org

۲۴۴	حضرت مجدد الف ثانی کا آخری عرس مبارک	۲۶۹
۲۴۵	اورنگ زیب کی قیوم ثانی کی تیمارداری	۲۷۰
۲۴۶	موت کے دروازے پر	۲۷۰
۲۴۷	زبان مبارک پر آخری الفاظ	۲۷۱
۲۴۸	چو مرگ آید تبسم برلب او !	۲۷۱
۲۴۹	حضرت امام قیوم زمانی کی تجہیز و تکفین	۲۷۳
۲۵۰	جنازے پر سارا سرہند رویا	۲۷۴
۲۵۱	ردّ شمس کے واقعات	۲۷۶
۲۵۲	قبر میں پہلی رات	۲۷۶
۲۵۳	وصال کے بعد زیارت	۲۷۷
۲۵۴	مزار پر پانی کے کوزے شفائے امراض بن گئے۔	۲۷۸
۲۵۵	وصال کے بعد شیخ عبد الاحد کے سوال کا تحریری جواب	۲۷۸
۲۵۶	اورنگ زیب تعزیت کے لئے سرہند میں	۲۷۹
۲۵۷	شیروں کی لڑائی	۲۸۰
۲۵۸	حضرت عروۃ الوثقٰی کے روضہ مبارک کی تعمیر	۲۸۱
۲۵۹	حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ میں دوسرے افراد خاندان کی قبریں	۲۸۳
۲۶۰	حضرت خواجہ محمد معصوم کی اولاد کے حالات	۲۸۴
۲۶۱	حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۴
۲۶۲	تمباکو کی بجائے چنبیلی کے پھول	۲۸۶
۲۶۳	حضرت شیخ ابو القاسم رحمہ اللہ	۲۸۶
۲۶۴	حضرت شیخ محمد اسمٰعیل رحمہ اللہ	۲۸۷

www.maktabah.org

۲۶۵	حضرت شیخ غلام معصوم رحمہ اللہ	۲۸۸
۲۶۶	حضرت شیخ غلام احمد رحمہ اللہ	۲۸۸
۲۶۷	حضرت شیخ غلام محمد رحمہ اللہ	۲۸۸
۲۶۸	مروج الشریعت حضرت خواجہ محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۲۹۳
۲۶۹	خواجہ محمد عبید اللہ مسند ارشاد پر	۲۹۳
۲۷۰	خواجہ محمد عبید اللہ کو مروج الشریعت کا خطاب	۲۹۵
۲۷۱	سرہند میں ایک عالیشان مسجد کی تعمیر	۲۹۶
۲۷۲	ایک چالاک خرقہ پوش سے ملاقات	۲۹۷
۲۷۳	لوح محفوظ پر نگاہ	۲۹۷
۲۷۴	شیخ عبد الرحمان خوارزمی رحمہ اللہ	۲۹۸
۲۷۵	حضرت مروج الشریعت اور اورنگ زیب کی دعوت	۲۹۸
۲۷۶	ایک بلا تکلف دعوت	۲۹۹
۲۷۷	حضرت حجۃ اللہ کی وفات	۳۰۰
۲۷۸	شیخ شاہ محمد قدس سرہٗ بیعت ہوئے	۳۰۰
۲۷۹	حضرت مروج الشریعت سرہند سے شاہجہان آباد میں	۳۰۱
۲۸۰	اورنگ زیب کی دعوت سے گریز	۳۰۲
۲۸۱	والدہ ماجدہ کا حکم	۳۰۲
۲۸۲	اورنگ زیب بادشاہ مرید ہوتے ہیں۔	۳۰۳
۲۸۳	شہزادہ اعظم شاہ کی بیگم کی بیعت	۳۰۳
۲۸۴	شہزادہ اعظم شاہ کا مردہ بیٹا زندہ ہو گیا	۳۰۴
۲۸۵	وزیر اعظم جعفر خاں کی دعوت سے انکار	۳۰۴

www.maktabah.org

۲۸۶	مروج الشریعت کے قرض کا ایک واقعہ	۳۰۵
۲۸۷	حضرت مروج الشریعت کے مکاشفات وکرامات	۳۰۶
۲۸۸	حضرت مروج الشریعت کے خصائص	۳۰۹
۲۸۹	حضرت مروج الشریعت کی وفات	۳۱۲
۲۹۰	موت کا علم تھا	۳۱۳
۲۹۱	السلام علیک یارسول اللہ! کہتے ہوئے موت کو پکارا۔	۳۱۳
۲۹۲	جنازے سے شیعوں کو ہٹا دیا گیا	۳۱۴
۲۹۳	جنازہ سرہند میں	۳۱۵
۲۹۴	اورنگ زیب مروج الشریعت کی وفات پر رویا	۳۱۶
۲۹۵	شہزادہ معظم سرہند میں تعزیت کرنے آیا	۳۱۶
۲۹۶	حضرت ابوالحسن تاج الدین شیخ محمد ہادی قدس سرہٗ	۳۱۷
۲۹۷	غازی الدین کو فتح کی خوشخبری	۳۲۱
۲۹۸	شیخ محمد ہادی کی وفات	۳۲۳
۲۹۹	ابوالکمال الدین محمد احسان (مؤلف کتاب ہذا)	۳۲۸
۳۰۰	حضرت شیخ محمد صدیق قدس سرہٗ	۳۵۳
۳۰۱	خلفائے عظام حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ	۳۵۶
۳۰۲	خواجہ محمد حنیف کابلی رحمہ اللہ	۳۵۶
۳۰۳	خواجہ محمد صدیق پشاوری رحمہ اللہ	۳۵۷
۳۰۴	خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ	۳۵۸
۳۰۵	مولانا محمد شریف کابلی رحمہ اللہ	۳۵۸
۳۰۶	شیخ ابوالمظفر برہان پوری رحمہ اللہ	۳۵۸

www.maktabah.org

۳۰۷	خواجہ حسین عشاق رحمہ اللہ	۳۵۹
۳۰۸	شیخ حبیب اللہ بخاری رحمہ اللہ	۳۶۰
۳۰۹	شیخ محمد نعمان رحمہ اللہ	۳۶۰
۳۱۰	شیخ محمد مراد شامی قدس سرہٗ	۳۶۰
۳۱۱	حضرت شیخ مصطفٰے رحمہ اللہ	۳۶۲
۳۱۲	اخون موسےٰ انگرہاری رحمہ اللہ	۳۶۲
۳۱۳	خواجہ عبدالصمد یعقوبی قدس سرہٗ	۳۶۲
۳۱۴	اخون میر محسن سیالکوٹی رحمہ اللہ	۳۶۲
۳۱۵	حافظ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ	۳۶۳
۳۱۶	حاجی عاشور رحمہ اللہ	۳۶۳
۳۱۷	بدرالدین سلطان پوری رحمہ اللہ	۳۶۳
۳۱۸	شیخ عمرالدین رحمہ اللہ اور دوسرے خلفاء	
۳۱۹	ایک گذارش	۳۷۵
۳۲۰	حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے معاصرین شعراء اور علماء	۳۷۷
۳۲۱	حضرت خواجہ محمد معصوم کے معاصر سلاطین	۳۷۷
۳۲۲	تمت بالخیر	—

www.maktabah.org

ابتدائیہ

حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹۷۱ھ سے ۱۰۳۴ھ) کی جدوجہد نے برصغیر کی دینی اور معاشرتی زندگی میں بڑے اہم اور دور رس اثرات قائم کئے۔ آپ نے اکبری دور کی کفریات اور جہانگیری عہد کی بدعات کے خاتمہ میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے اقتدار کے ایوانوں میں کلمۃ الحق بلند کیا۔ مغل دربار کے امراء اور رؤساء کے نظریات کی اصلاح کی۔ علماءِ عصر اور مشائخ وقت کو بیدار کیا۔ اور شریعت و طریقت کی بنیادوں پہ ایک ایسے اسلامی معاشرے کی عمارت کو کھڑا کیا جو آگے جا کر اپنی استقامت اور وسعت کی وجہ سے روشنی کا مینار بنی۔ آپ نے جن حالات میں اپنا کردار ادا کیا۔ ان کی تفصیلات اسی کتاب کی جلد اوّل میں قارئین کے مطالعہ میں آئیں گی۔

حضرت مجدّد ۱۰۳۴ھ میں خاکدانِ عالم کو چھوڑ کر ساکن دار البقاء ہوئے تو آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد معصوم مجدّدی سرہندی قدس سرہ مسند آرائے ارشاد و سلوک مجدّدیہ ہوئے اور ۱۰۷۹ھ تک (تقریباً نصف صدی) حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ طریقت اور ترویج شریعت کو بڑی تندہی اور خوبی سے جاری رکھا۔ کتاب کا زیرِ نظر حصّہ آپ کی ان ہی مساعی جمیلہ اور

www.maktabah.org

دعوتِ عزیمت کی تفصیلات کی ایک مستند دستاویز ہے۔ آپ نے اس نصف صدی میں نہ صرف اپنے خانوادہ کے افراد کی روحانی تربیت کی بلکہ مغل سیاست معاشرتی اقدار۔ اور علمی درسگاہوں کو شریعت اسلامیہ کے زیر اثر رکھنے میں بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔ آپ نے مغل سیاسیات کو نشۂ اقتدار سے محفوظ رکھنے کے لئے دن رات کام کیا۔ علماء کرام کو شاہی محضر ناموں پر آنکھیں بند کر کے دستخط کرنے سے روکا۔ پھر صوفیاء خام کی پھیلائی ہوئیں بدعات کے استیصال میں مؤثر اقدام کیا آپ نے اپنے والدِ گرامی حضرت مجدّد الف ثانی اور برادرِ مکرم خواجہ محمّد صادق مجدّدی اور شیخ محمّد طاہر لاہوری (طاہر بندگی) رحمۃ اللہ علیہم سے علوم معقول و منقول میں کمال حاصل کیا۔ تو سرہند میں بذاتِ خود طلباء کو تفسیر بیضاوی، مشکوٰۃ شریف ہدایۃ، عضدی اور تلویح کے اسباق دیتے تھے اور اپنے مکتب کے دوسرے اساتذہ کی نگرانی فرماتے تھے۔ اس عرصہ میں بیعت و ارشاد کا سلسلہ اس قدر وسیع ہوا کہ مغل دربار کے بڑے بڑے امراء اور سپہ سالار آپ کے سلسلۂ ارادت میں شریک ہوئے۔ پھر دور دراز کے صاحب اثر اعیان مملکت اور سربراہان ممالک اسلامیہ کو خط و کتابت کے ذریعہ سے شریعت اسلامیہ کی سربلندی کے لئے کام کرنے پر آمادہ کیا۔

تصوّف کے دوسرے سلسلوں کے برعکس مشائخ مجدّدیہ نے اپنے مکتوبات کو ہی ذریعہ تبلیغ و اشاعت دین بنایا تھا۔ مشائخ چشت کے ملفوظات، مشائخ قادریہ کی تصنیفات اور مشائخ سہروردیہ کی مجالس تزکیہ نفس اور روحانی تربیت کا ذریعہ رہے ہیں۔ مگر حضرات نقشبندیہ مجدّدیہ نے اپنے مکتوبات کو اصلاح احوال کا شاندار ذریعہ بنا کر ایسا تاریخی کام کیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت

www.maktabah.org

مجددؒ الف ثانی قدس سرہٗ السامی کے مکتوبات کو برصغیر کی تمام تبلیغی اور روحانی تحریروں میں ایک بلند مقام حاصل ہے۔ آپ کے مکتوبات سیاسی ناہمواریوں کی اصلاح دینی استفسارات کی تشریح اور تصوف کے رموز کی تصریحات کے سلسلہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ نے بھی اپنے مکتوبات سے اصلاحِ معاشرہ کا بڑا زبردست کام سر انجام دیا۔ مکتوبات معصومیہ کی جلد اوّل آپ کے صاحبزادہ خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت نے جمع کی۔ جسے پہلی بار مطبع نظامیہ کانپور نے شائع کیا۔ اسی طرح جلد دوم حضرت مولانا سیّد مشرف حسین بن میر عماد الدّین ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمائی۔ اور پہلی بار لدھیانہ پریس میں طبع ہوئی۔ مکتوبات معصومیہ کی تیسری جلد خواجہ محمد معصوم بخاری قدس سرہٗ الباری نے ترتیب دی جسے پہلی بار امرتسر سے طبع کیا گیا۔ ان بلند پایۂ تحریروں کے مکتوب الیہم عالمگیری دَور کے امراء۔ پردہ نشین خواتین، اعلیٰ منصب دار، مغل فوج کے سپہ سالار اور عالم اسلام کے اعیان مملکت تھے۔ یہ لوگ آپ کے مکتوبات کے نہ صرف مخاطبین تھے بلکہ حلقۂ ارادت میں منسلک بھی تھے۔ اسی طرح خواجہ محمد نقشبند مجددی سرہندی کے مکتوبات تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ دو جلدوں پر مشتمل ہیں اور وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول کے نام سے شائع ہوئے۔ غرضیکہ خانوادۂ مجددیہ کے مشائخ نے مکتوبات کی زبان میں بات کی۔ مکتوبات سے دِلوں کو مسحور کیا۔ اور مکتوبات سے ہی سیاسی زندگی میں انقلاب پیدا کیا۔

مکتوبات معصومیہ نے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کو خصوصی طور پر اپنا مخاطب بنایا۔ اس بادشاہِ دین پسند نے آپ کی تربیت سے باطل قوتوں کو نیست و نابود کر دیا۔ کفر و الحاد کے طوفانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ دین کے خلاف ابھرنے

www.maktabah.org

والے فتنوں کو زیر زمین دفن کر دیا۔ پھر ساتھ ساتھ اپنے نفس کی اصلاح میں یہاں تک کامیاب ہوا۔ کہ مغل سلطنت کا یہ شہنشاہ روزِ روشن تو خدمتِ خلق میں مصروف رہتا اور رات کو خاموش تنہائیوں میں سر بسجود ہوتا۔ رعایا کے آرام کے لئے شب و روز صرف کرتا۔ مگر خود قرآن نویسی اور ٹوپیوں کی سلائی سے جو ملتا اسے اپنی قوتِ لایموت بناتا۔ ان مکتوبات پہ نگاہ ڈالی جائے

ان مکتوبات پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی نگاہِ فیض اثر نے اورنگ زیب عالمگیر کی قدم قدم پر راہنمائی فرمائی۔ جنگ اقتدار۔ جنگِ دکن، جنگِ قندھار، پھر مرہٹوں سے نبرد آزمائی، بے دینوں کی شورش اور ملاحدہ کی سرکشیوں غرضیکہ برصغیر کی تمام فکری اور سیاسی تحریکوں میں حضرات مجددیہ نے سہارا دیا۔ اورنگ زیب عالمگیر کی روحانی اور دینی نگرانی پر حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ اپنے بیٹے سیف الدین مجددی کو ۱۰۹۰ھ میں مقرر فرمایا۔ جو ہر وقت لشکر گاہ اور ملکی مہمات میں شریک رہ کر بادشاہ کی اصلاح کرتے رہتے تھے۔ مغل دربار کی اصلاح و نگرانی کے اثرات نے برصغیر کی معاشرتی زندگی پہ اسلامی رنگ کو نمایاں کر دیا۔ اور یہی وہ زمانہ تھا۔ جو برصغیر کی تاریخ میں اعلیٰ دینی اور اسلامی اقدار کا سنہری دور مانا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی قدس سرہٗ نے برصغیر پاک و ہند کی معاشرتی اور روحانی اصلاح کے ساتھ ساتھ سارے عالم اسلام کو سلوک مجددیہ سے مالامال کر دیا۔ آپ کے خلفاء سرہند سے تربیت پا کر اٹھے۔ تو افغانستان سے ہوتے ہوئے کوہِ ہندوکش سے آگے بڑھ کر کوہ قراقرم کے اس پار کے دور دراز

www.maktabah.org

علاقوں میں پھیل گئے۔ وہاں کے خوانین اور سلطانین نے سلوک مجدّدیہ سے استفادہ کیا۔ دوسری طرف خانوادۂ مجدّدیہ کے خلفاء نے شمالی ترکستان سے آگے نکل کر وسطی روس تک اپنی خانقاہیں اور درسگاہیں قائم کیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی ایک جماعت چین اور ختناء کے شمالی صوبوں تک جا پہنچی۔ اور کاشغر سے آگے علاقوں میں نقشبندیہ مجدّدیہ سلسلہ کی اشاعت کی۔ ان علاقوں کی روحانی تربیت کے علاوہ اسی کتاب کے مقدمہ (مرتبہ محمد اقبال مجدّدی) میں حضرات مجدّدیہ کی ان کوششوں کی بھی تفصیل ملے گی۔ جن کی روشنی میں ترکی، شام عرب اور مصر سے آگے بڑھ کر کئی افریقی ممالک میں سلسلۂ مجدّدیہ کو رواج ملا آپ کے خلیفہ مراد شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے سلسلۂ کے جلیل القدر شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آثار و انوار تو آج تک ممالک عرب و شام میں ملتے ہیں۔

روضۃ القیومیہ کی جلد اوّل کی اشاعت کے بعد خانوادہ مجدّدیہ سے وابستہ اہلِ علم حضرات نے راقم کی مساعی محقرہ کو جس انداز سے سراہا۔ اور اس سلسلہ میں کئے جانے والے کام کی جس انداز میں پذیرائی کی۔ اس پہ اللہ کا جس قدر شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔ ان حضرات نے اس کتاب کے مطالعہ کے لئے جس تشنہ کامی کا اظہار کیا ہے۔ وہ میرے لئے کسی داد و تحسین سے کم نہیں۔ اس گئے گذرے دور میں بھی مجدّدی سلوک کی ضیا باریاں دلوں کو منوّر کئے ہوئے ہیں ملک اور بیرون ملک کے بہت سے مشائخ مجدّدیہ نے اپنے مکتوبات کے ذریعہ میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اس نایاب مرقع مجدّدیہ کو زیورِ طبع سے آراستہ کرنے اور حواشی و تعلیقات سے مزیّن کرنے پہ دلی خلوص اور محبت سے نوازا

www.maktabah.org

ہے۔ کس کس کا نام لوں؟ کس کس کا شکریہ ادا کروں؟ کس کس کی آمد پہ آنکھیں فرشِ راہ کروں؟ کس کس کی دعا، پہ اللہ کا شکر ادا کروں؟ کس کس کی نظر التفات پہ سرِ تسلیم خم کروں؟

کس کس کی یاد ہے میرے دِل میں بسی ہوئی

خانوادۂ مجدّدیہ کے ایک بزرگ جو قدم قدم پہ کتاب کی اشاعت اور طباعت میں میرے ساتھ رہے۔ وہ قابلِ صد ستائش ہیں۔ وہ ہیں صاحبزادہ سیّد عاشق حسین شاہ صاحب مجدّدی سرہندی مدّظلہ العالی (مسند آرائے ۱۳۷۰ھ) بن حضرت سید امیر محمّد شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۳۴۵ھ) بن سید محمد حسن شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۳۱۴ھ) بن سیّد محبوب علی شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۲۷۹ھ) بن سیّد فیض علی شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۲۶۱ھ) بن سیّد عبدالرحیم شاہ میر لالہ شاہ غازی سرہندی (مسند آرائے ۱۲۲۷ھ) بن سیّد حفیظ اللہ شاہ سرہندی (مسند آرائے ۱۱۷۳ھ) بن سیّد شیر علی شاہ سرہندی قدس سرّہم العالیہ۔ صاحبزادہ صاحب کے پاس حضرات مجدّدیہ کی قلمی اور مطبوعہ کتابوں کا ایک گراں قدر ذخیرہ موجود ہے جس سے اہلِ تحقیق استفادہ کرتے رہتے ہیں۔

کتاب کی ترتیب و حواشی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں خانوادہ مجدّدیہ کی جن بے شمار حوالہ جاتی کتابوں کی زیارت کا موقعہ ملا۔ وہ میری زندگی کا ایک علمی سفر اور مطالعاتی خوشگوار تجربہ ہے۔ ان کتابوں کے حصول کے لئے مجھے ملکی اور قومی لائبریریوں کے علاوہ کتاب دوست حضرات کے ذاتی کُتب خانوں کے

www.maktabah.org

ستائیس

دروازوں پر دستک دینے کی بھی سعادت ملی - اِن احبابِ علم نے جس خندہ پیشانی سے اپنے نادر و نایاب خزینے میرے سامنے لا کر سجا دیئے ۔ مَیں ان کا کس زبان، کس بیاں، کس اسلوب، کس انداز اور کس عقیدت سے شکریہ ادا کروں -

اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ فِي عِلْمِهِمْ وَ فِيْ

مَالِهِمْ وَ فِيْ حَالِهِمْ

اقبال احمد فاروقی

۱۸۱ ریواز گارڈن
لاہور

www.maktabah.org

www.maktabah.org

مقدمہ

محمد اقبال مجددی،

بہ شکریہ

مکتبہ سراجیہ خانقاہِ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی شریف
ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان،

www.maktabah.org

حضرتِ خواجہ محمدؐ معصوم قدس سرہ

حضرتِ خواجہ، حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین، مرجع خلائق، مصلح، انتہائی پابند شرع، قاطع بدعت، اسلاف کے صحیح ترین مقلد، سیاسی امور میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے متبع اور "عروۃ الوثقیٰ" کی جامع ترین تصویر تھے۔

ولادت

حضرت خواجہ محمد معصوم کی ولادت بستی ملک حیدر (قریباً دو میل خام از سرہند) میں شوال ۱۰۰۷ھ / مئی ۱۵۹۹ء کو ہوئی۔[1] اسم گرامی محمد معصوم، کنیت ابوالخیرات، لقب مجد الدین اور خطاب عروۃ الوثقیٰ ہے۔ آپ سولہ سال کی عمر میں تحصیلِ علم سے فارغ ہو گئے۔ حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری[2] (ف ۱۰۴۰ھ / ۱۶۳۰ء) خلیفہ

---

[1] صفر احمد معصومی: مقاماتِ معصومیہ۔ قلمی (نسخہ ب) صد ۸۲

سال ولادت میں اختلاف ہے۔ مولف حضرات القدس (۲ / ۲۶۲) نے ۱۰۰۹ھ لکھا ہے اور اس کی اتباع جواہر علویہ، مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ اور مولف خزینۃ الاصفیاء نے کی ہے حالانکہ مولف حضرات القدس سے سہو ہوا ہے۔ انہوں نے خود حضرت مجدد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ محمد معصوم کی ولادت میرے لیے بہت مبارک ثابت ہوئی ہے کیونکہ اس ولادت سے چند ماہ بعد مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی ملازمت نصیب ہوئی۔ یہ مسلمہ ہے کہ حضرت مجدد، حضرت خواجہ سے ۱۰۰۷ھ میں منسلک ہو گئے تھے۔ لہٰذا حضرت خواجہ محمد معصوم کا صحیح سالِ ولادت ۱۰۰۷ھ ہے۔ زبدۃ المقامات اور مقاماتِ معصومیہ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے (زید ابوالحسن: مقاماتِ خیر ۵۹)

[2] صفر احمد: مقامات معصومیہ صد ۱۱۳

www.maktabah.org

حضرت مجددؒ اور اخوند سجاول سرہندی (مولف شرح وقایہ) اور سلطان العلماؒ ملاّ بدرالدین سلطانپوریؒ[1] سے آپ نے تحصیلِ علم کی۔ اور قیام حرمین الشریفین کے دوران آپ نے اپنے خلیفہ مولانا سیّد زین العابدین محدث مدنی سے اجازتِ حدیث بھی لی تھی۔[2]

منصبِ ارشاد

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا تھا اور اپنے ایک مکتوب بنام حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم میں بہت واضح طور پر تحریر فرمایا :

"بعد نماز بامداد مجلس سکوت داشتم ظاہر شد کہ خلعتے کہ داشتم از من جدا شد و خلعت دیگر بمن متوجہ شد کہ بجائے آن خلعت نشیند بخاطر آمد کہ این خلعتِ زائلہ را بکسے خواہند دادیا نہ و آرزوے آن شد کہ اگر آن را بدہند بہ فرزندی ارشدی محمد معصوم بدہند بعد از لمحہ دید کہ بفرزندی مرحمت فرمودند وآن خلعت او را بتمام پوشانیدند و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیت بودہ است کہ بہ تربیت و تکمیل تعلق داشتہ[3] ...... الخ

حضرت امامِ ربّانی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرما دی ہے کہ اس خلعت سے مراد منصب قیومیت ہے جو ارشاد و تعلیم و تربیت سے عبارت ہے۔

حسنات الحرمین اور روضۃ القیومیہ میں ہے کہ قیامِ حرمین کے دوران آپ

---

1. صفراحمد : مقاماتِ معصومیہ ص ۱۳۱ ۸
2. ایضاً : ص ۴۸
3. مجدد الف ثانی : مکتوبات ۴/۲ ۱۰

www.maktabah.org

کو الہام ہوا کہ "تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لیے پیدا کیا گیا ہے[1]۔"

چنانچہ آپ سے خلقِ کثیر نے ظاہری و باطنی علوم میں فیض پایا اور طالبانِ حق کو اس فیض سے بہرہ ور کرتے رہے[2]۔

آپ کا وصال ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ/۱۷ اگست ۱۶۶۸ء کو سرہند میں ہوا۔

اولاد و خلفاء۔

حضرتِ خواجہ کے چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں یعنی حضرت صبغت اللہ، حضرت محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ، خواجہ عبید اللہ مروج الشریعت، شیخ محمد اشرف، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد صدیق۔ دخترانِ عفت مآب میں امۃ اللہ، عائشہ، عارفہ، عاقلہ اور صفیہ کے اسمائے گرامی ان کی اولادِ مبارک اور ان سب کے احوال و مقامات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے[3]۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نفس گرم، توجہ مبارک اور صحبت میں کچھ ایسی برکت دی تھی کہ آپ کے حینِ حیات ہی آپ کے خلفائ پورے عربستان، ماوراء النہر

---

[1] روضہ ۹۸/۲ و حواشی حسنات الحرمین۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت "اولاد و خلفاء"

[3] ان حضرات کی اولاد گرامی کے حالات و انساب کے لیے ملاحظہ ہو:

احمد کی : ہدیۂ احمدیہ۔ کانپور

محمد حسن جان : انساب الانجاب۔ طبع ٹنڈو سائیں داد سندھ

زید ابوالحسن : مقاماتِ خیر۔ طبع دہلی ۱۳۹۲ھ ص ۱۶۱

محمد فضل اللہ مجددی : عمدۃ المقامات۔ طبع ٹنڈو سائیں داد سندھ ۱۳۵۵ھ

www.maktabah.org

اور افغانستان سے سرہند تک اس طرح پھیل گئے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ دعوت و عزیمت کے مبارک منصب پر فائز ہو کر آپ جہان کو منور فرما رہے ہیں۔ حضرت شاہ محمد مظہر نے لکھا ہے کہ آپ کے دستِ مبارک پر نو لاکھ افراد نے بیعت کی اور آپ کے خلفاء تقریباً سات ہزار تھے۔[1]

مولف مقاماتِ معصومیہ نے جو آپ کے نواسے تھے، آپ کے بہت سے خلفاء کے نام ان کی وطنی نسبتوں سمیت تحریر کیے ہیں جن میں سے بعض کی صحبت انہیں میسر آئی تھی۔ انہوں نے ان میں تیس خلفا کے مفصل حالات بھی لکھے ہیں۔[2]

حضرتِ خواجہ کی تصانیف

اگرچہ حضرتِ خواجہ کو دعوت و ارشاد کے سلسلہ میں بے پناہ مصروفیت کے باعث علمائے اسلام کی طرح تصنیف و تالیف کے مواقع میسر نہیں آئے لیکن اس کے باوجود آپ نے طالبانِ حق کی راہنمائی کے لیے اپنے مکتوبات کی تین ضخیم جلدیں اور کئی رسائل یادگار چھوڑے ہیں۔

مکتوباتِ معصومیہ

اپنے والد بزرگ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی طرح آپ نے بھی اپنے مکتوبات جمع کروانے کا اہتمام فرمایا تھا اور یہ تینوں جلدیں آپ کے حین حیات ہی میں یعنی بترتیب ۱۰۶۳، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳ھ میں مرتب ہو کر ہدایت و روحانی رہنمائی

---

[1] محمد مظہر مجددی : مناقب احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ۔ ۳۴

[2] آپ کے بعض عرب اور مقیم عربستان خلفاء کے کمالات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا تحت "حضرتِ خواجہ کا قیام حرمین"

www.maktabah.org

کے سرچشمہ کا کام دینے لگی تھیں۔ آپ کے مکتوبات کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں مکتوبات حضرتِ مجدد کے بعض مغلق مقامات اور بعض توضیح طلب امُور کو نہایت ہی واضح الفاظ میں بیان کر کے اس سلسلہ علیہ پر بڑا احسان کیا ہے[1]۔

یواقیت الحرمین

مکاشفاتِ غیبیہ

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفات پر مشتمل ہے حضرت مجدد ؒ نے متفرق اوراق پر اپنے مکاشفات تحریر فرمائے تھے۔ جسے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ نے مستقل رسالہ کی شکل دے دی ۔مقاماتِ معصُومیہ میں ہے۔

"مکاشفاتِ غیبیہ را حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) قدسنا اللہ تعالےٰ بسرہ الاقدس ومبدا، ومعاد را خواجہ محمد صدیق بدخشی قدس سرہٖ جمع نمودہ اند، یعنی خطبہ آنہا از خود ساختہ در رسائل یافتہ من البدایت الی النہایت عبارت حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ تعالیٰ عنہ[2]...."

حضرتِ خواجہ نے اس رسالے پر ۱۰۵۱/۱۶۴۱ میں خطبے کا اضافہ[3] فرمایا تھا۔

---

[1] مکتوباتِ معصومیہ کی یہ تینوں جلدیں دو مرتبہ شائع ہو چکی ہیں۔ دوسری مرتبہ جناب ڈاکٹر غلام مُصطفیٰ خان نے مرتب فرما کر شائع کیے۔

[2] صفراحمد: مقاماتِ معصومیہ ''

[3] خطبۂ حضرت خواجہ محمد معصوم در ابتدا مکاشفاتِ غیبیہ۔ طبع کراچی ۵

www.maktabah.org

ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب کے مختصر مقدمہ[1] کے ساتھ یہ رسالہ ۱۹۶۵ء میں ادارہ مجددیہ کراچی نے پہلی مرتبہ مع اُردو ترجمہ مکاشفاتِ غیبیہ مجددیہ کے نام سے شائع کیا۔

اذکارِ معصومیہ

حضرتِ خواجہ نے شب و روز کے اذکارِ مسنونہ کو ایک رسالہ کی صورت میں مرتب فرمایا تھا۔ حضرت خواجہ میرزا خان کو غفلت سے اجتناب کرنے اور رسالہ مذکورہ کے مطابق عمل کرنے کا حکم اس طرح فرمایا ہے :

این فقیر رسالہ اذکار و ادعیۂ ماثورہ موقتہ وغیر موقتہ باذکر فضائل بعضے از ان کتب احادیث معتبر نوشتہ است نقل آنرا فرستادہ مطالعہ خواهند فرمود[2]........ الخ

حضرت خواجہ نے اپنے ایک مکتوب بنام مولانا محمد حنیف میں اس کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں :۔

---

[1] حضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب مدظلہ نے اس رسالہ کے سرورق اور اپنے مقدمہ میں اسے خواجہ محمد ہاشم کشمی کا مرتبہ رسالہ لکھا ہے۔ حالانکہ رسالہ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں نہیں ہوتی کہ اسے خواجہ کشمی نے ترتیب دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ص۱۵ میں مندرج اجازت نامہ برائے خواجہ کشمی سے یہ قیاس فرمالیا ہے (مقدمہ ص۷) جبکہ اس رسالہ میں شامل دیگر اجازت ناموں میں بھی اجازت دہندگان کے اسماء اسی طرح درج ہوئے ہیں۔ پھر حضرت خواجہ کے نواسے میر صفر احمد کی شہادت مذکورہ بالا کے بعد قیاس آرائی کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسی طرح اس رسالہ کا نام مکاشفات غیبیہ جو قدیم کتابوں میں درج چلا آرہا ہے یکسر بدل دینا بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔

[2] محمد معصوم خواجہ : مکتوبات ۲/۱۰۱

www.maktabah.org

بعضے ازیں قسم وظائف اوراد و اعمال را ایں فقیر جمع نمودہ است۔[1]
یہ رسالہ چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔ اسے حکیم سیفی مرحوم نے باعانتِ محکمہ اوقاف لاہور
۱۳۸۴ھ میں خوبصورت کتابت وطباعت کے ساتھ شائع کیا۔

بیاض حضرت خواجہ محمد معصوم رح

اس بیاض میں حضرتِ خواجہ نے اپنے والد ومرشد بزرگ حضرت مجدد کے وہ اسرار و مکاشفات تحریر فرماتے تھے جو آپ نہ تو خلفاء کے سامنے بیان کرتے تھے اور نہ ہی عموماً ان اسرار کا اظہار کرتے تھے۔ بعد میں حضرت خواجہ اپنے مکاشفات بھی اسی بیاض میں تحریر کرتے رہے۔ حضرتِ خواجہ محمد ہاشم کشمی کی نظر سے یہ بیاض کئی مرتبہ گزری تھی، لکھتے ہیں :۔

ایں مخدوم زادہ (خواجہ محمد معصوم) راغایت اطلاع است بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود چہ آں معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و چہ غیر آں از اسرارِ خاصہ کہ در خلوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند و بعضے را از انہا در بیاضۂ خاصہ خود تسوید فرمودہ، چوں بایں بندہ نظر

---

[1] محمد معصوم خواجہ : مکتوبات ۱/۱۴
محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب نے مقدمہ مکتوبات معصومیہ (۱۵) میں مکتوب (۱/۱۴) کی مندرجہ بالا عبارت سے سہواً اس رسالہ کو مولانا محمد حنیف (مکتوب الیہ) کا جمع کردہ رسالہ قیاس فرمالیا ہے حالانکہ حضرت خواجہ کی عبارت بہت واضح ہے ـــــــــ
نیز صاحب عمدۃ المقامات (۲۶۸) نے حضرت خواجہ کے رسالۂ زبادر فن حدیث در کیفیت ادعیہ ماثورہ موقتہ وغیر موقتہ ...... کا جس طرح ذکر ہے اس سے عام قاری کو التباس ہو سکتا ہے کہ حضرت خواجہ نے فن حدیث پر ایک رسالہ تالیف کیا ہوگا لیکن ساتھ ہی مؤلف عمدۃ المقامات نے اس رسالہ کا جو موضوع بتایا ہے وہ واضح کر دیتا ہے کہ یہ زیر بحث رسالہ اذکار ہی ہے۔

www.maktabah.org

عنایتی داشتند و محرم می دانستند باکثر آنہا اطلاع بخشیدہ بودند بہ نقل بعضی اجازت فرمودہ[1]......

وبائے طاعون کے دوران بھی یہ بیاض حضرت خواجہ کے پاس تھی۔ اس وبا کے دوران بھی اس میں مکاشفات کا اندراج ہوا تھا۔ ایک مکاشفہ خواجہ کشمی نے حضرت خواجہ سے نقل کیا ہے[2]۔ اس مبارک بیاض سے مولانا بدرالدین سرہندی نے بھی حضرات القدس کی تالیف کے دوران استفادہ کیا تھا[3]۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں اس بیاض کی نقلیں اس سلسلہ کے بعض حضرات نے حاصل کر لی تھیں۔ مقاماتِ معصومیہ کے مؤلف جو حضرت خواجہ کے نواسے ہیں اس بیاض کے بکثرت اقتباسات دیتے ہیں۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ بیاض مقاماتِ معصومیہ کی تالیف (۱۱۳۴ھ/۱۷۲۲ء) تک موجود تھی۔ اگر روضۃ القیومیہ (حدود ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۰ء) اور عمدۃ المقامات (۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) کے مؤلفین نے زبدۃ، حضرات اور مقامات معصومیہ سے نقل کرنے کی بجائے اس بیاض کے اقتباسات براہ راست بیاض سے دیئے ہیں تو یہ اس کے ۱۸۱۸ء تک موجود ہونے کا ثبوت ہے۔

حضرات کا سفر حرمین الشریفین

صوفیۂ کرام اور خصوصاً مشائخ نقشبندیہ کی تحریرات میں اس "پاک سرزمین" پر

---

[1] محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات۔ طبع نولکشور ۳۱۸

[2] ایضاً ۲۷۲، ۱۹۱-۱۹۲

[3] بدرالدین سرہندی: حضرات القدس ۲/۱۰۸
اگر زبدۃ المقامات، حضرات القدس اور مقاماتِ معصومیہ میں سے اس بیاض کے اقتباسات یکجا کیے جائیں تو اس کا ایک خاکہ ضرور سامنے آسکتا ہے۔

www.maktabah.org

حاضر ہونے کی خواہش اور بسا اوقات نہایت اضطراب کے ساتھ حرمین شریفین کے بارے میں "مکاشفاتِ غیبانہ" کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت امام ربّانی قدس سرہ اسی مقدس سرزمین پر حاضری کے ارادہ سے نکلے تھے لیکن "کعبۂ مقصود" دہلی ہی میں مل گیا، پھر سرہند شریف میں "نزولِ کعبہ" کا واقعہ اور مکاشفہ اس ذوق وشوق کی نشاندہی کرتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں حج کے لیے ہندوستان سے روانہ ہوئے لیکن آپ کے ایک مکتوب سے جو ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء کا تحریر کردہ ہے آپ کے یہ سفر اختیار کرنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے[1]

حضرت خواجہ اپنے ایک خلیفہ شیخ بایزید بن بدیع الدین سہارنپوری کو اپنے ارادۂ سفر کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

امید داریم کہ اواخر ایں ماہ کہ ذی الحج باشد از بست و دوم تا بست و نہم انتقال از سرہند واقع شود و از راہ بندر سورت بہ کعبۂ مقصود وصول میسر آید........ ہر چند عقل عقیل نظر بہ عالم اسباب پابندمی شود لیکن در راہ عشق پارہ از بند عقل باید بر آمد[2]........ الخ

مکتوب کے اس اقتباس سے مفصلہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں :۔

حضرت خواجہ حج کے ارادہ سے ۲۲ ذی الحج کو سرہند سے روانہ ہوئے اور حدود ۲۹ ذی الحج کو بندر سورت سے گزرنے کی قیاسی تاریخ بتائی۔

حضرت خواجہ جب روانہ ہوئے تو یقیناً اس وقت سال روانگی ۱۰۶۷ھ تھا جیسا کہ حسنات کے ابتدائیہ میں مترجم نے وضاحت کی ہے۔ اس لیے اس مکتوب کا سال تحریر ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء متعین ہو جاتا ہے۔

---

[1] محمد معصوم ، مکتوبات ۲/ ۷۰

[2] ایضاً ۲/ ۷۴

www.maktabah.org

حضرات صاحبزادگان ہندوستان کے مختلف شہروں کے طویل سفر اور سلسلہ مجددیہ کے بزرگوں کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے سورت پہنچے تھے۔

حضرات جب سرہند شریف سے رخصت ہوئے تو پہلا قیام پانی پت کی بڑی مسجد میں ہوا۔[1] بہت سے مزارات کی زیارت کے لیے بھی گئے۔ سب سے پہلے اپنے جد بزرگ حضرت شیخ عبدالاحد، پھر امام رفیع الدین[2] اور حضرت مجدد اور پھر پانی پت میں مزار حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر اور شیخ احمد ترک، دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین اولیا، شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، امیر خسرو وغیرہ[3]

حضرات دیگر کئی مزارات پر بھی گئے حضرت خواجہ محمد نعمان بدخشی خلیفہ حضرت مجدد، اور حضرت مجدد کے شہرۂ آفاق سوانح نگار مولانا محمد ہاشم کشمی کے مزار پر خصوصیت سے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت وحدت لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ محمد سعیدؒ قدس سرہ نے جب برہانپور کے قیام کے دوران خواجہ کشمی کے مزار پر جانے کا قصد کیا تو عالم مثال میں وہ ہمارے استقبال کے لیے آتے ہوئے معلوم ہوئے جس کا انہوں نے دور سے ہی ادراک کر لیا:

قال سیدنا الشیخ (محمد سعید) فی برهانپور لما اردت زیارت قبر خلیفه مجدد الالف الثانی خواجه هاشم البدخشی استقبلنی من مقامه فادرکنی علیٰ مسافة[4] ..... الخ

---

[1] صفر احمد: مقاماتِ معصومیہ ۴۸۴

[2] وحدت عبدالاحد سرہندی: لطائف المدینہ۔ قلمی ورق ۱۲-و

[3] ایضاً: ورق ۱۲-ب-۱۳-و ہر مزار کی خصوصیات اور ان پر اپنے مکاشفات کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

[4] ایضاً: ورق ۱۳-ب

www.maktabah.org

اسی طرح یہ حضرات اس سلسلہ کے دوسرے اصحاب کے مزارات پر بھی حاضر ہوئے جن کی تفصیل حضرت وحدت نے لطائف المدینہ میں دی ہے۔

مختلف مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً تمام صاحبزادگان اس سفر میں شریک ہوئے۔ اگر روضۃ القیومیہ کے اس بیان پر اعتماد کیا جائے تو یہ ایک بہت بڑا اہل اللہ کا لشکر تصور کیا جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں :

حضرت خواجہ اپنے دونوں بھائیوں (حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد یحییٰ) اور سات ہزار خاص مریدوں جن میں دو ہزار آپ کے خلفاء اور سات سو حضرت مجدد کے، جن میں سو بڑے خلفاء بھی تھے..... روانہ ہوئے[1].....

حضرت خواجہ کے خلفا ساکن حرمین

حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے کئی خلفا حرمین الشریفین میں مقیم اور ارشاد و تبلیغ اور درس و تدریس میں مصروف تھے ان سب کے حالات اور کمالات کا احاطہ اس مقدمہ میں مشکل ہے چند شخصیات کا مجمل تعارف کروایا جا رہا ہے۔

شیخ مراد شامی[2]

اگرچہ ان کا قیام شام اور دمشق میں تھا لیکن اکثر حرمین الشریفین میں مقیم رہتے تھے۔ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کے ماہر تھے۔ ان کے والد شیخ علی "سمرقند کے نقیب الاشراف" تھے۔ شیخ مراد ہندوستان آئے اور حضرت خواجہ محمد معصوم سے

---

[1] کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/ ۸۹

[2] ان کا پورا نام و نسب اس طرح ہے۔ شیخ مراد بن علی بن داؤد بن کمال الدین بن صالح ابن محمد حسینی حنفی بخاری نقشبندی (مرادی : سلک الدرر ۴/۱۲۹)

www.maktabah.org

استفادہ کیا۔ واپسی پر بلادِ عجم کا سفر بھی کیا، سمرقند اور بلخ کے مشائخ سے ملے اور مشہور شاعر مرزا صائب سے ایران میں ملاقات ہوئی۔ دوسرے حج کے بعد ۱۰۸۰ھ/۱۶۷۰ء میں وہ دمشق گئے۔ ۱۰۹۲ھ/۱۶۸۱ء میں رُوم اور قسطنطنیہ کے سفر کے بعد ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۶ء میں تیسری مرتبہ حج کیا اور ایک سال حرمین الشریفین میں مقیم رہے۔ ۱۱۱۹ھ/۱۷۰۸ء میں انھوں نے چوتھی مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے اپنے علاقے میں ایک مدرسہ قائم کیا جو مدرسۂ نقشبندیہ کہلاتا تھا۔

شیخ مراد کو دس ہزار احادیث مع اسناد حفظ تھیں۔ ان کی وفات ۲۱ ربیع الآخر ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء میں جامع ابی ایوب خالد انصاری میں ہوئی اور مدفن درس خانہ مدرسہ المعروفہ محلہ نیشانجی پاشا قسطنطنیہ ہے۔[۱]

شیخ مراد کے جو حالات ان کے علاقائی ماخذ میں بیان ہوئے ہیں ان کی روشنی میں سرہند میں تالیف ہونے والے اعتقادی تذکروں میں بہت سی غلطیوں کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ مثلاً سب سے زیادہ مبالغہ مؤلفِ روضۃ القیومیہ[۲] نے کیا ہے کہ شیخ مراد امی محض تھے، حالانکہ شیخ مراد کی قریب العہد اور ان کے پوتے کی تالیف سلک الدرر کے حوالے سے ہم لکھ آئے ہیں کہ وہ حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے ان کے اساتذہ کے نام بھی لکھے ہیں۔ مقاماتِ معصومیہ میں ان کے نام کی نسبت "کشمیری ثم شامی" سے

---

[۱] مرادی محمد خلیل : سلک الدرر ۴/ ۱۲۹-۱۳۰

شیخ مراد کے سال وفات میں تذکرہ نویسوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مؤلف مقامات معصومیہ نے حدود ۱۱۲۴ یا ۱۱۲۵ھ لکھا ہے (۸۴۳) ظاہر ہے کہ مؤلف سلک الدرر شیخ مراد کے اخلاف میں تھے اس لیے ہم نے ان کے مندرجہ سال وفات ۱۱۳۲ھ کو ترجیح دی ہے جب کہ مؤلف مقاماتِ معصومیہ نے صحیح سال کے تعین کی بجائے "حدود" لکھ کر اس باب میں اپنی اپنی لاعلمی کا اظہار فرمایا ہے۔

[۲] روضہ ۲/ ۲۳۷ ہم نے مقاماتِ معصومیہ کے حواشی میں ایسے متضاد بیانات کی نشاندہی کر دی ہے۔

www.maktabah.org

اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اصلاً کشمیر کے ہوں گے یا کشمیر آکر مقیم ہوتے ہوں لیکن ان کے علاقائی مآخذ اس کی تصدیق نہیں کرتے اور نہ ہی رجال کشمیر کے سلسلہ میں کشمیری مآخذ۔[1]

مؤلف روضۃ القیومیہ نے لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ حج کے لیے حجاز مقدس میں حاضر ہوئے تو شیخ مراد بھی کئی ہزار شامیوں کے ہمراہ حضرت کے استقبال کے لیے مکہ میں حاضر ہوتے۔[2] تاہم یہ امر مسلمہ ہے کہ ان کی وجہ سے شام اور ترکی میں سلسلہ نقشبندیہ کو بڑا فروغ ہوا۔ شیخ مراد کئی کتابوں کے مؤلف بھی تھے انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد کے بعض حصوں کا عربی میں ترجمہ بھی کیا تھا۔[3] ایک رسالہ فی آداب الطریقۃ النقشبندیہ[4] اور نقشبندی سلسلہ کے آداب پر بہت سے رسائل اور مکتوبات وغیرہ ہیں۔[5]

شیخ مراد کی سب سے مشہور تالیف "المفردات القرآنیہ" ہے، جو دو جلدوں میں ہے۔ اس میں آیات کی تفسیر اس طرح ہے کہ پہلے عربی میں پھر فارسی اور آخر میں ترکی زبان میں کی گئی ہے ـــــ یہ کتاب سلک الدرر کی تالیف تک علماء میں

---

[1] تاریخ کشمیر اعظمی میں جن شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری نقشبندی کے حالات ملتے ہیں ان کے والد کا نام مفتی محمد طاہر ہے جب کہ زیر نظر شخصیت کے والد کا نام شیخ علی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے ہمارا مقالہ شیخ محمد مراد ٹنگ کشمیری (مشمولہ نورِ اسلام۔ اولیائے نقشبند نمبر) البتہ فہرست سازوں نے جامع المفردات کے بیان میں مؤلف کے نام کے ساتھ کشمیری لکھا ہے۔ جس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید شیخ مراد نے خود بھی اپنے نام کے ساتھ کشمیری لکھا ہو۔

[2] روضہ ۲/ ۹۳

[3] صفر احمد : مقاماتِ معصومیہ ۱۴۱ ۸

[4] بغدادی، اسمٰعیل : ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۱۶ طبع بیروت

[5] مرادی : سلک الدرر ۴/ ۱۳۰

کحالہ عمر رضا : معجم المؤلفین ۱۲/ ۱۱ طبع بیروت

www.maktabah.org

بہت ہی مقبول تھی۔[1]

ہمیں بعض مستند ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جامع المفردات کے چند نہایت خوشخط قلمی نسخے ترکی کے کتب خانوں میں اب تک محفوظ ہیں۔

شیخ محمد مراد کے دونوں صاحبزادے شیخ محمد دمشقی مرادیؒ[2] (ف ۱۱۶۹ھ/ ۱۷۵۵ء) حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی کے خلیفہ تھے۔[3]

شیخ محمد مراد، حضرت خواجہ کے فرزندوں کا بھی اسی طرح احترام کرتے تھے۔ جب حضرت خواجہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ محمد صبغۃ اللہ حج کے لیے گئے تو شیخ محمد مراد نے حاضر خدمت ہو کر ایک لاکھ روپے بطور نذر پیش کیے۔[4]

سیّد زین العابدین یمنی محدث مدنی

حضرت خواجہ کے عرب خلفا میں ان کا نام بھی سرفہرست ہے۔ روضۃ القیومیہ کے ایک بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ سید زین العابدین عرب سے سرہند میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے تھے۔[5] حضرت خواجہ نے اپنے قیام حرمین الشریفین کے دوران

---

[1] مرادی : سلک الدرر ۴/۱۳۰

[2] مرادی : سلک الدرر ۴/۱۱۴ - ۱۱۶ (مفصل حالات)

[3] کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/۲۹۷

[4] صفر احمد : مقامات معصومیہ ۹۴۲ [5] کمال الدین محمد احسان : ۲/۲۴۴

www.maktabah.org

ان سے اجازتِ حدیث لی تھی[1]۔ حضرت خواجہ کا ایک عربی مکتوب بھی ان کے نام ہے[2]۔

ان کے علاوہ بھی حضرت خواجہ نے کئی علماءِ حرمین کو اجازتِ ارشاد دی تھی، ان میں سے بعض کے اسماء تذکروں میں محفوظ ہیں۔

شیخ عمر و شافعی یمنی نے بھی آپ سے خلافت پائی اور اپنے پیر کی اتباع میں حنفی مسلک اختیار کرنا چاہا لیکن حضرت نے منع کیا۔ یمن میں ان سے اس سلسلہ کو بڑا فروغ ہوا۔

خواجہ محمد صادق بخاری بھی حضرت کی طرف سے عرب میں ہی مصروف کار تھے[3]۔ مولانا عبداللہ حجازی بھی آپ کے خلیفہ تھے اور شیخ مراد کے ہمراہ حضرت خواجہ کی حرمین الشریفین سے واپسی کے وقت مکہ میں حاضر تھے[4]۔ اسی طرح مولانا محمد امین بدخشی جو حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ، ان کے سوانح نگار اور حضرت خواجہ سے بھی منسلک تھے وہ عربستان میں نہ صرف سلسلۂ نقشبندیہ کی اشاعت میں مصروف تھے بلکہ ان کی بدولت مخالفین سلسلہ مجدّدیہ کی مخالفت فرو ہوئی اور انہوں نے اس سلسلہ میں تحریری طور پر بہت اہم کام کیا[5]۔

حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے اثرات

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کے سفرِ حرمین کے بڑے مثبت اثرات مرتب

---

[1] صفر احمد : مقاماتِ معصومیہ ۴۸

[2] محمد معصوم : مکتوبات ۲/۱۴۱ - ان کی نسبت یمنی روضۃ القیومیہ سے اور محدث مدنی کا لقب مقاماتِ معصومیہ سے ماخوذ ہے۔

[3] محمد احسان : روضہ ۲/۲۴۴

[4] ایضاً : ۲/۱۱۴

[5] تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ ہذا تحت حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ مجدّدیہ۔

www.maktabah.org

ہوئے تھے اور ان اثرات کے بہت سے پہلو ہیں۔ ہم صرف دو نکات پر بحث کر رہے ہیں۔

اوّل اس سفر کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ نقشبندیہ۔

دوم اس سلسلہ کی نشر و اشاعت عربستان میں۔

آپ کے قیام حرمین کے دوران تالیف ہونے والی کتب سلسلہ

ان سنین (۱۰۶۷-۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۷-۱۶۵۸ء) میں سلسلہ مجددیہ پر ہندوستان اور عرب میں کئی اہم کتابیں مرتب ہوئیں۔ جن میں اوّل کتب مناقب و احوال دوم حضرتِ خواجہ اور اعیان سلسلہ کی تائید میں مؤثر کتب اور سوم حقیقتِ کعبہ کے مسئلہ پر کئی رسائل اس دوران تالیف ہوئے جن کا مختصر تعارف یہ ہے:

(۱) لطائف المدینہ ۔ حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندی نے اپنے والد حضرت خواجہ محمد سعید سرہندی کے احوال، ملفوظات اور سفر حرمین کے دوران آپ کے مکاشفات فصیح عربی زبان میں ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء کو ہی مرتب کر لیے تھے۔ مولانا محمد امین بدخشی نے نتائج الحرمین میں حضرت خواجہ محمد سعید کے جن مکاشفات کو حضرت وحدت کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اس رسالہ سے ماخوذ ہیں۔ ہم نے تحقیق و حواشی سے اس اہم رسالہ کو مرتب کر لیا ہے انشاء اللہ جلد طبع ہو جائے گا۔

(۲) مولانا بدخشی نے لکھا ہے کہ مخدوم زادوں نے اپنے قیامِ حرمین کے دوران اپنے مکاشفات پر کئی رسائل لکھے تھے۔ ان میں حضرت وحدت کے نام کے ساتھ علامہ محمد فرخ مجددی کے رسالہ مکاشفات کا بھی ذکر کیا ہے۔[1]

---

[1] بدخشی محمد امین : نتائج الحرمین ورق ۲۴۴ ب ۲۴۵ - ا
بدخشی : مقامات احمدیہ و معصومیہ ۴۵ (اردو ترجمہ طبع لاہور)

www.maktabah.org

(۳) مولانا بدخشی نے ہی صراحت کی ہے کہ اس قیام کے دوران حضرت خواجہ سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم نے حضرت خواجہ کے مناقب لکھ کر بدخشی کو دیے کہ وہ انہیں نتائج الحرمین میں شامل کر لیں۔[1]

(۴) مؤلفِ حضرات القدس مولانا بدرالدین سرہندی کے فرزندوں نے حضرتِ خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد کے حالات پر اس دوران کئی رسائل تالیف کیے۔ مولانا بدخشی لکھتے ہیں:

"شیخ بدرالدین و فرزندان او در مناقب ایشان رسالہا و مکتوبہا و کرامتہا جمع کردہ اند۔"[2]

(۵) تالیفات مولانا محمد امین بدخشی: حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ مولانا بدخشی نے بھی اس دوران میں کئی اہم کتابیں تالیف کیں۔ ان کی کتابوں کی خاصی تعداد ہے۔ ان میں ہم صرف متعلقہ کتابوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

مقاماتِ احمدیہ و مناقب حضرات المعصومیہ۔ یہ کتاب مولف نے حضرت خواجہ کے حرمین الشریفین میں حاضر ہونے پر عربی زبان میں لکھی تھی۔ نتائج الحرمین کی تکمیل حدود ۱۰۹۳ھ/۱۶۸۲ء کے بعد اس کا خلاصہ فارسی زبان میں بھی کیا تھا۔ نیز انہوں نے وضاحت کی ہے کہ مجھے "علوم و معارف و مناقب حضرت خواجہ پر کئی رسائل لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔"[3]

---

[1] بدخشی: مناقب احمدیہ و مقامات معصومیہ ۴۸

[2] بدخشی: نتائج الحرمین۔ ورق ۲۹۳۔ ا، ب

[3] بدخشی: نتائج الحرمین۔ ورق ۲۷۸۔ ب

رسالہ مناقب احمدیہ و مقاماتِ معصومیہ کا ایک بہت ہی غیر مربوط اور متن سے خاصا مختلف سا اردو ترجمہ لاہور سے ۱۹۴۰ء میں طبع ہوا تھا۔

www.maktabah.org

مولانا بدخشی کی سب سے اہم کتاب نتائج الحرمین ہے جو تین ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کا بنیادی موضوع حضرت شیخ آدم بنوڑی (ف ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) کے احوال، مناقب اور افکار کا بیان ہے لیکن ضمناً اس میں سلسلہ مجددیہ کے بارے میں ایسی معلومات درج ہوگئی ہیں جن سے دوسرے مآخذ یکسر خالی ہیں مثلاً اس کی تیسری جلد میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اسرارہم کے حالات و کمالات کا بہترین طریقہ سے تذکرہ کیا گیا ہے، خصوصاً حضرات کے سفر حج کی سب سے زیادہ تفصیلات اس میں درج ہوئی ہیں کیونکہ اس کے مؤلف حضرت خواجہ کے قیام حرمین کے دوران ہمہ وقت حضرت خواجہ کے ہمراہ رہتے تھے۔ نیز حضرت شیخ آدم بنوڑی کے ہجرت حرمین (۱۰۵۳ھ) سے لے کر سال تکمیل (۱۰۹۳ھ/۱۶۸۲ء) تک حرمین الشریفین میں سلسلہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت کیلئے جو سعی کی گئی اس کی سب سے زیادہ معلومات کی حامل بھی یہی کتاب ہے۔

(۶) مناقب کے ساتھ ساتھ اس قیام کے دوران بعض حاسدین نے حضرت خواجہ کی "مذمت" میں بھی رسائل لکھے تھے[۱]۔ جن کے جواب علماء نے موثر طور پر دیے تھے اور ردّ و قبول کا یہ سلسلہ حضرت سے پہلے اور وصال کے بعد تک بھی جاری رہا، کتاب "مواہب القیوم فی تائید احمد و معصوم" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

(۷) حضرت کے حرمین الشریفین پہنچنے سے پیشتر ہی وہاں حقیقتِ کعبہ کا مسئلہ علماء کے درمیان زیرِ بحث تھا۔ نقشبندی حضرات کا خیال تھا کہ "کعبہ سنگ و کلوخ کا نام نہیں ہے بلکہ حقیقتِ کعبہ تمام حقائق سے افضل ہے حتیٰ کہ حقیقتِ

[۱] بدخشی: مناقب احمدیہ ۸۰

www.maktabah.org

انبیاء کرام سے بھی۔"

یہ مسئلہ اس وقت شدت سے بحث کا موضوع بن جاتا ہے جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلیفہ اجل حضرت شیخ آدم بنوڑی ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء میں ہجرت کر کے حرمین الشریفین میں مقیم ہو جاتے ہیں اس وقت سے حضرات مخدوم زادگان کے حرمین پہنچنے تک (یعنی ۱۰۶۸ھ) اس موضوع پر کئی رسائل تائیدی و تردیدی وجود میں آ چکے ہوتے ہیں۔ خود حضرات سرہند نے ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں سرہند سے اس موضوع پر مفصل رسائل تالیف کر کے حرمین کے علما کے پاس بھیجتے تھے[۱] جن میں انہوں نے اپنے مذکورہ بالا مسلک کی تائید میں پُر زور دلائل بھی دیے۔ مولانا محمد امین بدخشی خلیفہ حضرت شیخ آدم بنوڑی نے اس موقع پر سب سے اہم کردار ادا کیا اور اس موضوع پر ایک مفصلہ رسالہ "المفاضلہ بین الانسان والکعبہ" کے نام سے لکھ کر اس قسم کے تمام تالیف شدہ رسائل کا جائزہ لیا ہے[۲]۔ انہوں نے عربی و فارسی میں اس موضوع پر کئی اہم رسائل تالیف کرنے کا بھی ذکر کیا ہے اور اپنی سب سے مشہور کتاب نتائج الحرمین میں اس مسئلہ کے لیے تقریباً چالیس صفحات وقف کیے ہیں[۳]۔ اگر معاملہ یہاں تک ہی رہتا تو زیادہ اختلاف پیدا نہ ہوتا لیکن جب حاسدین سے اس موضوع پر دلائل نہ بن سکے تو وہ سلسلہ مجددیہ کی مخالفت کے لیے دوسرے ذرائع استعمال کرنے لگے[۴] اور یہ سلسلہ عرصہ تک وہاں چلتا رہا۔ دونوں اطراف سے تائیدی و تردیدی رسائل

۱۔ بدخشی : المفاضلہ ورق ۱

۲۔ یہ رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ اس کے بہت سے اقتباسات نتائج الحرمین میں پائے جاتے ہیں۔

۳۔ بدخشی : نتائج الحرمین۔ نسخہ۔ ل ورق ۱۹۴-۲۱۶

۴۔ بدخشی : المفاضلہ (اس رسالہ میں اس سلسلہ کی نشر و اشاعت کی راہ میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔)

www.maktabah.org

لکھے جاتے رہے[1]۔

عربستان میں سلسلہ مجددیہ کی ترویج

جس طرح سلسلہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ کی اشاعت ہندوستان، ماوراء النہر، ایران اور مغربی علاقوں میں ہوئی اس طرح عرب میں یہ سلسلہ بڑی سرعت سے رائج ہوا۔ سلسلہ نقشبندیہ کے فعال ترین بزرگ معنف حضرت خواجہ محمد پارسا (ف ۸۲۲ھ/۱۴۲۰ء) مدفون جنت البقیع (مدینہ منورہ) حضرت خواجہ باقی باللہ کے خلیفہ اجل شیخ تاج الدین سنبھلی کا قیام حرمین اور اس سلسلہ کی معروف کتاب رشحات کا عربی ترجمہ[1]، پھر مکتوبات حضرت مجدد کے عربی تراجم نے مل کر اس سلسلہ کی ترویج کے لیے ایسا ماحول پیدا کر دیا جس سے اس میں روز بروز اتنی ترقی ہوئی کہ حضرت خواجہ محمد معصوم ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء میں جب حرمین الشریفین پہنچے تو ان کا جس طرح خیر مقدم کیا گیا اس کا مفصل تذکرہ اور آپ کے بہت سے عربی خلفاء میں سے چند ایک کا تعارف بھی کروایا جا چکا ہے۔

مولانا محمد بن فضل اللہ محبی نے خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی والعشر میں، شیخ محمد خلیل مرادی نقشبندی (جن کے جدِ اعلیٰ حضرت مراد مذکور حضرت خواجہ کے خلیفہ تھے) نے سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی والعشر میں اور مولانا محمد امین بدخشی نے نتائج الحرمین میں ایسی تمام سرگرمیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے جن کا تعلق اس سلسلہ کی ترویج سے ہے اور اس سلسلہ سے وابستہ بہت سے اصحاب کے بلند احوال اور کمالات کا دلنشین پیرایۂ بیان میں تذکرہ کیا ہے، جن کی روشنی میں ان اثرات کا جائزہ لینا بہت آسان ہو جاتا ہے جو ان نفوس قدسی کے دم قدم سے اس پاک سرزمین پر مرتب ہوئے۔

---

[1] ہم نے اس موضوع پر ایک مفصل مقالہ "حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں" لکھا ہے، مشمولہ معارف اعظم گڑھ ۱۹۸۲ء

www.maktabah.org

تعلقاتِ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ

ایک غلط فہمی کا ازالہ

روضۃ القیومیہ کے ذریعہ عوام و خواص میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ کے تعلقات بہت کشیدہ تھے بلکہ ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے تو ان سرہندی حضرات کی دو پارٹیاں بنانے کی کوشش کی ہے۔ تعجب ہے کہ ڈاکٹر اکرام صاحب روضۃ القیومیہ پر ہر قسم کی تنقید کرتے ہوتے اُسے غیر محتاط، غالی معتقد، کم علم اور غیر ثقہ سب کچھ کہے جا رہے ہیں اور قارئین کو احتیاط کے ساتھ اس کے مطالعہ کی تلقین بھی مسلسل کرتے ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جہاں مجددی سلسلہ کے خلاف کوئی روایت ملتی ہے جس سے ان کے موقف کو سہارا ملتا نظر آتا ہے اُسے تو روضۃ القیومیہ پر تبصرہ کیے بغیر قبول کر لیتے ہیں اور جہاں کہیں ان کے اپنے خیالات پر زد پڑتی ہے وہاں روضۃ القیومیہ انہیں رطب و یابس کا مجموعہ نظر آنے لگتا ہے۔

بالکل ایسا ہی معاملہ روضۃ القیومیہ کی ان متضاد روایات کے بارے میں ہے۔ جو حضرت خواجہ اور حضرت شیخ آدمؒ سے متعلق ہیں۔ اس لیے ہمارے نزدیک ان روایات کا بھی بڑی تنقید کے ساتھ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

روضۃ القیومیہ میں ۲۶ سال قیومیت (۱۰۵۱ھ) کے تحت لکھا ہے:

..... جب شیخ صاحب (آدم بنوڑی) کے مرید تعداد میں زیادہ ہوگئے۔ چنانچہ ہزارہا پٹھان آپ کے مرید ہوگئے تو آنحضرت (خواجہ محمد معصوم) کی اطاعت سے سر پھیر لیا اور علانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا

www.maktabah.org

مجھے حضرت قیوم اول سے مل چکا ہے۔ مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں۔ شیخ صاحب کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی کا نائب خیال کرتے اور انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے تھے...... آنحضرت کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ ایک دفعہ شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ بنوڑ گئے تو انہوں نے شیخ آدم سے ایسی گفتگو سنی جس کا مطلب یہ تھا کہ حضرت جیو مجھ سے فیض حاصل کریں...... اسی بات کو بہت لمبا چوڑا کر کے اور کچھ باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیوم ثانی کو لکھیں۔

صاحب روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ آدمؒ کے متعلق خواجہ محمد معصومؒ کا ایک مکتوب بنام حضرت شاہ جیو بھی کہیں سے نکال لیا ہے۔ مکتوب یہ ہے۔

بعض نامکمل اور ادھورے سالک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابر دین کی برابری کرتے ہیں لیکن برابری کہاں ان سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے جو محض نادانی اور خام خیالی ہے۔ بہت سے نادان از روئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالاتِ فاسدہ میں خود بھی مبتلا ہیں اور اوروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں۔ انہوں نے ضائع کیا، کھویا اور گنوایا۔ اصل تو در کنار ابھی شاخ کے خیال تک کو نہیں پہنچے۔ محض خواب ہیں ان کی مثال چوہے کی سی ہے، جو ہلدی کی گانٹھ پر پنساری بن بیٹھتا ہے[1]

صاحب روضۃ القیومیہ نے ۱۰۵۱ھ کے واقعات میں یہ سب کچھ لکھا ہے جیسا کہ مولانا بدخشی نے خود وضاحت کی ہے کہ وہ ان ایام میں خانقاہ سرہند میں مقیم تھے۔ اگر اس

---

[1] کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۲/۶۴

www.maktabah.org

قسم کا کوئی واقعہ پیش آتا تو کہیں اشارتاً ہی اس کا ذکر کرتے۔ بلکہ نتائج الحرمین کے مطالعہ کے بعد تو یہ بات بہت واضح ہو جاتی ہے کہ صاحبزادگان سرہند اور حضرت شیخ آدمؒ کے درمیان تعلقات میں کسی قسم کی کشیدگی نہیں تھی۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت شیخ آدم بنوڑیؒ کے حضرت خواجہ محمد سعیدؒ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے چنانچہ شیخ آدمؒ نے اپنے مریدوں اور فرزندوں کو تعلیم و تربیت کے لیے حضرت خواجہ کے پاس بھیجا تھا اور شیخ آدم بھی حضرت خواجہ کو حضرت مجدّد کا قائم مقام جانتے اور تعظیم کرتے تھے۔ ان دنوں (۱۰۵۰ھ) مولانا بدخشی بھی خانقاہ سرہند میں مقیم تھے فرماتے ہیں:۔

"ایشان (خواجہ محمد سعید) حضرت سیدی (شیخ آدم) را بسیار دوست می داشتند و فرزندان و فقرائے ایشان تربیت می کردند لهذا سیدی فرزندان خود را بایشان سپردہ بودند توجہ می خواستند و خود ہم تواضع نمودہ در حلقہ و خلوت ایشان می نشستند و بجای پیر خود تعظیم می کردند ایں جامع علیہ الرحمۃ در سال ہزار و پنجاہ از ایشان مہربانی بسیار دیدہ"[1]

حضرت خواجہ غلام محمد بن شیخ آدمؒ کو خود شیخ آدمؒ نے اپنے مخدوم زادوں کی خدمت میں حصولِ علم ظاہر و باطن کے لیے سرہند بھیجا ہوا تھا مولانا بدخشی ۱۰۵۰ھ میں سرہند میں مخدوم زادہ غلام محمد کے درس ہدایہ و مطول میں خود شریک تھے، فرماتے ہیں:

"مخدومی شیخ غلام محمد اکثر علوم را بخدمت حضرات پیرزادہائے خود بزرگوار یعنی مولانا خواجہ محمد سعید و سیدنا خواجہ محمد معصوم و سیدی شاہ محمد یحییٰ سلمہم اللہ تعالیٰ تحصیل علوم ظاہری و باطنی میکردم بخدمت ایشان (شیخ غلام محمد) ہم آشنائی و خصوصیت داشتم و در درسِ ایشان در ہدایہ و مطول شریک بودم از ایشان

---

[1] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین نسخہ ا، ورق ۲۹۳-ا

www.maktabah.org

بغایت مہربانی میدیدم ...... چوں در سہرند ملازمت حضرات عزیزاں میفرستادند سفارش تربیت باطنی ایشان راہم میکردند۔"[1]

حضرت شیخ ابونصر ابانی[2] جنہوں نے باطنی تربیت حضرت مجدد الف ثانیؒ سے پائی تھی۔ حضرت مجدد قدس سرہ کی وفات کے بعد حضرت شیخ آدم کی خدمت میں مزید باطنی تربیت کے لیے حاضر ہوئے تو شیخ آدم نے یہ قبول نہیں کیا اور کہا میرے پیر بزرگوار کے مخدوم زادگان کے پاس جاؤ، کیونکہ وہی مریدوں کے مربی ہیں۔ بدخشی، شیخ ابونصر کی زبانی لکھتے ہیں:

"بعد از وفات ایشان قدس سرہ (حضرت مجدد الف ثانی) پیش حضرت خلیفۃ الزمانی علیہ الرضوان (شیخ آدم) آمدم ایشان را قبول نکردند و گفتند پیش حضرات مخدوم زادہائے پیر بزرگوار ما بروید کہ ایشان مربی مریداں اند و حضرت ایشان لازم ترند۔"[3]

حضرت خواجہ محمد معصوم اور حضرت شیخ آدم میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم اپنے مریدوں کو شیخ آدم کی صحبت اختیار کرنے کی تاکید فرماتے تھے اور حضرت شیخ آدم اپنے مریدوں کو حضرت خواجہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کی تلقین مکرر فرماتے تھے، لکھا ہے:

"در صحبت مخدومی و سیدی بودم امور مکروہہ و اغراض نفسانیہ از ہیچ یک ندیدم بلکہ ہر یک مرید خود را بدیگری ترغیب میکردند چنانچہ بارہا شنیدہ ام کہ سیدی بمریداں میگفتہ اند کہ حضرات مخدومزادہای ما بکمالات صوری و

---

1. محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین ورق ۱۳۲ ب
2. ایضاً: ورق ۲۲۵-ا
3. ایضاً: ورق ۲۴۹-ب

www.maktabah.org

معنوی آراستہ اند ہر کہ را رغبتِ صُحبت ایشان باشد، ہیچ مانعی نیست اگر خواہند من او را بردہ سفارش کنم۔[1]

روضۃ القیومیہ کے مصنف نے نتائج الحرمین کا ایک اقتباس نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت شیخ آدم بنوڑی نے کہا کہ "حضرت خواجہ محمد معصوم کی صُحبت اختیار کرو اگر کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے تو میں خود اس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے بعض کی سفارش حضرتِ خواجہ سے کی لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا۔[2]"

نتائج الحرمین کے منقولہ بالا اقتباسات کی روشنی میں حضرت شیخ آدمؒ پر یہ محض بہتان ہے۔ خود مولانا محمد امین بدخشی نے حضرات مخدوم زادگانِ سرہند سے تین سال تک مسلسل سرہند میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم کی تحصیل کی تھی۔ ۱۰۵۱ھ میں حضرت خواجہ نے اپنی ایک خاص مجلس میں مولانا بدخشی سے کہا کہ میاں شیخ آدم بڑے بزرگ ہیں ان دنوں ان کی مجالس خوب گرم ہیں اور انہوں نے قادری سلوک بھی حاصل کیا ہے۔ اگر تمہیں ان کی صحبت اختیار کرنے کا اشتیاق ہے تو کوئی ممانعت نہیں۔ حضرت خواجہ نے بات یہیں پر ختم نہیں کر دی بلکہ صحبتِ شیخ آدم اختیار کرنے کے سلسلہ میں "ترغیب بکرر" سے کام لیا فرماتے ہیں:

چند سالی کہ در ملازمتِ حضرات مخدوم زادہای بزرگوار بودم و تحصیل ضروریات دین میکردم دریں مدت چند سال ہرگز چیزی نشنیدم کہ موجب استخلاف شد بلکہ ہمیشہ تعظیم یک دیگر باشد۔ میکردند خصوصاً شیخ محمد معصوم جیو نشستہ بودم باوجود حظِ وافر در خاطر شوق بنور خطور میکرد بناگاہ ایشان مطلع گردیدہ مرا مخاطب نمودند کہ یا فلانی میاں شیخ آدم بسیار بزرگ اند

---

[1] ایضاً: ورق ۲۴۹ ب

[2] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۶۴/۲

www.maktabah.org

مجلسہای گرم دارند۔ اکنون شنیدہ می شود کہ ایشان میگویند کہ از حضرت میراں محی الدین ہم پیشتر گذشتہ ام اگر باشد ہیچ مانعی نیست و دریں ترغیب تکرار میکر دند ازیں سخن کمال انصاف و غایت نیک نفسی ایشان معلوم میشود۔ آنرا از طفیل آن خاطر رحمانی و اجازت آن ناصح ربانی صحبت آن عارف ربانی در اشرف مکان بحصول پیوست[1]۔"

مولانا بدخشی نے حضرت شیخ آدم بنوڑی کے ہمراہ حرمین کا سفر اختیار کرنے کے لیے باقاعدہ حضرت خواجہ محمد معصوم سے اجازت لی تھی فرماتے ہیں:

"مقصود آن است کہ در صحبت سیدی (شیخ آدم) و رضای مخدومی (خواجہ محمد معصوم) آمدم شاہد آنکہ ہر دو عزیز را بہ خود مہربان دیدہ افادہ ہا یافتم در علوم و معارف و مناقب ایشان رسالہ ہا نوشتم[2]۔"

روضۃ القیومیہ کے مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ "شیخ آدم کے مرید بھی انہیں حضرت مجدد الف ثانی کا نائب خیال کرتے اور انہیں حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ سے افضل سمجھتے تھے[3]۔"

مندرجہ بالا مبحث کے بعد اس مہمل اقتباس پر تبصرہ کی ضرورت تو نہیں ہے لیکن پھر بھی یہ کہہ دینا لازم ہے کہ نتائج الحرمین میں شیخ آدم کے جتنے خلفاء کے حالات مندرج ہیں کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کہی بلکہ شیخ کے خلفاء تو مبتدیوں کو خانقاہ سرہند میں استقامت کے ساتھ مقیم رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ خود مولانا بدخشی کے ایک ہم سبق مولانا شیخ عثمان پشاوری جو شیخ آدم کے خلیفہ بھی تھے، مولانا کو خانقاہِ سرہند میں قیام

---

[1] بدخشی: نتائج الحرمین ورق ۱۸۷ب - ۱۸۸-ا
[2] ایضاً: ورق ۲۷۸ب
[3] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲/۶۳

www.maktabah.org

پر مجبور اور مستقل مزاج رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ لکھا ہے :

"در خانقاہِ سہرند پیش فقیر می آمدند و باقامت و استقامت در ہمین خانقاہ ترغیب میکردند و میگفتند آنچہ ما از بنوڑ حاصل کردیم شما ہم داریم۔"[1]

نتائج الحرمین میں متعدد ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے ان دونوں حضرات کے مخلصانہ تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مثال اور ملاحظہ ہو :

"چنانکہ مخدومی فقیر را بسیدی ترغیب کردند...... و سیدی ہم جمعی را بہ مخدومی ترغیب میکردند و میگفتند کہ حضرات مخدوم زادہای بکمالات صوری و معنوی آراستہ اند ہر کرا رغبت بصحبت ایشان باشد مبارک است اگر خواہد من او را بردہ سفارش کنم۔"[2]

صاحب روضۃ القیومیہ نے حضرت شیخ آدم بنوڑی کی اہانت کے سلسلہ میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے جو منقولہ بالا مکتوب منسوب کیا ہے۔ اسے ڈاکٹر ایس ایم اکرام نے بغیر کسی ردّ و قدح کے قبول کر لیا ہے۔ یہ تعجب کا مقام اس لیے نہیں ہے کہ مکتوب نقل کرنے سے پیشتر ڈاکٹر اکرام مجدّدی حضرات کے سیر مقامات پر تنقید کرتے چلے آرہے تھے کہ اچانک انہیں شیخ آدم کے سیر مقامات کے خلاف ایک وضعی مکتوب ملا جسے انہوں نے یہ کہتے ہوتے اپنی کتاب میں جگہ دے دی :

مجدّدیوں نے اپنی طرف سے ایسے واقعات کا اشتہار دیا ہے کہ عقل حیران ہوتی ہے اور خیال آتا ہے کہ اگر ان بزرگوں نے پُرانے صُوفیوں کی بعض غلطیوں کی اصلاح کی ہے تو کیا انہوں نے بدتدلیوں اور خوش اعتقادوں کو اُلجھانے کا اس سے زیادہ سامان تو نہیں پیدا کر دیا ! احوال و مقامات

---

[1] محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین ورق ۲۳۰ ب ۔ نسخہ ا۔

[2] ایضاً : ورق ۲۷۹ ۔ ا

www.maktabah.org

پر بھروسہ رکھنے سے انسان جن خام خیالیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اس کا اندازہ اس خط سے ہو سکتا ہے جو حضرت مجدد کے جانشین خواجہ محمد معصوم نے اپنے چھوٹے بھائی کو اپنے والد کے ایک مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوڑی کی نسبت لکھا ہے [1]:

معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر اکرام روضۃ القیومیہ سے خواجہ صاحب کا یہ مکتوب نقل کرتے وقت روضۃ القیومیہ کے غیر ثقہ اور غیر مستند ہونے کا اپنا سبق بھول گئے تھے۔ اگر بنظر تحقیق دیکھا جائے تو حضرت خواجہ کے مکتوبات کے مجموعہ میں یہ مکتوب سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ:

مخدوم زادہ سید محمد اولیاء بن حضرت شیخ آدم نے اپنے برادر بزرگ شیخ غلام محمدؒ کی وفات (۱۰۶۵ھ) کے بعد سجادہ نشینی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس باب میں نہایت انکسار فرمایا تو والد بزرگوار کے خلفائے کبار نے جمع ہو کر منصب مشیخت قبول کرنے کی درخواست کی تو پھر بھی انکار کر دیا۔ آخر جب مخدوم زادگان سرہند نے سنا تو خود بنوڑ تشریف لائے اور انہیں مسند سجادگی پر بٹھا کر اپنی دستار عنایت کی اور خلافت دے کر عزت بخشی لکھا ہے:

"تا آنکہ حضرات عزیزان سہرند شنیدہ در بنوڑ تشریف آوردہ ایشانرا سجادہ نشین ساختند و دستار خود را بر ایشان نہادند خلافت دادند۔" [2]

اگر روضۃ القیومیہ میں منقول مکتوب (دربارہ حضرت شیخ آدم) صحیح ہوتا تو صاحبزادگان ایسا اقدام نہ کرتے اپنی دستار و خلافت سے نہ نوازتے۔

اس لیے ہمارے نزدیک یہ مکتوب بالکل وضعی ہے اور ان حضرات کے مابین کوئی نزاع نہیں تھی۔

---

[1] اکرام ایس ایم: رود کوثر ۲۹۷ [2] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین نسخہ ا، ورق ۱۳۶-ا

www.maktabah.org

اِس عہد کا مذہبی ماحول

وحدت الوجود اور وحدت الشہود[1]

یہاں ان دونوں نظریات کی تفصیل اور ان کے درمیان فرق بیان کرنے کا موقع نہیں ہے[2]۔ صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ جب ہندوؤں نے نظریۂ وحدت الوجود میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کر دی تو اس سے صوفیۂ خام کا طبقہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور ان کی مدد سے انہوں نے اسے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی۔ اس کے افکار کا مرکزی نقطۂ نظر "وحدتِ ادیان" ہے۔

ان حالات میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے ایسے صوفیہ کو للکارا اور اس کے انجام سے خبردار کیا۔ خود چشتی سلسلہ کے بزرگوں نے جن کے ہاں اس نظریہ کو سب سے زیادہ پذیرائی ہوئی تھی، اس نظریہ کے تمام تر مبحث کو خانقاہ تک محدود رکھنے کی پوری پوری کوشش کی، لیکن جب ان شرائط کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو عوام تک پہنچ کر اس نظریہ نے منفی اثرات مرتب کرنا شروع کر دیے۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اس نظریہ کو آمیزش سے پاک کرنے کے لیے بہت سعی فرمائی اور اس کے مقابل "وحدت الشہود" کو پیش کیا۔

---

[1] اس موضوع پر اختصار کے پیش نظر ہم نے صرف انہیں چند عنوانات پر لکھا ہے۔

[2] ان دونوں نظریات کی تفصیل اور فرق کی وضاحت کے لیے دیکھئے ملا عبد العلی بحر العلوم کا رسالہ وحدت الوجود مرتب و مترجم مولانا زید ابو الحسن۔ طبع دہلی و مقدمہ مقاماتِ مظہری۔

www.maktabah.org

افسوس کہ خود غرض اور دُنیا پرست علما۔ وصوفیہ نے اس پر غور وفکر کیے بغیر اسے ایسے معنی پہنائے جس سے مخالفین کو مزید تقویت ملی۔

دارا شکوہ نے اس معاملہ میں انتہا کر دی اور سیاسی مقاصد کے لیے ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے وحدت الوجود اور ہندوؤں کے فلسفۂ ویدانت کو اس طرح ملانے کی کوشش کی کہ وحدت الوجود سے وحدتِ ادیان تک جانے میں کوئی مشکل نہ رہی جس کا عملی نتیجہ دارا کی تالیف مجمع البحرین ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ دارا شکوہ کے زیرِ اثر اس نظریہ نے مباحث کی ایسی شکل اختیار کر لی تھی کہ غیر ملکی سیاح بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ مشہور فرانسیسی سیاح برنیر جو دارا اور اورنگ زیب کی جنگ تخت نشینی کے ایام میں (۱۶۵۸ء) دارا شکوہ کے لشکر میں بحیثیت طبیب کام کرتا تھا، لکھا ہے کہ وحدت الوجود کے بارے میں ہندوستان میں بڑا غل پڑا ہوا ہے نیز اس نے یہ انکشاف کیا ہے کہ پنڈت اور دوسرے فلاسفہ دارا اور اس کے بھائی شجاع کے ذہن میں یہ نظریہ القا کر رہے ہیں:

I shall explain to you the Mysticism of a great sect which has latterly made great noice in Hindoustan, inasmach as certain Pendits or Gentile Doctors had instilled it into the minds of Dara and Sultan Sujah.[۱]

گو اورنگ زیب کی کامیابی، دارا کے قتل اور مرکز کی مضبوطی نے اس نظریہ کو اورنگ زیب کے حینِ حیات اُبھرنے نہ دیا لیکن پھر بھی خفیہ طور پر وہ پنڈت اور ڈاکٹر (صوفیۂ خام) اس نظریہ کے پرچار اور اسے وہ رنگ دینے میں لگے رہے جس کا آغاز انہوں نے دارا کے سہارے کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے حضرت مجدد الف ثانی کے جانشینوں اور اورنگ زیب

۱؎ Bernier, F: Travels in the Mughal Empire, London, 1891. p. 345.

www.maktabah.org

نے ان کا شدید محاسبہ جاری رکھا۔ جس کی وضاحت کے لیے اس عہد کے عقائد اور مذہبی رجحانات کا پس منظر بیان کیا جا رہا ہے۔

دارا شکوہ کے عقائد کا پس منظر

اکبر کی طرح دارا شکوہ بھی ابتدا میں ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا، ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں جب اس نے اپنی پہلی کتاب سفینۃ الاولیا۔ لکھی تو اس کی عمر ۲۵ سال تھی اس میں اُس نے اپنا نام صوفیہ متقدمین کی تقلید میں انکسار کے ساتھ اس طرح لکھا:

"این فقیر حقیر محمد دارا شکوہ حنفی قادری۔"

اسی کتاب میں اس نے "سرورِ کائنات بہترین موجودات صلی اللہ علیہ وسلم" کے چاروں اصحاب کو دین کا رکن، اسلام کی ملتِ مستقیم کا برُج، ان اصحاب کے ساتھ محبّت کو خُدا و رسُول کی دوستی اور ان کے ساتھ دشمنی کو خُدا و رسول کی دشمنی قرار دیا ہے اور اہلِ سنت کے چار آئمہ کو "چہار دیوار خانۂ اسلام" کا درجہ دیا ہے۔[1]

اس کے بعد وہ کتبِ تصوّف کا مطالعہ کرتا رہا اور تصوّف سے اس کا تعلق محکم ہوتا چلا گیا۔ ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء میں جبکہ اس کی عمر ۱۹ سال تھی وہ اپنے والد شاہ جہاں کے ہمراہ لاہور میں قادری سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت میاں میر لاہوریؒ (ف ۱۰۴۵ھ/۱۶۳۵ء) سے دو مرتبہ ملا اور اس کے ذہن پر ان کی عقیدت نقش ہوگئی۔[2] وہ ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں ہی کشمیر کی سیر کے دوران حضرت میاں میرؒ کے خلیفہ ملّا شاہ بدخشی سے ملنے گیا اور ان سے اتنا متاثر ہوا کہ بیعت کر کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگیا اور ان کے تعلقات محکم ہوتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ

---

[1] دارا شکوہ: سفینۃ الاولیاء۔ طبع نولکشور۔ کانپور ۱۹۰۰ء، ۱۲

[2] دارا: سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۴۸

www.maktabah.org

انہوں نے دارا کو مریدین کی تعلیم و تربیت کے لیے کہا۔[1]

اس واقعہ کے تین سال بعد ہی اس نے ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء میں حضرت میاں میر لاہوری اور ان کے خلفاء کے حالات پر سکینۃ الاولیاء کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی۔

اگر اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس کتاب کی تالیف سے اس کے شریعت کی قیود سے آزاد تصوّف کی طرف رغبت کا پورا احساس ہونے لگتا ہے۔

ہمارے خیال میں ملا شاہ بدخشی جیسے شرعی حدود سے آزاد تصوّف کے علمبردار صوفی کی صحبت میں رہ کر اس نے الحاد کی راہ اختیار کی تھی خود دارا شکوہ نے ملا شاہ کی جس زندگی کی تصویر کشی کی ہے اسلام نے اس کی کبھی اجازت نہیں دی۔[2]

ملا شاہ اپنے ابتدائی ایام سلوک میں شاید پابند شرع صوفی ہوں لیکن دارا شکوہ کے زمانۂ عروج میں وہ محض ایک آزاد مشرب تھے۔ ان کے نزدیک ایک صوفی کا سکر کی حالت میں رہنا نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر تھا۔

"سکر حالتی بلند تر است از نماز گزاردن"[3]

انہوں نے اپنے رسالہ مرشد میں جہاں بہت سی غیر شرعی باتوں کا صوفیہ کے لیے جواز پیش کیا ہے وہاں ان کے نزدیک انا الحق کہنا بھی درست ہے[4]۔ ان کے کلام کے عمومی عنوان تعریفِ آتش، تعریفِ حقہ اور تعریفِ نوروز وغیرہ ہیں[5]۔ معلوم ہوتا ہے کہ ملا شاہ اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کرتے ہوئے طالب کے مذہب کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے ان کے حلقہ میں بنوائی نام کا ایک ہندو بھی تھا جو کشمیر میں ۱۰۴۴ھ/۱۶۳۴ء میں ملا شاہ

---

[1] دارا : ایضاً ۱۷۴، ۱۷۸

[2] دارا : ایضاً ۱۵۴، ۱۵۸

[3] دارا شکوہ : حسنات العارفین۔ طبع تہران ۶۴ (بسلسلہ تفسیر آیۃ لاتقربوا الصلوۃ ......)

[4] ظہور الدین احمد : پاکستان میں فارسی ادب ۱۴۱/۲ [5] ایضاً ۱۴۴

www.maktabah.org

سے منسلک ہوا تھا معاصر کتاب دبستانِ مذاہب میں لکھا ہے کہ وہ ملا شاہ سے بہرہ اندوز ہوا:
"کامیاب شناخت گشت"[1]

دبستانِ مذاہب کے اندراج سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ ہندو اس وقت قصداً وحدتِ ادیان کے پرچار میں مصروف تھا اور صرف ملا شاہ سے ہی "بہرہ اندوز" نہیں ہوا تھا بلکہ کئی "درویشانِ ہند" کی صحبت اختیار کی تھی۔[2]

ملا شاہ بدخشی کے اشعار بھی ان کی اسی قسم کی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کا ضخیم کلیات بھی موجود ہے۔ دارا شکوہ نے ان کے جو اشعار نقل کیے ہیں وہ یقیناً اس کے بھی پسندیدہ تھے ملاحظہ ہو:

رشتۂ تسبیحِ ما، رشتۂ زنار شد　　ره سوی میخانه داد، مرشد دانای ما
روشنیٔ کفرِ ما، ظلمتِ اسلام سوخت　　تا چه زند فتنه ها، سر دگر از پای ما[3]

شعرا کے تذکروں میں ملا شاہ کا یہ شعر بھی ملتا ہے ؎

پنجه در پنجهٔ خُدا دارم
من چه پروائے مصطفیٰ دارم[4]

ان اشعار اور خصوصاً آخری شعر کے پیشِ نظر وہ اپنی آزاد مشربی کی حدود سے بھی بہت

---

[1] دبستانِ مذاہب۔ طبع بمبئی ۱۲۷۷ھ ۱۳۸

[2] اس ہندو کی اس صحبت کو محض ملاقات اس لیے نہیں قرار دیا جا سکتا کہ ملا شاہ کے حالات پر جہاں آرا بنت شاہ جہان نے جو مستقل کتاب صاحبیہ لکھی ہے اس میں اس نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ ملا صاحب "اپنے عقیدت مندوں اور اخلاص کیشوں کے علاوہ کسی دوسرے سے صحبت نہیں رکھتے۔" (محمد ابراہیم ڈار، مقالہ بر رسالہ صاحبیہ، اورنٹیل کالج میگزین اگست ۱۹۲۷ء ۹)

[3] دارا شکوہ، حسنات العارفین۔ طبع تہران ۶۷

[4] نصر آبادی، محمد طاہر: تذکرۂ شعرا۔ تہران ۱۳۱۷ش (تالیف حدود ۱۰۸۳ھ) ۶۳

www.maktabah.org

آگئے "کفرِ حقیقی[1]"، کی تلاش میں نکل پڑے تھے۔

ان کے اپنے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس روش سے راسخ العقیدہ علماء جنہیں انہوں نے "ملایانِ قشر" اور "زاہدانِ خشک" جیسے القاب سے یاد فرمایا ہے، نے ان کے خلاف آواز بلند کی تھی ایک مرتبہ انہوں نے "ذوقی وسبطی عظیم" کی کیفیت میں داراشکوہ سے کہا:

بعضی ملایان قشر و زاہدان خشک مارا چناں آزردہ ساختہ بودند[2]......

معلوم ہوتا ہے کہ ان "بدبختانِ شریر" نے متحدہ طور پر ان کے خلاف کارروائی کی ہوگی کیونکہ ملاشاہ داراشکوہ کو انہیں تنبیہہ کرنے کے لیے خط لکھتے ہیں:

شمارا بے شک دست رسا است، و مارا فائدہ از آشنائی شما بہ ازین دیگر چہ خواہد بود[3]؟

اگر ہم ملاشاہ اور داراشکوہ کی تالیفات کا تقابلی مطالعہ کریں تو ہمیں ان پیر و مرید کے افکار میں بہت ہی مماثلت و ہم آہنگی ملے گی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ملاشاہ بدخشی کے افکار کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے[4] تاکہ اس دور کی فکری فضا کے خاکے سامنے

---

[1] داراشکوہ نے اس اصطلاح کو اپنی ان تالیفات میں استعمال کیا ہے جو اس نے ملاشاہ سے منسلک ہونے کے بعد تالیف کی تھیں تفصیل آگے آرہی ہے۔

[2] داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ ۱۶۷ [3] دارا: ایضاً ۱۸۴

[4] ملاشاہ بدخشی کے احوال و افکار کے بنیادی مآخذ یہ ہیں:

(۱) کلیات ملاشاہ مع رسائل نظم و نثر و تفسیر قرآن (قلمی نسخوں کے لیے ملاحظہ ہو پاکستان میں فارسی ادب ۲/۱۳۶-۱۶۳)

(۲) جہان آرا بیگم بنت شاہ جہاں، رسالہ صاحبیہ (در حالات ملاشاہ)، متن مرتبہ محمد اسلم مشمولہ جرنل ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان۔ لاہور جلد ۱۶۔ شمارہ ۴، جلد ۱۷۔ شمارہ ۱۰)

وتعارفی مقالہ محمد ابراہیم ڈار۔ شامل اورنٹیل کالج میگزین۔ لاہور اگست ۱۹۳۷ء

(۳) داراشکوہ: سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۱۹۶۵ء

(۴) ایضاً: حسنات العارفین (شطحیات)، طبع تہران ۱۳۵۲ ش ۲۵، ۴۸، ۶۴

www.maktabah.org

آسکیں اور اس ماحول میں راسخ العقیدہ علماء و مشائخ کی ان کے خلاف صف آرائی کی کوششوں کو بآسانی سمجھا جا سکے۔!

شیخ محب اللہ الٰہ آبادی

شیخ محب اللہ الٰہ آبادی (متوفی ۱۰۵۸ھ/۱۶۴۸ء) عہد شاہ جہانی کے سلسلہ چشتیہ صابریہ کے نامور مشائخ میں سے تھے۔ انہوں نے اپنی تعلیمات کی بنیاد شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی کے افکار پر رکھی ـــ انہوں نے اسے اپنا موضوع بنا لیا تھا یہاں تک کہ وہ اس میں اجتہاد کے درجہ کو پہنچ گئے تھے، انہوں نے شیخ اکبر کے وحدت الوجود کے افکار کو ہندوستانی مزاج کے مطابق اس طرح بیان کیا کہ "وحدتِ ادیان" کی شالوں کے متلاشی افراد کو ان میں سے بہت سا مواد مل گیا۔

انہوں نے عربی میں فصوص الحکم کی شرح لکھی اور ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء میں فارسی زبان میں اس کی دوسری شرح کی اور شیخ عبدالرحیم خیرآبادی (جو ان کے مکتوب الیہ بھی تھے) کی وساطت سے اس کا ایک نسخہ دارا شکوہ کو بھیجا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہفت احکام اور مناظر اخص الخواص (۱۰۵۰ھ/۱۶۴۰ء) مرتب کئے اور ۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء میں عباداتُ الخواص،

---

(۵) ایضاً : مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق۔ کلکتہ ۲۳

(۶) توکل بیگ : نسخہ احوالِ شاہی (حالات و مقامات ملاشاہ) ۱۰۷۷ھ قلمی نسخہ برٹش میوزیم (ربو۔ ضمیمہ نمبر ۱۳۰) اس رسالہ کے فرانسوی خلاصہ کے لیے دیکھئے :

Mollah-Shah et le spiritualisme oriental, par M. A. dc Kremer (J. Asiatique vi sere Tome xiii, (1869) pp. 105–159.

(۷) محسن فانی : مثنویاتِ فانی، طبع امیر حسن عابدی۔ جموں ۱۹۶۴ء

(۸) دبستانِ مذاہب۔ طبع بمبئی ۱۲۷۷ھ ۱۳۸ ، ۳۱۹ - ۳۲۷

www.maktabah.org

تفسیر القرآن، المغالطۃ العامہ اور عقائد الخواص[1] وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ ان سب رسائل میں ان کا بنیادی نظریہ وحدت الوجود کا پرچار اور افکارِ ابنِ عربی کا دفاع ہے۔

شیخ محب اللہ الہ آبادی کے مکتوبات کا ضخیم مجموعہ بھی مرتب ہوا تھا، اس میں بھی تمام تر خطوط کا ایک ہی موضوع ہے یعنی "وحدت الوجود"۔

اس مجموعہ میں داراشکوہ کے نام ان کے طویل مکتوبات موجود ہیں[2]۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب جنہوں نے سلسلۂ چشتیہ پر تحقیقی کام کیا ہے اور اس سلسلہ کے افکار کا گہرا مطالعہ بھی کر چکے ہیں، وہ تسلیم کرتے ہیں کہ :

"شاہ محب اللہ الہ آبادی تصوف کے جس حلقۂ فکر کی ترجمانی کر رہے تھے، اسس سے داراشکوہ کو خاص عقیدت تھی[3]۔"

دارا نے اپنے ایک خط میں شیخ محب اللہ کو لکھا ہے کہ میرے سوالات کے جواب آپ نے دیئے اس سے بڑی مسرت ہوئی اور اس سے مجھے آپ کے ساتھ اپنی ہم مشربی کا علم ہو گیا :

"مکتوبِ ایشان .... رسید، از مطالعہ آن مسرت وخوش وقتی روے داد، ہم مشربیَ ایشان معلوم خاطر گردید.... ایں مشرب را صاف دریافتہ باشند[4]۔"

وہ شیخ محب اللہ کے عین حیات ہی متقدمین صوفیہ کی کتابوں کا مطالعہ ترک کر چکا تھا اور ان سے اس کا دل اچاٹ ہو گیا تھا اور وہ اب اپنے دل کی گہرائیوں کا مطالعہ کرنے

---

[1] ان رسائل کے قلمی نسخوں کی تفصیل کے لیے دیکھئے تاریخی مقالاتِ خلیق احمد نظامی ۱۴۸

[2] مکتوبات کے نسخۂ علی گڑھ میں داراشکوہ کے نام جو مکتوبات ہیں وہ ۴۶ صفحات کو محیط ہیں۔ (ایضاً نظامی ۱۵۱)

[3] نظامی، خلیق احمد : تاریخی مقالات۔ دہلی ۱۹۶۶ء ۱۴۹

[4] نجیب اشرف ندوی (مرتب) : رقعات عالمگیر۔ دار المصنفین ۳۲۹

www.maktabah.org

لگا تھا۔ اس خط میں شیخ صاحب کو لکھتا ہے:

بہ مطالعۂ دل کہ بحریست لا محدود و از آن، ہمیشہ گوہر ہائے تازہ برون ... می آید۔[1]

دارا شکوہ نے جس طرح دیگر صوفیہ کی خدمت میں تصوّف سے متعلق سوالات ارسال کر کے ان سے جواب دینے کے لیے کہا تھا اسی طرح اس کا ایک سوالنامہ بنام شیخ محب اللہ اور ان کا جواب بھی موجود ہے[2]۔ اسی قسم کے سوالات اس نے شیخ فتح علی قلندر کے پاس بھی ارسال کیے تھے[3]۔

یوں تو شیخ محب اللہ کے تعلقات اس کے ساتھ اس وقت زیادہ استوار ہو جاتے ہیں جب شیخ صاحب کے مسکن الہ آباد کی صوبیداری اس کے سپرد کی جاتی ہے لیکن اس سے قبل شیخ صاحب اسے شرح فصوص الحکم کا ایک نسخہ روانہ فرما کر اپنے خیالات سے آگاہ کر چکے تھے۔ جب اس صوبہ کی نگرانی اس کے سپرد ہوئی تو اس نے شیخ کو ایک خط کے ذریعہ اس کی خوشخبری دی اور اُسے شیخ سے استفادہ کا بہترین موقع قرار دیا[4]۔ اس کے جواب میں حضرت شیخ نے جو مکتوب لکھا اس کے الفاظ اس طرح ہیں:

..... از گرہ فتن صوبہ الہ آباد بہ شتر خوشحالی بوجود تست، بر صاحب عالم روشن است کہ چون فقیر برین ہمہ اخلاق حمیدہ و الطاف کہ صاف در طینت و عین شاہت آں مربی و ملاذ فقرا۔ بید عنایت رحمانی تعبیہ یافتہ نظر می کند، شکر ہا می گوید کہ، ہیچ شاہ و شہزادہ بہ کمالات صاحب علم مشرف شدہ باشد،

---

[1] ایضاً ۳۳۰

[2] رقعاتِ عالمگیر طبع ندوی ۳۲۵-۳۲۹
غالباً یہی سوالات وجوابات بصورت رسالہ معارج الولایت میں بھی محفوظ ہیں نسخہ آذر

[3] تفصیل اسی مقدمہ میں بعنوان "شیخ فتح علی قلندر اور دارا" ملاحظہ کریں۔

[4] یہ مکتوب نجیب اشرف ندوی مرحوم کے مرتبہ مجموعہ رقعاتِ عالمگیر ۳۲۰ میں موجود ہی مکتوب دراصل مذکورہ بالا سوالنامہ ہی ہے۔

www.maktabah.org

پس زہے سعادت اہل زمانہ کہ مثل تو شہزادۂ دلربا را می بینند واوصاف پسندیدہ آن صاحب می شنوند۔[1]

ہمیں اس وقت داراشکوہ کے سیاسی رجحان کا عہد شاہ جہانی میں ہی جنگ تخت نشینی سے بہت پہلے ہی علم ہو جاتا ہے جب وہ شیخ محب اللہ سے اکبر کے عہد کے پیدا شدہ ایک سیاسی مسئلہ "آیا حکومت کو اپنی ساری رعایا کا مساویانہ خیال رکھنا چاہیئے یا مسلم و کافر میں تمیز کرنی چاہیئے؟[2]" کے بارے میں استفسار کرتا ہے۔

شیخ محب اللہ کے جس رسالہ پر اس وقت کی ذہنی فضا مکدر اور مذہبی زندگی میں ہلچل مچ گئی وہ رسالہ تسویہ تھا جس میں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے بارے میں ایسی بحث کی تھی جو علماً کے نزدیک قابلِ اعتراض تھی[3]، اس رسالہ کے خلاف باقاعدہ کارروائی تو ان کی وفات کے بعد اورنگ زیب کے عہد میں ہوئی لیکن معاصر ماخذ معارج الولایت کے ایک اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے حین حیات بھی ان کے نظریات کے خلاف شورش برپا ہوئی تھی اور وہ اس قدر شدید تھی کہ عوام ان کے قتل کے درپے ہو گئے تھے جب شیخ محمد رشید جونپوری کو معلوم ہوا تو وہ برق رفتاری سے جونپور سے آئے اور عوام کے نرغے سے بچایا اور ان کے کلام کی توضیح کر کے عوام کے جذبات فرو کئے۔[4]

اورنگ زیب کے عہد حکومت میں راسخ العقیدہ علماء کی درخواست پر اورنگ زیب نے ان کے رسالہ تسویہ کے تمام نسخے جلانے کا حکم صادر کیا تھا بلکہ خود اس کا مطالعہ کیا تو شاہ صاحب کے تمام مریدین کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا لیکن شاید یہ عملی طور پر ممکن نہیں تھا، ان کے

---

[1] نظامی : تاریخی مقالات ۱۵۹-۱۵۰

[2] نظامی : تاریخی مقالات ۱۵۰

[3] شیر خان لودھی ؛ مراۃ الخیال ۔ طبع مطبع فتح الاخبار کول ۱۸۴۸ء ۲۲۸

[4] عبدی، عبداللہ خویشگی : معارج الولایت ۔ قلمی ۔ ذخیرۂ آذر کتب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۲۵ ورق ۴۴۲ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احوال و آثار عبداللہ خویشگی ۱۵۵)

www.maktabah.org

صرف دو خلفاء میر سید محمد قنوجی اور شیخ محمدی کے حاضر ہونے کا ذکر ملتا ہے[1]۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے صاحبزادے خواجہ خرد نے اس رسالہ کی تردیدی شرح عہد عالمگیر میں ہی لکھی۔

اس رسالہ کی کئی شرحیں لکھی گئیں۔ خود شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نے بھی اس کی ایک شرح لکھی، سلسلۂ قلندریہ کے اصحاب نے بھی اس کی ایک ضخیم شرح طبع کروائی تھی۔ شیخ محب اللہ تو اپنے مکتوبات میں اس رسالہ کو عام کرنے سے اپنے خلفاء کو منع کرتے رہے کہ اسے اپنے تک محدود رکھیں اور اغیار کو نہ دکھائیں لیکن اس دور کی فضا ہی کچھ ایسی ہوگئی تھی کہ اس قسم کے لٹریچر کا تقاضا کیا جانے لگا تھا۔ اس لیے ان کے مریدین اس کے پابند نہ رہ سکے۔

شاہ محب اللہ الہ آبادی کی ساری تالیفات اور خصوصاً ان کے مکتوبات کے مجموعہ کا مطالعہ ازبس لازم ہے اس سے اس عہد کی فکری فضا اور دو متحارب مکاتب فکر جن کے ترجمان داراشکوہ اور اورنگ زیب تھے، کے بنیادی تصورات کا تجزیہ کرنے کے لیے یہ مجموعہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

محسن فانی کشمیری (۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء)

محسن فانی، حضرت میاں میرؒ، ملا شاہ بدخشی[2] اور شاہ محب اللہ الہ آبادی کا عقیدت مند

---

[1] لودھی، شیر خان: مراۃ الخیال ۲۲۸-۲۲۹
اس رسالہ کے خلاف اورنگ زیب کی کارروائی کے محرک حضرت حجۃ اللہ محمد نقشبند ثانی (نبیرۂ حضرت مجدد) بتائے گئے ہیں (روضۃ القیومیہ ۹۲/۳) لیکن روضۃ القیومیہ کے اس بیان کو شک و شبہہ کی نظروں سے دیکھنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کیونکہ اورنگ زیب کے ساتھ ان حضرات کے جس قسم کے روابط تھے اس سے اس شرعی گرفت کے محرک یہی بزرگ ہوسکتے ہیں۔

[2] فانی نے اس کی خود وضاحت کی ہے ؎

برپا کردم سلسلۂ پیر و مرید ہم ملا شاہ و ہم میاں میر شدم

(پاکستان میں فارسی ادب ۳۴۲/۲)

www.maktabah.org

تھا[1]۔ آزاد مشرب صوفیہ میں اس کا بلند مقام ہے۔ وہ بھی ایسے افکار کا پرچار کرنے میں مصروف تھا کہ علماء کو اس کے خلاف آواز بلند کرنا پڑی تھی، اس کے اپنے اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خلاف فتویٰ صادر کیا گیا تھا ؎

قاضی از دیباچہ ای بر نسخۂ فانی نوشت
فتویٰ خونین رقم زد زہر را در شیر کرد[2]

اس شعر میں وہ وحدت الوجود کو وحدتِ ادیان کا رنگ دیتے ہوئے محسوس ہوتا ہے ؎

کتاب صلح کل گر درس گوید پیر میخانہ
تواں از بادۂ توحید شست اوراق مذہبہا[3]

ایک شعر میں اس نے شرعی عبادات سے بے زاری اور اپنے لیے ان کو غیر ضروری قرار دیا ہے ؎

این عبادتہای رسمی خوش نمی آید مرا
لیک میدانم کہ کردن خوشتر از ناکردن است[4]

چونکہ فانی کے پیر نے "من چہ پروائے مصطفیٰ دارم" کا نعرہ لگایا تھا، اس لیے ان کے اس شعر سے بھی اسی قسم کی فکر کا اظہار ہوتا ہے ؎

نیست ما روشندلان را حاجتِ طوافِ حرم
کلبۂ تاریک ما بیت الحرام ما بس است[5]

وحدت الوجودی صوفیہ کی طرح فانی بھی معتقد ہے کہ اپنی ذات کو خدا کی ذات میں فنا کر دو اور ہو بہو عین خدا ہو جاؤ ؎

---

[1] فانی: مثنوی مصدر الآثار۔ طبع امیر حسن عابدی ۲۶۰ - ۲۶۲ (شامل مثنویات فانی)

[2] ظہور الدین احمد: پاکستان میں فارسی ادب ۲/ ۲۳۸

[3] [4] [5] ایضاً ۲/ ۳۴۳

www.maktabah.org

در ذاتِ دوست محو شو از بایدت کمال　　در بحر قطرہ نا شدہ گوہر نمی شود[1]

فانی داراشکوہ کی سرکار سے متوسل تھا، ایک شعر میں "درِ داراشکوہ" پر سجدہ کرتے ہوئے اس کا ذکر کرتا ہے ؂

فانی کہ سجدہ درِ داراشکوہ کرد　　دیگر سرش فرود بہ ہر در نمی شود[2]

داراشکوہ اور فانی کے درمیان خط و کتابت بھی تھی۔ ایک خط میں دارا نے اس سے اس کے تخلص فانی کی بابت پوچھا تو اس مکتوب کے جواب میں فانی نے جو عرضداشت ارسال کی اس میں اس نے داراکو "مرشد مسترشدان" اور "بادشاہِ دین و دُنیا" لکھنے کے علاوہ حسبِ ذیل قابلِ توجہ القاب سے نوازا :

بموقفِ عرض رازدانانِ ملک و ملکوت و رمزشناسانِ جبروت ولاہوت کہ مقربانِ درگاہ صاحبِ عالم فانی و نزدیکان بارگاہ مالک جہان جاودانی۔۔۔۔[3]

اس قسم کے تعلقات کی بُنیاد پر یہ بات سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ دارا نے ایسے ہی صوفیہ کی صحبت میں شرعی عبادات کو رسمی عبادات کہہ کر ان سے بےزاری کا اظہار کیا تھا۔[4]

سرمد

وہ آرمینیہ کا باشندہ، کاشان میں مقیم رہا وہ نسلاً یہودی تھا، اسرائیلی زبانوں اور علوم کا ماہر تھا۔ وہ مشہور حکماء ملّا صدرا شیرازی اور ابوالقاسم فندرسکی کا شاگرد تھا۔ ہندوستان چلا آیا۔ حیدرآباد میں رہا، عبداللہ قطب شاہ نے اُسے خوش آمدید کہا، وہ اپنے ٹھٹھہ کے

---

[1] ایضاً ۲/ ۳۴۴

[2] فانی : مثنویاتِ فانی طبع عابدی ۵

[3] ظہورالدین احمد : پاکستان میں فارسی ادب ۲/ ۳۴۰

[4] دارا نے اپنی کئی تالیفات میں اسلامی عبادات کا مذاق اڑایا ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

www.maktabah.org

قیام ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء کے دوران ایک ہندو لڑکے ابھی چند پر ایسا عاشق ہوا کہ وہ اُسی کا ہو کر رہ گیا۔ اُسے کئی زبانیں سکھائیں، اس ہندو لڑکے نے اس کی نگرانی میں توریت کے ابتدائی حصّے کا فارسی میں ترجمہ[1] بھی کیا۔ دبستانِ مذاہب کا مؤلف سرمد سے ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء میں حیدر آباد میں ملا تھا اور اس سے کئی اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ اس کے اشعار و اقوال سے عیاں ہوتا ہے کہ وہ وحدتِ ادیان کا قائل تھا۔ اس کا ایک شعر ہے ؎

در کعبہ و بُت خانہ سنگ او شد و چوب او شد
یکجا حجر الاسود و یکجا بت ہندو شد[2]

اگرچہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا[3] لیکن اس کے عقائد و افکار میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ بلکہ اس کی حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہاں آیا تھا، اُسے دارا شکوہ کا سہارا ملا تو یہیں کا ہو کر رہ گیا۔

وہ ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء میں دہلی پہنچا۔ معاصر تذکرہ نویس شیر خان لودھی نے مراۃ الخیال (۱۱۰۲ھ/۱۶۹۰ء) میں لکھا ہے کہ چونکہ دارا شکوہ کی طبیعت اس قسم کے مجانین کی طرف راغب ہے اس لیے :

چوں خاطر سلطان دارا شکوہ بجانب مجانین میل داشت صحبت با وی در گرفت و مدتی با تر صفات او سرخوش بود تا آنکہ روزگار طرح دیگر انداخت۔[4]

تمام مآخذ متفق ہیں کہ وہ اپنے قیام ٹھٹھہ (۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء) کے دوران ہی مادر زاد برہنہ ہو گیا تھا۔

ہمارا قیاس ہے کہ وہ آوارہ گردی کرتا ہوا دہلی نہیں پہنچا تھا بلکہ دارا شکوہ نے اُسے خود دہلی بلایا تھا کیونکہ اس کی دارا شکوہ کے ساتھ خط و کتابت بھی تھی۔ دارا کا ایک خط بنام

---

[1] دبستانِ مذاہب ۱۹۵ [2] ایضاً یہ ترجمہ دبستان میں شامل ہے ۱۹۶-۲۰۲ [3] ایضاً
[4] لودھی : مراۃ الخیال۔ طبع کول ۱۸۴۸ء ص ۱۵۴

www.maktabah.org

سرمد، سید مصطفےٰ طباطبائی نے رسالہ انڈو ایرانیکا (کلکتہ) میں شائع کر دیا تھا۔[1]

سرمد کو اس حالت میں غیر ملکی سیاحوں نے بھی دیکھا تھا۔[2]

جب داراشکوہ کو جنگِ تخت نشینی میں شکست ہوئی اور اورنگ زیب نے حکومت سنبھالی تو جہاں اس نے بہت سے غیر شرعی صوفیہ کا احتساب کیا وہاں سرمد پر بھی گرفت ہوئی اسے دربار میں طلب کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اعتماد خان مُلا عبدالقوی کو حکم دیا کہ وہ سرمد کو حاضر کرے، اس نے دربار میں سوال و جواب کے دوران بھی اسلام کے خلاف توہین آمیز کلمات کہے اور اس کی اِنہیں حرکات کی بدولت علماء کے فتویٰ سے قتل کر دیا گیا۔[3]

یقیناً داراشکوہ اسی قسم کے صوفیۂ خام کی صُحبت میں رہ کر "کعبہ و بت خانہ" اور "مسجد و مندر" کا فرق مٹانے کے درپئے ہوا تھا۔

بابا لال

وحدتِ ادیان کے پرچار اور کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لیے وجود میں آنے والی بھگتی تحریک کا اس آخری دورِ شاہجہانی میں بابا لال علم بردار تھا اور اپنی فکر کو پھیلانے کے لیے اس نے باقاعدہ ایک حلقہ بنا رکھا تھا جو بابا لالی کہلاتے تھے۔

داراشکوہ کا اس کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ وہ اپنے پرائیویٹ سیکرٹری چندر بھان برہمن کے ہمراہ لاہور میں لال بابا سے نومبر اور دسمبر ۱۶۵۳ء میں دو ماہ تک

---

[1] نائینی، سید محمد رضا جلالی: سکینۃ الاولیاء (مقدمہ) ۳۶

[2] Bernier: Travels in the Mughal Empire, p. 317.

[3] سرمد کے قتل کے سلسلہ میں مختلف بیانات کے لیے ملاحظہ ہو:
مآثر الامرا۔ ۲۲۴/۱-۲۲۵، مراۃ الخیال ۱۵۴، ریاض الشعراء قلمی، واقعاتِ عالمگیری ۱۲۱-۱۲۲ وغیرہ۔

www.maktabah.org

ملاقاتیں کرتا رہا اس میں چندر بھان ترجمان کی حیثیت سے موجود تھا۔ اس عرصہ میں بابا سے جو گفت گو ہوئی وہ کتابی صورت میں ہندی زبان میں محفوظ کرلی گئی[1]۔ بعد میں ان مکالمات کے ترجمان چندر بھان برہمن نے اس کا فارسی میں ترجمہ بھی کیا جو "مکالمۂ بابا لال و دارا شکوہ" کے نام سے مشہور ہے[2]۔ ان مکالمات میں جو سوالات دارا نے کیے ان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا ذہن کس طرح تیزی سے "کفرِ حقیقی" کے حقائق جاننے کی طرف مائل ہو رہا تھا اور اس کے بعد جب اس نے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کا گہرا مطالعہ اور پھر ان پر تحقیق و ترجمہ کا کام شروع کیا تو اس وقت تک وہ بابا لال سوامی کے رنگ میں پوری طرح اپنے آپ کو رنگ چکا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ دارا ملاقات کے انہیں ایام میں ہی حسنات العارفین[3] بھی مرتب کر رہا تھا اور ان ملاقاتوں کے بعد ہی یعنی جنوری ۱۶۵۵ء میں اسے مکمل کر لیا تھا۔ اس کتاب میں بابا لال کی وہ نصیحتیں جو اس نے دارا کو کی تھیں، محفوظ ہیں۔ دارا اس کتاب میں بابا لال کو "کمل عرفا" اور تمام ہندوؤں میں اسے اس سے زیادہ "عارف و متین" شخص نظر نہیں آتا تھا۔ ایک نصیحت جو اس نے دارا کو کی اس سے کفر و اسلام کا امتیاز ختم ہوجاتا ہے بابا نے کہا:

> ہر قوم میں عارف و کامل ہوتے ہیں خدا ان کی برکت سے اس قوم کو نجات دیتا ہے۔ تم کسی قوم کے منکر نہ ہونا۔[4]

---

[1] اس اصل رسالہ کا ہندی نام ہے Goshti Baba Lal Dyal
(مقدمہ) دیوان چندر بھان برہمن نوشتہ محمد عبدالحمید فاروقی۔ گجرات، احمد آباد۔ ۱۹۶۷ء ۸۱

[2] کئی مرتبہ طبع ہو چکا ہے۔ لاہور سے اس کا اردو ترجمہ بھی چھپا تھا۔

[3] تفصیل آگے آرہی ہے۔

[4] دارا شکوہ : حسنات العارفین ۴۹

www.maktabah.org

ایک اور مقام پر بابا اُسے نصیحت کرتا ہے :

(اے دارا) تم شیخ نہ بننا، ولی نہ بننا اور نہ ہی صاحبِ خوارق و کرامات ہونے کی خواہش کرنا بلکہ آزاد مشرب فقیر بننا[1] (فقیر بے ساختگی)

اس سے اگلے ہی سال ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں جب وہ اپنی مشہور کتاب مجمع البحرین[2] لکھنے بیٹھا تو اس پر بابا لال کے افکار پوری طرح مسلط ہو چکے تھے[3]۔

داراشکوہ نے مجمع البحرین میں نبوّت و ولایت کے بیان کے تحت بابا لال کو اپنا مرشد لکھا ہے :

در زمان دیگر چوں شیخِ من جنید ثانی شاہ میر و استادِ من میاں باری و مرشدِ من ملا شاہ و شاہ محمد دلربا و شیخ طیب سرہندی و باوا لال بیراگی[4]۔

---

[1] داراشکوہ : حسنات العارفین ۵۵ ۔ بابا لال کی اصطلاح فقیر بے ساختگی کا یہ ترجمہ عصرِ حاضر کے وحدتِ ادیان کا سب سے بڑا تحریری نعرہ لگانے والے ڈاکٹر اطہر عباس رضوی نے کیا ہے یعنی

"Be rather an independent Faqir"
(Muslim Revivalist Movements in India, p. 355)

[2] تفصیل اپنے مقام پر آئے گی ۔

[3] ڈاکٹر رضوی نے اس حقیقت کو اس طرح تسلیم کیا ہے :

The answers which Dara Shukoh received from Baba Lal . . . were fully drawn upon by him in his unique work Majma-ul-Bahrain. . . (Rizvi: Movements, p. 355).

[4] داراشکوہ : مجمع البحرین ۔ طبع محفوظ الحق ۱۰۲

بابا لال کا نام معاصر کتابوں میں کئی طرح لکھا ہوا ملتا ہے جس سے التباس ہوتا ہے کہ یہ ایک نام نہیں ہے لیکن در حقیقت یہ ایک شخص کا نام ہے جسے مختلف طریقے پر لکھ دیا گیا ہے مثلاً دارا نے حسنات میں بابا لال مندیہ اور مجمع البحرین میں باوا لال بیراگی، بعض مآخذ میں لال دیال وغیرہ ۔

www.maktabah.org

بابالال نے سرہند کے قریب دھیان پور میں ایک مندر کے ساتھ اپنے چیلوں کی تربیت کے لیے ایک تربیت گاہ بنالی تھی۔ ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ داراشکوہ کے حکم سے یہ "سمادھی بابالال" تعمیر کی گئی تھی جو اب تک موجود ہے[1]۔ جہاں بہت سے طالب اس کے گرد جمع رہتے تھے۔

ہمارا قیاس ہے کہ بابالال کے لیے قصداً داراشکوہ نے سرہند میں اس لیے یہ سمادھی بنائی تھی کہ "مجددی تحریک" جس کی بنیادی فکر احیائے اسلام ہے اور جس کا مرکز سرہند شریف تھا، کی نقل و حرکات سے وہ ہر وقت باخبر رہ سکے۔

چندربھان برہمن (حدود ۱۰۷۴ھ/۱۶۶۴ء)

وہ شاہجہانی عہد میں معزز عہدوں پر فائز رہا[2]، وہ ہندو ہونے کے باوجود مسلمان اساتذہ سے عربی و فارسی اور دینی تعلیم حاصل کرتا رہا، اس کی طبیعت اور مزاج بالکل داراشکوہ جیسا تھا فرق صرف یہ تھا کہ دارا نے حصولِ تخت کے لیے اپنے مذہبی عقائد کو سیاسی لبادہ اُڑھا دیا تھا۔

معاصر مورخ محمد صالح کنبوہ نے لکھا ہے:

اگرچہ بظاہر زنار بند است اما سر از کفر بر می تابد و ہر چند بصورت ہندو است اما در معنی در اسلام می زند[3]۔

---

[1] گنیش داس وڈیرہ نے دارا کے کئی مرتبہ بابا کے پاس جاکر مستفید ہونے کا ذکر کرنے کے بعد بتایا ہے کہ اس وقت تک بابا کے سجادہ نشینوں کا سلسلہ جاری ہے (چار باغ پنجاب ۲۹۶) نیز دیکھیے مقدمہ جوگ بشسٹ۔ نوشتہ امیر حسن عابدی ۷۔ حاشیہ و سر اکبر۔ طبع تہران، مقدمہ ۲۴۷

[2] ڈاکٹر عبدالحمید فاروقی نے مقدمہ دیوان برہمن میں اور ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے پاکستان میں فارسی ادب (۲/۹۴-۱۲۴) میں معاصر ماخذ اور برہمن کے بیانات کی بنیاد پر حالاتِ زندگی مرتب کیے ہیں۔

[3] کنبوہ محمد صالح: عمل صالح ۳/۴۳۴

www.maktabah.org

اس کی نظر میں کعبہ و بت خانہ، مسجد و مندر اور مسلمان و ہندو میں کوئی مذہبی فرق نہیں تھا۔ وہ اپنے افکار کے اعتبار سے وحدتِ ادیان کے مکتبِ فکر کا ایک خاص رکن معلوم ہوتا ہے۔ اس کے اس شعر پر ہنگامے کا ذکر تذکرہ نویسوں نے کیا ہے ؎

مرا دلیست بکفر آشنا کہ چندیں بار
بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

ہمارے خیال میں اس کا درج ذیل شعر اس عہد کے وحدت الوجود کی اس فکر کی ترجمانی کرتا ہے جبکہ اس فکر کو وحدتِ ادیان کے لیے استعمال کیا جا رہا تھا، کہتا ہے ؎

بانی خانہ و بت خانہ و می خانہ یکیست
خانہ بسیار ولی صاحبِ ہر خانہ یکیست

اس کے دیوان میں بہت سے ایسے اشعار ملتے ہیں[1] جن سے اس کے مذہبی رجحانات کا اندازہ ہوتا ہے اگر دیوانِ داراشکوہ اور دیوان برہمن کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو متصوفانہ افکار میں بہت مماثلت ملے گی۔ اسی جذباتی ہم آہنگی کی بنیاد پر تو داراشکوہ نے اس کی خدمات شاہجہان سے اپنے لیے مانگ لی تھیں۔ جب داراشکوہ قندھار کی مہم پر روانہ ہوا تو برہمن اس کے مصاحب کی حیثیت سے اس کے ہمراہ تھا اور جب دارا اس مہم سے ناکام واپس آیا تو لاہور میں بابالال اور دارا کی ملاقات میں بھی ترجمان کی حیثیت سے برہمن شامل تھا۔ اس ملاقات کے دوران گفت گو کو ریکارڈ کرنے اور پھر اس کا فارسی ترجمہ کرنے کی خدمت بھی برہمن نے ہی ادا کی تھی[2]۔ وہ اپنی منشات میں سرہند جانے کا ذکر بھی کرتا کہ وہ وہاں بابالال دیال سے ملا تھا جس کے پاس دور دراز سے لوگ آتے تھے[3]۔

---

[1] برہمن : دیوان مرتبہ عبدالحمید فاروقی۔ احمد آباد گجرات ۱۹۶۷ء
[2] تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ کتاب ہذا تحت "بابالال"
[3] منشاتِ برہمن بحوالہ مقدمۂ دیوان برہمن نوشتہ عبدالحمید فاروقی ۶۷

www.maktabah.org

میاں باری (ف ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء)

داراشکوہ نے حسنات العارفین اور مجمع البحرین میں انہیں اپنا اُستاد بتایا ہے۔ دارا کئی سال ان کے پاس جاتا رہا لیکن انہوں نے اس سے بات تک نہ کی۔ آخر تین سال جب دارا نے ان کی خدمت کی تو انہوں نے گفتگو سے نوازا، انہوں نے مرتے دم تک دارا سمیت کسی کو اپنا نام ونشان تک نہ بتایا۔ دارا کہتا ہے کہ چونکہ وہ قصبہ باری کے نواح میں عزلت گزین تھے اس لیے میں انہیں "باری تعالیٰ" کہا کرتا تھا۔ آخر وہ سکوت ٹوٹا اور وہ خاموشی رازدارانہ گفتگو میں اس طرح تبدیل ہوگئی کہ دارا ان کی "خدمتِ ایشان بسیار گستاخ بودم"۔

ایک مرتبہ دارا نے ان سے پوچھا کہ آپ کس کے بندے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں "بندہ خود" ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں اپنا مرشد بھی آپ ہی ہوں، میں خود ہی اپنا مرید ہوں..... وہ باطنی طور پر ہر وقت داراشکوہ کے احوال سے آگاہ رہتے تھے..... وہ موسم سرما و گرما میں بھی برہنہ رہتے تھے۔ ان کا مقبرہ جو انہوں نے خود بنوایا تھا موضع "سرحنہ از توابع پرگنہ باری" ایک تالاب کے کنارے تھا جس پر داراشکوہ نے ایک بند بھی بندھوایا تھا۔

داراشکوہ نے خود لکھا ہے کہ وہ جب تک (ان کے مرتے دم تک) ان کے پاس جاتا رہا لیکن ان کی محفل میں کبھی اللہ پاک کا ذکر تو درکنار کبھی نام تک نہیں آیا۔ اس طرح انبیاء و اولیاء کے اسماء بھی کبھی ان کی زبان پر نہیں آئے تھے[1]۔ ایک مرتبہ دارا نے ان سے اُن کی تعلیم کے بارے میں سوال کیا تو بولے میں نے "ملّا و پنڈت دونوں کو مار ڈالا ہے[2]"۔ یعنی وہ اسلامی وغیر اسلامی دونوں علوم سے بیزار تھے۔

---

[1] دارا : حسنات العارفین ۶۹

[2] ایضاً : ۷۱

www.maktabah.org

شیخ سلیمان مصری قلندر

سلسلہ قلندریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ دارا کی ان سے ۱۰۶۴ھ/۱۶۵۴ء میں ملاقات ہوئی تھی اور خواب میں اُسے ایک قلندر مشرب بزرگ سے ملاقات کے بارے میں پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا، وہ سیاحت پیشہ تھے، جب وہ ملتان پہنچے تو دارا نے والیٔ ملتان کو حکم دیا کہ اُن کا پورے اعزاز سے استقبال کرے اور انہیں دارالخلافہ لانے کا انتظام کیا جائے۔

عندالملاقات دارا کو ان میں "یگانگیٔ مشرب" کا احساس ہوگیا۔ دارا چونکہ اپنے ہم مشرب صوفیہ کا متلاشی تھا اس لیے یہ اس کے لیے بڑی نعمت تھی، وہ خاصے آزاد مشرب تھے۔ انہوں نے خود دارا سے بیان کیا تھا ان کے نماز با جماعت نہ پڑھنے پر جب علمائے اعتراض (طعن) کیا تو انہوں نے امامت کرانے والے اس دیار کے تمام علمار کو ہی ناقص کہہ دیا:

علمائے ایں دیار طعن کردند کہ نماز با جماعت نمی گزارد۔ فرمودند: اقتدا۔ بہ ناقصان نمی کنم۔[1]

انہوں نے ایک مرتبہ دارا سے کہا کہ انہیں سیاحت کرتے ہوئے ۵۴ سال ہوگئے ہیں، لیکن انہوں نے دارا جیسا سخنور اور عالی مشرب شخص نہیں دیکھا۔[2]

شاہ فتح علی قلندر (ف ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء)

قلندریہ سلسلہ کی یہ دوسری شخصیت ہیں جن کے ساتھ ہمیں داراشکوہ کے تعلقات کا علم ہوا ہے۔ شاہ فتح قلندر اپنے عم بزرگ شاہ عبدالقدوس قلندر اور شاہ مجتبا قلندر عرف شاہ مجا

---

[1] دارا: حسنات العارفین ۷۶ [2] ایضاً ۷۷

www.maktabah.org

قلندر لاہر پوری (ف ۱۰۸۴ھ/۱۶۷۴ء) کے تربیت یافتہ تھے[1]۔ سلسلۂ قلندریہ ہندوستان میں وحدت الوجود کے لیے بحرِ زخار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارے خیال میں سلسلہ چشتیہ کے بعد افکارِ ابن عربی کی شرح و توضیحات میں اس سلسلہ کو خاص مقام حاصل ہے بلکہ سلسلہ چشتیہ کے دورِ زوال میں اس خدمت کو اس سلسلہ نے اپنے ذِمّہ لے لیا تھا۔ "خانقاہ کاکوری" نے اس سلسلہ کے افکار کی جو کتابیں شائع کی ہیں وہ وحدت الوجود کی مکمل تصویر ہیں۔ اس سلسلہ نے شاہ محب اللہ الٰہ آبادی کے رسالہ تسویہ کی مفصل شرح بھی شائع کی تھی۔ شیخ مجتبیٰ قلندر اور شاہ فتح علی قلندر کے مابین جو مراسلت ہوئی ہے اس سے بھی عیاں ہے کہ وہ کن افکار کے حامل تھے یعنی ان کے محبوب موضوع "نفیٔ خودی" اور "توحید وجودی" ہیں[2]۔

دارا شکوہ اور شاہ فتح علی کے درمیان بھی مراسلت کا سلسلہ تھا۔ حسنِ اتفاق سے وہ سوالات جو دارا نے ان کی خدمت میں بھیجے تھے اور ان کے جوابات بصورتِ رسالہ محفوظ ہیں اور شائع ہو چکے ہیں[3]۔ اس کی جھلک ملاحظہ ہو:

شاہ فتح قلندر اپنے جوابات کی وضاحت کے لیے جن شخصیات کے اقوال پیش کرتے ہیں ان میں مجذوب شیرازی کے علاوہ "بھگت کبیر" کا نام بھی شامل ہے جس کے افکار وہ "موحد ہندی" کے لقب سے فخر کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ایک سوال میں دارا نے پوچھا کہ کس علم کو حجاب اکبر کہا گیا ہے تو شاہ فتح فرماتے ہیں ؎

علم حق در علم صوفی گم شود — ایں سخن کی باور مردم شود

---

[1] شاہ فتح قلندر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:
تقی علی قلندر: روض الازہر فی مآثر القلندر۔ طبع رام پور ۱۳۳۶ھ ۱۷۴
تقی حیدر قلندر (مرتب) تعلیماتِ قلندریہ (مجموعہ مکتوبات بزرگان قلندریہ) لکھنو
اس میں شاہ مجتبیٰ قلندر کے مکتوبات بنام شاہ فتح قلندر موجود ہیں ۳۷-۴۰

[2] تقی حیدر: تعلیماتِ قلندریہ ۳۸-۴۰

[3] شمائل مقدمہ جوگ بشسٹ مرتبہ امیر حسن عابدی۔ طبع علی گڑھ۔

www.maktabah.org

دارا نے ان سے جب "ظلوماً جهولاً" کے بارے میں پوچھا کہ یہ انسان کی تعریف میں کہا گیا ہے یا اس کی مذمت میں۔ اس کا جو جواب شاہ فتح علی نے دیا وہ حرف بحرف ملا شاہ بدخشی کی اس تفسیر کے مماثل ہے جس کا اقتباس ہم گزشتہ صفحات میں نقل کر آئے ہیں۔

دارا نے ان سے دریافت کیا کہ "بے نہایت" دل میں کیسے سما سکتا ہے؟ تو اس کے جواب میں شاہ فتح نے فرمایا ؎

حلول و اتحاد ایں جا محال است
زعین وحدتش این خود ضلال است[1]

داراشکوہ کے تینوں دریافت شدہ سوالناموں یعنی سوالات بنام شاہ محب اللہ الہ آبادی، بنام لال بابا بیراگی اور بنام شاہ فتح قلندر کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو ہمیں نہ صرف سوالات کی نوعیت میں مماثلت ملے گی بلکہ ان کے جوابات بھی بہت حد تک ایک دوسرے کے افکار سے ملتے جلتے معلوم ہوتے ہیں۔

دیگر صوفیۂ خام

دارا نے حسنات العارفین میں کئی معاصر صوفیہ سے اپنی ملاقات کا حال اور اُن کے اقوال لکھے ہیں ان میں سے چند ایک کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں:

اس نے حسنات العارفین میں شاہ محمد دلربا کو اپنا اُستاد اور مجمع البحرین میں اپنا مرشد بتایا ہے[2] اور ان کے جتنے اقوال دارا نے نقل کیے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسخ شدہ تصوف کی ساری منزلوں کو طے کر کے حلول و اتحاد کے دائرے میں داخل ہو چکے تھے۔ وہ دارا سے ملا بدخشی کے اشعار سنانے کی اکثر فرمائش کیا کرتے تھے۔ جس سے اندازہ

---

[1] عابدی: جوگ وششٹ از داراشکوہ۔ طبع علی گڑھ ۲۶

[2] دارا: مجمع البحرین۔ ۱۰۲

www.maktabah.org

ہوتا ہے کہ وہ اسی فکر سے متاثر ہو کر اس رنگ میں رنگے گئے تھے۔ ان کی زبان پر دارا کے لیے اکثر یہی ہوتا تھا "اللہ بیا، اللہ بنشین" ظاہر خلق باطن خالق است و ظاہر خالق باطن خلق۔[1]

شیخ طیّب سرہندی کو بھی دارا نے مجمع البحرین میں اپنا مرشد لکھا ہے۔[2] اس شیخ طیّب کے ذریعہ دارا کو بابا پیارے کے بہت سے اقوال ملے تھے۔ شیخ طیّب بابا پیارے کے سلسلہ پیاریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے بعض فرمودات یہ تھے:

بابا پیارے کسی قسم کی ظاہری عبادت نہیں کرتے تھے۔ قرآن و حدیث سے اقوال کبھی نقل نہیں کرتے تھے۔ خدا کا نام اس لیے نہیں لیتے تھے کہ وہ تو غائب ہے۔ وہ مسنون طریقہ پر بال بھی نہیں کٹواتے تھے۔[3] یہ ہے بابا پیارے کی تصویر جن کے متعلق دارا کا اعتقاد تھا:

> از کبار مشائخ ہندوستان است.... از اولیا.... مثل وے دران وقت کسی نہ بودہ۔[4]

صلح کل کا علمبردار ہونے کی وجہ سے دارا کے سکھوں کے گروؤں سے بھی بہت خوش گوار تعلقات تھے۔ جب دارا اورنگ زیب سے شکست کھا کر لاہور کی طرف بھاگا تو وہ گرو ہر رائے (۱۶۳۰-۱۶۶۱ء) کے پاس بھی گیا، عصر حاضر کے سکھ مؤرخین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ اس جنگِ تخت نشینی میں ہمارے گرو کی ہمدردیاں "متعصب" اورنگ زیب کی بجائے "وسیع المشرب" دارا شکوہ کے ساتھ تھیں، بقول خوشونت سنگھ:

---

[1] جنات العارفین ۷۲-۷۵

[2] دارا: مجمع البحرین ۱۰۲

[3] دارا: جنات العارفین ۵۶ [4] ایضاً ۵۵

www.maktabah.org

Har Rai became friendly with – Dara Shikuh, who being of sufi persuasion sought the company of saintly men of all denominations, when the war of succession began between Shah Jahan's sons, the Guru's sympathies where naturally more with the liberal Dara Shikuh than with the bigoted Aurangzeb.[1]

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ دارا کے ہر رائے کے ساتھ مذہبی ہم آہنگی کی بنیادوں پر تعلقات تھے۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ شکست کھا کر بھاگ رہا تھا تو اورنگ زیب کی متعاقب فوج کو گرو نے دریائے ستلج عبور کرنے سے روکنے کی کوشش کی تاکہ دارا کو ایران بھاگ جانے کا موقع مل جائے۔ عہد حاضر کے ایک سکھ محقق ڈاکٹر فوجا سنگھ نے اسے اس طرح تسلیم کیا ہے:

Guru Har Rai, was similarly inspired when he led his troops to the bank of the river Satluj in order to block the passage across the river of Aurangzeb's Troops marching in hot pursuit of Dara Shikoh.[2]

جب کہ نقشبندی بزرگ پنجاب میں رہتے ہوئے سکھوں کی مذہبی سرگرمیوں اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کارروائیوں کو ہمیشہ اسلام کے خلاف ایک محاذ قرار دیتے رہے، خود حضرت مجدد الف ثانی نے گرو ارجن کے قتل کو اسلام کی فتح عظیم اور کفر کی شکست قرار دیا تھا۔[3] یہی حضرت خواجہ محمد معصوم و دیگر حضرات کا نقطۂ نظر تھا جسے اورنگ زیب نے

---

[1] Khushwant Singh: History of the Sikhs, Oxford University Press, Delhi, 1977. Vol. I, p. 68.

[2] Fuja Singh: The Martyrdom of Guru Tegh Bahadur (The Punjab Past and Present, April, 1975, p. 154

[3] مجدد الف ثانی: مکتوبات ۱۹۳/۱ - تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ مقامات مظہری

www.maktabah.org

اپنایا تھا جس کی وجہ سے وہ سکھوں کی نظروں میں "متعصب" اور دارا "وسیع المشرب" کہلایا۔

دارا نے شاہ محمد دلربا کے نام اپنے ایک خط میں واضح طور پر تسلیم کیا ہے کہ انہیں صوفیہ کی صحبت کی بدولت "اسلامِ مجازی" اس کے دل سے "برخاست" ہو چکا ہے اور "کفرِ حقیقی" رونما ہو رہا ہے اور وہ انہیں کی صحبت کی برکت سے "کفرِ حقیقی" کی صحیح "قدر" سمجھ سکا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب وہ صحیح معنوں میں "زنّار پوش، بت پرست بلکہ خود پرست[1] و دیر نشین" بنا ہے:

الحمد للہ الحمد للہ کہ از برکتِ صحبت این طائفہ شریفہ مکرمہ معظمہ از دلِ این فقیر اسلامِ حقیقی برخاست و کفرِ حقیقی روی نمود..... اکنون قدرِ کفرِ حقیقی دانستم زنّار پوش و بت پرست بلکہ خود پرست و دیر نشین گشتم[2]۔

داراشکوہ کے عقائد

اس پس منظر میں دارا کے مذہبی عقائد کو نہ صرف سمجھنا آسان ہو جائے گا بلکہ اس کی اس بے راہ روی اور دونوں بھائیوں کے مذہبی رجحانات کا تقابل کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا بھی سہل ہو جائے گا۔

آپ نے دیکھا کہ اس نے اپنی پہلی تالیف سفینۃ الاولیاء میں اپنے نام کے ساتھ "قادری حنفی" لکھا اور خلفائے راشدین کی دشمنی کو اسلام کی دشمنی قرار دیا اور اہلِ سنت کے چاروں ائمہ فقہا کو چہار دیوار خانہ اسلام کا درجہ دیا اور پھر کس طرح اپنی افتادِ طبع

---

[1] دارا کے استاد میاں باری نے اسے خودی کی جو تعلیم دی تھی وہ ہم گزشتہ صفحات میں درج کر چکے ہیں یہاں اُسے ذہن میں رکھتے ہوئے غور کریں تو اس کے اثرات واضح ہو جائیں گے۔

[2] نجیب اشرف ندوی (مرتب) رقعاتِ عالمگیر ۳۲۲

www.maktabah.org

اور صوفیۂ خام کی صحبت میں اس کی دین سے بیزاری بڑھتی رہی حتیٰ کہ اس نے یہاں تک لکھ دیا کہ جس بستی میں ملّاں (علمآ) رہتے ہوں وہاں عقلی علوم کی ترقی کے امکانات ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

وہ اپنی دوسری کتاب سکینۃ الاولیاء کی تالیف کے دوران ہی ہمیں آزادیٔ مذہب کی طرف راغب نظر آنے لگتا ہے۔

رسالہ حق نما اس کی تیسری تالیف ہے۔ یہ رسالہ ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء میں مکمل ہُوا۔ اس رسالہ میں اس نے اپنے نام کے ساتھ "حنفی و قادری" کو قائم رکھا ہے۔ اس وقت تک وہ سلوک کی بہت سی منازل طے کر چکا تھا۔ وہ اس رسالہ کے بارے میں پابندی عائد کرتا ہے کہ اسے صرف اس طالب کو پڑھنا چاہیئے جس کی ہدایت کے لیے مرشد موجود ہو اور اپنے کشف کے بارے میں سکینۃ الاولیاء میں مندرج دعوے کو دہرایا ہے۔ اس رسالہ میں وہ وحدت الوجود کی کتابوں میں سے فتوحاتِ مکیہ، فصوص، لمعات اور لوامع کے بکثرت حوالے دیتا ہے[1]۔

۱۰۵۶-۱۰۶۲ھ/۱۶۴۶-۱۶۵۲ء کے بعد وہ اپنے ہم مشرب صوفیہ سے ملاقاتیں کرتا رہا اور خود کو ان کے رنگ میں اس طرح رنگ لیا کہ اس کی اپنی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مذہبی خیالات پر لوگوں نے اعتراضات کرنے شروع کر دیے تھے جن کا جواب دینے کے لیے اس نے ۱۰۶۲ھ/۱۶۵۲ء میں حسنات العارفین نام کی ایک کتاب لکھنا شروع کر دی جو ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں مکمل ہوئی۔ داراشکوہ کے عقائد میں ۱۶۴۶-۱۶۵۵ء تک جو تبدیلیاں ہوئیں ان میں سے بعض کا ذکر اس نے خود اس کتاب میں کر دیا ہے۔

اس کتاب کے دیباچہ میں نہ تو اس نے اپنے نام کے ساتھ "حنفی و قادری" لکھا ہے اور نہ ہی انکسار کے ساتھ خود کو اپنے ابتدائی قاعدے کے مطابق فقیر حقیر لکھا ہے بلکہ:

---

[1] محفوظ الحق: (مقدمہ) مجمع البحرین ۹-۱۰

www.maktabah.org

"می گوید فقیرِ بے حزن واندوہ محمد داراشکوہ"۔
لکھنا ہی کافی سمجھا ہے۔ اس نے وضاحت کی ہے کہ "اس وقت جبکہ سال ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۲ء ہے اور اس کی عمر ۳۸ سال ہو گئی ہے۔ اہلِ سلوک کی کتابوں سے اس کا دل بالکل "ملول" ہو گیا ہے اور اُسے چونکہ "وجد و ذوق" حاصل ہو چکا ہے اس لیے اس حالت میں اکثر اس کی زبان سے "کلماتِ بلند حقائق و معارف" سرزد ہوتے رہتے ہیں"۔ اس کی اپنی ہی عبارتِ ذیل سے عیاں ہوتا ہے کہ اب تک اس کو کافر بھی کہا جانے لگا تھا:

زاہدانِ خشک بے حلاوت از کوتاہ بینی در صدد طعن و تکفیر و انکار می شدند[1]

اس کے دیباچہ میں ہی اس نے راسخ العقیدہ علماء کو جو اس کی خلافِ شرع باتوں پر اعتراض کرتے تھے، "پست فطرت، زاہدِ خشک، دجال، فرعون اور ابوجہلانِ محمدی مشرب" جیسی صفات سے نوازا ہے گویا اس کے نزدیک "محمدی مشرب" ہونا بھی اب جرم تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی ان خلافِ شرع حرکات و سخنان کو سہارا دینے کے لیے تاویل کے طور پر متقدمین و معاصرینِ صوفیہ کی شطحیات کو اس کتاب میں یکجا کیا اور اسے اپنے اشعار سے بھی سجایا۔ وہ نامی گرامی اور انتہائی پابندِ شرع صوفیہ کی شطحیات بھی نقل کرتے ہوئے ان کے نام کے ساتھ عجیب القاب بھی لکھتا مثلاً حضرت بایزید بسطامیؒ کی شطح نقل کرتے ہوئے کہتا ہے۔ "عارف بے پروا از بدنامی بایزید بسطامی"، وہ شیخ اکبر ابنِ عربی کو بھی "موحد" اور بھگت کبیر کو بھی "موحد ہندی" ہی کہتا ہے اور اسے "کمل عارفان ہندوستان[2]" بھی لکھا ہے۔ بابا پیارے جس کی خلافِ شرع باتیں خود دارا کے الفاظ میں ہم نقل کر آئے ہیں، کے متعلق لکھتا ہے کہ اکبر کے زمانے میں اس جیسا کوئی ولی نہیں ہوا[3]۔

---

[1] دارا: حسنات العارفین ۲   [2] ایضاً ۵۳   [3] ایضاً ۵۵

www.maktabah.org

اسلام کی "صرف ہزار سالہ زندگی" کے بارے میں اکبر کے عہد سے ہی بحث ہو رہی تھی دارا نے یہاں اس کی بھی وضاحت کر دی ہے:

یعنی محمد پیش از ہزار سال رسول بود[1]......

دارا نے اپنے معاصر صوفیہ میں سے شیخ فرید لاہوری کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس نے ان جیسا کوئی شیخ نہیں دیکھا اور ان کی ان تمام نوازشات کا ذکر بھی کیا جو انہوں نے شہزادے پر کی تھیں۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ دارا کے مخالفین کو مردود کہتے تھے[2]۔ حالانکہ دارا کے مخالفین میں ایک عالم بھی بدعقیدہ نہیں تھا۔

جب وہ یہ کتاب مکمل کر چکا (۱۰۶۵ھ) تو اس کے حواریوں نے جنہیں وہ "طالبانِ صادق" (اور اکابر علمارِ اہلِ سنت کو ابوجہلانِ محمدی مشربان) کہتا ہے، کہا کہ شہزادے تم اپنی شطحیات میں سے بھی تو اس میں کچھ درج کرو تو دارا نے جو جواب دیا اس سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ صرف شطحیات کے میدان میں کہاں تک دُور نکل گیا تھا، اُس نے کہا:

کہ تمام شطحیات جو میں نے بیان کی ہیں وہ دراصل میری ہی ہیں۔ ہمارا قیاس بھی یہی ہے کہ اگر اس کی اس کتاب میں شامل شطحیات کو ان مشائخ کی معاصر کتب سوانح سے تقابل کیا جائے تو بہت سے شطحیات جو دارا نے ان کے نام منسوب کیے ہیں محض اس کے ذہن کی پیداوار ثابت ہوں گے۔ اس نے حضرت میاں میرؒ اور ملا شاہ کی جو شطحیات اس میں بیان کی ہیں وہ بھی اس نے اپنی شطحیات کو سہارا دینے کے لیے وقتی طور پر تراش لی ہیں کیونکہ سکینۃ الاولیاء میں اس قسم کی شطحیات کا اس نے ذکر نہیں کیا جس میں حضرت میاں میرؒ نے اپنے مرید ملا شاہ بدخشی کے متعلق یہ کہا ہو کہ "کشمیر کے خدا کا کیا حال ہے[3]؟

---

[1] دارا: حسنات العارفین ۵۹ [2] ایضاً ۶۳ [3] ایضاً ۶۱

www.maktabah.org

تاہم اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں اس وقت کے تصوف میں تنزل کے آثار ملتے ہیں وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بھگتی تحریک شاہ جہاں کے ان ایام میں داراشکوہ کی سرکردگی میں اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی اور اس تحریک سے متاثر ہونے والے سارے صوفیہ کے ساتھ اس کے روابط تھے۔ اس حقیقت کو ڈاکٹر اطہر عباس رضوی نے ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے:

The characteristic feature of this work is an emphasis on that aspect of Kabīr's teachings which seeks to despise as frivolous any distinction drawn between Kufr and Islam.[1]

اسی سال ۱۰۶۵ھ/۱۶۵۵ء میں اس نے مجمع البحرین لکھی۔ اس میں اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام اور کفر (ہندومت) میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ ان کا منبع و مخرج ایک ہی ہے۔ ان دونوں دریاؤں کو ملا دینا چاہیئے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ وہ وحدتِ ادیان کے علمبردار تمام ہندوستانی صوفیہ اور ہندو سادھوؤں سے مل چکا تھا اور ان کے معارف و کلمات اس پر پوری طرح مسلط ہو چکے تھے اس نے خود اس کے دیباچہ میں اس کی یوں وضاحت کی ہے:

بعد از دریافت حقیقت الحقائق و تحقیق رموز و دقائق مذہب برحق صوفیہ و فائز گشتن بایں عطیۂ عظمیٰ در صدد آن شد کہ درک کند مشرب موحدان ہند و بعضی از محققاق این قوم و کاملانِ ایشان ..... مکرر صحبتہا داشتہ و گفتگو نمودہ، جز اختلاف لفظی در دریافت و شناختِ حق تفاوتی ندید۔ ازیں جہت سخنانِ فریقین را باہم تطبیق دادہ[2]......

اس نے حسنات العارفین میں راسخ العقیدہ علماء کو جس طرح کوسا ہے وہ آپ

[1] Rizvi, S. A. A.: Muslim Revivalist Movements, p. 354.

[2] داراشکوہ: مجمع البحرین - طبع محفوظ الحق ۸۰

www.maktabah.org

ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں وہ اپنے ہم مشرب "موحدان ہند" کو مجمع البحرین میں "کاملان" "نہایت" "ادراک و فہم" کے مالک و خدا رسیدہ[1] کہتا ہے۔ درج بالا اقتباس میں اس نے صاف بتایا ہے کہ اسلام اور ہندو مت کے افکار میں اسے لفظی فرق کے سوا کچھ محسوس نہیں ہوا۔

اس کتاب میں اس نے اپنے معاصر صوفیہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ میاں باری کو اپنا اُستاد، ملّا شاہ، شاہ محمد دلربا، طیب سرہندی اور بابا لال بیراگی کو اپنا مرشد لکھا ہے[2]۔ دارا کے حامیوں نے اس کتاب پر بابا بیراگی کے افکار کی مکمل چھاپ کی جس طرح تصدیق کی ہم سابقہ اوراق میں واضح کر چکے ہیں۔

اورنگ زیب کو بدنام کرنے کے لیے مثالوں کے متلاشی اور مشہور مورخ جادو ناتھ سرکار[3] اور ان کے حلقہ کے ایک مؤلف اور عرصہ حاضر میں دارا شکوہ کی سب سے تحقیقی سوانح عمری لکھنے کا شرف حاصل کرنے والے مورخ قانون گو[4] نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دارا ان دونوں مذاہب کے تقابلی مطالعہ سے ان کے درمیان کسی "قدر مشترک" کا متلاشی تھا جس سے جنگ تخت نشینی میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کی حمایت اُسے حاصل ہو جائے۔

دارا کو ہندو مسلم اتحاد یا ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کی اتنی فکر تھی کہ اس نے اس کا سنسکرت زبان میں ترجمہ کروانے کا بھی اہتمام کیا تھا جو اس کی زندگی میں ہی "سمودر سنگم" کے نام سے مکمل ہو گیا تھا[5]۔ اگلے سال ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۶ء میں دارا نے اپنی وسیع المشربی

---

[1] دارا شکوہ: مجمع البحرین۔ طبع محفوظ الحق ۸۰ [2] ایضاً ۱۰۲

[3] Sarkar, J. N: History of Aurangzeb, Calcutta 1925, Vol. I pp 273-274.

[4] Qanungo: Dara Shikoh, Calcutta, 1935, p. 134.

[5] عابدی، امیر حسن: جوگ بشسٹ (مقدمہ) ۲۲

www.maktabah.org

کا مزید ثبوت بہم پہنچایا، اب تک اس نے اسلام اور ہندو مت کا صرف تقابلی مطالعہ ہی کیا تھا اور زیادہ تر اس کے ماہرین سے گفتگو کر کے کچھ سیکھا تھا۔ لیکن اب اس کا جی چاہا کہ ہندو مت کا براہِ راست مطالعہ کرے چنانچہ اس مقصد کے لیے اس نے جوگ بششٹ کا فارسی میں ترجمہ کروانے کے لیے ماہرین کا ایک بورڈ قائم کیا۔ اگرچہ اکبر کے زمانے سے ہی اس کتاب کے ترجمے ہوتے چلے آرہے تھے[1]، لیکن وہ ترجمے دارا کو پسند نہیں تھے۔ دارا اس کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ اس نے ایک خواب میں بششٹ اور رام چندر کو دیکھا۔ بششٹ نے رام چندر کو اشارہ کیا کہ داراشکوہ "طلبِ صدق" میں تمہارا بھائی ہے اس لیے اس سے معانقہ کرو، تو وہ "کمالِ محبت" سے دارا سے بغل گیر ہوا۔ پھر بششٹ نے رام چندر کو شیرینی دی کہ دارا کو کھلا دو تو دارا نے رام چندر کے ہاتھ سے وہ شیرینی کھالی۔ جس سے اس کی تجدیدِ ترجمہ کی خواہش زیادہ ہوگئی تو اس نے ترجمہ کا حکم دیا[2]۔

بقول پروفیسر نجیب اشرف ندوی :

> دارا اس ترجمہ کے ذریعے یہ بات باور کرنا چاہتا ہے کہ اگرچہ وہ ظاہراً ولی عہدِ شاہ جہان ہے لیکن بباطن وہ بھی رام چندر جی کی طرح واصل الی الحق بزرگ ہے[3]۔

ڈاکٹر رضوی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دارا کا اس ترجمہ سے مقصد ہندو مسلم اتحاد اور جذباتی ہم آہنگی کی فضا پیدا کرنا تھا[4]۔

---

[1] ترجموں کی تفصیل کے لیے دیکھئے :

عابدی : جوگ بششٹ مقدمہ ۲۹-۳۲

Rizvi, S. A. A: Religious and Intellectual History of the Muslims in Akbar's Reign, Delhi, 1975. p. 215

[2] دارا : جوگ بششٹ طبع عابدی ۴ [3] نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعاتِ عالمگیر ۳۵۹

[4] Rizvi, S. A. A: Muslim Revivalist Movements, pp 358-59

www.maktabah.org

دارا کے حکم سے کیا ہوا یہ ترجمہ باتحقیق وحواشی چھپ چکا ہے[1]۔

اس ترجمے کے ایک ہی سال بعد یعنی ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں اس نے بنارس کے پنڈتوں اور سنیاسیوں کی مدد سے ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب اپنشد کے منتخب پچاس ابواب کا ترجمہ فارسی میں کروایا۔ جس کا نام اس نے "سرِ اکبر" تجویز کیا۔

اس کے ابتدائیہ میں دارا نے لکھا ہے:

.... چونکہ قرآن مجید...... کی اکثر باتیں رمز کی ہیں..... اس لیے میں نے چاہا کہ تمام آسمانی کتابوں کو پڑھوں...... میں نے تورایت، انجیل، زبور اور دوسری کتابیں پڑھیں، لیکن ان میں توحید کا بیان مجمل اور اشارات میں تھا.... اس لیے اس بات کی فکر میں ہوا کہ ہندوستان وحدت عیان میں توحید کی گفتگو کیوں بہت زیادہ ہے..... تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس قوم قدیم (ہندوؤں) کے درمیان تمام آسمانی کتابوں سے پہلے چار آسمانی کتابیں تھیں رگ بید، سام بید، اتھربن بید...... اور محض توحید کے اشغال اس میں درج ہیں جس کا نام انبکھت ہے..... جو کہ توحید کا خزانہ ہے.... توحید کے متعلق ہر قسم کی مشکل اور اعلیٰ باتیں جن کا میں طلب گار تھا، لیکن حل نہیں پاتا تھا اس قدیم کتاب کے ذریعہ سے معلوم ہوئیں جو بلا شک وشبہ پہلی آسمانی کتاب ہے اور بحرِ توحید کا سرچشمہ اور قدیم ہے اور قرآن مجید کی آیت بلکہ تفسیر ہے اور صراحتاً ظاہر ہے کہ یہ آیت بعینہٖ اس کتاب آسمانی.... کے حق میں ہے انه لقرآن كريم فى كتاب مكنون..... متعین طور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت توریت اور انجیل کے حق میں نہیں..... پس

---

[1] امیر حسن عابدی کی تحقیق سے اس کا فارسی متن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے بنام جوگ بششٹ ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔

www.maktabah.org

تحقیق کہ چھپی ہوئی کتاب یہی کتاب قدیم ہے۔[1]

دارا اس سے پانچ سال پیشتر حسنات العارفین لکھنے بیٹھا تو جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں اس کا دل تمام مسلمہ کتب سے اچاٹ ہو چکا تھا اور اس نے کہا تھا:

"جز توحید صرف منظورِ نظر نبود۔[2]"

گویا ۱۰۶۲ - ۱۰۶۷ھ میں اس نے سب کچھ ترک کر کے صرف "حصولِ توحید" (یعنی وحدت الوجود کے رنگ میں وحدتِ ادیان) کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا تو اس کا جو نتیجہ نکلا اس نے سرِ اکبر کے دیباچہ میں واضح کر دیا۔

دارا کی سرِ اکبر بھی حال ہی میں ایرانی و ہندوستانی محققین کے مشترکہ اہتمام سے طبع ہو چکی ہے۔[3] اورنگ زیب کی حمایت میں اُردو زبان میں قلم اٹھانے والے پہلے مسلمان مولف علامہ شبلی نے سرِ اکبر کا دیباچہ پڑھ کر جو رائے لکھی تھی وہ ملاحظہ ہو:

اس کتاب کے دیباچہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دارا بالکل ہندو بن گیا تھا اور کچھ شبہ نہیں کہ اگر وہ تختِ شاہی پر متمکن ہوتا تو اسلامی شعار اور خصوصیات بالکل مٹ جاتے۔[4]

انہیں دنوں دارا نے ایک انگوٹھی بنوائی تھی جس پہ خدا کا نام ہندی زبان میں "پربھو" لکھوایا تھا۔ معاصر مورخ محمد کاظم شیرازی نے لکھا ہے کہ وہ اسے متبرک خیال کرتا تھا:

---

[1] صباح الدین عبدالرحمٰن: بزم تیموریہ ۴۰۳ - ۴۰۵ (ملخصاً)

[2] دارا: حسنات العارفین ۲ انہیں ایام میں اس نے اپنی ایک اور کتاب طریقۃ الحقیقت تالیف کی تھی جس میں اس نے صاف الفاظ میں لکھ دیا تھا:

درکعبہ و سومنات افسانہ توئی، درصومعہ و خرابات توئی.......

(اس کتاب کا فارسی متن اور اُردو ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے)

[3] سرِ اکبر مرتبہ تارا چند و محمد رضا جلالی نائینی۔ تہران ۱۹۶۱ء

[4] شبلی نعمانی: مقالات۔ دار المصنفین ۱۹۳۸ء ۷/۱۰۱

www.maktabah.org

"بجائے اسماء حسنیٰ الٰہی اسمی ہندوی کہ ہنود آن را پربھوی نامند و اسم اعظم میداند بخط ہندوی بر نگینہ ہای الماس و یاقوت و زمرد وغیرہ آن از جواہرے کہ می پوشید نقش کردہ بآن تبرک می جست[1]"

وہ مندروں کی تعمیر و آرائش میں بھی دلچسپی کا مظاہرہ کرنے لگا تھا۔ ڈاکٹر غوری اور جادو ناتھ سرکار نے معاصر کتب تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس نے متھرا کے مقام کیشو رائے کے مندر میں پتھر کے ستون نصب کروائے تھے[2]۔ دارا کے مسلسل اصرار پر شاہ جہان نے ہندوؤں کے بعض ٹیکس بھی معاف کر دیے تھے۔

دارا کی تصانیف کو متعارف کرانا ہمارا مقصود نہیں ہے، البتہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کی ساری تالیفات کو ترتیب زمانی کے اعتبار سے مطالعہ کیا جائے اور پھر اس عہد کے اس نوعیت کے لٹریچر سے تقابل بھی ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ دارا نے ان سے کیا کچھ اخذ کیا اور ان پر اپنے افکار کے کتنے اثرات مرتب کئے۔

داراشکوہ اور علمائے کرام کی توہین

داراشکوہ جس نے اپنی پہلی کتاب میں اہل سنت کے چاروں آئمہ کو "چہار دیوار خانہ اسلامؑ کا درجہ دیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ تیرہ سال تک وسیع المشرب صوفیہ کی صحبت میں رہ کر کیا بن گیا تھا اس کا اندازہ اس کے عقائد کے پس منظر اور عقائد کی ان تفصیلات سے لگایئے جو ہم نے اس کے اپنے الفاظ میں بیان کی ہیں، وہ اپنے حواریوں کو تو معزز ترین القاب سے یاد کرتا ہے لیکن راسخ العقیدہ علماء کو ایسے خطابات دیتا ہے جس سے اس کی دین سے نہ صرف بیزاری بلکہ لاتعلقی کا اظہار ہونے لگتا ہے۔ دارا کے مصاحبین اور وہ صوفیہ بھی

---

[1] محمد کاظم شیرازی، عالمگیر نامہ۔ کلکتہ ۱۸۶۸ء ۳۵

[2] Ghauri, I, A: War of succession, p. 73.

www.maktabah.org

جن کو وہ اپنا استاد و مرشد لکھتا ہے علمائے کرام کیلئے ایسے ہی خطاب استعمال کرتے ہیں۔

ملّا شاہ بدخشی کی آزاد مشربی کے خلاف علماء نے کارروائی کی تو انہوں نے دارا کو جو خط لکھا اس میں انہیں "ملایان قشر"، "زاہدانِ خشک" اور "بدبختانِ شریر"[1] کو تنبیہہ کرنے کی ہدایت کی تھی۔ دارا اپنے دوست صوفیہ کو "عارفانِ این وقت"[2] وہ تصوف کی اصطلاح میں مسلمان صوفیہ کو بھی "طالبانِ صادق"[3] اور رام چندر کو بھی "طالبِ صادق" ہی لکھتا ہے[4]۔

جن صوفیۂ خام نے اس کی مذہبی زندگی کو تاریک کیا تھا ان کے متعلق اس کے یہ شاندار القاب ملاحظہ ہوں :

از برکتِ صحبتِ این طائفہ شریفہ مکرمہ معظمہ از دلِ این فقیر اسلام مجازی برخاست وکفرِ حقیقی روے نمود[5]۔

بابالال بیراگی کو "از کمل عرفا"[6] اپنے اُستاد میاں باری کو "حضرت باری تعالےٰ"[7] بھگت کبیر کو "کمل عارفانِ ہندوستان"[8]، اور اپنے پسندیدہ کئی صوفیوں کے نام کے ساتھ "از مفردانِ وقت" لکھا ہے۔ اس کے ہم مشرب پیر سلیمان مصری قلندر علماء کو "ناقصان" کہا کرتے تھے[9]۔

وہ ہندو پنڈت اور سنیاسی جن کی صحبت میں رہ کر اس نے ہندو فلسفہ (جسے وہ توحید کہتا ہے) سیکھا تھا، کے لیے اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

---

[1] دارا : سکینہ ۱۶۷، ۱۸۴

[2] دارا : حسنات العارفین ۲ [3] ایضاً ۷۹ [4] دارا : جوگ بشسٹ ۴

[5] مکتوب دارا شکوہ بنام شاہ دلربا۔ رقعاتِ عالمگیر۔ طبع ندوی ۳۲۲

[6] دارا : حسنات العارفین ۴۹ [7] ایضاً ۶۹ [8] ایضاً ۵۳

[9] ایضاً ۷۴

www.maktabah.org

مشربِ موحدانِ ہند و بالبعضی از محققان این قوم و کاملانِ ایشان کہ بہ نہایت ریاضت و ادراک و فہمیدگی و غایت تصوف و خدایابی رسیدہ بودند مکرر صحبتہا داشتہ[1]۔

وہ ہندوؤں کے اوتار بشسٹ کی اپنے اوپر غایت درجہ مہربانی کا اظہار کرنے کے بعد رام چندر کو "طلب صدق" میں اپنا بھائی اور پیر بھائی بتاتا ہے[2]۔

ہندوؤں کے مرکزی مذہبی شہر بنارس کو "دارالعلم" کہنے کے بعد اس شہر کے وہ پنڈت اور سنیاسی جو اس سے گہرا تعلق رکھتے تھے، کو "سرآمد وقت" کے لقب سے ملقب کیا ہے[3]۔

اپنے حواریوں کے لیے ان القاب کو سامنے رکھتے ہوئے جو دارا نے ان کے لیے استعمال کیے ہیں۔ ان خطابات کا جائزہ لیجئے جو اس نے راسخ العقیدہ علماء کے لیے لکھے ہیں تو اس کی وسیع المشربی کا پول کھل جائے گا۔

جب وہ متقدمین صوفیہ کرام کی کتابوں سے متنفر ہو گیا تو وہ حق کی تلاش کا آغاز کرنے سے پیشتر راسخ العقیدہ علماء کو ان القاب سے یاد کرتا ہے:

"دجاجلۂ عیسیٰ نفسان و فراعنۂ موسیٰ صفتان و ابوجہلانِ محمدی مشربان[4]"

اور ان خطابات کی تحریر سے پہلے وہ بالکل ملا بدخشی کی اصطلاح میں انہیں "پست فطرتان دون ہمت و زاہدانِ خشک[5]" سے خطاب کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ محمدی مشرب علماء کو ابوجہل قرار دینے کے بعد بظاہر کوئی خطاب باقی نہیں رہنا چاہیئے تھا لیکن اس پر بھی اس کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا تو فلسفۂ ہند میں توحید کے متلاشی اپنے ہم خیال صوفیہ

---

1. دارا: مجمع البحرین ۸۰ 2. ایضاً جوگ بشسٹ ۴
3. صباح الدین: بزم تیموریہ ۴۰۴
4. دارا: حسنات العارفین ۳ 5. ایضاً ۲

www.maktabah.org

کی صفات بیان کرنے کے بعد "سرِ اکبر" کے دیباچہ میں انہیں جو کچھ کہتا ہے اُس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے ملاحظہ ہو :

"جہلائے وقت خدا شناسوں اور موحدوں (فلسفۂ ہنود پر تحقیق کرنے والے مسلمان) کے قتل، کفر اور انکار میں مشغول ہیں.... وہ خُدا کے راستے کے راہزن ہیں[1]......"

اس کے عقائد کے پس منظر میں ہم نے جن شخصیات کو اس کے مذہبی رجحانات میں تبدیلی کا ذمہ دار قرار دیا ہے اس سے بھی واضح ہے کہ اس کے اُستاد میاں باری کی تعلیم تھی کہ "ملّا اور پنڈت" دونوں کو مار ڈالو (یعنی خود کو مذہب کی قید سے آزاد کر لو) اور سلیمان قلندر کا سبق یہ تھا کہ علمائے ظاہر "ناقص" ہیں[2] تو دارا اس قسم کے خیالات کا اظہار اپنے اشعار میں کیوں نہ کرتا نیز اس کے مصاحبین میں سے جتنے شعراء کے شعری مجموعے ہمیں ملے ہیں ان سب میں علماء کے خلاف نفرت کے آثار پائے جاتے ہیں، دارا نے بھی اپنے کلام کو ان کی تقلید کا شرف بخشا ہے۔ وہ اپنے اشعار میں بہشت کہتا ہی اُسے ہے جہاں اُسے "ملّا" نظر نہ آئے اور نہ ہی وہاں نماز و اذان کی آواز ہو ؎

بہشت آنجا کہ ملّائی نباشد
ز ملّا شور و غوغائی نباشد

وہ اپنی من چاہی توحید کی تلاش و تحقیق کسی ایسے مقام پر کرنا چاہتا تھا جہاں اس کے کانوں تک "شور ملّا"، اور جہاں اس کے "فتویٰ کی کوئی اہمیت نہ ہو ؎

جہاں خالی شود از شورِ ملّا
ز فتویٰ ہاش پروای نباشد

---

[1] دارا : سرِ اکبر طبع تہران۔ دیباچۂ دارا و بزم تیموریہ ۴۰۴
[2] ان کے اقوال بلفظہ سابقہ اوراق میں نقل کیے جا چکے ہیں۔

www.maktabah.org

چنانچہ وہ ایسے مقام کی تلاش میں بہت جلد کامیاب ہوگیا اُسے ہندوؤں کے مرکزی مذہبی شہر بنارس جہاں اس نے "سرآمد وقت" پنڈتوں کے جھرمکٹ میں بیٹھ کر "سراکبر" مرتب کی یہ شہر اس کی نظر میں "دار العلم" تھا۔ لیکن جس شہر میں ملا رہتے ہوں وہاں عقلی علوم پر تحقیق کرنا تو درکنار وہاں اس کے خیال میں "دانائی" کا نام ونشان بھی نہیں ہوسکتا ؎

در آن شہری کہ ملّا خانہ دارد — در آنجا ہیچ دانای نباشد

اس کے خیال میں "انبیاً و اولیار" کو دنیا میں جتنی تکلیفیں پہنچی تھیں وہ سب علمائ کے "شرِ نفس" کی وجہ سے تھیں ؎

از شومیٔ شرِ نفس ملّایان است — با ہر نبی و ولی کہ آزار رسید!

وہ گمراہی کی تلاش (جسے وہ تحقیق توحید کہتا ہے) میں اتنا دُور نکل گیا تھا کہ اُسے اپنے لیے گمراہ کے لفظ میں فخر محسوس ہونے لگا تھا ؎

ہر کس کہ بحق رسید گمرہ گفتند — من گمرہ از آنم کہ مرا راہ نماند

اس لیے ان حالات میں اس نے اپنے عقیدہ کا اظہار اس طرح کیا ہے ؎

کافر گفتی تو از پی آزارم — ایں حرف ترا راست ہمی پندارم
پستی و بلندی ہمہ شد ہموارم — من مذہب ہفتاد و دو ملت دارم[1]

علامہ اقبال کا یہ شعر حقیقت کی عکاسی کرتا ہے ؎

تخمِ الحادے کہ اکبر پرورید — باز اندر فطرتِ دارا دمید

اب اس ہیجان انگیز فضا میں اس مذہبی کشمکش کو مدنظر رکھتے ہوئے اورنگ زیب کے افکار اور اس کے پسندیدہ علماء و مشائخ کی تعلیمات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

---

[1] دارا شکوہ کے یہ تمام اشعار اس کی کتاب جوگ بششٹ کے مقدمہ نوشتہ امیر حسن عابدی سے منقول ہیں ۲۰-۲۱

www.maktabah.org

اورنگ زیبؒ کے علماؑ و مشائخ سے تعلقات

داراشکوہ کے مقابلہ میں اورنگ زیب کو راسخ العقیدہ علماء و صوفیہ سے عقیدت تھی اور اس کے روابط بھی اسی قسم کے حضرات سے تھے۔ اگر اس کے علماؑ و مشائخ سے تعلقات کا مفصل جائزہ لیا جائے تو ہمیں سلسلۂ نقشبندیہ کے مشائخ کے نام سب سے زیادہ ملیں گے جن کے براہ راست اورنگ زیب کے کسی نہ کسی طرح روابط تھے۔ ان تعلقات کی تفصیل سے دونوں بھائیوں کے مذہبی رجحانات کا واضح فرق بھی معلوم ہو جائے گا۔ اس کے تعلقات کا مختصر خاکہ ملاحظہ ہو:

حضرتِ خواجہ محمد معصومؒ اور اورنگ زیب

تخت نشینی (۱۶۵۹ء) سے بہت پہلے حضرت خواجہ کے ساتھ اورنگ زیب کی عقیدت کے ثبوت ملتے ہیں۔ چنانچہ ۱۰۴۸ھ/۱۶۳۸ء میں وہ باقاعدہ بیعت ہونے کیلئے حضرت خواجہ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوا، جہاں اُسے "سلطنت" کی خوش خبری بھی دی گئی تھی[۱]۔ اگرچہ روضۃ القیومیہ کے اس بیان کو مبالغہ آمیزی کہا گیا ہے لیکن حضرات کے ساتھ اس کی مراسلت سے اس کے اس سلسلہ سے باقاعدہ منسلک ہونے کے شواہد ملتے

---

[۱] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۲/ ۳۸-۳۹
ہمارے خیال میں اس خوشخبری کے ملنے کا یہ حسد تھا کہ دارا اس سے اگلے سال کشمیر جاکر ۱۰۴۹ھ/۱۶۳۹ء میں باقاعدہ ملّا شاہ بدخشی سے بیعت ہوا تھا (سکینۃ الاولیاء ۴۸، ۱۷۸)
تفصیل کے لیے اسی مقدمہ کا عنوان "دارا کے عقائد کا پس منظر" ملاحظہ کریں۔

www.maktabah.org

ہیں۔ حضرت خواجہ کے فرزند خواجہ سیف الدین واضح طور پر اس کے اس طریقہ میں داخل ہونے اور حضرتِ خواجہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مخفی نہ ماند کہ بادشاہ بہ دخولِ طریقہ علیہ مشرف گشتہ، بسیار متاثر گشت سہ صحبت با حضرتِ ایشان (خواجہ محمد معصوم) داشت[1]....."

اگر اورنگ زیب کی حضرت خواجہ کے ساتھ بیعت کو نہ بھی تسلیم کیا جائے تب بھی آخر دم تک اس کی اس خاندان سے وابستگی اور گہری عقیدت کے واضح اثرات ملتے ہیں۔ اس کے ان روابط کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اوّل شہزادگی کا زمانہ دوم تخت نشینی کے بعد کے تعلقات۔

اورنگ زیب ۱۰۵۹ھ/ ۱۶۴۹ء سے ۱۰۶۲ھ/ ۱۶۵۲ء تک قندھار[2] فتح کرنے کی مہمات میں مصروف رہا، شاہ عباس ثانی (والیٔ ایران) نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن داراشکوہ کی سازشوں کی وجہ سے اورنگ زیب اس مہم میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دارا، اورنگ زیب کو بدنام کرنے کے لیے جو طریقے اختیار کرتا رہا، یہ سازش بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اورنگ زیب نے اس مہم میں کامیابی کے لیے حضرت خواجہ سے دُعا کے لیے کہا تو آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل مکتوب اُس کے نام ارسال کیا جس میں جہاد کے فضائل تفصیل سے بیان کرنے کے بعد اُس کی اس مہم کو جہاد قرار دیتے ہوئے لکھا:

"اللہ کی راہ میں ایک ساعت کا جہاد مکہ میں حجرِ اسود کے قریب شبِ قدر

---

[1] سیف الدین خواجہ: مکتوبات سیفیہ ۸۳/ ۱۲۳

[2] اس محاصرۂ قندھار کی تفصیل کے ملاحظہ ہو:

Riazul Islam: Indo-Persian Relations, Tehran, pp. 110-116.

www.maktabah.org

کے قیام سے افضل ہے[1]۔"

لطف یہ ہے کہ اس مہم کی ناکامی کے بعد خود داراشکوہ نے اپنا وقار بڑھانے کے لیے ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۳ء کو اپنی خدمات پیش کیں۔ یہ محاصرہ تقریباً پانچ ماہ تک جاری رہا لیکن کوئی چال بھی کامیاب نہ ہوئی اور دارا نے تنگ آکر واپسی کا فیصلہ کر لیا اور اس ناکامی کا داغ دھونے کے لیے دارا نے عجب ڈرامائی انداز اختیار کیا کہ "مجھے قندھار کے مشہور ولی بابا حسن ابدال نے خواب میں بتایا ہے کہ قندھار کی فتح اس وقت اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے اس لیے محاصرہ ختم کر دو۔"

داراشکوہ نے لکھا ہے کہ اس محاصرے کے دوران میرے پیر ملّا شاہ بدخشی نے مجھے بھی خطوط لکھے اور فتح کی خوشخبری دی۔ اس نے اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں یہ خطوط نقل کیے ہیں[2]۔ ملّا شاہ بدخشی کے ان خطوط اور حضرتِ خواجہ کا اورنگ زیب کے نام مذکورہ بالا مکتوب کا اگر تقابلی مطالعہ کیا جائے تو دونوں روحانی رہنماؤں کے افکار کا واضح فرق معلوم ہو جائے گا۔

---

[1] محمد معصوم، خواجہ : مکتوبات ۱/۶۴

جناب پروفیسر محمد اسلم نے سہواً حضرتِ خواجہ کے اس مکتوب کو اورنگ زیب کی دارالحکومت پر جنگ تخت نشینی کے سلسلہ میں فوج کشی سے متعلق قیاس کر لیا ہے کہ "اورنگ زیب جب برہانپور سے فوج لے کر نکلا تو خواجہ صاحب نے اُسے ایک خط ارسال کیا جس میں اسے دارالحکومت پر فوج کشی پر تحسین پیش کی۔"

(المعارف لاہور۔ اگست ۱۹۶۸ء ۲۶، ۳۱ حوالہ نمبر ۴۰-۴۱)

جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں حضرت خواجہ کے مکتوبات کی یہ جلد اول جس میں زیر بحث مکتوب نمبر ۶۴ شامل ہے ۱۰۶۳ھ/۱۶۵۳ء میں جمع ہو کر مکمل ہو چکی تھی اور اورنگ زیب نے برہانپور میں ایک ماہ دارالحکومت پر حملہ کی تیاری میں صرف کر کے ۱۰۶۸ھ/۱۶۵۸ء میں یہ کارروائی کی تھی۔ اس لیے ۱۶۵۳ء سے پہلے کے نوشتہ مکتوب کا اس فوج کشی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ خط اس کی مہم قندھار سے متعلق ہے۔

[2] داراشکوہ : سکینۃ الاولیاء۔ طبع تہران ۱۹۶۵ء ۱۸۵-۱۸۸

www.maktabah.org

دکن کے معاملات عرصہ دراز سے مغلوں کے لیے خاصے تشویش کا باعث بنے ہوئے تھے خصوصاً شاہ جہان کے آخری سالوں میں ایران کی ان ریاستوں کے ساتھ مراسلت[۱] و مداخلت اور وہاں شیعہ مذہب کا اثر بڑھ جانا اور ان علاقوں میں جمعہ کے خطبوں میں خلفائے ثلاثہ پر سب و شتم کیا جانا نہ صرف مغلوں بلکہ سارے ہندوستان کے لیے اشتعال اور مذہبی غیرت کا باعث بن گیا تھا۔ انہیں حالات میں ۱۰۶۶ھ/۱۶۵۵ء کو اورنگ زیب نے گولکنڈہ کا محاصرہ کر لیا جو اس زمانہ میں شاہ جہان کی طرف سے "نظامتِ دکن" پر مامور تھا۔ انہیں دنوں حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت مجدد الف ثانی نے اُسے اسی نوعیت کا ایک خط لکھا جس قسم کا ان کے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم اُسے محاصرۂ قندھار کے دوران لکھ چکے تھے، حضرت خواجہ محمد سعید نے واضح الفاظ میں اسے احکامِ شریعت کی "تقویت" کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ خود بھی اس جہاد میں شریک ہونے کے متمنی ہیں لیکن پیرانہ سالی کے باعث ایسا کرنے سے معذور ہیں، لکھتے ہیں :

> درایں ایام ضعفِ مراسم اسلام چوں تائیدِ ارکان ملت بیضا و تقویت احکام شریعت غرا وابستہ بہ ذات اشرف است ...... دریں ولا استماع یافت کہ چوں اہل گولکنڈہ سر از ربقہ ۔ اطاعتِ واجبہ کشیدہ اند و نقض عہد نمودہ داخلِ جرگہ ینقضون عہد اللہ .... گشتہ اند و آن قبلہ گاہی از رو حمیّت دین و غیرتِ اسلام توجہ بآن صورت تافتہ ہمت سامیہ را بر تخریب آن جماعتِ ناہنجار گماشتہ ....

فتح و نصرت کی دُعا کے بعد لکھا ہے ....

---

[۱] ایران کی دکنی معاملات میں مداخلت کے لیے تفصیل کے لیے دیکھیے :

Riazul Islam: Indo Persian Relations, pp. 116 - 120.

www.maktabah.org

جائے آن بود کہ این فقیر از سر قدم ساختہ شریک این مجاہدہ مے شد لیکن ضعفِ بدن کہ ہموارہ عارض است[1] ......

لیکن داراشکوہ کی سازش اور اورنگ زیب کو بدنام کرنے کی غرض سے عین فتح و نصرت کے حالات میں مرکز کی طرف سے محاصرہ اُٹھانے اور ان کے علاقے واپس کرنے کے احکام صادر ہو جاتے ہیں[2]۔

مجددی حضرات کے علاوہ اورنگ زیب کے دیگر سلاسل کے صوفیہ سے بھی اچھے تعلقات تھے، جنگ تخت نشینی سے پہلے وہ شیخ برہان الدین شطاری برہانپوری سے کئی مرتبہ ملا تھا۔ ایک بار اس نے ان کے پاس حاضر ہو کر داراشکوہ کے عقائد کے بارے میں اُن کو آگاہ کیا کہ دارا اسلام سے برگشتہ ہو چکا ہے اور اس نے ضلالت کی وادی میں قدم رکھ دیا ہے اور ملحدوں کی تقلید شروع کر دی ہے۔ اس نے تصوّف کو بہت بدنام کیا ہے اور کفر و اسلام کو ملانے اور ان کا ایک منبع قرار دینے کے لیے اس نے ایک کتاب مجمع البحرین لکھی ہے۔ اس نے ہمارے والد بزرگ کو سلطنت سے بے اختیار کر دیا ہے اور اس نے مسلمانوں کے قتل اور گمراہ کرنے کے لیے کمر ہمت باندھلی ہے۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ "دفع شر" کے لیے دُعا کریں گے[3] ——— انہوں نے

---

[1] محمد سعید خواجہ : مکتوبات ۸۲/۱۴۳

[2] محاصرۂ گولکنڈہ کی تفصیلات کے لیے دیکھئے :
نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر۔ طبع دار المصنفین ۲۶۳-۲۹۹ و بعد
Yar Muhammad Khan — The Deccan Policy of the Mughals Lahore, pp. 195-227.

[3] غوری، افتخار احمد : جنگ تخت نشینی (انگریزی)، بحوالہ کتب معاصر۔
بعض حلقوں کی طرف سے اورنگ زیب پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اسے صرف سرہند کے چند مجددی بزرگوں کی حمایت ہی حاصل تھی، یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ شیخ برہان تو شطاری سلسلہ کے شیخ تھے اور سلسلہ شطاریہ و نقشبندیہ کے مابین کشیدگی کے بھی آثار ملتے ہیں۔ ←

www.maktabah.org

اس کے لیے دُعا کی ۔ اورنگ زیب کی سید احمد میران جی شطاری کے ساتھ ملاقات کا ذکر بھی تذکروں میں ملتا ہے[1]۔

اورنگ زیب کے زمانۂ شہزادگی سے ہی جن علماو مشائخ سے تعلقات تھے وہ سب کے سب راسخ العقیدہ بزرگ تھے ۔ شیخ عبداللطیف برہانپوری (ف ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۶ء) کے ساتھ اس کے مراسم خاصے قدیم تھے وہ بہت پابندِ شرع بزرگ تھے ۔ معاصر مورخ بختاور خان نے لکھا ہے :

"وہ امر معروف و نہی منکر میں بہت متشدد تھے اور رزقِ حلال کے لیے تجارت کرتے تھے ۔ وہ مریدوں سے نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے، برہانپور میں قیام سے پہلے ہی اورنگ زیب کی ان کے ساتھ مذہبی موانست تھی اور امور دینی سے آگاہ کرنے کے لیے وہ بلا تکلف اورنگ زیب کے پاس چلے جاتے تھے[2]۔"

شہزادگی کے زمانے سے ہی اورنگ زیب کی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ساتھ محبّت و مذہبی ہم آہنگی کا ثبوت ہم بہم پہنچا چکے ہیں ۔ حضرت خواجہؒ اپنے والد بزرگ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے صحیح ترین جانشین اور انتہائی درجہ پابند شرع تھے بالکل حضرت مجدّد کی طرح آپ بھی سارے ہندوستان کے حالات سے بخوبی واقف تھے

← شیخ برُہان کے حالات کے لیے دیکھئے :

- بختاور خان : مراۃ العالم ۲ / ۴۰۸ ۔ طبع لاہور ۱۹۷۹ء
- خافی خان : منتخب اللباب ۲ / ۱۱
- راشد مطیع اللہ : برہانپور کے سندھی اولیا ۔ طبع حیدرآباد سندھ ۲۶۳ - ۳۳۳
- عاقل خان رازی : ثمرات الحیات (ملفوظات شیخ برہان شطاری) طبع دکن

[1] ملکاپوری، عبدالجبار، محبوب ذی المنن ۱ / ۵۸

[2] بختاور خان : مراۃ العالم ۲ / ۴۰۷ - ۴۰۸

www.maktabah.org

اور جس طرح حضرت مجدد کی تحریرات میں اسلام کی زبوں حالی اور ضعفِ دین اور حفاظتِ دین کے لیے جس کرب اور بے چینی کی کیفیت پائی جاتی ہے اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم بھی اپنے زمانے میں داراشکوہ کے زیرِ اثر خلافِ اسلام تحریکوں سے پوری طرح آگاہ تھے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

اے عزیز! ان ایام میں معاملاتِ دین میں سستی آگئی ہے، سنت ترک ہو گئی ہے اور بدعت کو پھیلا دیا گیا ہے۔ اس لیے اس "ظلمانی وقت" میں دینی علوم کا حاصل اور نشر کرنا مہم کا درجہ رکھتا ہے اور احیائے سنّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا مقصد ہے۔ (اس لیے تم) شرعی علوم کی تحصیل، اشاعت اور احیائے سنتِ مصطفویہ کے لیے کمرِ ہمت باندھ لو[1]...... الخ

ایک مکتوب میں تصوّف کی انتہائی معراج "کمال احکام شرعیہ" کو قرار دینے کے بعد امر فرماتے ہیں :

باید کہ کمرِ ہمت را در اتیان احکام شرعیہ چست بر بندند..... واحیائے سنن متروکہ را از اہم امور دانند[2]........

ایک خط میں صوفیۂ متقدمین کے اقوال تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

جو شخص مشیخت کی گدی پر بیٹھا ہو اور اس کا عمل موافق سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے اور نہ وہ خود زیورِ شریعت سے آراستہ ہے، خبردار! خبردار اس سے دُور رہنا، بلکہ احتیاطاً اس شہر میں بھی نہ رہنا..... آدابِ نبوی کا خیال نہ رکھنے والوں اور سننِ مصطفوی کے ترک کرنے والے کو ہرگز عارف خیال نہ کرنا....... مردِ حق دراصل وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے، بیوی بچے رکھتا ہو اور پھر ایک لحظہ خدا سے غافل نہ رہے[3]۔

---

[1] محمد معصوم خواجہ: مکتوباتِ معصومیہ ۱/۱۷۸ [2] ایضاً ۱/۱۷۷ [3] ایضاً

www.maktabah.org

اورنگ زیب جب قندھار فتح کرنے کی مہم پر روانہ ہوا[1] تو آپ نے اسے ایک مکتوب کے ذریعہ جہاد کے فضائل سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا :

یہ حدیث ہے کہ اللہ کے لیے ایک ساعت کا جہاد شب قدر میں مکہ معظمہ میں حجرِ اسود کے نزدیک قیام سے افضل ہے[2]۔ (مع اسناد حدیث)

اور جہادِ اصغر کے فضائل اور جہاد اکبر کی شرح بھی اس مکتوب میں آپ نے تحریر کی۔ حضرت خواجہ کے مکتوبات کے تین ضخیم دفاتر اسی قسم کے معارف سے بھرے ہوئے ہیں۔ اگر ترویج شریعت اور احیائے سنت کے سلسلہ کے اقتباسات جمع کیے جائیں تو پورا ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

حضرت خواجہ کے برادر بزرگ خواجہ محمد سعید کے مکاتیب بنام اورنگ زیب و دیگر افراد و امراء میں بھی احیائے سنت پر خاص توجہ مرکوز کی گئی ہے[3]۔ ہماری معلومات کے مطابق حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے دو نواسے سفر و حضر میں اورنگ زیب کے ہمراہ رہتے تھے۔ ان میں سے حضرت خواجہ محی الدین کو حضرت خواجہ محمد سعید نے اپنے ایک تعارفی خط کے ذریعہ "شہزادۂ دیندار اورنگ زیب" کے پاس بھیجا کہ "اس تربیت یافتہ صاحبزادے کو محرم بارگاہ سلطنت بناؤ[4]"۔ دوسرے نواسے خواجہ عبد اللطیف کے بارے میں واضح نہیں ہے کہ انھوں نے اورنگ زیب کی مصاحبت کب اختیار کی تاہم اس کی تخت نشینی کے بعد ان کی ملازمت کا ذکر ملتا ہے[5]۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ہذا

[2] محمد معصوم خواجہ : مکتوبات معصومیہ ۱/۶۴

حضرت خواجہ نے اپنے کئی مکاتیب میں اورنگ زیب کو اتباعِ سنت اور ترویج شریعت کے لیے پرزور دلائل کے ساتھ آمادہ کرنے کی سعی کی ہے۔ بعض اقتباسات آئندہ اوراق میں نظر سے گزریں گے۔

[3] بعض اقتباسات اس سے پیشتر آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

[4] محمد سعید خواجہ : مکتوبات سعیدیہ ۴۵/۱۰۱

[5] تفصیل آگے آرہی ہے۔

www.maktabah.org

جنگ تخت نشینی سے پہلے اور سفر حج پر روانہ ہونے سے بیشتر حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اورنگ زیب کی استدعا پر شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے فرزند شیخ محمد اشرف کو اورنگ زیب کے ہمراہ رہنے کا حکم دیا تھا[1]۔ حضرت مجددؒ کے یہ دونوں پوتے اور دونوں مذکورہ نواسے علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ اور شریعت کے حد درجہ پابند تھے اور نگ زیب ان کی مصاحبت میں رہ کر مزید اتباع شرع کا خواستگار ہو گیا تھا۔

اورنگ زیب کی دینداری

اورنگ زیب کی ولادت ۱۵ ذی قعدہ ۱۰۲۷ھ/۲۴ اکتوبر ۱۶۱۸ء کو ہوئی۔ اس وقت کے جید علماء سے تحصیل علم کی۔ اس کے اساتذہ میں مولانا عبد اللطیف سلطان پوری، میر محمد ہاشم گیلانی، ملا موہن بہاری، علامی سعد اللہ خان، مولانا سید محمد قنوجی، ملا احمد جیون، دانشمند خان اور مولانا شیخ عبد القویؒ[2] کے نام ملتے ہیں۔

اورنگ زیب نے بادشاہ بننے کے بعد ۱۰۷۲ھ/۱۶۶۲ء میں قرآن پاک حفظ کیا تھا[3]۔ تحصیل علم کا سلسلہ تا دم حیات جاری رہا لیکن کبھی دارا کی طرح فلسفۂ ہنود سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے اپنے آخری ایام حکومت کے دوران حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے مولانا محمد فرخ سرہندی سے بخاری شریف دوبارہ پڑھی تھی[4]۔

وہ فقۂ حنفی سے خصوصی لگاؤ رکھتا تھا۔ حدیث و تفسیر کی کتابوں کے علاوہ کتبِ

---

[1] تفصیل جنگ تخت نشینی کے تحت اسی مقدمہ میں دیکھئے۔

[2] نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعات عالمگیر ۱۲۵-۱۲۸

اورنگ زیب کے اساتذہ یقیناً اس سے زیادہ تھے۔ ہم نے چند نام محض اس کے علمی تبحر اور متقیانہ زندگی کے ثبوت کے طور پر تحریر کئے ہیں۔

[3] ایضاً ۱۲۸ (حفظِ قرآن کی یہ سعادت مغل بادشاہوں میں سے صرف اسی کو حاصل تھی۔)

[4] صفر احمد: مقاماتِ معصومیہ قلمی ۴۷،

www.maktabah.org

اخلاق و تصوّف میں سے تصانیف امام غزالی، خصوصاً احیاء علوم الدین اور کیمیائے سعادت کا اکثر مطالعہ کرتا رہتا تھا[1]۔ اور اپنے فرزندوں کو بھی امام غزالی کی کتابیں مطالعہ کے لیے بھیجا کرتا تھا اور ان کے نام کی بجائے "امام حجۃ الاسلام" کا لقب استعمال کرتا تھا[2]۔ اس کی تربیّت ہی ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ مذہبی رنگ میں رنگتا چلا گیا اور عین جنگ و جدل کے دوران بھی وہ نماز قضا کرنے کا تصوّر نہیں کرتا تھا۔ اس کی دین داری اور تقویٰ کے بارے میں تمام مورخین متفق ہیں جس میں اس کے مخالف مورخ ہندو تاریخ نویس بھی شامل ہیں۔ اس کی دین داری و تقویٰ کی سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ دربار شاہ جہانی میں دارا اور اس کے ہم مشرب اورنگ زیب کی مذہب سے انتہائی دلچسپی کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور اس کے نام خطوط میں اس کی اس گرویدگی پر طعن و تشنیع کی جاتی تھی۔ اسے "نمازی، فقیر" اور ریاکار اور بہت سے ایسے خطابات سے یاد کیا جاتا تھا[3]۔

بے شک اس قسم کا استہزا اس وقت اورنگ زیب کے لیے بہت ہی تکلیف کا باعث تھا جس کا اس نے اپنے خطوط میں اظہار بھی کیا ہے لیکن آج اگر صرف ہم اورنگزیب کے حامی مورخین کے بیانات سے اس کی دینی زندگی کی جھلکیاں پیش کرتے تو جانبداری کا الزام عائد ہوتا۔ اس لیے یہ خطوط اس کے تقویٰ پر شاہد ہیں۔

مآثر عالمگیری کے مولف نے اورنگ زیب کی مذہبی زندگی کی جو تصویر کشی کی ہے، اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

> حضرت خلد مکان اپنی فطری سعادت اندوزی کی وجہ سے مذہبی احکام و شعائر کے بے حد پابند تھے، حنفی المذہب سُنّی تھے، اسلامی فرائض خمسہ

---

[1] نجیب اشرف ندوی ۱۲۹

[2] ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری۔ کلکتہ ۳۹۷

[3] شاہ جہاں اور دارا کے خطوط کے اقتباسات کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ رقعات عالمگیر ۲۲۶، ۳۹۵-۳۹۶

www.maktabah.org

کی پابندی اور ان کے اجرا میں بے حد کوشاں رہتے تھے، حضرت ہمیشہ باوضو رہتے .... نماز اوّل وقت مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ..... روزوں کے پابند تھے ..... قبلۂ عالم حق طلبی کے شیدائی تھے، معمول تھا کہ مسجد میں تمام رات اہل اللہ کے ساتھ سرگرم گفتگو و ذکر رہتے ...... رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے ..... قبلۂ عالم نے ابتدائے سن تمیز سے تمام مکروہات و محرمات سے شدید پرہیز فرمایا..... نغمہ و سرود سے نفرت تھی اور اسے حرام قرار دیا تھا..... غیر مشروع لباس اور سونے چاندی کے برتنوں سے پرہیز کرتے ..... تمام ممالکِ محروسہ میں شرعی احکام جاری تھے، احتساب کا محکمہ نہایت فعال تھا...... غرض کہ حضرت کے عہد میں دین متین کا آوازہ بلند ہوا، اور جس طرح ملک ہندوستان میں شریعت اسلامی کا کامل لحاظ رکھا گیا اس کی نظیر فرماں روایان سابق کے کارناموں میں قطعاً معدوم ہے[1]

اورنگ زیب نے محسوس کیا کہ سلطنت کے قیام کے استحکام کے بعد ایک عظیم الشان کتاب فقہ مرتب کی جائے جو اسلامی قانون کا کام دے سکے تو اس نے حنفی مذہب کے فقہی مسائل کی تدوین کے لیے اس وقت کے جیّد اور راسخ العقیدہ علماء کا ایک بورڈ قائم کیا جس کے تحت یہ اہم کام انجام کو پہنچا۔

دارا کی تصانیف اور اورنگ زیب کے اس بے مثال تالیفی کام یعنی —— فتاویٰ عالمگیری کے تقابلی مطالعہ سے دونوں کے مقصدِ حیات اور مذہبی رجحانات میں جو خلیج حائل تھی اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

---

[1] ساقی مستعد خان: مآثر عالمگیری (یہ ملخص ترجمہ بزم تیموریہ ۲۳۳ - ۲۳۶ سے ماخوذ ہے)

www.maktabah.org

جنگِ تخت نشینی میں راسخ العقیدہ علماء و مشائخ کا کردار

یوں تو ہندوستان میں اس سے پیشتر اور اس کے بعد بھی تخت نشینی کیلئے اَن گنت جنگیں ہوئی تھیں لیکن اس جنگ کی نوعیت سب سے مختلف تھی کیونکہ اس کی بنیاد مذہبی نظریات پر تھی۔ دارا اور اورنگ زیب کے جن مذہبی افکار و رجحانات کا ہم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ جنگ دو بھائیوں کے درمیان ہی نہیں تھی بلکہ حق اور کفر کا معرکہ تھا، اصل جنگ تو راسخ العقیدہ اور آزاد مشرب صوفیہ کے افکار کا ٹکراؤ تھا، وحدتِ ادیان کی تحریکوں، بھگتی گیانیوں اور پابندِ شرع نقشبندیوں کے تصادم کا نام "جنگ تخت نشینی" تھا۔

عصرِ حاضر کے مورخین نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے ——— مشہور مورخ اور اورنگ زیب کے سوانح نگار لین پول جس کی تحقیق کے مطابق "اورنگ زیب کے تمام معاصر عیسائیوں نے اُسے ریاکار اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے مذہب کو آڑ بنانے والا ثابت کیا ہے[1]"۔ بھی یہ کہنے پر مجبور نظر آتا ہے کہ:

"اورنگ زیب نے بڑی جرأت کے ساتھ اکبر اور دارا کے نظریات کے خلاف ردِ عمل کے طور پر کام کیا"

اورنگزیب کے سوانح نویس ظہیر الدین فاروقی نے اس جنگ میں دونوں فریقوں کے حامیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہندو اکبر جیسا بادشاہ چاہتے تھے لیکن مسلمان دوبارہ اس بدقسمتی کا شکار نہیں ہونا چاہتے تھے[2]:

---

[1] All contemporary christians... denource him as a hyprocrite who used religion as a clock for ambition (Lane-Pole: Aurangzeb, Delhi, p. 60)

[2] Faruki: Aurangzeb and his Times, Lahore. 1977. p. 28.

www.maktabah.org

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنی تالیفات میں اورنگ زیب اور دارا کے مذہبی رُجحانات کا کئی مقامات پر ذکر کیا ہے۔ ایک موقع پر ہندو راجاؤں کی حکمتِ عملی کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ جہان کے عہد میں وہ دارا پر اعتماد کر سکتے تھے کیونکہ اس نے دوسرا اکبر بن کر دکھانے کے عزم کا اظہار کیا تھا[1] ——— لندن یونیورسٹی نے ایم اے کا ایک مقالہ اس جنگ کے بارے میں لکھوایا ہے۔ مقالہ نگار ڈاکٹر افتخار احمد غوری نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اس جنگ میں سُنّی امرا، علماؔ اور مشائخ نے علانیہ اورنگ زیب کی حمایت کی تھی[2]۔ اس لیے قدرتی طور پر اس کش مکش میں راسخ العقیدہ مسلمان علماو مشائخ کے علاوہ مسلم عوام کی نظریں بھی اورنگ زیب پر مرکوز ہوگئیں۔

خصوصاً علماو مشائخ کے اس طبقہ نے جو اکبر جیسے مذہبی حالات کے پھر عود کرنے کے خدشہ کا اظہار کرتا رہتا تھا اس جنگ میں کھل کر اورنگ زیب کی حمایت کی۔ یہ سوچ غلط ہے کہ اس مذہبی کش مکش میں اورنگ زیب کو صرف سرہند کے چند نقشبندی بزرگوں کی ہی حمایت حاصل تھی بلکہ ہر سلسلہ کے صوفیہ و علماؔ نے اورنگ زیب کی حمایت عملی طور پر کی تھی۔

مشہور محدث اور مجمع بحار الانوار کے مولف کے پوتے قاضی عبدالوہاب نے بھی اورنگ زیب کی بھرپور حمایت کی تھی اور قاضی القضات کو شاہ جہان کے حین حیات اورنگ زیب کے نام کا خطبہ پڑھنے کے لیے قائل کر لیا تھا[3]۔

اورنگ زیب کو جب شاہ جہان کی بیماری کی اطلاع ملی تو اس نے کسی قسم کی جنگی کارروائی کرنے سے پہلے بُرہانپور میں پورا ماہ اس انتظار میں گزارا کہ شاید شاہجہان

---

۱ Qureshi, I. H. Ulama in Politics, p. 104.

۲ Ghauri, I. A. War of Succession, Lahore, 1964.

۳ Ishwardas Nagar: Futuhat-i-Alamgiri, Translated by Tasneem Ahmad, Dehli, 1978, p. 55.

www.maktabah.org

تندرست ہو کر سلطنت خود سنبھال لے۔ اس دوران وہ بُرہانپور میں کئی علماء و مشائخ سے ملا اور ان کی ہمدردیاں حاصل کیں۔ شیخ بُرہان الدین شطاری سے اورنگ زیب کی ملاقات کا حال ہم درج کر چکے ہیں۔ منوچی کے بیان کے مطابق اورنگ زیب کے اُستاد شیخ میر بھی اس جنگ میں بہ حیثیت سپاہی دارا کے خلاف لڑے تھے[۱]۔ اسی طرح کئی علماء کی اولاد بھی اورنگزیب کی حمایت میں حتی الامکان کام کرتی رہی۔

لیکن سب سے زیادہ جس سلسلہ سلوک کے بزرگوں کی اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے کوششوں کا ذکر ملتا ہے وہ سلسلہ نقشبندیہ کے افراد ہیں۔ ہمارے خیال میں اسی حمایت کی وجہ سے داراشکوہ اس سلسلہ کے افراد کا مخالف ہو گیا تھا۔ روضۃ القیومیہ کے ایک اندراج سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور آپ کے سارے خانوادے کو تکلیف پہنچانے کے درپے بھی ہوا تھا۔ عین انہی ایام میں جب کہ اس جنگ کے لیے فضا مکدر ہو رہی تھی، حضرت خواجہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ/۱۶۵۷ء میں حج کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں، دکن میں بھی کئی مقامات پر قیام فرمایا، بُرہانپور میں خصوصی قیام کا ذکر ملتا ہے[۲]۔ اس دوران حضرات مجددیہ سے اورنگ زیب کی ملاقاتیں ہو چکی تھیں۔ اور ہمارے خیال کے مطابق حج کے لیے روانہ ہونے سے پیشتر حضرات کا برہانپور جانا مصلحت سے خالی نہیں تھا[۳]۔ کیونکہ وہاں اورنگ زیب عرصہ سے مقیم اور جنگی تیاری میں مصروف تھا۔ اس کے وہاں ایک ماہ تک اسی سلسلہ میں قیام کا ذکر اس کے درباری مورخ

---

۱ Manucci, N: Travels through Mughal India. Translated by Irvine, Lahore, 1976. p 64, 104.

(شیخ میر کے امیر لشکر مقرر ہونے کا ذکر روضۃ القیومیہ ۲/۱۱۲ میں بھی ہے)

۲ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمۂ ہذا تحت "حضرات کا سفر حرمین"

۳ وحدت، عبدالاحد: لطائف المدینہ قلمی تفصیل کے لیے دیکھئے "حضرات کا سفر حرمین"

www.maktabah.org

محمد کاظم شیرازی نے بھی کیا ہے [1]۔ یوں بھی یہ شہر حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت خواجہ محمد معصوم کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور وہاں بڑے بڑے نقشبندی حضرات مدفون و مقیم تھے اور یہیں اورنگ زیب نے حضرات کی موجودگی میں ہی دارا کے خلاف جنگ کا پورا پروگرام مرتب کر لیا تھا۔ ہمارا قیاس ہے کہ حالات چونکہ نقشبندی حضرات کے لیے نہایت ناموافق ہو گئے تھے اس لیے اورنگ زیب کے مشورہ پر حضرات نے یہ سفر مبارک اختیار کیا ہوگا۔ ورنہ جیسا کہ ہم حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم کے حالات کے تحت لکھ آئے ہیں کہ ان ایام میں حضرت مجدد کے یہ دونوں صاحبزادے انتہائی بیمار تھے۔ اس لیے ایسی حالت میں یہ طویل سفر ان کے لیے بظاہر ممکن نہیں تھا، اس لیے ایک طرح سے ان کا یہ سفر ہجرت کے مترادف تھا [2]۔

حضرت مجدد کے فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد سعید سفر حج پر روانہ ہونے سے پیشتر اورنگ زیب کو بذریعہ خط اطلاع دیتے ہیں کہ ہم ۱۶ ربیع الاول کو سرونج پہنچیں گے اور حرمین الشریفین جا کر تمہاری سلامتی و کامیابی کے لیے دعا کریں گے کہ تمہاری کامیابی دراصل " صلاح عام اور تقویتِ اسلام " کا باعث ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں :

> روز سہ شنبہ شانزدہم شہر ربیع الاول بہ سرونج رسیدیم، امید است کہ بعد از وصول بآن اماکن شریفہ وظیفہ دعا سلامتی و مزید ابہت و اقبال آن عالی حضرت کہ متضمن صلاح عام و تقویت اسلام است [3]......

۱۔ محمد کاظم شیرازی : عالمگیر نامہ ۴۸ (طبع کلکتہ)

۲۔ حسنات الحرمین کے یہ فقرات " جب حضرت خواجہ اس سفر پر روانہ ہو گئے تو " تقاتلِ عام بہ سبب اختلافِ سلطنت و تغیر و تبدل امور عظام روی نمود " (یہ اشارہ واضح طور پر شاہ جہان کے عین حیات دارا کا امور مملکت پر حاوی ہونے کی طرف ہے۔)

۳۔ محمد سعید، خواجہ : مکتوباتِ سعیدیہ ۱۴۵/۸۴

www.maktabah.org

اورنگ زیب کی استدعا پر حضرتِ خواجہ محمد معصوم نے اپنے بھتیجے شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعید اور اپنے فرزند شیخ محمد اشرف کو سفر حرمین اختیار کرنے سے پہلے ہی اورنگ زیب کے پاس بھیج دیا تھا اور شیخ محمد اشرف کو اورنگ زیب کا رفیق کار بننے کا حکم دیا۔[1]

رخصت کے وقت اورنگ زیب بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے اُسے ہندوستان کی بادشاہت کی بشارت دی۔ اورنگ زیب نے دس جہاز اس سفر کے لیے پیش کیے۔[2] روضۃ القیومیہ ہی کی روایت کے مطابق یہی شیخ محمد اشرف میدان جنگ میں بھی اورنگ زیب کے ہمراہ اور فتح ونصرت کے لیے دُعا میں مصروف بتائے گئے ہیں۔[3] شیخ سعد الدین مذکور تو حق و باطل کی جنگ میں ہمہ وقت اورنگ زیب کے ساتھ میدان میں ہی مصروف نظر آتے ہیں۔[4]

جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں دارا شکوہ اپنے ابتدائی دَور میں سلسلۂ قادریہ میں بیعت ہوا تھا اور پھر جب اس کا دل اس تصوفِ اسلامی سے اچاٹ ہو کر فلسفۂ ہنود کی طرف راغب ہوا تو اس نے اپنے نام کے ساتھ نسبت "حنفی و قادری" لکھنا ترک کر دی تھی گویا وہ اس سلسلۂ عالیہ سے خارج ہو چکا تھا اور اب وہ جن افکار کا مالک تھا، تصوفِ اسلامی کے کسی سلسلہ میں ان کی گنجائش نکلنا ممکن نہیں تھی۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

---

[1] کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ ۹۱/۲
(جنگ کے خاتمہ اور اورنگ زیب کی کامیابی کے بعد ان کے حرمین الشریفین پہنچنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ایضاً ۹۱/۲)

[2] ایضاً (حضرت خواجہ کے نواسے میر صفر احمد نے مقاماتِ معصومیہ (قلمی ۳۵۳) میں اس بشارت کا تفصیلی ذکر کیا ہے کہ آپ نے اورنگ زیب کی تسلی کے لیے اسے تحریری بشارت دی تھی۔ جس سے روضۃ القیومیہ کے مذکورہ بالا بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے)

[3] ایضاً ۱۰۷/۲ [4] ایضاً ۱۱۰/۲-۱۱۱

www.maktabah.org

بھی اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے اس لیے حج کے لیے روانہ ہونے کے دوران ہی آپ نے اپنے فرزند کلاں حضرت خواجہ صبغت اللہ کو بغداد روانہ کیا کہ روضۂ مبارک حضرت غوث الثقلینؒ پر حاضر ہو کر عرض کرو کہ داراشکوہ کی حمایت ترک فرما دیں، چنانچہ صاحبزادۂ بزرگ بغداد میں حاضر ہوئے تو حضرت غوثِ اعظم نے ان کی یہ استدعا منظور فرمالی۔ قریب العہد ماخذ معدن الجواہر اور زبدۃ المقامات و حضرات القدس کی طرح معتبر تذکرہ عمدۃ المقامات میں اس واقعہ کی تفصیلات درج ہیں[1]۔

اس کے بعد حضرت خواجہ مع اعزہ و خلفا حرمین الشریفین کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں اور پھر اس جنگ کی کش مکش اور تیز ہو جاتی ہے۔ اورنگ زیب کے لیے علما و صوفیہ کی دعائیں بدستور جاری رہتی ہیں

جب شاہ جہاں شدید بیمار ہوا تو امور سلطنت بالکلیہ دارا نے اپنے ہاتھ میں لے لیے تو جانشینی کے لیے انتخاب کی کش مکش بھی خاصی بے چینی کی کیفیت اختیار کر جاتی ہے ان ایام میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ بزرگ حضرت شیخ آدم بنوڑی جو اس جنگ سے پندرہ سال پہلے (۱۰۵۳ھ/۱۶۴۳ء) حرمین میں وصال فرما گئے تھے۔ عالم رویا میں بامرِ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خلفاء پر ظاہر ہوئے اور اس جنگ میں انہیں اورنگ زیب کی حمایت کرنے کا حکم دیا۔ معاصر ماخذ نتائج الحرمین میں ہے:

"چوں شاہ جہان عنانِ سلطنت خود را در دست داراشکوہ پسر کلان خود داد، او قابلیت این امر نداشت، حضرت سیدنا و مولانا (شیخ آدم) قدس سرہ بامر حضرت افضل مخلوقات علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات، بر خلفائے خود ظہور نمودہ فرمودند اورنگ زیب را در حمایت دارید[2]۔"

---

[1] محمد فضل اللہ مجددی: عمدۃ المقامات۔ طبع ٹنڈو سائیں داد۔ سندھ ۳۱۸-۳۱۹

[2] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ خطی نسخہ۔ کتب خانہ انڈیا آفس۔ ورق ۲۰۲-ا

www.maktabah.org

اور خاص طور پر آپ نے اپنے ایک خلیفہ کو حکم دیا کہ میدان جنگ میں اورنگ زیب کے ساتھ جاکر شریکِ معرکہ ہو جاؤ:

امر کردند کہ در جنگ با اورنگ زیب ہمراہ باشید حضرت ایشان بر فیل اورنگ زیب ہمراہ بودند توپخانہ، داراشکوہ را مہر کردند[1]....

جنگ تخت نشینی کے ایام میں اورنگ زیب کا ایک حامی امیر، نواب قطب الدین خان[2] حضرت شیخ آدم بنوڑی کے خلیفہ شیخ عبدالخالق قصوری کی خدمت میں حاضر ہوا اور اورنگزیب کی کامیابی کے لیے دُعا کی درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے اس کی کامیابی کے لیے دُعا کی۔ فتح مندی کے بعد ان سے کہا گیا کہ بطور امداد کچھ قبول کریں تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے ردّ کر دیا کہ:

"قطب خان...... آمد و گفت کہ مراد ما حاصل شد یک دہ نذرِ شما کردہ ام ایشان قبول نہ کردہ و گفتند ما برائے خدائے تعالیٰ مدد کردہ ایم نہ برائے طمع دنیا"[3]

قادریہ سلسلہ کے کئی متقی بزرگ بھی اورنگ زیب کی حمایت پہ کمربستہ ہو گئے تھے چنانچہ سید شیخ محمد قادری بُرہانپوری اورنگ زیب کے زمانہ شہزادگی سے اس پر نظرِ عنایت فرماتے اور اُسے اپنی خلوت میں بھی آنے کی اجازت دیتے تھے اور بعض دفعہ سفر کے دوران بھی وہ اورنگ زیب کے ہمرکاب رہے۔ انہوں نے بھی اس جنگ میں اورنگزیب کی کامیابی کے لیے دُعا کی تھی۔[4]

---

[1] ایضاً ورق ۲۰۲-ا

[2] نواب قطب الدین خان خویشگی بن نظر بہادر خویشگی قصوری نے اس جنگ میں اعلانیہ اورنگزیب کی حمایت کی تھی۔ تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو:
صمصام الدولہ شاہنواز خان: مآثر الامراء۔ ۳/ ۸۷-۹۶

[3] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ قلمی نسخہ۔ ا، جلد سوم ۱۷۹

[4] بختاور خان: مراۃ العالم طبع لاہور ۲/ ۴۰۹

www.maktabah.org

تخت نشینی کی اس نظریاتی جنگ میں صرف علما و صوفیہ ہی اورنگ زیب کے حامی نہیں تھے بلکہ راسخ العقیدہ سنی امراء جو سلطنت مغلیہ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے، دل و جان سے اورنگ زیب کے حامی بن گئے۔[۱] اس جنگ میں اورنگ زیب کی کامیابی کے لیے حرمین الشریفین میں بھی علما و مشائخ نے دُعائیں کی تھیں جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ہندوستان سے باہر بھی دیندار طبقے اس "شہزادۂ دین پناہ" کے طرف دار تھے۔

حسنات الحرمین اور اس سلسلہ کی دوسری معتبر کتابوں میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ کا یہ مکاشفہ اور کرامت بھی درج ہے کہ جب حضرتِ خواجہ سفر حرمین الشریفین کے لیے روانہ ہوئے تو دارا کی اسلام دشمنی، سلسلہ نقشبندیہ سے عداوت اور دیگر سیاسی امور کے بارے میں خلصے متردد تھے، اس لیے مدینہ منورہ سے ہندوستان کے لیے روانہ ہونے سے پیشتر بھی روضۂ پاک حضرت رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کے وقت یہی خیال آیا ـــــ واقعہ یوں ہے۔

جب حضرتِ خواجہ مواجہۂ کریمۂ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے کہ واپسی کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضیٔ مبارک معلوم کریں، تو انہیں واپس

---

[۱] بعض محققین نے بڑی محنت سے تخت نشینی کی جنگ میں جانشینی کے اُمیدواروں کے حامی امراء کی فہرستیں چارٹوں کے ذریعہ بنا کر وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اطہر علی نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں چاروں بھائیوں کے حامی امرا کا چارٹ مرتب کیا ہے ملاحظہ ہو:

Athar Ali The Mughal Nobility under Aurangzeb Aligarh, 1970. p. 96.

اسی طرح ڈاکٹر اِفتخار احمد غوری نے بھی دو الگ الگ چارٹوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی ہے دیکھئے کتاب مذکور ۸۰، ۹۶

ان مرتبہ خاکوں کی مدد سے بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ درجہ اوّل کے تمام سنی امراء (بڑے عہدہ دار) اورنگزیب کے حامی تھے۔

www.maktabah.org

جلنے کا واضح اشارہ ہوا تو ان کے دل میں دارا شکوہ کی شریعت دشمنی اور اس سلسلہ سے اس کی عداوت و انتقامی جذبات کے بارے میں گمان گزرا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ننگی تلوار تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دارا کے قتل کا اشارہ فرمایا تو حضرت خواجہ سمجھ گئے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یہ دشمن اسلام قتل ہو چکا ہے۔[1]

حسنات الحرمین کے مولف نے اپنے ایک مکتوب بنام مخدوم زادہ خواجہ محمد پارسا مجدّدی، یہ واقعہ درد انگیز عربی الفاظ میں تحریر کیا ہے۔[2] اسی نوعیت کا مکاشفہ حضرت خواجہ محمد سعید کے مکاشفاتِ حرمین میں بھی مذکورہ ہے۔[3] اور اس سلسلہ کی دیگر معتبر کتب میں بھی اس کی تفصیلات ملتی ہیں۔[4] اور دارا کے قتل کو حضرت خواجہ کی کرامت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بھی قرار دیا ہے:

"فانہ کرامتہ لہ و معجزۃ للنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام"

اس بشارت کے ملتے ہی حضرتِ خواجہ اپنے اعزہ سمیت واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ اس جنگ کے واقعات[5] بیان کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے ہم نے

---

[1] مروج الشریعت : حسنات الحرمین (کتاب حاضر) آخری فصل

[2] ایضاً : خزینۃ المعارف ۱۴۱/ ۱۵۶

[3] وحدت، عبدالاحد : لطائف المدینہ۔ قلمی۔ ورق ۲۴۔ ا، ب

[4] ملاحظہ ہو :

محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین۔ قلمی۔ نسخہ ا، ورق ۲۷۵۔ ا۔ب

ایضاً : مقامات احمدیہ و ملفوظات معصومیہ۔ (اُردو ترجمہ طبع لاہور میں اس واقعہ کا ترجمہ بالکل غلط ہو کر رہ گیا ہے)

صفر احمد : مقامات معصومیہ۔ قلمی ۳۵۴

کمال الدین محمد احسان : روضۃ القیومیہ ۱۰۴/۲ [5] یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

←

www.maktabah.org

صرف اس کے مذہبی پہلو پر ہی بحث کی ہے۔اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح ہندوستان کے سارے دیندار طبقات اور خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے جانشین و خلفا نے اورنگ زیب کی حمایت کی۔

جب حضرات سرہند واپس ہندوستان پہنچے تو دارا شکوہ کو شکست ہو چکی تھی، چونکہ حضرات مخدوم زادگان بے چینی سے اس فتح و نصرت حق کی خوش خبری سننے کے منتظر تھے[۱]۔ اس لیے اورنگ زیب نے دارا پر قابو پاتے ہی جب اس کا تعاقب شروع کیا تو اس کی اطلاع کے لیے اس نے نہایت ہی مسرت کے ساتھ جو خط حضرات کو لکھا تھا وہ ہم نے دریافت کر لیا ہے۔جس کا متن مع عکس یہاں دیا جا رہا ہے:

فرمان عالی شاہ بادشاہ عالمگیر بعد از منہزم شدن دارا شکوہ —— کہ بشیخ محمد سعید و شیخ محمد معصوم نوشتہ۔ نحمدہ ونصلی از جانب این نیازمند ترین خلائق بدرگاہ حضرت واہب العطیات بہ حقائق معارف آگاہ فضائل و کمالات دستگاہ شیخ محمد سعید سلام عافیت انجام برسد۔ آنچہ از مجد و نصرت یافتن آن لشکرِ اسلام بر اعداء دین بظہور آمدہ بہ سمع شریف رسیدہ باشد ؎

از دست زبان کہ برآمد
کز عہدہ شکرش بدر آمد

---

[۵] اس جنگ کے مفصل واقعات عصر حاضر کے محققین نے معاصر مآخذ کی بنیادوں پر اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں ملاحظہ ہو:

نجیب اشرف ندوی: مقدمہ رقعاتِ عالمگیر ۳۳۴-۴۸۷

Ghauri: War of Succession between the sons of Shah Jahan, Lahore 1964.

Sarkar, J. N: History of Aurangzeb, Vol. I, pp. 265-612.

[۱] صاحبزادگان کے مکاتیب بنام اورنگ زیب میں اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے۔

www.maktabah.org

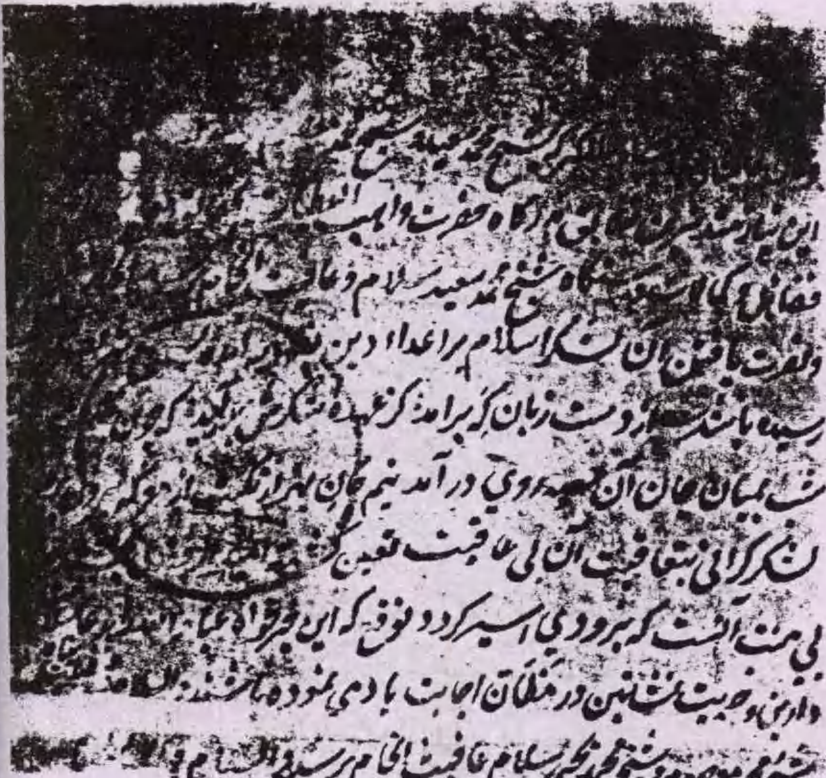
برکت شیخ محمد سعید و شیخ محمد [illegible]
این بشارت [illegible] از درگاه حضرت واهب [illegible]
فضائل [illegible] شیخ محمد سعید سلمہ و عاقبت [illegible]
و نصرت [illegible] لشکر اسلام بر اعداء دین [illegible]
رسیده باشند [illegible] زبان که برآمد که عهده [illegible]
[illegible] جان آن [illegible] در آمد نیم جان [illegible]
لشکر گرانی بمعاقبت آن [illegible] عاقبت [illegible]
بی همت [illegible] که [illegible] اسیر گردد [illegible] که این [illegible]
[illegible] در ملاقات اجابت یاد می نموده باشند [illegible]
شیخ محمد معصوم و شیخ محمد یحیی سلمہ عاقبت انجام بر [illegible] السلام

۹۔ اورنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط جو اس نے دارا شکوہ کو شکست دینے کے بعد خوشخبری کے طور پر حضرت خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کے نام سرہند ارسال کیا (خط کے متن کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا صفحہ ۱۲۱) ماخوذ از قلمی نسخہ مکتوبات حضرت مجدد (آخری ورق) مخزونہ کتابخانۂ گنج بخش۔ راولپنڈی۔ پاکستان۔ نمبر ۱۴۲۹۔ بتحقیق محمد اقبال مجددی

www.maktabah.org

کہ چوں ظلمت شب بہ میان جان آن سیہ روی در آمد نسیم جان بہ ہزار نکبت از معرکہ بیروں برد لشکر گرانی بہ تعاقبت آں بے عاقبت تعین گشتہ امید از فضل بخشندہ بے منت آنست کہ بہ زودی اسیر گردد، توقع کہ ایں خیر خواہ عباد اللہ را بدُعا سلامت دارین و خیریت نشاتین در مظان اجابت یاد می نمودہ باشند۔ والسلام و بہ غضبت پناہ شیخ محمد معصوم و شیخ محمد یحییٰ سلام عافیت انجام رسد، والسلام والاکرام[۱]۔"

چنانچہ اورنگ زیب دارا شکوہ کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان دنوں شاہ جہاں بقید حیات تھا اس لیے اورنگ زیب نے شاہ جہان کو خط لکھا کہ چونکہ اس افتاد کی ذمہ داری شاہ جہان کی دارا سے کورانہ محبت تھی، اس لیے اس حقیقتِ حال کا اظہار بھی کیا گیا:

خدا نخواستہ اگر بہ حمایت آنحضرت اندیشہ آن بدکیش از قوت بہ فعل می آمد و عالم از ظلمت کفر و عدوان تاریک گشتہ کار شرع شریف از رونق می افتاد؛ روز جزا از عہدہ جواب برآمدن بغایت صعب و دشوار باشد[۲]...... الخ

(ترجمہ) خدانخواستہ اگر آپ (شاہ جہان) کی حمایت سے وہ بدکیش کامیاب ہو جاتا تو سارا عالم کفر کی ظلمت اور ظلم و ستم سے تاریک ہو جاتا، "شرع شریف" سے رونق جاتی رہتی، اور قیامت کے دن آپ سے اس کا جواب دینا بہت ہی دشوار ہو جاتا۔

اورنگ زیب کا یہ خط کتب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان (راولپنڈی پاکستان) کے ایک قلمی مجموعہ رسائل نمبر ۱۴۲۹ میں شامل مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے آخری ورق ۱۲۱ پر منقول ہے جو تاحال ہمیں اورنگ زیب کے خطوط کے مطبوعہ مجموعوں میں نہیں مل سکا۔ ہمارے خیال میں حضرت خواجہ محمد سعید کا مکتوب نمبر ۴ بنام اورنگ زیب، اس کے اسی خط کا جواب ہے۔

۲۔ نجیب اشرف ندوی (مرتب)۔ رقعات عالمگیر ۲۱۲

www.maktabah.org

اس لیے گرفتار کرنے کے بعد اس فتنہ پرور کو اورنگ زیب نے ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۹ء میں قتل کروا دیا[۱]۔ نیز اورنگ زیب نے دارا شکوہ کے حامیوں، شرع اسلامی سے بیزاری کا اظہار کرنے والوں اور دارا کے سہارے غیر اسلامی تحریکوں کو چلانے والوں کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی۔

اورنگ زیب نے دارا کے سب سے بڑے حامی ملا شاہ بدخشی کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ کشمیر سے نکلنا نہیں چاہتے تھے لیکن کشمیر کے گورنر نے انہیں زبردستی روانہ کیا تو انہوں نے راستے میں ہی اورنگ زیب کی تخت نشینی پر مبارک باد کی یہ رباعی لکھ کر دربار میں روانہ کر دی ؎

صبحی دل من چوں گل خورشید شگفت ؛ حق ظاہر شد، غبار باطل رفت
تاریخ جلوس شاہ اورنگ مرا ظل الحق گفت ایں راحق گفت[۲]

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ملا شاہ بدخشی جو ساری زندگی دارا شکوہ کو تحریری طور پر "بادشاہ ظاہر و باطن" کہتے رہے اور اپنے خطوط میں اُسے :

خوشوقتا، محظوظا، محفوظا، کامیابا، آفتابا، جہانتابا، حل مشکلا، صاحبدلا، عاقلا، کاملا[۳] .... الخ

لکھتے رہے، اب اس کارروائی سے ان کی درویشی و فقیری کو کیا ہوا تھا کہ انہوں نے

۱۔ دارا کے قتل کے مفصل واقعات اور معاصر شہادتوں کے علاوہ یورپین سیاحوں کے بے ہنگم بیانات اور اس قتل کو علماء کی ذمہ داری کے الزام کی تردید کے لیے ملاحظہ ہو :
نجیب اشرف ندوی : مقدمہ رقعات عالمگیر ۴۸۱ - ۴۸۵
Ghauri: War of Succession, pp 157–159.

۲۔ ملا شاہ کی یہ رُباعی معاصر تذکرہ شعرا مراۃ الخیال میں درج ہے ۱۴۴

۳۔ ملا شاہ کے مکتوبات کا قلمی نسخہ کتب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور میں موجود ہے جس میں کئی خطوط دارا شکوہ کے نام ہیں جن میں یہ القاب درج کئے گئے ہیں۔ (پاکستان میں فارسی ادب ۲/ ۱۶۱)۔

www.maktabah.org

اس رباعی میں دارا کو "غبارِ باطل" کہہ دیا اور اورنگ زیب کو "ظل الحق" کیا وہ ساری زندگی اسی "غبارِ باطل" کو ظاہری و باطنی بشارتیں دیتے رہے؟

بعض تذکرہ نویسوں نے ملا شاہ کی اسی رُباعی کو دوسرے معنے پہنانے کی کوشش کی ہے، لیکن خوش قسمتی سے ملا شاہ کے رقعات میں ان کا ایک خط اورنگ زیب کے نام بھی مل گیا ہے جس میں انہوں نے اورنگ زیب کو تخت نشینی کی نہ صرف مبارک باد دی ہے بلکہ اسے دُعا دیتے ہوئے لکھا ہے:

دولتِ دیدار نصیب...... حق سبحانہ وتعالیٰ آن برگزیدۂ خالق وخلائق را برطبق مراد الی یوم المیعاد داراد۔ آمین! بسیار بسیار بیش از بیش این درویش خیر اندیش بجہت جلوس ذات راس الرؤس در احسن اوقات..
..... ظلِ آن ظل الحق ممدود الی الموعود[۱]۔

لیکن اورنگ زیب نے ان سے مواخذہ و محاسبہ نہیں کیا بلکہ انہیں لاہور میں قیام کا حکم دیا[۲]۔ جہاں وہ اپنی وفات ۱۰۷۲ھ/ ۱۶۶۲ء تک مقیم رہے اور وہیں اپنے مرشد حضرت میاں میرؒ کے قریب دفن ہوئے۔

ان کے علاوہ بھی دیگر مصاحبین دارا کے خلاف کارروائی کی گئی، مثلاً چندر بھان برہمن اور محسن فانی کشمیری وغیرہ لیکن ان میں سے سرمد کے سوا باقی تمام نے مصلحت کو ترجیح دی اور اورنگ زیب کی ملازمت میں داخل رہے۔ سرمد کو دربار میں طلب کیا گیا اس کے خلافِ شرع عقائد پر گرفت ہوئی، اس نے انہیں تسلیم کر لیا اور قتل کر دیا گیا[۳]۔

شاہ محب اللہ الہ آبادی کا انتقال تو عہد شاہ جہان میں ہی ہو چکا تھا لیکن ان کے

---

۱ ایضاً ۲/ ۱۶۱-۱۶۲

۲ شیر خان لودھی: مرآۃ الخیال ۱۴۵

۳ ان کارروائیوں کے واقعات معاصر کتب تاریخ میں مفصل درج ہوتے ہیں۔

www.maktabah.org

افکار پر جیسا کہ ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں ان کی زندگی میں بھی شورش برپا ہوئی اور ان کی وفات کے بعد اورنگ زیب نے ان کے رسالہ تسویہ کو جلانے کا جو حکم دیا تھا ہم اس طرف اشارہ کر چکے ہیں۔

اسی طرح قادری سلسلہ کے عظیم بزرگ اور مصنف حضرت سلطان باہوؒ نے بھی اپنی تصانیف میں جس شاندار طریقے پر اورنگ زیب کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اور اپنی کتابوں میں اس کے لیے جو طویل القاب لکھے ہیں[۱] وہ کسی طرح بھی اُن القاب سے کم نہیں ہیں جو مجددی حضرات نے اس کے لیے استعمال کیے تھے۔ قادری شطاری سلسلہ کے ایک اور بزرگ مصنف شیخ محمد اشرف بن محمد مرید شاہدری لاہوری نے عہد عالمگیر میں اہلِ تشیع کے خلاف ایک معرکۃ الآراء کتاب تحفۃ الحسینی[۲] کے نام سے لکھی تو اس کے آغاز میں اورنگ زیب کے لیے تقریباً ایک ورق کے بقدر القاب تحریر کیے۔

ایسی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن قادری سلسلہ کے ان دو عظیم بزرگوں اور سید شیر محمد قادری جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا کی مثالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ داراشکوہ کا سلسلہ قادریہ سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔

مشہور عالم دین اور شیخ طریقت حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری کے فرزند خواجہ معین الدین کشمیری[۳] جو بیس سال سے ہندوستان میں پیدا شدہ بدعات کی وجہ سے پریشان تھے جب اورنگ زیب کا دور آیا تو انہوں نے شکر خداوندی کے اظہار کے طور پر کلام پاک کی ایک تفسیر لکھی اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:

---

[۱] سلطان باہو: کلید التوحید۔ قلمی مخزونہ کتب خانہ مرکز تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی

[۲] محمد اشرف شطاری لاہوری: تحفۃ الحسینی۔ خطی نسخہ۔ نیشنل میوزیم۔ کراچی

[۳] مولانا خواجہ معین کشمیری کئی اہم اور قابل توجہ کتابوں کے مصنف تھے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے تلمذ تھا۔ حالات کے لیے ملاحظہ ہو حدیقۃ الاولیاء طبع لاہور ص ۱۲۴-۱۲۶

www.maktabah.org

میں عرصہ دراز سے ان "بدعات و ہوا" کی وجہ سے پریشان تھا جو اس ملک میں رائج ہیں، بیس سال کے بعد عالمگیر کا دور آیا اور مجھے اور اہل ملک کو اطمینان حاصل ہوا تو بطور تشکر یہ میں نے یہ تفسیر لکھی اور بادشاہ (اورنگ زیب) کے حضور میں پیش کی .... شاہ اورنگ زیب، عادلے عالمگیر" تاریخ تالیف ہے[1]

اسی طرح حضرت خواجہ خاوند محمود لاہوری کے ایک اور فرزند خواجہ احمد نے بھی اورنگ زیب کو مبارکباد کا خط لکھا[2]

اورنگ زیب کے نقشبندی مشائخ سے روابط

یوں تو اورنگ زیب کے تقریباً ہر سلسلۂ تصوّف کے صوفیہ سے روابط کا سراغ ملتا ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ کے مشائخ سے اس کے گہرے تعلقات کے ہمارے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں، داراشکوہ کی آزاد مشربی کے باعث صوفیہ میں شرعی قیود سے جو آزادی کا رجحان پیدا ہو گیا تھا اورنگ زیب اُسے ختم کرنے کے لیے ہمہ تن مصروف رہا اور مہمات کے سلسلہ میں آتے جاتے اُسے جہاں کہیں کسی آزاد مشرب صوفی کے بارے میں پتہ چلتا تھا وہ فوراً اُسے حاضر ہونے کا حکم دیتا تھا۔ تحفۃ السالکین ایک ہم عصر کتاب ہے جو حضرت شیخ آدم بنوری کے خلیفہ حضرت حاجی بہادر کوہاٹی کے حالات پر مشتمل ہے اس کتاب میں ان جید علما کی ایک فہرست موجود ہے جو ان مہمات کے دوران اس کے

---

[1] معین خاوندی کشمیری: زبدۃ التفاسیر۔ قلمی مخزونہ کتب خانہ سعیدیہ ٹونک (ہندوستان) بحوالہ قاضی محمد عمران: معین بن محمود کشمیری اور ان کی تصانیف۔ مقالہ مشمولہ معارف اعظم گڑھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء ۲۳۰

[2] محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ ۶۲۹

www.maktabah.org

ہمراہ رہتے تھے۔ ان میں مشہور فقیہہ مولانا نور محمد مدقق لاہوری کا نام بھی ملتا ہے۔ اس احتسابی مہم کے بڑے مثبت نتائج برآمد ہوئے۔

یہاں نہ تو اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی سے بحث کرنے کا موقع ہے اور نہ ہی تمام سلاسلِ تصوّف کے صوفیہ کے اورنگ زیب سے تعلقات کی تفصیلات بیان کی جاسکتی ہیں البتہ کتاب حاضر (حسنات الحرمین) کی مناسبت سے فقط "مجدّدی حضرات" کے روابط کا نہایت مختصر سا خاکہ پیش کیا جارہا ہے:

پاک و ہند کے نقشبندی مشائخ نے سیاسی معاملات اور سلاطین سے میل جول کے سلسلہ میں اپنے متقدمین مشائخ کے طریق کار کو اپنائے رکھا۔[1] حضرت مجدد الف ثانی سیاسی امور کے سلسلہ میں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار کے اقوال نقل کرتے ہیں اور آپ کا اس معاملہ میں نقطۂ نظر یہ ہے:

"بادشاہ کا صالح ہونا دُنیا کا صالح ہونا ہے اور بادشاہ کا مفسد ہونا دُنیا کو فساد میں مبتلا کرنا ہے۔"

لیکن بلا ضرورت بادشاہ سے ربط رکھنے سے منع فرمایا۔ آپ نے اپنے فرزند گرامی خواجہ محمد معصومؒ کو نصیحت فرمائی تھی کہ بادشاہ کی صحبت اختیار نہ کرنا۔ اورنگ زیب جس کے ساتھ اس کے زمانۂ شہزادگی سے آپ کے بہت اچھے روابط تھے اور اس نے بارہا خواہش کی تھی کہ حضرت خواجہ اس کی صحبت اختیار فرمالیں لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔

---

[1] نقشبندی حضرات کے سیاسی امور کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

احمد طاہری عراقی: رسالۂ قدسیہ (تالیف خواجہ محمد پارسا) مقدمہ ۱۰-۲۷

Nizami, K. A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers and Politics, Islamic Culture, Vol 39 (No. 1) January, 1965.

www.maktabah.org

صرف اصلاحِ احوال و ترویج شریعت کی تلقین کے لیے اُسے شرف ملاقات بخشتے رہے[1]۔ حضرت مجدد کے اس طریقِ کار سے حضرت خواجہ نے اپنے فرزندان گرامی کو بھی آگاہ فرماتے ہوتے اپنے فرزندِ بزرگ خواجہ صبغۃ اللہ کو اس سلسلہ میں وصیت فرمائی :

"صحبتِ سلاطین "بے ضرورتِ کلی" اختیار نخواہد نمود[2]۔"

حضرتِ خواجہ نے اپنے فرزندِ پنجم خواجہ سیف الدین کو اورنگزیب کی استدعا پر دربار میں بھیج دیا تھا اور وہ محل کے جوار میں رہتے تھے ان کی بھی بادشاہوں سے روابط کے معاملہ میں یہی پالیسی تھی، فرماتے ہیں کہ نیتِ حسنہ سے "دفع بدعت اور ترویجِ سنت" کے لیے بادشاہ سے ملنا بہتر ہے :

"بہ نیتِ ارتفاع بدعت و ترویج سنت می تواں سلطان را دید الخیر فیما صنع اللہ سبحانہٗ[3]۔"

جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے رہائی کے بعد "اصلاح بادشاہ، دفع بدعت اور ترویجِ سنت" کے لیے احکام جاری کروانے کے لیے جہانگیر کے ساتھ

---

[1] محمد امین بدخشی : نتائج الحرمین۔ نسخہ ا، ورق ۲۶۴ - ب
(پروفیسر حبیب سکول آف تصوف کے سلسلۂ نقشبندیہ کی سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں آرا۔ تو ڈاکٹر اطہر عباس رضوی کی تالیفات کے ذریعہ ہم تک پہنچ چکی تھیں، حال ہی میں ان کے زیرِ اثر منتخب اللباب کے حصۂ عہد اورنگ زیب کے انگریزی ترجمے پر پی ایچ ڈی دی گئی ہے جس کے مقدمہ میں تحریر ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم، اورنگ زیب کے دربار میں رہتے تھے اور اس سے مدد معاش لے کر اس کے حق میں پروپیگنڈہ جاری رکھا" (xxix) یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت خواجہ نے کبھی بھی دربار میں قیام نہیں فرمایا۔ کیا پی ایچ ڈی کے مقالہ کے لیے مقالہ نگار کے گرو (موصوف نے اس کے انتساب میں پروفیسر حبیب کے لیے گرو کا خطاب خود ہی تحریر کیا ہے) کی اپنے طلبہ کے لیے یہ تعلیم تھی؟ Anees Jahan Syed. A...ments in Muntakhab ul Lubab, Delhi, 1977 p. xxix.

[2] صفر احمد : مقامات معصومیہ ۴۲۶ [3] سیف الدین خواجہ : مکتوبات سیفیہ ۱۹۲ / ۱۸۹

www.maktabah.org

اس کے لشکر میں رہنا پسند فرمایا تھا اسی طرح حضرات مجدّدیہ نے بھی اورنگ زیب کی صحبت اختیار کی۔

شہزادگی کے زمانے میں اورنگ زیب کی ان حضرات سے عقیدت اور ان بزرگوں نے جس طرح اُسے دارا کے مقابلہ میں "پاسداریٔ شرع شریف" کی تلقین کی تھی ہم تفصیل سے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اب صرف بادشاہ بننے کے بعد ان حضرات نے اس کی مذہبی پالیسی کو جس طرح اسلامی رنگ دینے کی کوشش کی، اس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

اس کے بادشاہ بننے کے بعد بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اُسے کئی خطوط لکھے تھے جب اس نے امن و امان کے قیام کے بعد بدعتوں کے ازالہ کی طرف توجہ شروع کی تو حضرتِ خواجہ نے اُسے ان اقدامات پر مبارک باد دیتے ہوئے لکھا:

حضرت سلطان الاسلام ..... امیر المومنین ......

اظہارِ نیازمندی وخاکساری و ادائے شکر و ثنا نعمتِ امن و امان و رونق اسلام و قوت شعائر آں می نماید و بہ وظیفۂ دعائے از دیادِ عمر و اُبہت و ظفر و نصرت کہ از مدتِ مدید باآں آنس و الفت یافتہ است..... باجمعے از درویشاں اشتغال دارد......

یہ خط اس دُعا پر ختم فرماتے ہیں:

آفتابِ دولت و سلطنت بر اُفقِ مجد و علیٰ تاباں باد۔[1]

اورنگ زیب بھی وقتاً فوقتاً حضرت خواجہ کو خطوط ارسال کیا کرتا تھا۔ حضرت نے اس کے ایک مکتوب کے بدست خواجہ محمد شریف بخاری موصول ہونے کا ذکر کرتے ہوئے اس کے جواب میں اسے بہت سی بیش قیمت نصیحتوں سے نوازا ہے۔[2]

---

[1] محمد معصوم خواجہ: مکتوبات ۶/۳ (اس خط میں اورنگ زیب کے لیے جو القاب لکھے گئے ہیں وہ بہت ہی قابل توجہ ہیں۔ ہم نے دیگر القاب بھی دوسرے مقام پر یکجا کر دیے ہیں)

[2] ایضاً ۲۲۱/۳

www.maktabah.org

اسی طرح آپ کے برادر بزرگ حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ نے بھی اورنگ زیب کو نہایت مؤثر طریقے پر خطوط کے ذریعہ احیائے دین کی ترغیب دی ہے۔

تخت نشینی کے چند سال بعد ہی حضرت خواجہ محمد سعید نے اُسے جو خط لکھا ہے وہ القاب سمیت اس قابل ہے کہ یہاں نقل کیا جائے لیکن طوالت کے خوف سے ہم صرف اس کا خلاصہ یہاں دے رہے ہیں:

اُسے دعا دینے کے بعد نہایت مؤثر الفاظ میں لکھا ہے کہ

الحمدللہ کہ تمہاری کامیابی دراصل "آفتاب ہدایت" کا طلوع ہے اور اس سے "کفر وضلالت" کی "ظلمت معدوم" ہوگئی ہے اور "الحاد و بدعت" کو جڑوں سے اکھاڑ ڈالا ہے اور عدل وانصاف جس مقام کا مستحق ہے وہ اُسے مل گیا ہے .... اس لیے دین پروری کا تقاضا یہی ہے کہ باقی فحش اور منکرات کے سدباب کے لیے بھی کوشش کی جائے۔ مساجد کی تعمیر ومرمت اور معطل شدہ مدرسے جاری کیے جائیں۔ علماء، فضلاء، زہاد کی تکریم کی (بجالی) کے لیے احکام صادر کیے جائیں[1]........

ایک اور مکتوب میں حضرت خواجہ محمد سعید نے اُسے کامیابی پر جس طرح مبارکباد دی ہے اور خوشی کا اظہار فرمایا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ اس نے داراشکوہ کو شکست دینے کے بعد اس کے تعاقب کے دوران اطلاع کے طور پر جو خط حضرت خواجہ محمد سعید کے نام ارسال کیا تھا[2]، یہ مکتوب گرامی اسی کا جواب ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

این مسکین شکرانۂ احسان وعنایت بے غایت حضرت صمدیت ..... نماید کہ بموہب وفضل خویش فتح وظفر لشکر اسلام کرامت فرمود ورفع وہدم ارکان کفر وبدعت وقمع رسوم الحاد وزندقہ نمود .... چہ عرض نماید کہ از

---

[1] محمد سعید خواجہ : مکتوبات سعیدیہ طبع لاہور ۳۸، ۹۲

[2] اورنگ زیب کا یہ خط ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

www.maktabah.org

استماع ایں بشارت عظمیٰ برین شکستہ زدانہ خمول چہ قدر شادی رو داد ....[1]

اس کے بعد اسی خط میں اوّل الذکر مکتوب سے بھی زیادہ پُر زور الفاظ میں احیائے دین متین اور دفع بدعت کی تلقین کی ہے۔

ایک مکتوب جو آپ نے اُسے شہزادگی کے زمانہ میں ارسال فرمایا تھا شرع شریف کے رائج کرنے کی ضرورت اور اس دَور میں جو "ظلمات اور بدعات" رواج پا گئی تھیں کے خاتمہ کے لیے اورنگ زیب کی ذات کو :

"شاہسوارِ مضمارِ استقامت ذات اشرف است[2]"

قرار دینے کے بعد لکھا ہے کہ تمہارا خط ملا جس سے "خوشحالی عظیم" میسر آئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اورنگ زیب تخت نشینی سے بہت پہلے ان حضرات سے نہ صرف بیعت تھا بلکہ مراسلت بھی کرتا رہتا تھا۔

ایک خط کے ذریعہ اُسے صحابہ کرام و اہلِ بیت کے فضائل سے متعلق بہت سی احادیث مستند کتب سے نقل کر کے ارسال کی تھیں[3]۔

اورنگ زیب کی زمانۂ شہزادگی کی مہم گولکنڈہ کو آپ نے جس طرح جہاد قرار دیتے ہوئے اس جہاد میں خود شرکت کی خواہش کی تھی اس کی تفصیل ہم سابقہ اوراق میں تحریر کر چکے ہیں۔

اس کے نام شہزادگی کے زمانے میں ایک مکتوب میں اس کے ساتھ عدم ملاقات کو جس کرب کے ساتھ "ہجران و دُوری" فرمایا تھا[4] وہ اللہ تعالیٰ نے پوری فرما دی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کو حضرت مجدد کے ان صاحبزادوں کے ساتھ کمال درجہ انس تھا، حضرت خواجہ محمد سعید کی آخری عمر اور انتہائی ضعف کی حالت میں بھی وہ خواہش کرتا ہے کہ

---

[1] محمد سعید خواجہ : مکتوبات ۴۰/۹۵ [2] ایضاً ۴۵/۹۹

[3] ایضاً ۶۶/۱۲۲-۱۲۶ [4] ایضاً ۴۶/۱۰۲

www.maktabah.org

اس کے ساتھ رہ کر اس کی تربیت کریں۔

میر صفر احمد معصومی لکھتے ہیں:

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ در آخر عمر مبارک خویش سفر دار الخلافہ شاہ جہان آباد بموجب طلب بادشاہ خلد مکان بمقتضائے الہام حضرت رحمٰن تعالیٰ اختیار فرمودہ بودند[1]......

اورنگ زیب بھی ان دونوں حضرات کی بہت ہی تکریم کرتا تھا اور کئی مرتبہ ان دونوں صاحبزادوں کو تحائف بھی دیے۔ معاصر ماخذ عالمگیر نامہ میں ہے کہ ان دونوں صاحبزادوں کو تین سو اشرفیاں نذر پیش کی گئیں[2]۔ اسی طرح خواجہ محمد سعید کو "خلعت اور دو ہزار روپے ملنے کا ذکر بھی محمد کاظم شیرازی نے کیا ہے[3]۔

حضرت مجدد کے فرزند اصغر حضرت خواجہ محمد یحییٰ کی بھی اورنگ زیب بہت تعظیم کرتا تھا۔ معاصر مورخ بختاور خان نے لکھا ہے:

"مکرر بدرگاہ سلاطین پناہ رسیدہ، مورد مراحم و اعطاف شاہنشاہی شد[4]"

---

[1] صفر احمد: مقامات معصومیہ ۳۷۱
(حضرت خواجہ محمد سعید کا وصال بھی راستے میں ہی دہلی سے سرہند جاتے ہوئے ہوا تھا۔ مراۃ العالم ۱۳/۲اھ میں حضرت خواجہ محمد سعید کی دربار میں تشریف آوری اور اورنگ زیب کا ان کی تعظیم کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔)

[2] محمد کاظم شیرازی: عالمگیر نامہ (طبع کلکتہ) ۲۹۳
بختاور خان: مراۃ العالم ۱۲۲/۱، قابل خان ابو الفتح: آداب عالمگیری ۱۰۸۰/۲
(مراۃ العالم اور آداب عالمگیری میں "سی صد اشرفی" درج ہوا ہے لیکن سب سے قدیم ماخذ عالمگیر نامہ میں "سہ صد اشرفی" ہے۔ اس لیے ہم نے موخر الذکر ماخذ کو ترجیح دی ہے۔ یوں بھی اول الذکر دونوں ماخذ نے عالمگیر نامہ کی عبارت کی لفظی نقل ہی کر دی ہے۔)

[3] محمد کاظم: عالمگیر نامہ ۵۹۵ [4] بختاور خان ۴۱۴/۲

www.maktabah.org

نبائرِ حضرت مجددِ الفِ ثانی اورنگ زیب کی مصاحبت میں

جیساکہ ہم حضرات سرہند کے سیاسی معاملات کے سلسلہ میں حضرت خواجہ کی وصیّت نقل کر آئے ہیں کہ "بلا ضرورتِ کلی" سلاطین سے میل جول نہ رکھا جائے لیکن اس مقام پر صاحبزادگان نے عین "ضرورتِ کلی" کے احساس کے تحت داراشکوہ کے بے دینی والحاد کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے اورنگ زیب کی صحبت اختیار کر لی تھی۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ حضرت مجدّد کے دو نواسوں نے اورنگ زیب کے ہاں مستقل ملازمت اختیار کر لی تھی۔ ان میں سے خواجہ محی الدین کو تو خود حضرت شیخ محمد سعید نے سفارشی رقعہ دے کر اورنگ زیب کے پاس بھیجا تھا کہ انہیں:

"محرمِ بارگاہِ سلطنت گردید[1]"

اسی طرح دوسرے نواسے شیخ عبداللطیف کی مالی حیثیت بہت اچھی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے اورنگ زیب کی مصاحبت اختیار کرنے کو ترجیح دی[2]۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزندِ پنجم حضرت خواجہ سیف الدین کے ساتھ تعلقات کے سب سے نمایاں ثبوت ملتے ہیں۔ جیساکہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اورنگ زیب نے حضرتِ خواجہ سے کہا تھا کہ وہ سفر و حضر میں اس کے ساتھ رہا کریں لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا تھا اور بادشاہ کی مکرر خواہش پر آپ نے اپنے اس صاحبزادے کو بادشاہ کی تربیت کے لیے دہلی بھیج دیا تھا اور بقول صاحبِ مآثرِ عالمگیری صاحبزادے نے شاہی محل کے قریب ہی قیام فرمایا۔ بادشاہ رات کو امورِ سلطنت سے فراغت کے بعد آپ کی صحبت

---

[1] محمد سعید خواجہ: مکتوبات ۴۵ / ۱۰۱

[2] صفر احمد معصومی: مقاماتِ معصومیہ ۴۰، ۷ اس کی تصدیق حضرت خواجہ سیف الدین کے ان مکتوبات سے بھی ہوتی ہے نمبر ۲۶، ۵۷، ۵۸

www.maktabah.org

کے انوار و برکات کے حصول، تبادلہ خیال اور کلمات عالی سننے کے لیے ان کے پاس جاتا تھا:

"بعد مرورِ یک پاسِ شب از راہ باغ حیات بخش باتش خانہ کہ مسکن حقائق و معرفت آگاہ شیخ سیف الدین سہرندی مقرر بود بنزولِ فیض شمولِ بادشاہ غربانواز فقیر دوست، منظر انوارِ برکات گردید ساعتے بتذکارِ کلمات افادت آثار صحبت داشتہ و شیخ مذکور را در اقرانش باکرام برداشتہ بدولت خانہ تشریف آوردند[1]۔"

حضرت خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات میں واضح طور پر تحریر ہوا کہ آپ نے اورنگ زیب کی مکرر خواہش پر اپنے اس صاحبزادے کو ملہمہ طور پر استخارہ کے بعد دارالخلافہ روانہ کیا[2]۔ حضرتِ خواجہ اپنے ایک مکتوب بنام اورنگ زیب میں لکھتے ہیں کہ صاحبزادہ جو کمالات صوری و معنوی سے آراستہ ہے اس کا مزاج انتہائی عزلت پسند اور میل جول کا عادی نہیں ہے محض تمہاری خواہش اور "خیر خواہی" کے لیے اسے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے، فرماتے ہیں

فقیرزادہ...... بعزلت و عدم اختلاط خو کردہ و بصحبت چندانے سرے نداشت لیکن محض خیر خواہی اورا بریں معنی آوردہ است[3]"

ایک اور مکتوب میں صاحبزادے کے وہاں قیام کی حیثیت و مقصد کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

فقیرزادہ منظورِ نظر قبول گشتہ واثر صحبت بحصول انجامیدہ و از امر معروف و نہی منکر کہ شیوۂ فقیرزادہ است اظہار شکر و رضامندی نمودہ است[4]۔

---

[1] محمد ساقی مستعد خان: آثر عالمگیری۔ کلکتہ ۱۸۷۱ء، ۸۴ [2] صفر احمد، مقامات معصومیہ۔ ۶۰۹

[3] محمد معصوم خواجہ: مکتوبات ۳/ ۲۲۷

[4] ایضاً: ۳/ ۲۲۱

www.maktabah.org

حضرت خواجہ سیف الدین کمال توجہ اور ہمت سے بادشاہ کی ظاہری و باطنی تربیت کرنے میں مصروف رہے۔ انہوں نے بادشاہ کے سلوک و معرفت سے میلان اور اس میں ترقی کا حال اپنے کئی عریضوں میں حضرت خواجہ کو خوشی کے ساتھ لکھا ہے جو ان کے مجموعہ مکتوبات میں موجود ہیں۔ ان عریضوں کے جواب بھی حضرت خواجہ کے مکتوبات میں شامل ہیں۔

اپنے ایک مکتوب بنام صاحبزادۂ مذکور میں "احوال بادشاہ دین پناہ سلمہ ربہ" کا بھی ذکر ہے۔ بادشاہ کی منازل سلوک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بادشاہ کو "رفع بعضے منکرات" کے لیے بھی کہا جائے اور بادشاہ کے اس رویہ پر آپ نے خداوند کریم کا شکر بھی ادا کیا۔[1]
ایک اور مکتوب میں خواجہ سیف الدین نے بادشاہ کے مراتب سلوک تیزی سے طے کرنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے جواب میں حضرت خواجہ نے انہیں مشورہ بھی دیا ہے۔[2]

اورنگ زیب نے حضرت خواجہ سیف الدین سے کہا کہ وہ حضرت خواجہ سے میرے لیے "توجہ غائبانہ" کی استدعا کریں تو اس کے جواب میں آپ نے براہِ راست اورنگ زیب کو خط لکھا، اس میں فرماتے ہیں کہ جو باطنی اسباق ہم نے صاحبزادے کے خط میں تمہارے لیے لکھے ہیں وہ تمہاری نظر سے گزرے ہوں گے اور پھر غائبانہ توجہ کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ خود ہی اس کی باطنی تعلیم و تربیت کے لیے بذریعہ خط اسباق لکھتے تھے اور صاحبزادگان محض اس کی مشق کے لیے مقرر تھے۔ حضرت خواجہ کے ایک مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبزادے کے ہمراہ حضرت خواجہ کے ایک خلیفہ شیخ عبدالعلیم بھی دارالخلافہ میں بادشاہ کی تربیت کے لیے بھیجے گئے تھے اور وہ بھی بادشاہ کے "احوال باطنی" کی اطلاع حضرت خواجہ کو دیتے رہتے تھے۔[3]

حضرت خواجہ سیف الدین اپنے والد بزرگ کی وفات ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۹ء کے بعد بھی دہلی میں مقیم رہے اور اسی خدمت پر مامور رہ کر اپنے مشن کو تاحیات جاری رکھا۔

۱۔ ایضاً ۳/۲۲۰ ۲۔ ایضاً ۳/۲۴۲ ۳۔ ایضاً ۳/۱۲۲

www.maktabah.org

حضرت خواجہ سیف الدین کی بادشاہ کے ساتھ جن صحبتوں کا حال تذکروں میں درج ہے وہاں بعض مجلسوں میں ان کے برادر گرامی شیخ محمد اشرف کا ذکر بھی آیا ہے[1]۔ یہ شیخ محمد اشرف وہی ہیں جو جنگ تخت نشینی میں حضرتِ خواجہ کی نیابت کے لیے اورنگزیب کے ساتھ تھے اور جن کے اس جنگ میں باقاعدہ میدان میں اورنگ زیب کے ہمراہ رہنے کی تفصیلات ہم درج کر چکے ہیں۔

خواجہ سیف الدین تاحیات دفع بدعات میں مصروف رہے۔ موسیقی جو مغلوں کے دربار کے لوازمات میں شامل ہوگئی تھی اس سے اورنگ زیب کو متنفر کروایا۔ اور اُسے کئی خطوط میں احیائے سنت کی برابر ترغیب دیتے رہے۔ ایک خط میں اسے لکھتے ہیں کہ :

یہ حدیث ہے کہ جو میری ایک مردہ سنت کو زندہ کرے گا اُسے سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا[2]۔

داراشکوہ نے شیخ اکبر ابنِ عربی کے افکار کو جس رنگ میں پیش کیا تھا اس کے اثرات اس وقت تک موجود تھے اس لیے اُن کو زائل کرنے کی بھی اشد ضرورت محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنے کئی خطوط میں اورنگ زیب کو حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول لکھا :

"مارا بہ نص کار است نہ بہ فص، فتوحاتِ مدینہ از فتوحاتِ مکیہ مستغنی ساخت[3]"

ایک اور خط میں اس کی بہت ہی خوبصورت وضاحت کی ہے :

"از نص بہ فص نمی گرائید و از فتوحاتِ مدینہ بہ فتوحاتِ مکیہ التفات

---

[1] صفر احمد : مقاماتِ معصومیہ ۶۱۱ [2] سیف الدین خواجہ : مکتوبات ۱۸۸/۱۶۱

[3] ایضاً ۳۹/۲۳

www.maktabah.org

نمی نمایند[1]"

اورنگ زیب کی کئی مہمات کو خصوصاً اس کی دکن کی طرف پیش قدمی کو انہوں نے واضح طور پر "جہاد" قرار دیا۔ بلادِ کفار کی فتح اور ان پر اس جزیہ کے ازسرِ نو نافذ کرنے کے لیے کہا جو دارا نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے شاہ جہان سے معاف کروا لیا تھا اور کئی مہمات میں اورنگ زیب کے ہمراہ شریکِ جہاد ہونے کی بھی آرزو کی تھی۔[2]

قریب العہد ماخذ مقاماتِ معصومیہ کے ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ سیف الدینؒ اورنگ زیب کے ہمراہ ایک لشکر میں موجود تھے۔[3]

اورنگ زیب نے ۱۰۷۹ھ/۱۶۶۹ء میں شہزادہ اعظم کی شادی کی تو جن عظیم علماء[4] نے نکاح پڑھایا ان میں حضرت خواجہ سیف الدین کا نام بھی شامل ہے[5]۔ اورنگ زیب بھی حضرت خواجہ کو خطوط لکھا کرتا تھا، ان میں سے بعض کے جواب حضرت خواجہ کے مجموعۂ مکتوبات میں شامل ہیں، یہاں اورنگ زیب کے غیر مطبوعہ ایک مکتوب بنام حضرت خواجہ سیف الدین کا عکس دیا جا رہا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند ثانی حضرت شیخ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ (۱۰۳۴ھ-۱۱۱۵ھ/۱۶۲۴-۱۷۰۳ء) کے اورنگ زیب کے ساتھ بہت ہی مشفقانہ مراسم تھے۔ ان کے اپنے بیانات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ اورنگ زیب کی مصاحبت میں

۱۔ ایضاً ۸۲/۵۸ ۲۔ ایضاً ۱۱۳/۷۶

۳۔ صفر احمد : مقاماتِ معصومیہ ۴۷۹

۴۔ علمائے کرام کے نام یہ ہیں : قاضی عبدالوہاب، قدوۂ اصفیا میر سید محمد قنوجی، اسوۂ فضلاء ملا عوض وجیہ آخسیکتی (مآثرِ عالمگیری ۸۷)

۵۔ محمد ساقی مستعد خان : مآثرِ عالمگیری ۸۷

www.maktabah.org

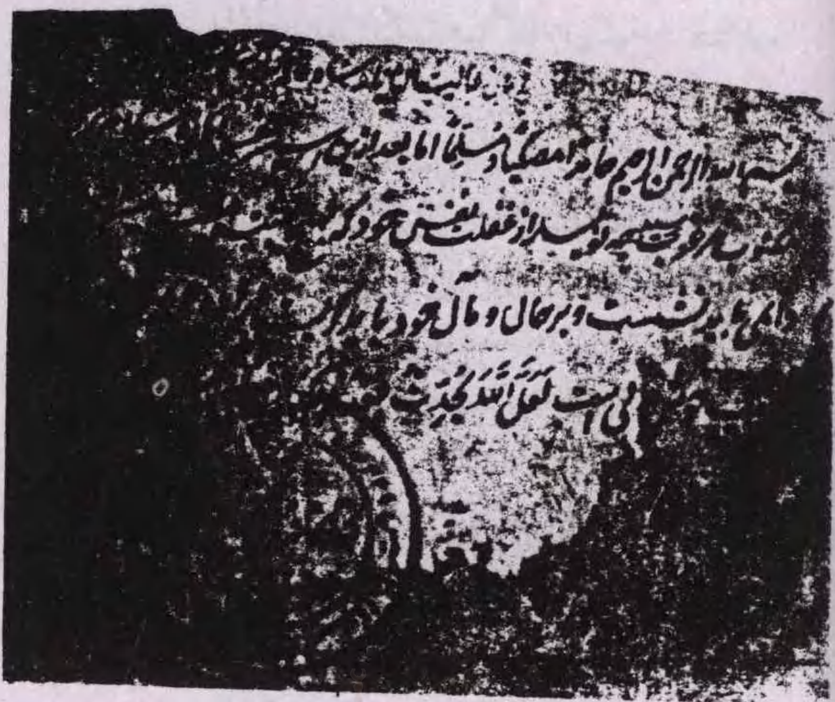

۱۰- اورنگ زیب کا ایک غیر مطبوعہ خط حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی کے نام۔ عکس مبنی بر خطی نسخہ مکتوباتِ حضرتِ مجدد (آخری ورق) مخزونہ کتابخانہ گنج بخش، مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان۔ راولپنڈی۔ نمبر ۱۴۲۹۔ بتحقیق محمد اقبال مجددی

www.maktabah.org

رہتے تھے۔ ان کے مکتوبات کا مجموعہ وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول کے نام سے طبع ہو چکا ہے جس میں "بادشاہ دین پرور" اورنگ زیب کے نام ان کے بہت سے خطوط موجود ہیں۔

ایک مکتوب میں اورنگ زیب سے اپنی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا ہے[1]۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت خواجہ سیف الدین تو اورنگ زیب کی تربیت کے لیے پہلے ہی دارالخلافہ میں مقیم تھے یہ بھی تشریف لے گئے اور اورنگ زیب کو اُن سے اتنا انس ہوا کہ جدائی برداشت کرنا مشکل ہو گیا خود فرماتے ہیں:

"باوجودے کہ بادشاہِ دین پناہ از کمالِ اخلاص وعنایت از خود جُدا نمی فرمودند[2]......"

انہوں نے بھی اپنے والد اور برادرِ اصغر کی طرح بادشاہ کو جو خطوط لکھے ہیں ان میں ترویجِ شریعت پر بہت زور دیا ہے۔ اس کی کئی مہمات مثلاً دکن کی مہمات کو جہاد قرار دیتے ہوتے مہمات میں کامیابی پر کئی مرتبہ مبارک باد دی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ کے کئی صاحبزادے بھی اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے، ایک خط میں اُسے لکھا ہے کہ میرے فرزندوں نے تمہاری ملازمت کا عزم کیا ہے[3]۔ برادر زادہ محمد پارسا بھی اورنگ زیب کے ساتھ رہتے تھے[4]۔

اورنگ زیب کی دکن پالیسی سے حضراتِ نقشبندیہ کو پورا اتفاق تھا اور اس کے مذہبی اسباب کی بنا پر جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اسے جہاد قرار دیا تھا۔ ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء میں جب حضرت حجۃ اللہ اورنگ زیب سے ملے تو اس کے عزم بیجاپور کا حال معلوم

---

[1] حجۃ اللہ محمد نقشبند: وسیلۃ القبول الی اللہ والرسول۔ مرتبہ غلام مصطفیٰ خان۔ طبع حیدرآباد سندھ ۱۹۶۳ء ۷۱/۸۸

[2] ایضاً ۱۲۴/۱۳۹ [3] ایضاً [4] ایضاً ۳۱/۴۲، ۲۳/۴۳

www.maktabah.org

کیا۔[1] پھر بیجاپور کی فتح پر اُسے مبارکباد پیش کی۔[2] ان کے فرزند گرامی شیخ عزالدین احمد اس مہم۔ بیجاپور میں اورنگ زیب کے لشکر میں شامل تھے۔[3]

۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء میں حیدرآباد کی فتح ہوئی تو حضرت حجۃ اللہ نے اُسے پھر مبارکباد دی[4] اور اگلے سال اورنگ زیب کے حکم سے اس کے آخری والی ابوالحسن کی دُوسری بیٹی سے حضرت حجۃ اللہ کے صاحبزادے شیخ محمد عمر کی شادی کی گئی۔[5]

اسی طرح حضرت خواجہ محمد معصوم کے فرزند مروج الشریعت شیخ محمد عبید اللہ[6] (مؤلفِ حسنات الحرمین) کے بھی اورنگ زیب کے ساتھ تعلقات کا علم ہوا ہے اور انہوں نے اورنگ زیب کی دین داری و دین پروری کے ساتھ اس کی صاحبزادگان سرہند کے ساتھ محبّت والفت کے عجیب واقعات بھی تحریر کیے ہیں۔[7] ایک مکتوب میں اُسے حالاتِ حاضرہ پر خبردار کرتے ہیں:

"وقت تراکم ظلمات است و شیوع بدعات و ہنگام قرب قیامت است وظہور رفتن کہ اجل مسمّٰی ہر ساعت نزدیک ترمی گردد۔"[8]

وہ ایک سفر کے بعد پشاور سے سرہند پہنچے تو مزاراتِ مقدسہ پر جاکر اورنگ زیب کی مہماتِ ملکی میں کامیابی کے لیے دُعا کی۔[9] ایک اور خط میں اورنگ زیب کے لیے طویل القاب لکھنے کے بعد ترویجِ اسلام کے لیے اس کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوتے اُسے ان

---

[1] محمد ساقی مستعدخان: مآثرِ عالمگیری ۲۷۶ [2] صفر احمد: مقاماتِ معصومیہ ۵۳۲

[3] ایضاً ۵۴۱ [4] ایضاً ۵۳۱ [5] محمد ساقی مستعدخان: مآثر عالمگیری ۳۱۲

[6] حضرت مروج الشریعت کے تفصیلی حالات اسی مقدمہ میں درج کیے جا چکے ہیں۔

[7] مروج الشریعۃ: خزینۃ المعارف ۱۲۸/۱۴۴-۱۴۵

[8] ایضاً ۹۵/۱۲۱ [9] ایضاً ۱۱۹/۱۳۷

www.maktabah.org

الفاظ میں دعا دی :

"آفتاب سلطنت و عدالت ہموارہ درخشان و تابان باد[1]"

خلفائے حضرات مجددیہ اور اورنگ زیب

اورنگ زیب جس طرح حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولادِ مبارک کا احترام کرتا تھا اور انہیں اپنے سے جدا کرنا کسی طرح بھی پسند نہیں کرتا تھا اسی طرح ان حضرات کے خلفا کے ساتھ بھی اس کے تعلقات اور مذہبی معاملات میں ان سے مشورت کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ اس کی مختلف مہماتِ ملکی میں بھی کئی خلفاء و معتقدین سلسلہ لشکر میں موجود رہتے تھے۔

مشہور مورخ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری نے لکھا ہے کہ اس کے لشکر میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے کئی خلفا موجود تھے[2]۔ ان حضرات کے خلفا کی کثیر تعداد تھی جن میں سے بعض کے حالات و کمالات کتابوں میں درج ہیں[3]۔ معاصر مورخ بختاور خان نے حضرت خواجہ محمد معصوم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

"خلفاء و مریدان ایں سلسلہ در اقطار و اکنافِ عالم از حیطہ شمار بیرون اند[4]"

حضرت خواجہ سیف الدین کے اورنگ زیب سے روابط کی نوعیت تفصیل سے بیان ہو چکی ہے وہ اس سلسلہ کے معتقدین کو اورنگ زیب کی مصاحبت اختیار کرنے کی اکثر تلقین کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بادشاہ سے نیت حسنہ کے ساتھ ملاقات کرنا

---

[1] ایضاً ۱۲۳/ ۱۴۱

[2] محمد اعظم دیدہ مری : تاریخ کشمیر اعظمی۔ مرتبہ مفتی سعادت۔ طبع مقبوضہ کشمیر ۱۳۵۵ھ

[3] تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت "اولاد و خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم"

[4] بختاور خان : مراۃ العالم ۲/ ۲۱۴

www.maktabah.org

بہت اچھا ہے[1]۔ ایک معتقد نے اس سے ملاقات میں تاخیر کی تو اسے تعجب کیساتھ لکھا:

عجب کہ شما باایں ہمہ خواہش ملاقات نہ نمودید[2]

حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک خلیفہ مولانا محمد باقر لاہوری (مولف کنز الہدایات) اورنگ زیب کے عہد میں لاہور کے مفتی تھے[3]۔ ان کے والد شیخ شرف الدین عباسی بھی "مفتی لاہور" تھے[4]۔ مولانا محمد باقر کو خواجہ سیف الدین لکھتے ہیں کہ بادشاہ دین پرور (اورنگزیب) تمہارے حقوق کے معترف ہیں اور تمہارا ذکر یہاں دربار میں ہوتا رہتا ہے[5]۔

ان کے علاوہ اس سلسلہ کے بہت سے افراد اورنگ زیب کے ہاں ملازم، شامل لشکر اور مشیر تھے چند ایک نام ملاحظہ ہوں۔

حافظ مقصود علی، سید عبد العلیم (خواجہ سیف الدین کے ہمراہ اورنگ زیب کی تربیت کے لیے مامور تھے)[6] سید علی عرب عیدروس (مولف زین العلم فی شرح عین العلم) میر محمد عارف، خواجہ عبد الصمد، اور خواجہ عوض۔

یہ محض الزام ہے کہ اورنگ زیب کے سامنے یہ حضرات محض ہاں میں ہاں ملانے والے تھے اور انہوں نے اس سے مدد معاش لے کر دائمی خاموشی اختیار کر لی تھی حضرت شیخ آدم بنوڑی (عظیم خلیفہ حضرت مجدد) کے ایک خلیفہ حضرت شیخ سلطان حق گوئی میں اورنگزیب جیسے شاہنشاہ کی بھی پروا نہیں کرتے تھے وہ اکثر بادشاہ کو بے باکانہ رقعات کے ذریعہ

۱۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت "نبائر حضرت مجدد اور اورنگ زیب۔
۲۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۶۲/ ۱۸۹
۳۔ محمد اسلم پسروری: فرحۃ الناظرین ترجمہ و ترتیب محمد ایوب قادری۔ کراچی ۱۹۷۲ء ۲۰۵
۴۔ ایضاً
۵۔ سیف الدین خواجہ: مکتوبات ۱۴۸/ ۱۷۳
۶۔ تفصیل کے لیے دیکھئے مقدمہ ہذا تحت حضرت خواجہ سیف الدین

www.maktabah.org

امورِ شرعیہ کی تلقین کرتے اور بدعات کا رد فرماتے اور بادشاہ انہیں قبول کر لیا کرتا تھا[1]
اورنگ زیب نے ان حضرات کے زیرِ اثر وہ تمام بدعات دین سے رفع کرنے کیلئے کمرِ ہمت باندھ رکھی تھی جو شاہجہان کے آخری ایام حکومت میں داراشکوہ کے عمل دخل کی وجہ سے رواج پا گئی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم اسے اپنے خطوط میں بطور دعا "آفتاب سلطنت و کوکبۂ معدلت تابندہ و درخشندہ باد[2]۔" لکھا کرتے تھے۔

---

[1] محمد امین بدخشی: نتائج الحرمین۔ نسخہ ل، ورق ۱۶۹۔ ا ۱۰۷۔ ب

یہاں ہم ایک اور غلط فہمی کا ازالہ کرنا بھی لازم سمجھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ سلسلۂ نقشبندیہ کے مخالف محققین یہاں یہ اعتراض کریں کہ اس خانوادہ سے منسلک بعض حضرات داراشکوہ سے بھی وابستہ تھے۔ جیسے حضرت مجدد کے سوانح نویس ملا بدرالدین سرہندی (مولف حضرات القدس) مرزا عبیداللہ بیگ داراشکوہی اور میر غضنفر داراشکوہی وغیرہ"۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ مولف حضرات القدس نے خود ہی وضاحت کی ہے کہ داراشکوہ نے ان کو ۱۰۴۷ھ/ ۱۶۳۷ء میں بہجۃ الاسرار اور روضۃ النواظر وغیرہ کے فارسی ترجمہ کے لیے بلایا تھا (حضرات ۱۵۹/۲) جیساکہ ہم ترتیب زمانی کے اعتبار سے دارا کے الحاد کی طرف مائل ہونے کا تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ اس سے عیاں ہو جاتا ہے کہ وہ ابتدا میں ایک راسخ العقیدہ صوفی تھا اور اس کے اس میلان کی طرف واضح رغبت کے ۱۰۵۲ھ سے ثبوت ملتے ہیں۔ اس لیے مولف حضرات القدس کا ۱۰۴۷ھ میں اس کے لیے ترجمے کرنا تعجب کا باعث نہیں ہے۔ ان کا صحیح سال وفات ہمیں معلوم نہیں ہے تاہم اتنا واضح ہے کہ وہ اس سفرِ حج میں (۱۰۶۷ھ) میں شریک سفر نہیں تھے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے قبل فوت ہو چکے تھے۔ بیشک دارا ۱۰۴۷ھ میں انہیں القاب کا مستحق تھا جو ملا بدرالدین سرہندی نے اس کے لیے لکھے ہیں، یعنی:

"شہزادۂ عالی قدر، والا گہر، ملی عہد، وصی عصر و دانش پرور سلطان محمد داراشکوہ"۔

لیکن ۱۰۶۲ھ میں جب وہ حسنات العارفین لکھنے کے لیے بیٹھا تو نہ صرف علماء بلکہ ان کتابوں سے ہی جن کا ترجمہ اس نے ملا بدرالدین سے کروایا تھا اس کا دل بیزار ہو چکا تھا۔ (تفصیل متعلقہ مقام پر ملاحظہ کریں)
ہمارے خیال میں مجددی حضرات کا داراشکوہ سے ملنا اسی طرح ہے جس طرح حضرت مجدد اور حضرت شیخ عبدالحق محدث کا ابتدا میں فیضی سے رابطہ تھا۔
اسی طرح مرزا عبیداللہ بیگ داراشکوہی اور میر غضنفر کے بارے میں بھی واضح طور پر

حضرت خواجہ محمد سعید، خواجہ سیف الدین اور خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ نے خصوصیت سے قدم قدم پر حوصلہ افزائی کے طور پر اس کو ترویج دین کے لیے خطوط لکھے اور بار بار اسے "بدعاتِ ماندہ" کے استیصال کے لیے پُرزور خطوط لکھتے رہے۔ خاص طور پر انہوں نے اورنگ زیب کی مہماتِ دکن کو مذہبی بنیادوں پر جہاد کا درجہ دیا تھا اور ان مہمات کے دوران اُسے مبارک باد کے جو خطوط لکھے ان میں "فضائلِ جہاد" کو مکتوبات کا موضوع بنایا اور پھر ان تینوں اصحاب کی اس کے ہمراہ اس جہاد میں شمولیت کی خواہش نے اس کے حوصلے اور عزم کو بہت ہی تقویت دی جس طرح اورنگ زیب کی دوسری ملکی پالیسیوں میں ان حضراتِ سرہند (اولادِ حضرت مجدد) کو خاص عمل دخل حاصل ہے اسی طرح دکن پالیسی" میں بھی ہمارے یہی حضرات کارفرما نظر آتے ہیں حتیٰ کہ سقوطِ گولکنڈہ کے بعد والیٔ گولکنڈہ کی بیٹی سے حضرت حجۃ اللہ کے فرزند کی شادی بھی اس کی نشاندہی کیلئے کافی ہیں[1]۔

اورنگ زیب کے مخالف اور مشہور شیعی مورخ نعمت خان عالی نے اورنگ زیب کے محاصرۂ گولکنڈہ کے واقعات کے تحت اس طرح حضرت مجدد کی اولاد مبارک کو ہدف تنقید بنایا ہے ؎

افترا و زور و بہتان خال و خواب خواجگان

شید و خدعہ دعوت شیخان سرہندی[2] وطن

مقاماتِ معصومیہ (۸۲۵) میں تحریر ہے کہ وہ داراشکوہ کے سامنے واضح الفاظ میں "کلمۂ حق" کہتے تھے اور اس کے الحاد کا انہیں ذرا بھی خوف نہیں تھا۔

[2] محمد معصوم خواجہ، مکتوبات ۳ / ۲۲۷

[1] ان اشارات کی تفصیلات اسی مقدمہ میں متعلقہ مقامات پر تحریر ہو چکی ہیں۔

[2] نعمت خان عالی: وقائع۔ طبع نولکشور ۱۹۲۸ء ۱۶

www.maktabah.org

اس تنقید لایعنی سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ اورنگ زیب کے ۳۵ جلوس تک ہمارے حضرات اس کے شانہ بشانہ ان مہمات میں ذہنی، عملی اور فکری طور پر اس کے ہمراہ تھے اور انہیں حضرات کی بدولت وہ دین کو زندہ کرنے میں کامیاب ہوا اور "محی الدین" کے لقب سے نوازا گیا۔

اس لیے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد نے اس سے جس گہری اُلفت و محبت کا اظہار کیا ہے اس سے محض "احیاو ترویج دین متین" مقصود تھا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس کے لیے یہ شاندار القاب استعمال کیے ہیں:

شاہزادۂ دین پناہ[1]، حضرت سلطان الاسلام ...... ہادم اساس الجور والاعتساف ...... حضرت امیر المومنین انار اللہ برہانہ[2]،

حضرت محمد معصوم کے برادر بزرگ خواجہ محمد سعید نے بھی اس کے لیے بہت سے القاب تحریر کیے تھے جن میں سے بعض یہ ہیں:

حضرتِ امیر المومنین ظل اللہ الارضین، رافع اعلام الشریعۃ الغراقامع بنیان البدعۃ الغبراء، مالک السلطنۃ القاہرہ کاسر اعناق الکفرۃ الاکاسرہ محی السنۃ والاسلام رحمۃ اللہ الانام[3] ...... شہزادۂ دیندار عالی قدر ناصر الملت البیضاء مروج الشریعت الغراء، موید الدین القویم، مشید احکام الصراط المستقیم[4] ......

اورنگ زیب کے ان القاب اور داراشکوہ کے اُن القاب کا اس پس منظر میں موازنہ کیجئے جو اس کے مصاحبوں نے اُسے "خدا آگاہ" باور کروا کر اس کے سہارے اس ملتِ اسلامیہ کے ساتھ روا رکھا اور پھر اس کے مسموم اثرات کو جس طرح اس "شہزادۂ دیندار"

---

[1] محمد معصوم: مکتوبات ۶۴/۱ [2] ایضاً ۶/۳
[3] محمد سعید خواجہ: مکتوبات ۹۱/۳۷ [4] ایضاً ۱۲۵/۸۴، ۱۲۱/۶۵، ۱۰۲/۴۶

www.maktabah.org

و "دین پرور" اور "محی الدین"، محی السنۃ" جیسے القاب کی صحیح نوعیت آپ پر واضح ہو جاتے گی۔

عصر حاضر کے مورخین نے بھی اورنگ زیب کے مذہبی رجحانات میں مشائخ نقشبندیہ کے حصے کو تسلیم کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد یٰسین نے لکھا ہے کہ ان حالات میں حضرت خواجہ محمد معصوم نے اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سمجھ لیا تھا کہ انہیں اورنگ زیب کو کس طرح احیائے دین کے لیے راغب کرنا ہے:

Khwaja Masum was fully conscious about his responsibilities in brining Aurangzeb in complete accord with the Shariat and a complete transformation of his heart in favour of orthodox Islam. [۱]

ایک اور مقام پر ڈاکٹر صاحب موصوف نہایت واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ اورنگ زیب کی ساری "سٹیٹ پالیسی" کے پس منظر میں سرہندی رُوح کارفرما تھی:

It will not be an exaggeration to say that Aurangzeb's state policy was promopted by the voice of Serhindi from behind the scence. [۲]

عہد حاضر کے مذہبی تاریخ کے مشہور محقق جناب خلیق احمد نظامی نے اکبر اور اورنگ زیب کی مذہبی پالیسی کا تقابل کرتے ہوتے لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے سیاست میں اس راسخ العقیدگی کو متعارف کروایا جو نقشبندی مشائخ کی پیدا کی ہوئی تھی:

۱؎ Muhammad Yasin: Social Hisotry of Islamic India, Lucknow, 1958. p. 170.

۲؎ Ibid. p. 171.

www.maktabah.org

Akbar had brought religion into politics inspired by his zeal for religious cosmopolitanism, Aurangzeb introduced religion into politics impelled by an orthodox religious attitude created by the Naqshbandi Saints.[1]

نظامی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب کے مذہبی رجحانات پر نقشبندی مشائخ کی تعلیمات کا اتنا گہرا اثر ہے کہ اس کی سیاسی پالیسیوں میں سے صاف جھلکتا ہوا نظر آتا ہے :

Aurangzeb's religious thought was thus deeply influenced by the teachings of the Naqshbandi Saints and it found expression in his political activities also.[2]

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مرحوم نے بھی تسلیم کیا ہے کہ :

Aurangzeb was greatly helped by the Naqshbandi influence in war of succession, and when he emerged victorious and ascended the throne as Muhiyy-ud din Alamgir he proved to be the political culmination of the Mujaddidi Movement.[3]

محمد اقبال مجددی

دار المؤرخین
گیلانی سٹریٹ نمبر ۹۔ منور عزیز پارک۔ نیو مسن پورہ۔ لاہور

---

1 Nizami, K, A: Naqshbandi Influence on Mughal Rulers, Islamic Culture, Vol. 39 (No. 1) p. 49.

2 Ibid: p. 50.

3 Qurashi, I, H: Ulama in Politics, Karachi, 1974. p. 98.

www.maktabah.org

قیومِ ثانی

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احوال حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی معصوم زمانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کنوں گویم از قبلۂ اولیاء
امام جہاں سرورِ اصفیاء

چو معصوم بود از خطا و خطر
بسفتند در نام اُو ایں گہُر

نبی نیست لیکن برنگ نبی
بجو شد ز کوشش ہزاراں ولی

یزید از نگاہش شود بایزید
شقی گر در آید بر آید سعید

سرشتند از نور حق خاک او
بود چوں نبی طینتِ پاکِ اُو

جہاں را بذاتش چہ در سر بود
عرض را چہ نسبت بجوہر بود

بُوئے گفت آں احمد نام دار
کہ اے ثالثِ من دریں روزگار

تو آخر چو من قطب دوراں شوی
زمن ایں بشارت بیاد آوری

دریں لوح یکحرف نگذاشتی
ہر آنچہ نہادم تو برداشتی

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بیان کرتی ہیں کہ جب میرا فرزند حضرت محمد معصوم پیدا ہوا تو مجھ پر ایک بے خودی طاری ہوئی اس بے خودی میں کیا دیکھتی ہوں کہ مشرق سے مغرب تک تمام جہان روشن ہو گیا ہے اور ہزاروں فرشتے اور نبی ہمارے گھر جمع ہو رہے ہیں۔ اور مجھے مُبارکباد دیتے ہیں کہ یہ نُور جس سے تمام جہان روشن ہو گیا ہے تیرا فرزند ہے جس کے وجود کے نُور سے جہان اور اہلِ جہان دونوں روشن ہو جائیں گے ۔ اور اس کی ہدایت وارشاد کا نُور اس کے خلفاء اور فرزندوں کے ذریعہ سے قیامت تک قائم رہے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے فرزند محمد معصوم کے پیدا ہونے کے دِن خواب میں دیکھا کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام دوسرے انبیاء، اولیا اور اصحاب سمیت شہرِ سرہند میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور تمام انبیاء، اولیا اور اصحاب حضرتِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دے رہے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے فرماتے ہیں کہ تمھارا یہ فرزند میری اُمّت کے تمام اولیاؔ سے افضل ہے اور کمالات اور قربِ الٰہی کے تمام مدارج میں تمھارے ساتھ ہے۔ ؎

پدر نُور و پسر نُور است مشہور ۔۔۔ ازیں جا فہم کُن نُوراً علےٰ نُور

(جسکا باپ نُور ہو بیٹا بھی نُور ہو، پھر اسی بات سے نُوراً علیٰ نُور کا فلسفہ سمجھ میں آجاتا ہے)

اور یہی بیٹا میرے تمام کمالات اور اَسرار کا وارثِ کامل اور حامل ہو گا۔ میری اُمّت کا ارشاد ہدایت اور فیض اسی کی طفیل سے عام ہو گا۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اس کے فرزند بھی اس کی طرح ہادی ومہدی خلق ہوں گے ۔ اور میری اُمّت کے تمام اولیائے سے افضل ہوں گے۔ اور اس کی آمد تمھارے حق میں بہت مبارک ہے کیونکہ

www.maktabah.org

اب عنقریب تمھیں وہ کمالات عنایت ہوں گے جو اس سے پہلے کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئے تھے۔ اور پھر وہ کمالات اس فرزند کے وسیلے سے جہان میں پھیل جائیں گے۔ اِس واسطے حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہمارے حق میں ازبس مبارک ثابت ہوئی۔ کہ اس کی پیدائش کے بعد اُنہی دنوں حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز ماوراالنہر سے ہندوستان تشریف لائے۔ اور میں نے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ دیکھا اس کی مثال نہیں ملتی۔

چنانچہ اس بیٹے کی آمد پر حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت معہودہ سے مشرّف ہوا۔ خِلعت تجدید الف و قیومیت ملی۔ یہ تمام کمالات محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے آنے کی برکت سے حاصل ہوئے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ابتدا سے انتہا تک بلکہ ابدالاباد تک معصوم رہے گا۔ اِس واسطے اس کا نام محمد معصوم رکھنا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق محمد معصوم نام ابوالخیرات کُنیّت اور مجدد الدین لقب مقرّر فرمایا ؎

مرشدے کز عصمتش کلک قضا نام پاکش زد بمعصومی رقم
آنکہ در سایہ نشنید آفتاب قدر او آنجا کہ افرازد علم
مے سزد گر کرے بر در احسان او کاسۂ دریوزہ گردد جام جم

حضرت قیوم ثانی امام معصومِ زمانی بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے اور بول و براز کا کپڑوں پر کہیں نشان نہیں ہوتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ننگے ہو جاتے۔ تو جھٹ پٹ اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے تھے۔ آپ نے دایہ سے کبھی دُودھ نہیں مانگا۔ وہ خود ہی آپ کے دہن مبارک میں پستان رکھتی۔ ماہِ رمضان میں دِن کے وقت ہرگز ہرگز دُودھ نہ پیتے تھے۔ دایہ اپنا پستان آپ کے دہن مبارک میں رکھنا چاہتی لیکن آپ مُنہ پھیر لیتے نمازِ مغرب کے بعد پیٹ بھر کر دُودھ پیا کرتے۔

www.maktabah.org

ایک دفعہ ماہِ رمضان میں لوگوں کو شبہ ہوا کہ چاند نکلا ہے یا نہیں! حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دُودھ پیا ہے یا نہیں! معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ حضرتِ قیومِ اوّل نے فرمایا کہ آج سے ماہِ رمضان شروع ہے۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے تھے۔ کہ جب محمد معصوم نے بات کرنا شروع کی تو پہلے توحید فنا اور بقا کے بارے میں باتیں شروع کیں۔ تجلّی ذات کی حقیقت جامعہ کی بابت خبر دیتا اور کہا کرتا تھا کہ مَیں آسمان ہوں۔ مَیں زمین ہوں۔ مَیں عرش ہوں۔ مَیں کرسی ہوں۔ مَیں لوح ہوں۔ مَیں قلم ہوں۔ مَیں فلاں ہوں۔ مَیں فلاں ہوں وغیرہ وغیرہ۔

تین ۳ سال کی عمر میں

حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ میرے فرزند محمد معصومؒ کی عمر ابھی تین سال کی تھی کہ حق تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے اُمّت کے تمام کمالات اُسے عنایت فرمائے اور تجلّے ذات کا مرحلہ طے کر کے ذاتِ بحت تک پہنچ گیا۔ اور قیّومیت کے آثار اور محبُوبیت کے اطوار لڑکپن ہی سے ظاہر ہونے لگے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے تھے۔ کہ یہ فرزندِ قیومِ زمانہ اور پروردگار کا محبُوبِ خاص ہوگا۔

جب حضرتِ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کو شیر خوارگی کی حالت میں مجلسوں اور محفلوں میں لایا جاتا۔ تو لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "السلوك السلوك" اور جب کسی کو دیکھتے تو سلامُ علیک کی بجائے سلوک کی باتیں بیان کرتے۔ اُسی وقت لوگوں کے باطن پر اثر ہو جاتا۔ جب حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی اِن باتوں کا بچپن میں مشاہدہ کیا تو فرمایا کہ قربِ راہ میں بُوڑھے، جوان، بچّے اور عورتیں سب برابر ہیں اور ہر ایک پر فیض کے انوار مختلف ہیں۔ یہ فضلِ الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے، اللہ تعالٰے صاحبِ فضلِ عظیم ہے۔

www.maktabah.org

سات سال کی عمر میں

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیومِ ثانی محمد معصوم رضی اللہ عنہ، نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف مع قرأت و تجوید حفظ کر لیا۔ حضرت قیومِ اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے کمالات کے ظہور کا منظر تھے۔ کیونکہ آنجناب سے ہر روز عجیب و غریب کمالات کا اظہار ہوتا تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ علمِ ظاہر ضروری ہے اس سے جلدی جلدی فارغ ہو جاؤ کیونکہ مجھے تم سے بہت سے کام لینے ہیں حضرت قیومِ ثانی نے معقول و منقول کی تمام کتابیں خوب تحقیق و تدقیق سے پڑھیں۔ اور گیارہ سال کی عمر میں تمام علومِ ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو گئے ابھی آنجناب کی عمر تیرہ سال کی تھی کہ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نے آپ کو قطب الاقطابی کی خوشخبری سنائی۔ جب آنجناب بالغ ہوئے تو حضرت قیوم اوّل رضؓ نے آپ کی شادی کرنی چاہی اس بارے میں استخارہ کیا تو نکاح کا اذن نہ ملا۔ ایک عرصہ تک اس بارے میں ملتجی رہے۔ ایک روز آپ پیشاب کرنے کے لئے چھت پر گئے۔ بیٹھنے کے بعد دیکھا۔ کہ گیہوں کے چند دانے وہاں پڑے ہیں بہ سبب ادب وہاں پیشاب نہ کیا۔ ویسے ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ گیہوں کے دانے ناپاک مقام پر پڑے تھے۔ آپ نے انھیں وہاں سے اٹھا کر پاک کر کے کھا لیا۔ اسی اثنا میں آپ کو الہام ہوا کہ تمھیں تمھارے فرزند کے نکاح کی اجازت ہم نے دے دی۔ اور ساتھ ہی منکشف فرمایا کہ اس کام سے ہم نے اس واسطے روکا تھا کہ ہمیں غیرت آتی تھی۔ کہ محمد معصوم کا تعلق دُنیا سے ہو۔ چونکہ اُس کے ارادہ میں تھا۔ کہ آنجناب کے فرزند بارگاہِ الٰہی کے مقرب ہوں گے۔ اور دین و دُنیا کا کارخانہ اس کے حوالے ہو گا۔ اِس واسطے نکاح کا حکم جناب الٰہی سے صادر ہوا۔ حضرت قیومِ ثانی کا نکاح حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کے خاص خلیفہ میر صغیر احمد رومی رضؓ کی دُوسری بیٹی رقیہ سے ۲۷، ذو الحجہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری کو ہوا۔ آنجناب کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد معصوم کی مسندِ ارشاد پر جلوہ فرمائی

حضرت قیوّم ثانی محمد معصوم رضی اللہ عنہ، اپنے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں کہ اس بندہ نے تقریباً چودہ برس کی عمر میں حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے آپ سے ایک ایسا نور نکلتا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمام دُنیا منوّر ہو رہی ہے اور وہ تمام موجودات کے ذرّے ذرّے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اگر وہ نور غائب ہو جائے تو جہان تاریک ہو جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نے خوشخبری دی۔ میری اس بات کو یاد رکھنا کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے۔

پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ کا شکر ہے کہ جو وعدہ کیا گیا تھا پورا ہوا اور خوشخبری کے آثار ظاہر ہوئے۔

خواجہ ہاشم کشمیؒ اور مُلّا بدر الدین روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ ہماری نسبتوں کا اقتباس محمد معصوم نے اس طرح کیا ہے جس طرح صاحبِ شرحِ وقایہ نے وقایہ کو پڑھنے اور حفظ کرنے میں کیا۔ چنانچہ وہ شرحِ وقایہ کے خطبہ میں لکھتا ہے۔ کہ جُوں جُوں مجھے میرے جدِ امجد نے پڑھایا میں ساتھ ساتھ اُسے حفظ کرتا گیا۔

طینت و اصالت کا حصّہ

حضرت عُروۃ الوثقیٰ ایک سو بانویں (۱۹۲) مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا گیا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے تھے کہ جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کا کچھ حصّہ باقی رہ گیا تھا۔ وہ بقیہ آنحضرت کی اُمت کے ایک صاحبِ نصیب کو عطا ہوا اور اس کی طینت کا خمیر اسی بقیہ سے کیا گیا۔ اور اسی بقیہ کے مطابق اصالت سے بھی اُسے حصّہ ملا۔ اس فرد کی طینت کے خمیر سے جو کچھ باقی بچا وہ اس فرد کے فرزندوں میں سے ایک کو نصیب ہوا۔ اصالت کا جو حصّہ مہدیٔ موعود کے نصیب ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی وساطت سے ہے۔ اس صاحبِ دولت فرد اور اس کے فرزند سے مراد

www.maktabah.org

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانیؒ اور حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصومؒ ہیں۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانیؒ اور آنجناب کے فرزندِ ارجمند امام معصومؒ خود حضرت قیوم اول اور قیوم ثانی کو طینت اور اصالت کی خوشخبری سنائی۔ ایک اور مقام پر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے فرمایا کہ اصالت سے کچھ حصہ تمہیں نصیب ہے، محبوبیت تمہارے وجود میں ودیعت ہے یعنی فرمایا کہ محبوبیت ذاتی اور کمالِ انفعالی دونوں قیوم ثانی میں ہیں، محبوبیتِ ذاتی سوائے حضرت مجدد الف ثانی کے اولیائے امت میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

محبوبیت کی تین قسمیں

محبوبیت کی تین قسمیں ہیں۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی، کامل اولیائے محبوبیت افعالی تک پہنچتے ہیں۔ اور صفاتی اکمل اولیا کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔ لیکن ذاتی صرف حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یا حضرات قیوم اربعہ رضی اللہ عنہم بہ سبب وراثت و پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مشرف ہوئے محبوبیت ذاتی طینت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے۔ سو طینتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم سوائے قیومِ اربعہؒ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔

خلعتِ قیومیت

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۰۳۲ھ ہجری میں حضرت عروۃ الوثقےٰ محمد معصومؒ کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے سامنے مسندِ ارشاد پر بٹھا کر خلعتِ قیومیت پہنائی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں اس کا مفصل ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اجمیر میں تھے کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ کو لکھا کہ جو خلعت مجھے حاصل تھی۔ وہ مجھ سے جدا کی گئی ہے اس وقت میرے دل میں خواہش ہوئی کہ خلعت مذکور میرے فرزند محمد معصومؒ کو ملے۔ ایک لمحہ بعد میں نے دیکھا کہ وہ خلعت میرے فرزند محمد معصومؒ کو عطا ہوئی۔ اس خلعت زائلہ سے مراد قیومیت ہے۔ جس کا تعلق تربیت اور ارشاد سے ہے۔ اس عرصہ میں ارشاد و ارتباط کا باعث وہی خلعت قیومیت

www.maktabah.org

تھی۔ یہ پڑھ کر حضرت عروۃ الوثقیٰ ؒ بہت جلدی اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں پہنچے حضرت قیومِ اوّل ؒ نے آپ پر بہت مہربانی کی اور خلوت میں بلا کر خلعتِ قیومیّت عنایت فرمائی۔

جیسا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اکتوب ۸۳ میں لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت قیومِ اوّل نے مجھے خلعتِ قیوّمیت سے سرفراز فرمایا تو خلوت میں بلا کر فرمایا کہ میرا اس مجمع سے تعلق کا سبب صرف یہی معاملہ قیوّمیت تھا۔ جو تمہیں عنایت کیا گیا ہے۔ اب اس جہانِ فانی میں میرا رہنا لاحاصل ہے سو میں عنقریب یہاں سے رخصت ہونے والا ہوں۔ گو مجھے خلعتِ قیوّمیت سے ایک گونہ مسرّت ہوئی۔ لیکن یہ بات سُن کر دل بیٹھ گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہ حضرتِ مجدّد کے وصال کے دن نزدیک آ گئے ہیں۔ جب آپ نے میری یہ حالت دیکھی تو ازراہِ لطف و کرم فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا نظام یہی ہے کہ ایک کو اپنی طرف بلاتا ہے اور دوسرے کو اس کا قائم مقام بناتا ہے۔

جب جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف بلایا گیا تو حضور کے قائم مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ بنے۔ اور جب انھیں اپنے پاس بلایا گیا تو ان کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کو بٹھایا اور جب اُن کا وصال ہوا تو ان کا جانشین حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کو بنایا۔ اور جب وہ دارالبقا میں تشریف لے گئے تو اُن کا قائم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو مقرر کیا گیا۔

چونکہ مجھے اس بات کی قابلیّت اپنے آپ میں معلوم نہ ہوتی تھی۔ اور علاوہ ازیں رنج و الم کا بھی دل پر بوجھ تھا۔ اس واسطے ہاں یا نہیں کچھ نہیں کہہ سکا۔ اور جن امور کا انکشاف ضروری تھا۔ ان میں سے بھی کسی کا ذکر نہ کر سکا۔ جب آنحضرت ؒ نے فرمایا کہ میری قیوّمیت کی نسبت تمہاری قیومیت پر چیزیں زیادہ راضی اور خوش ہیں۔ تو پھر بھی بکثرتِ رنج و الم میں اس کی وجہ نہ پوچھ سکا۔ جب آپ نے مجھے حد سے زیادہ غمگین دیکھا۔ تو فرمایا کہ ابھی میرے کوچ میں تھوڑی مدّت باقی ہے۔ لیکن دیکھتا ہوں کہ اب مجھے کس واسطے دُنیا

www.maktabah.org

ہیں ٹھہرانا ہے۔ متوجہ ہو کر ایک لمحہ بعد فرمایا کہ تمہارا قیام مجھ سے اور افرادِ عالم کا قیام تم سے ہے اس سے مجھے ایک گونہ تسلّی ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ دن کم ایک سال تین ماہ بعد آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ یہ واقعہ ذوالحجہ ۱۰۳۲ھ ہجری کے پہلے عشرے کا ہے۔ اور آنجناب کا وصال ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوا۔

قیوم اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے

واضح رہے کہ قیوم اس جہاں میں خلیفۂ حق اور اس کا نائب مناب ہوتا ہے۔ جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ تو وہی ہوتا ہے، خواہ انہیں معلوم ہو یا نہ ہو۔ غوث قطب اور فرد تمام اس کے اردلی اور خادم ہوتے ہیں۔ تمام اولیا اس کے زیرِ سایہ ہوتے ہیں۔ اہلِ جہان کا قیام اس کی ذات سے وابستہ ہوتا ہے۔ کیونکہ افرادِ عالم اس کے اسماء وصفات کے مظاہر ہوتے ہیں۔ کوئی اور ذات ہونی چاہیئے تاکہ تمام اعراض واوصاف اس سے قائم ہوں۔

اللہ تعالےٰ کا یہ طریقہ ہے کہ عرصۂ دراز کے بعد کسی عارف کو اپنی ذات سے کچھ عنایت کرتا ہے جسے ذات موہوب کہتے ہیں جو بطور خلافت ونیابت جہاں کا قیوم ہوتا ہے اور تمام چیزیں اسی سے قائم ہوتی ہیں۔ یوں سمجھو کہ قیوم اللہ تعالےٰ کا وزیرِ اعظم، نائبِ اتم اور خلیفۂ اکبر ہوتا ہے قیومیت کی خدمت طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے حصہ میں مفصّل درج ہو چکی ہے۔ تمام اولیائے اُمّت میں سوائے قیومِ اربعہ کے کسی اور کو یہ خدمت سپرد نہیں ہوئی۔ جناب سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات سرورِ عالمیان صلے اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ ہر ہزار سال بعد ایک پیغمبر اولوالعزم آیا کرتا تھا۔ لیکن اس زمانہ آخری میں آنحضرت کی تبعیت ووراثت سے یکے بعد دیگرے چار ہوئے۔ کیونکہ قیامت قریب تھی اور استحکام دین کی بڑی ضرورت تھی۔ کشف الحقائق مقاماتِ قیومیت، میں قیومِ اربعہ کا یکے بعد دیگرے مبعوث ہونا معہ اسباب ووجوہ مفصل بیان کیا گیا ہے۔

www.maktabah.org

نیز حضرت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم اپنے ایک مکتوب میں قیومیت کا بیان یوں تحریر فرماتے ہیں: "قیوم ایک عارف کامل لقائے ذاتی سے مشرف اور علم کے آئینے میں اس کے جمال کا مشاہدہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کی ذات کو کلی اور اجمالی طور پر دیکھتا ہے۔ جہاں کی تمام چیزیں اس کی مظاہر تفصیل اور اس کی ذات کا آئینہ ہوتی ہیں۔ تمام افرادِ جہان کو اس طرح گھیرے ہوتا ہے جیسے کل اپنے جزو کو۔ بعض ذات کو بذریعہ صفات احاطہ کئے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ذات و صفات ہر دو کا مظاہر ہوتا ہے۔ یہ آخری قسم افراد سے مخصوص ہے اور یہ عنقا صفت ہوتے ہیں۔ اگر ہزار سال بعد بھی ایک ایسا پایا جائے تو غنیمت ہے۔

سابقین کی جماعت

نیز حضرت عروۃ الوثقیٰ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے سابقین کے زمرے کی بابت جو فرمایا ہے۔ "ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین"۔ جب میں نے ان کے بارے میں غور سے نگاہ کی تو اپنے آپ کو "قلیل من الآخرین" میں پایا اور اپنے ایک فرزند محمد معصوم کو بھی وہاں دیکھا۔

مؤلف کتاب لکھتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی کے فرزند بھی "قلیل من الآخرین" میں شامل ہیں۔ کیونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد معصوم کو فرمایا تھا کہ تمہارے فرزند بھی تمہاری طرح ہوں گے اور تیری مجلس میں میری طرح بیٹھیں گے۔ اور تجھ سے توجہ باطنی کے خواستگار ہوں گے۔ یہاں پر یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند عین حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں فرق ہوتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت قیوم ثانی کے فرزندوں کے کمالات حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کی طرح عام ہوں گے۔ یعنی طینت اصالت قیومیت وغیرہ ان میں بھی ہوں گی۔ حضرت قیوم اول کے باقی مخصوص کمالات بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے چھ فرزندوں کو عطا فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت

www.maktabah.org

قیوم ثانی رضؓ کو خوشخبری دی کہ قیامت کے دن اُمّتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کو دوزخ سے رہائی تمہارے وسیلہ سے نصیب ہوگی۔

حضرت مجدّدؒ خواجہ محمّد معصومؒ کا پاس کرتے ہیں

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام معصومِ زمانی رضی اللہ عنہٗ اپنے والد بزرگوار کے خلوت خانہ میں سوئے ہوئے تھے اس اثنا میں حضرتِ مجددؒ تشریف لائے تو خادم نے خلوت خانے کا دروازہ کھول کر حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کو جگانا چاہا لیکن حضرتِ قیوم اوّل نے اصرار فرمایا کہ دروازہ نہ کھولا جائے۔ آپ باہر دھوپ میں اس وقت تک انتظار کرتے رہے جب تک حضرت قیوم ثانی بیدار ہوئے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کو جب آپ کی آمد کی خبر ہوئی۔ تو بڑی جلدی سے باہر آئے اور آداب بجالائے۔ جب حضرت قیومِ اوّل اندر تشریف لائے تو فرمایا کہ ہم اس لئے باہر کھڑے رہے کہ کہیں دروازہ کھولنے یا آواز سے محمد معصوم جو پروردگار کا خاص محبوب ہے بے آرام نہ ہو جائے اور حق تعالےٰ کی مرضی کے خلاف ہم سے سرزد نہ ہو جائے۔

بالذاتِ محمّدی مشرب

حضرت مجدد الف ثانی اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ہم ولایت موسویؑ سے ولایتِ محمدی میں لائے تھے۔ اور محمد سعید کو ولایتِ ابراہیمی سے ولایتِ محمدّی میں لانا چاہتے ہیں اپنے فرزند محمد معصوم کی نسبت کیا لکھوں۔ وہ بالذاتِ محمدی مشرّب ہے۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی نے جن مقامات اور کمالات کو خود سے منسوب فرمایا ہے ان میں حضرت قیوم ثانی کو بھی اپنا شریک بتایا اور فرمایا کہ یہ تمام کمالات حق تعالیٰ نے محمد معصوم کو بالاصالت عنایت فرمائے ہیں۔ اس میں کسی طرح سے وسیلہ نہیں ہُوا۔

قرآنی مقطعات کے اسرارؑ

حضرتِ قیوم اوّل نے حضرت قیوم ثانی سے جب قرآنی مقطعات کے اسرار بیان فرمائے تو تمام شیطانوں اور

www.maktabah.org

جنوں کو خشکی پر سے اٹھا کر سمندر کی تہ میں قید کر دیا گیا۔ اور فرشتوں نے اس مجلس کے گرد حلقہ باندھا اور آسمان تک اپنے پر پھیلائے تاکہ کوئی شیطان یا جن وغیرہ چوری چوری سن نہ لے۔ تین دن اور تین رات ایک ہی مجلس میں صرف حرفِ قاف کے اسرار بیان فرمائے بعد ازاں باقی حروفِ مقطعات کے اسرار حضرت قیومِ ثانی کو مسندِ ارشاد پر خود بخود منکشف ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اسرارِ مقطعات تمھارے باطن میں تھے لیکن تمھیں معلوم نہ تھے۔ اور اُن کی تعلیم ضروری تھی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضؓ نے سفرِ اجمیر سے واپس آکر خلوت اختیار فرمائی۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم زمانی قیومِ ثانی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسندِ ارشاد پر بٹھایا اور اپنے تمام خلفا و مریدین کو آپ کے حوالے کیا۔ حضرت قیوم اوّل کے تمام اصحاب حضرت قیوم ثانی کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے اور انھیں کی بیعت کرتے تھے اور انہی سے باطنی توجہات حاصل کرتے تھے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ صرف جمعہ کے روز خلوت سے باہر تشریف لاتے اور لوگ آپ کے دیدارِ فرحت آثار سے مشرف ہوتے حضرت قیومِ اوّلؓ لوگوں کو حضرت قیومِ ثانی کی اطاعت اور ادب کی سخت تاکید کرتے۔ اور فرماتے کہ محمد معصوم کو تمام اولیائے اُمّت سے افضل جانو! جو استعداد حق تعالیٰ نے میرے فرزند محمد معصوم کو عنایت کی ہے۔ اگر مجھے مرحمت ہوتی تو میں اُس پر فخر کرتا۔

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی حضور میں ایک سال تین ماہ سات روز قیومیت کی۔ آنجناب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت قیومِ اوّل رضی اللہ عنہ کی حضور میں آپ کو قطب الاقطابی اور قیومیت کا منصب حاصل ہوا۔

www.maktabah.org

حضرت مجدد الف ثانی کے خلفاء اور مرید
حضرت قیوم ثانی سے بیعت کرتے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن آنجناب کے تمام مریدوں اور خلفائے نے حضرت قیوم ثانی سے بیعت کی اور آپؓ کے حلقہ میں آئے۔ حضرت ایشاں عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ارشاد و قیومیت کی مسند پر اشراق کے وقت پنجشنبہ کے روز یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ کو جوہ افروز ہوئے شمسی حساب کے مطابق ۱۷۔ دلو تھی۔ اس روز آپ سے پچاس ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔ جن میں دو ہزار تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفاء ہی تھے۔ حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے باقی تمام خلفاء بھی جو اطراف ممالک میں قیام فرما تھے۔ سب کے سب حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد معصومؓ کی از سرِ نو بیعت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور سر ہند میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے ماوراءالنہر، خراسان، بدخشان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے نمائندے معہ تحائف و ہدایا اور عرائض دوبارہ بیعت واذعان حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیئے۔

جہانگیر حضرت مجدد الف ثانیؓ کی تعزیت کے لئے سر ہند آیا

جہانگیر بادشاہِ ہندوستان بھی حضرت قیوم اوّلؓ کے وصال کی خبر سُن کر تعزیت کے لئے سر ہند پہنچا روضۂ منورہ کی زیارت سے فارغ ہو کر پوچھا کہ حضرت مجدد الفؒ ثانی کا ولیعہد کون ہے؟ لوگوں نے حضرت عروۃ الوثقےٰ خواجہ محمد معصوم کیطرف اشارہ کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے تمام خلفاء و مریدوں کی نسبت مجھ پر زیادہ مہربان تھے۔ اور عرصۂ دراز تک میرے ساتھ رہے مجھے خلوت میں بلا کر توجہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے۔ میں تو آنجناب کا مرید خاص ہوں کیونکہ مجھے خرقہ

www.maktabah.org

عنایت ہوا تھا۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا اس لیئے حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں کی ترغیب اطاعت کے لیئے جو اس سے باغی ہو گئے تھے۔ (اس کتاب کے پہلے حصّہ میں اس کا مفصّل ذکر ہو چکا ہے) اس کی گذارش پر بہت خاص نظر فرما کر مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ پھر رُخصت کے وقت اس کے دل کو تسلی دی اور اسکی سلطنت کو خطرات سے محفوظ رکھنے کے لیئے تبرّک کے طور پر اپنی چادر اُسے عنایت کی۔

جہانگیر نے حضرت مجدّد کی خلافت کا اعلان کر دیا

جہانگیر جو کہتا تھا کہ مجھے خلوت میں بلا کر توجّہ باطنی سے مشرف فرمایا کرتے تھے یہ ایک معمولی اور عام بات ہے کیونکہ جو کسی مرید کرتا ہے وہ خلوت میں لے جا کر طریقت کے بعض امور بیان کرتا ہے۔ اس سے بادشاہ نے سمجھ لیا کہ بس جو عنایت اور خصوصیت مجھ سے تھی کسی اور سے نہ تھی۔ اور بزرگانِ سلسلہ کا یہ سلوک اپنے ہر طالب کے ساتھ ہوتا ہی ہے۔ آپ کے اس حُسن سلوک سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ حضرت مجدّد نے اُسے اپنا خلیفۂ اعظم اور نائب قرار دے کر توجہ فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد کا خرقہ پہن کر آپ کی خانقاہ میں آبیٹھا اور اپنے امیروں اور سپاہیوں کو کہا کہ حضرت مجدّد الف ثانی کا سب سے بڑا خلیفہ تو مَیں ہوں میری بیعت کرو۔ تمام لشکر نے خوف اور ڈر کے سبب اُس کی بیعت کی۔ پھر اس نے حکم دیا کہ تمام لوگ اپنی انگشتریوں اور مہروں میں "مریدِ سُلطان جہانگیر" لکھا کریں سب نے ایسا ہی کیا۔ اب تک جہاں کہیں جہانگیر کے وقت کی مہر ملتی ہے اس میں "مرید سُلطان جہانگیر" لکھا ملتا ہے۔ پھر حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانی کے تمام خلفائ کو بھی اپنی بیعت کے لیئے بھی کہا۔ تمام کے تمام حیران رہ گئے۔ آخر ایک مجلس مشاورت میں یہ قرار پایا۔ کہ بادشاہ کو یہ کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا کا کارخانہ حضرت مجدد الف ثانی کو عنایت فرمایا تھا۔ جو امور دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی خلافت بادشاہ کو حاصل ہے۔ اور جو باتیں دین کے متعلق ہیں ان کی خلافت حضرت

www.maktabah.org

عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصومؒ کو حاصل ہے کیونکہ بادشاہ کو اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کو باطنی توجہ دے سکے۔ بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی۔ چنانچہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام خلفاء نے بیعتِ سلطنت تو بادشاہ سے کی اور بیعتِ قیومیت اور قطبیت حضرت قیوم ثانیؓ سے کی اور بادشاہ نے لشکر کو بھی حکم دیا کہ بیعتِ قیومیت حضرت قیوم ثانیؓ سے کرو چنانچہ ہندوستان کے تمام امراء مع اپنی فوج کے علانیہ حضرت محمد معصومؒ کے مرید ہوئے۔ اگرچہ یہ لوگ پہلے بھی مرید ہو چکے تھے لیکن دوبارہ بادشاہ کے روبرو تجدید بیعت کرنے لگے۔

بادشاہ نے سرہند میں کچھ عرصہ تک ڈیرے جمائے اور اطراف و جوانب سے جو امراء و بادشاہ یا خلفاء وغیرہ حضرت قیوم اوّل کی ماتم پرسی کے لئے آتے تھے۔ اُن کے لئے مہمان نوازی کا سامان مہیا کرتا تھا۔

حضرت مجدّد کے خلفاء تعزیت کیلئے حاضر ہوئے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں سے سب سے پہلے میر محمد نعمان ماتم پرسی کے لئے حاضر ہوئے اور قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی بیعت کے لیے آئے۔ بادشاہ نے اپنے خاص آدمیوں کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ جو بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو شہر میں لائے۔ میر صاحب نے پہلے مزار فائض الانوار پر فاتحہ پڑھی۔ پھر حضرت قیوم ثانیؓ سے بیعت کی اسی طرح حضرت قیوم اوّل مجدّد الف ثانیؓ کا جو بھی خلیفہ آتا۔ پہلے مزار مبارک پر فاتحہ پڑھتا پھر بیعت ہوتا۔

بادشاہوں میں سے جو پہلے پہل حضرت قیوم ثانی کی بیعت سے مشرف ہوا عبداللہ خاں اورنگ بادشاہ توران تھا۔ اس نے اپنے امیروں کو تحفے اور ہدیئے دے کر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمتِ بابرکت میں بھیجا۔ بادشاہِ ہند نے اپنے امراء کو اُن کے استقبال کے لئے بھیجا اور ان کی شان کے مطابق مہمانداری کے فرائض سرانجام دیئے۔ عبداللہ خاں کا بھائی اور اس کے اُمراء نے پہلے حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کے روضۂ منوّر کی زیارت کی

www.maktabah.org

پھر حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصُوم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور اپنے بادشاہ کی طرف سے بھی بیعت کر کے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ آپؓ نے بادشاہ توران کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفوں اور ہدیوں کو قبول فرمایا۔ بعدازاں خراسان بدخشاں اور ترکستان کے بادشاہوں کے امرا معہ تحائف و ہدایا حضرت خواجہ محمد معصُوم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوتے اور اپنے اپنے بادشاہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں بیعت کر کے موردِ عنایت بنتے۔ اسی طرح اور ممالک کے امراء اور بادشاہ معہ تحائف و ہدایا حاضر خدمت ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوتے۔

لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفاء اور دنیا بھر کے بادشاہ و اُمراء وغیرہ سرہند پہنچ کر حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصُوم کی خدمت میں شرفِ بیعت حاصل کرتے۔ یہاں تک کہ تمام عالم اسلام کے اکثر مشائخ، علماء، صلحا، فقراء، امراء، بادشاہ، غلام۔ وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے حاضر ہو کر معتقد و مُرید ہوئے۔ اور جناب کی غلامی اختیار کی۔ "مرأت العالم" اور "مرأت جہان" میں لکھا ہے کہ آپ سے پہلے کوئی ایسا شخص نہیں گذرا جس کی خدمت میں اسقدر معتقدوں اور مریدوں کا ہجُوم ہُوا ہو۔ یا اس قدر ارشاد اور مشیخیت کا ظہور ہوا ہو۔ یا اس شان و شوکت سے کوئی ولی ارشاد و مشیخیت کی مسند پر جلوہ افروز ہُوا ہو۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند کی ولادت

اُسی سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت واقع ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے قیوم ثانی کو فرمایا تھا۔ کہ میرے وصال کے بعد اسی سال تمھارے ہاں ایک لڑکا ہو گا۔ جو کمالات اور قربِ الٰہی میں مجھ جیسا ہو گا۔

حضرت عروۃ الوثقٰے اس فرزند ارجمند تاج قیومیت کے موتی۔ سپہر قطبیت کے آفتاب کے تولد سے بہت ہی خوش و خرم ہوئے۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر

www.maktabah.org

پڑھی اور مولودِ مسعود کا اِسم مُبارک محمد نقشبند۔ کُنیت ابو القاسم۔ اور لقب شرف الدّین ، مقرر فرمایا۔ روحانی طور پر جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم معہ تمام انبیاء و ملائک اس بچّے کی ولادت کی مُبارک دینے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت اس فرزندِ سعید کو گود میں لے کر اپنی نسبت کا القا کرنے کے بعد حضرت عُروۃ الوثقیٰ کو فرمایا کہ یہ وہی فرزند ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ یہ فرزند کمالاتِ الٰہی میں میری طرح ہو گا۔ واقعی یہ ایسا ہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اِسے اپنے قرب کے تمام مراتب عنایت فرمائے گا۔ اور یہ اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمّت سے افضل ہو گا۔ منصب قیومیت تمھارے بعد اِسے نصیب ہو گا۔

قیوُمیّتِ مُطلق کا سَال

حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے یہ خوشخبری سُن کر دوگانہ شکر ادا کیا۔ اور خاتم الرُسل صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر بہت سا طعام فقراء کو تقسیم کیا۔ حضرت قیومِ اربعہ رضی اللہ عنہ کے طریقہ مجدّدیہ میں اس سال کو "سالِ قیومیتِ مطلق" کہتے ہیں۔ کیونکہ ایک قیوم نے وفات پائی۔ دوسرا مسندِ ارشاد منصبِ قیومیت پر بیٹھا۔ اور تیسرا قیوم پیدا ہوا۔ یعنی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی مسندِ قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور قیومِ ثالث حجت اللہ پیدا ہوئے۔

قیومِ ثانی خواجہ محمّد معصُوم کو عروۃ الوثقےٰ کا خطاب

قیوُمیت کو دوسرا سال ہو چکا تھا اُدھر جہانگیر بادشاہِ ہند کو سرہند میں رہتے ہوئے ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔ تو شاہزادہ شاہجہاں نے جو باپ سے پہلے ہی باغی ہو چکا تھا۔ دار السلطنت سے غیر حاضری کے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر دکن میں بغاوت اور شورش بپا کر دی۔ بادشاہ اس کے دفاع کے لئے سرہند سے دکن کی طرف روانہ ہوا۔ اور حضرت قیوم ثانی کو تفریحِ طبع اور والد بزرگوار کے غم فراق کو دور کرنے کے لئے ساتھ لیا۔

www.maktabah.org

جس گاؤں قصبہ یا شہر سے آنجناب کا گذر ہوتا وہاں کے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ و انابت سے مشرف ہوتے۔ اور کمالاتِ الٰہی سے کامل حصہ حاصل کرتے تمام شاہی لشکر آنجناب کا مرید ہو گیا۔ چنانچہ صبح شام ہزاروں آدمی آنجناب کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ رشد و ہدایت کی گرم بازاری ہوئی۔ بادشاہ جہانگیر کا وزیر آصف الدولہ نہایت بدضمیر بدتدبیر ابلیس نظیر تھا اسے اس خاندان سے قدیمی دشمنی تھی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں بیان گذر چکا ہے۔ اس وقت بھی اپنی عادتِ قدیمہ کے بموجب آنجناب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلخوری کرتا۔ اور بادشاہ کے مزاج کو آنجناب سے منحرف کرنے کی کوشش میں سرگرم تھا۔ لیکن چونکہ بادشاہ آنجنابؓ کا اعلےٰ درجہ کا محبّ و مخلص تھا۔ اس لئے اس بات کی ذرا پرواہ نہ کی۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر اسے اپنے پاس سے دُور کر دیا۔

الغرض جب بادشاہ دکن کے قریب پہنچا تو شہزادہ شاہجہاں شاہی لشکر کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر بغیر لڑے بھاگ گیا۔ اور دولت آباد کے قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بادشاہ نے اُسے اسی قلعہ میں نظر بند کر کے اس ملک کا بندوبست اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جو لوگ آمادہ فساد اور شاہزادہ کے حامی تھے سب کو تنبیہہ کی۔

حضرت خلیفہ محمد نعمانؒ کے خلاف ایک درباری سازش

حضرت مجدد الفؒ ثانی کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمانؒ حضرتؓ مجددؒ کے حکم کے مطابق دکن میں ہی سکونت پذیر تھے۔ شہزادہ اُن کا بڑا معتقد تھا۔ اور اکثر آپ کی خدمت میں اس کی آمد و رفت تھی۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپ کے مرید تھے۔ مخالفوں نے موقع پا کر میر صاحب کی نسبت بادشاہ کی خدمت میں چغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ میر صاحب کا معتقد اور پیر بھائی تھا۔ اس واسطے آپ کے خلاف کچھ اقدام نہ کیا۔ صرف آپ کو بُلا کر اتنا کہا کہ میر صاحب ہمارا ساتھ دیجئے اور ہمارے ساتھ رہئیے۔ دکن میں رہنا چھوڑ دیجئے۔ میر صاحب نے بھی اس بات کو منظور کر کے بادشاہ کے

www.maktabah.org

ساتھ رہنا اختیار کیا۔ اسی اثنا میں شہزادہ نے پوشیدہ طور پر حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے خوشخبری سنائی تھی کہ میرے بعد تم کو تخت سلطنت ہاتھ آئے گا۔ سو اب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کو قریباً دو سال گذر چکے ہیں اور میں نے بھی بہتیری کوشش کی ہے لیکن تعجب ہے کہ اب تک گوہرِ مقصود ہاتھ نہیں آیا۔ میں آنجناب کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قائم مقام اور تمام عالمِ اسلام اور اہل جہان کا قیوم یقین کرتا ہوں۔ امید ہے کہ آنجناب اس بارے میں توجہ خاص فرمائیں گے۔ تاکہ کسی طرح مراد کی چابی ہاتھ آئے اور شاہد مقصود بغل میں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ برسرِ سلطنت آنے کے بعد شریعت و طریقت کو حسب دلخواہ رونق دوں گا۔ اور سلسلہ عَلیہ احمدیہ کو رائج کروں گا۔

آنحضرت رضؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی عروسِ سلطنت بلا محنت و مشقت تمہارے ہاتھ آئے گی۔ کیونکہ تمہارے باپ کی عمر اب ختم ہو چکی ہے صرف اتنی دیر اور صبر کرو کہ ہم سرہند واپس پہنچ جائیں۔

میر محمد نعمانؒ اکبر آباد میں قیام پذیر ہوئے

شہزادہ یہ فرحت اثر خبر سُن کر نہایت خوش ہوا۔ بادشاہ دکن کا بندوبست کر کے واپس آتا ہوا جب اکبر آباد پہنچا۔ تو میر محمد نعمانؒ نے حضرت قیوم ثانی عروۃ الوُثقیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر بادشاہ کی مرضی ہو تو میں اس شہر میں بود و باش اختیار کر لوں۔ آپ نے جہانگیر سے میر صاحب کی خواہش کا اظہار کیا۔ بادشاہ نے کہا یہ شہر بھی میرے پایۂ تخت کا ہم پلہ ہے یہیں رہے۔ چنانچہ میر صاحب نے اکبر آباد میں سکونت اختیار کی۔ جہانگیر نے کئی ایک گاؤں بطور مدد میر صاحب کے حوالے کئے۔ اور پھر بادشاہ اکبر آباد سے سرہند آیا۔ چند مہینے یہاں رہ کر لاہور روانہ ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ کو ساتھ لے جانا چاہا لیکن آپ رضؓ نہ مانے اور بادشاہ مرتے دم تک لاہور اور اس کے مضافات میں ہی رہا۔

www.maktabah.org

عُروۃ الوُثقیٰ کے خطاب کا اعلانِ عام

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سفر سے واپس آکر ایک روز فرمایا کہ آج میں صبح کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ سرورِ کائنات خلاصہ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور فرمایا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو "عروۃ الوثقے" کا خطاب دیا ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر بجالاؤ۔ اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تمام مقرب فرشتے انبیاء اولیاء نے آکر میرے گرد حلقہ بنایا اور کہتے ہیں یا محمد عروۃ الوثقےٰ! اور پھر ہر ایک نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ میں نے سنہری خط سے عرشِ مجید کے گرد "محمد عروۃ الوثقےٰ" لکھا ہوا دیکھا اور منادی ہو رہی ہے کہ پروردگارِ عالم نے اپنے کمال فضل و کرم سے محمد معصوم کو عروۃ الوثقے کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ لوگوں کو آنجناب کی اطاعت کرنی چاہیے۔ حکمِ الٰہی یوں ہے کہ جو شخص اس کی اطاعت کرے گا نجات ابدی حاصل کرے گا اور جو اس کی مخالفت کرے گا۔ عذاب و غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔

زہے عُلیا عشقش عروۃ الوثقےٰ ماست
جنت الماوے وصلش مقصد الاقصائے ماست

اسی طرح اُسی دن سات آدمیوں نے اِسی قسم کا خواب دیکھا۔

جہانگیر بادشاہِ ہندوستان کی وفات اور شاہجہان کی تخت نشینی

جب بادشاہ لاہور پہنچا۔ تو طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو گیا۔ ایک مرض کا علاج ہوتا تو دوسری بیماری شروع ہو جاتی۔ یہ حالت دیکھ کر بہت گھبرایا۔ انہیں دِنوں ایک رات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں کہ دنیا میں تیری محافظت کرنے والا میں تھا۔ اب تو میرے پاس چلا آ۔ تاکہ یہاں تجھے اُخری عذاب سے بچاؤں۔

www.maktabah.org

یہ خواب دیکھ کر بادشاہ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ ارکانِ سلطنت کو بلا کر یہ ماجرا اُن سے بیان کیا اور اپنے بڑے بیٹے شہریار کو ولیعہد اور قائم بنایا۔ بعدازاں وفات پائی۔ اور لاہور میں دریائے راوی کے شمال میں مدفون ہوا۔ اب اس مقام کو جہاں پر جہانگیر کا مقبرہ اور باغ ہے شاہدرہ کہتے ہیں۔ لاہور اور شاہدہ کے درمیان دریائے راوی ہے۔

جہانگیر کی وفات کے بعد شہریار تخت پر بیٹھا اور سلطنتِ ہند پر قابض ہوا۔

شہزادہ شہریار کی چند روزہ تخت نشینی

جب جہانگیر کی وفات اور شہریار کی تخت نشینی کی خبر حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانیؓ نے سُنی تو جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اور مغفرت کی خوشخبری دی۔ بعدازاں فرمایا کہ شہریار کا تسلط چند روزہ معلوم ہوتا ہے آخر صاحب تاج و تخت شاہجہاں ہی ہوگا۔

جب شاہجہاں نے دولت آباد کے قلعہ میں باپ کے مرنے کی خبر سُنی تو اس سے پہلے ہی وہ بیمار تھا۔ یہ خبر سُن کر اہلِ قلعہ کو بلا کر کہا کہ اب میں تو کوئی دم کا مہمان ہوں تو وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد مجھے لاہور میں وہاں دفن کرنا جہاں میرے باپ کی قبر ہے۔ یہ کہہ کر تھوڑی دیر بعد دم بند کر لیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ مر گیا ہے چنانچہ اُسے غسل دے کر تابوت میں بند کر کے لاہور بھیج دیا گیا۔ شاہجہاں نے پہلے ہی سے ہمراہیوں کو اس حیلہ سے آگاہ کر رکھا تھا۔ کہ جب میرا تابوت قلعہ سے نکلے تو مجھے ایک علیحدہ کونے میں تابوت سے نکال دینا۔ جب شاہجہاں اس حکمت سے قلعہ سے نکلا تو اس کے ہمرازوں نے کونے میں لے جا کر اُسے تابوت سے نکالا اور ہاتھی پر سوار کیا لیکن ہودج چاروں طرف سے بند کر دیا۔ اور تابوت میں اسلحہ اور جنگی آلات رکھ دیئے تاکہ کسی کو خیال نہ گزرے کہ شہزادہ تابوت میں نہیں۔

شاہجہاں جب سرہند پہنچا تو پوشیدہ طور پر حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں آکر سلطنت کے لئے دعا اور توجہ کا خواستگار ہوا۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ تمہاری سلطنت

www.maktabah.org

تو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کشف سے ثابت ہو چکی ہے۔ ہماری نظر میں بھی اظہر من الشمس معلوم ہوتی ہے۔

شاہجہاں ایک تابوت میں بند ہو کر لاہور پہنچا

شاہزادہ یہ خبر سن کر باغ باغ ہو گیا آنحضرتؒ سے رخصت ہو کر لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ جب شہریار کو خبر ہوئی کہ شاہجہاں کا تابوت آ رہا ہے تو لوگوں کو بھیجا کہ خوب تفتیش کرو۔ کہ شاہجہاں واقعی مرا ہے یا کوئی مکروفریب بنایا ہے۔ لوگوں نے تابوت دیکھ کر اُسے اطلاع دی۔ شہریار نے وزیر کو بھیجا کہ تابوت کھول کر شاہجہان کی صورت دیکھ آؤ۔ وزیر پہلے ہی شاہجہاں کا مخلص اور اس سازش سے واقف تھا۔ آکر صورتحال معلوم کی اور شہریار کو کہا "تسلی رکھو! شاہجہاں فی الواقعہ مر گیا ہے۔ میں اس کی صورت دیکھ کر آیا ہوں"۔

پھر بھی شہریار نے اُس کی بات کا یقین نہ کیا۔ وزیر نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ شاہجہاں مرا ہُوا ہے۔ تب شہریار کو پورا یقین آیا۔ بعد ازاں وزیر نے شاہجہاں کو ہاتھی پر بٹھا کر چوری چوری بادشاہی لشکر میں بھیج دیا۔ اور خود بادشاہ کو کہا کہ شاہجہاں کا مال و اسباب اور اس کی بیگمات آئی ہیں۔ حکم ہو تاکہ محل میں داخل ہوں اور بادشاہ اُن کی دلجوئی کرے۔ اظہار افسوس کرے۔ شہریار نے یہ بات مان لی۔ اور شاہجہان کے بعض متعلقین بھی شاہی حرم سرائے میں داخل ہو گئے۔ شہریار اُن کی دلجوئی کے لئے محل میں گیا۔

شاہجہاں تختِ حکومت پر

اس وقت شاہجہاں نے بادشاہی تمام کارخانوں خزانوں اور مال و اسباب پر اپنے آدمی مقرر کر دیئے تھے۔ اور خود تخت پر جلوہ افروز ہو چکا تھا۔ شہریار کو آتے ہی محل ہی میں قید کر لیا گیا۔ اور لشکر کا بندوبست کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ پھر شہریار کو قید سے

www.maktabah.org

نکال کر قتل کر دیا گیا۔ اور پھر دوسرے بھائیوں اور بھتیجوں مثلاً خسرو پرویز وغیرہ کو تہ تیغ کیا۔ جب شہریار کے لڑکوں کو قتل کیا گیا تو اُن کی ماں شہریار کی بیوی پیٹتی حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ شاہجہاں نے میرے بیٹوں کو ناحق قتل کیا ہے آنحضرتؒ نے فرمایا "فکر نہ کرو اس کی اولاد بھی اسی طرح ناحق قتل ہو گی۔

شاہجہاں یہ سن کر اپنے کیئے سے سخت نادم ہوا۔ جب اورنگ زیب نے اپنے بھائیوں کو قتل کیا تو شاہجہاں نے کہا کہ حضرت قیوم ثانی کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لے لیا ہے۔

شاہجہاں نے حضرت مجددؒ کے مزار پر حاضری دی

جب شاہجہاں تختِ سلطنت پر بیٹھا اور تمام محروسہ ممالک پر پر قابض ہو گیا۔ تو سرہند میں حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت کا شکریہ ادا کیا۔ اور بہت سے تحفے اور ہدیئے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی روح پر فتوح کی نیاز کے طور پر سات روز تک سرہند میں فقیروں کو کھانا کھلاتا رہا۔

شاہجہاں کو حضرت عروۃ الوثقٰی کی خدمت میں بڑا رسوخ اور اعتقاد تھا۔ دوبارہ آپ سے بیعت کر کے صبح و شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ آنحضرت بھی اس پر غایت درجہ مہربان تھے۔

شاہجہان کی حکومت کو حضرت خواجہ محمد معصوم نے تسلیم کر لیا

چنانچہ سلطنت کی نیابت کا حکم جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسے دلایا۔ شاہجہان نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے حضرت قیوم اوّلؒ نے فرمایا تھا کہ اپنی سلطنت میں جھنڈوں کو سبز اور خیموں کو سُرخ بنوانا گذشتہ بادشاہوں کے عہد میں جھنڈے عموماً سُرخ رنگ کے ہوا کرتے تھے۔ اور خیموں میں سُرخ و سبز رنگ کی دھاریاں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کے فرمان

www.maktabah.org

کے مطابق آج تک تمام بادشاہ جھنڈے سبز اور خیمے سُرخ بنواتے آئے ہیں۔ شاہجہان نے ان بعض بدعتوں کو جو جہانگیر کی بیوقوفی اور حماقت سے ملک میں باقی رہ گئی تھیں۔ بالکل دور کر دیا۔ چنانچہ حکم دیا کہ سنہری اور روپہری سکّے پر کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد الرسول اللّٰہ" اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارک ضرب کئے جائیں۔ اور یہ کہ تمام شہروں، گاؤں اور قصبوں میں مسجدیں اور مدرسے بنائے جائیں۔ اور اسلامی طرزِ زندگی کو اپنایا جائے۔

ہندوستان میں بادشاہ شاہجہان کے زمانۂ اقتدار میں تین لاکھ مساجد اور ایک لاکھ دینی مدارس قائم ہوئے

تخت نشینی کے پہلے سال ہی تین لاکھ مساجد اور ایک لاکھ مدرسے تعمیر کروائے اور جا بجا علماء، فقراء اور محافظوں کے وظائف مقرر کئے۔ دینِ اسلام کی ترویج میں بدرجہ غایت کوشش کی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کو بُلا کر دربار میں رکھا۔ اور حد سے زیادہ ادب و حرمت کرنے لگا۔ مسند پر اپنے برابر بٹھاتا اور ہر کام میں ان کے مشورے کو مقدم سمجھتا۔ پہلے ان سے اجازت حاصل کرتا پھر کوئی کام کرتا۔ جس طرح میر صاحب فرماتے اُسی طرح کرتا۔

شاہجہان کا وزیرِ اعظم زیرِ عتاب آگیا

بادشاہ کا وزیر آصف الدولہ جو اس خاندان کا قدیمی دشمن تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آتشِ حسرت میں جلتا تھا۔ آخر ایک روز موقعہ پاکر شاہجہان کی خدمت میں حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصومؒ کے بارے میں چغلی کھائی۔ چونکہ بادشاہ آنحضرت کا بہت ہی معتقد تھا۔ اس لئے چغلی سُن کر سخت ناراض ہوا اور وزیر جلتا بنا۔

انہی دنوں ایک دن شاہجہان سلطنت کے احوال کے کاغذات کی جانچ پڑتال کر رہا تھا تو کیا دیکھتا ہے کہ ملک کا اکثر حصہ وزیر کے قبضہ میں ہے۔ وزیر کو کہا کہ ہماری سلطنت میں کسی کا منصب ہفت ہزاری سے زیادہ نہیں ہے۔ ہم نے تجھے نہ ہزاری بنایا۔ اس لئے

www.maktabah.org

حساب کر کے نہ ہزاری رہنے دیا۔ باقی ملک اس سے لے لیا۔

ہفتے میں دو دن یعنی منگل اور سنیچر شکار کے لئے مقرر کئے۔ اور سواری کی آمد و رفت کا رستہ وزیر آصف الدولہ کے گھر کے پاس بنایا۔ اس لئے مجبوراً اُسے جواہر یاقوت اور روپیہ بطور نذرانہ دینا پڑتا تھا۔ علاوہ بریں جو مشکل کام پیش آتا اس کا خرچ بھی وزیر سے لیا جاتا حتٰے کہ تھوڑی مدت میں اس کے سارے خزانے خرچ کر دیئے۔

ایک روز وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے تمھاری سلطنت کے لئے اس قدر کوشش کی کہ جھوٹی قسم کھائی قرآن شریف سر پر اٹھایا۔ دین کو تمھاری خاطر برباد کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو نے خواہ مخواہ دین کو میری خاطر ضائع کیا۔ اگر تجھ میں دین کی کچھ بھی حمیت ہوتی تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں کا معتقد ہوتا۔ وزیر یہ سن کر سخت پشیمان ہوا۔ اور سر جھکا لیا۔

جب سے اُس نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی لنجا ہو گیا۔ چند روز بعد اس کی زبان بھی بند ہو گئی۔ اور تھوڑے دن بعد مر گیا۔ ع

با درد کشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد

حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں
خواجہ محمد حنیف کابلی کی آمد

قیومیت کے چوتھے سال اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فیض ہر در و دیوار سے برس رہے تھے۔ حضرت امام الطریقت مروج الشریعت ۱۱ شعبان پیر کے روز متولد ہوئے۔

حضرت قیوم رابعہ خواجہ محمد زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرماتے تھے کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی ولادت کے دن حضرت عروۃ الوثقٰے فرماتے تھے کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ آسمان سے اسقدر فرشتے زمین پر آئے ہیں کہ تمام روئے زمین

www.maktabah.org

اُن سے پُر ہو گیا ہے۔ اور اس مولودِ مسعود کے حق میں اس قدر معصومیت کا بیان کرتے ہیں جو پروردگار نے حضرت یحییٰ پیغمبر کے حق میں فرمایا" یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا"۔ اور مبارک دیتے ہیں اور جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمام انبیاء سمیت تشریف فرما ہوئے اور اس بچے کو گود میں لیا۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی اور بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور فرمایا کہ یہ فرزند اپنے باپ دادا کی طرح صاحبِ طینت و اصالت ہوگا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جو فرمایا تھا کہ محمد معصوم! تمہارے فرزند میری طرح ہونگے اور اُن سے مراد یہی دو فرزند تھے۔ یعنی حجۃ اللہ اور مروج الشریعت۔ حضرت قیوم ثانیؒ نے اس مولودِ مسعود کا نام مبارک محمد عبید اللہ، لقب بہاؤ الدین اور کنیت ابو العباس مقرر فرمائی۔

عبید اللہش فخرِ جہاں است | ہمہ اسرار عالم بندۂ او
رسیدہ بر فلک گلبانگ گستاخ | ابو العباس شد خورشید ایں کاخ

حضرت قیوم ثانی کو اس فرزند سے غایت درجہ محبت تھی۔ چنانچہ اس طرح پیار کرتے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتے تھے۔

حضرت قیوم رابعہؒ خواجہ محمد زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانیؒ رات کے وقت اپنے پلنگ کے پاس حضرت مروج الشریعت کی چارپائی بچھاتے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ بیٹا! جب تک میں تمھیں نہیں دیکھ لیتا۔ مجھے آرام و قرار نہیں آتا۔ آپ اس فرزند کو بسبب کثرتِ محبت حضرت جیو صاحب کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مروج الشریعت سرہند میں حضرت صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

حضرت مروج الشریعت کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا بڑا بھاری احسان ہے وہ یہ کہ اُن کی پیدائش کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے

www.maktabah.org

مجھے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیرے ہوتے میں کسی اور عورت سے شادی نہ کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ ایک لونڈی تھی اُسے بھی جواب دے دیا۔

خواجہ محمد حنیف کابلی سرہند میں

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی علیہ الرحمۃ جو کابل کے اکابر سے تھے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ تھا کہ خواجہ صاحب نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے اُمّت شہر سرہند میں جمع ہیں اور اُنکے بیچ میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہیں اور تمام صف باندھے ان کے سامنے باادب کھڑے ہیں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں جواب ملا یہ حضرت محمد معصوم عروۃالوثقٰی رضی اللہ عنہ، حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں جو قیوم وقت ہیں۔ انھیں حق تعالیٰ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔

خواجہ محمد حنیف اس سے پہلے میر محمد نعمان رضؓ کے آشنا تھے۔ صُبح یہ خواب اُن سے بیان کیا۔ میر صاحب رضؓ نے خواجہ صاحب کو آنحضرت کی خدمت میں لا کر بیعت کرا دیا آنحضرت نے خواجہ صاحب پر بہت مہربانی کی حتّٰی کہ فرزندوں کے بعد خلفا میں سے اوّل درجہ پر انھیں مقرر فرمایا۔ اور خلافت دے کر کابل بھیج دیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی اور ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہو کر صاحبِ حال ہوئے۔

خواجہ محمد صدّیق پشاوری اور شیخ ابوالمظفر برہانپوری حضرت قیوم ثانی کی بیعت میں

اس سال خواجہ محمد صدیق جو توران کے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا واقعہ

www.maktabah.org

یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بلخ سے سمرقند آرہا تھا۔ ہر منزل پر گروہ در گروہ ہزاروں آدمی ہندوستان کو آتے ہوئے دیکھتا تھا۔ جس سے میں پوچھتا کہاں جا رہے ہو؟ کہتا کہ ہم قطب جہاں قیوم زماں حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیئے جاتے ہیں۔ میں حیران رہ گیا کہ ایسے وقت میں ایسا شیخ پیدا ہوا ہے جس کے پاس اس قدر بے پناہ لوگ جاتے ہیں۔

یہ دیکھ سن کر میرے دل میں بھی حضرت قیوم ثانی کی محبت پیدا ہوئی۔ اس بات کے لئے پہلے میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں کہ ہم عروۃ الوثقیٰ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں کیونکہ پروردگار کا حکم اسی طرح ہے کہ جو شخص خالص اعتقاد سے عروۃ الوثقیٰ کی زیارت کریگا۔ میں اُسے قیامت کے دن دوستوں میں داخل کروں گا۔ جب میں جاگا تو اپنے آپ کو اس جماعت میں داخل کیا۔ جو آنحضرتؓ کی زیارت کو جا رہے تھے۔ اور جو کام مجھے درپیش تھا اُسے چھوڑ کر سرہند میں چلا آیا۔ اور آنحضرتؓ کے دیدارِ فائض الانوار سے مشرّف ہوا۔ پھر جو کچھ دیکھا۔ سو دیکھا۔

خواجہ محمد صدیق حضرت عروۃ الوثقیٰ کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ آپ نے انھیں خلافت دے کر پشاور بھیج دیا وہاں آپ کو قبولیت عظیم حاصل ہوئی۔

شیخ ابوالمظفر بیعت ہوتے ہیں

اسی سال شیخ ابوالمظفر بودکن کے رؤسا میں سے تھے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ یہ ہوا کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے اُمّت مکہ میں جمع ہو کر ایک عزیز کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہندوستان کی طرف سے نمودار ہوا۔ تمام مشائخ اس کے تخت کے پاس باادب کھڑے ہو گئے۔ اس کا تخت خانہ کعبہ کے اندر لایا گیا۔ اور تمام اولیائے اُمت دروازے کے باہر کھڑے رہے۔ ایک گھڑی بعد تخت بیت اللہ شریف سے باہر آیا

www.maktabah.org

اور ہزار ہا فرشتے اس کے گرد ہیں اور نور کے تھال اس پر نچھاور کر رہے ہیں۔ اور تمام اولیائے اُمت تخت کو چوم رہے ہیں۔ اور بزرگ تخت پر ہیں وہ ہر ایک پر مہربانی کرتے ہیں اور تخت پر سے اٹھا کر کچھ نہ کچھ عنایت کر رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ تخت پر کون شخص ہے؟ سب نے کہا کہ یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہٗ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ ہیں۔

یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور بہت عرصہ آپ کی خدمت میں رہ کر بہت سے فوائد اور نعمتیں حاصل کیں پھر آپؓ نے شیخ ابو المظفر کو مروج الشریعت کی سفارش سے خلافت مطلق عنایت فرمائی۔ اور دکن بھیج دیا۔ دکن میں شیخ صاحب کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپؓ کے مرید ہوئے اور سینکڑوں نے خلافت حاصل کی۔ اور اس ملک میں شیخ صاحب کے وسیلہ سے آج تک طریقہ علیہ مجددیہ احمدیہ کا رواج ہے۔

شیخ صاحب قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ کی وفات کے بعد شیخ صاحب نے مروج الشریعت کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور آپ سے فیض حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی اولاد میں سے جس کو ملتے یہی کہتے کہ میں حضرت صاحب مروج الشریعت کا کمترین غلام ہوں۔

عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی رضؓ سے

اخون موسےٰ ننگرہاری کی بیعت

قیومیت کے چھٹے سال ننگرہار کے سب سے بڑے سید اخون سید موسےٰ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ سے بیعت ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز اخون صاحب ایسی مجلس میں گئے جہاں خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے

www.maktabah.org

اکثر مخالف موجود تھے۔ اتفاقاً آپؒ کا ذکرِ خیر ہُوا۔ تو ہر ایک مخالف نے آپ کے حق میں مخالفانہ باتیں شروع کر دیں۔ اور آپ کے حق میں لعن طعن کرنے لگے۔ اس مجلس میں ایک ایسا شخص موجود تھا۔ جو اس مجلس میں سب سے حقیر خیال کیا جاتا تھا۔ اور وہ حضور کا مرید تھا۔ اس نے کہا "او منافقو! دین کے دشمنو! اللہ تعالیٰ تمھارے مُنہ کو توڑے اور تمھارے چہروں کو سیاہ کرے۔ تمھاری زبانیں کٹ جائیں۔ تم لوگ یہ کمینے پن ایسے شخص کے حق میں کرتے ہو جو ایک سُنّت کے ترک کرنے کو بھی حرام سمجھتا ہے۔ اور جس کے تمام افعال و اقوال اور اعمال کتاب و سنت کے تابع ہیں۔ اور جو شریعت غرا سے بال بھر اِدھر اُدھر نہیں جاتا۔ اور دینِ متین کو اس کی کوششوں سے ترقی ملی ہے۔ شریعت، طریقت، اور معرفت نے اس کی طفیل جلا پائی ہے۔ بدعت اور گمراہی کا نام و نشاں نہیں رہا۔ بدعتی اور ملحد اس کی وجہ سے سر نگوں خوار و شرمندہ ہیں۔ اس کے نُور سے تمام جہان عرش کرسی تک منوّر ہے۔ یاد رکھو! عنقریب تم ایسی بلا میں پھنسو گے جس سے تمھیں رہائی نصیب نہ ہو گی۔

بدزبان اور گستاخوں کا حشر

یہ کہہ کر اُس نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا، "اے پروردگار! اگر حضرت عروۃ الوثقٰیؒ حق پر ہیں تو ان لوگوں کو کوئی نشانی دکھا"۔ اس کے کلام سے حاضرین پر ایک رُعب چھا گیا۔ چنانچہ سب کانپنے لگے۔ کسی کو بات کرنے کی سکت نہ رہی۔ مگر یہ عزیز بدستور غصّے میں بھرا بیٹھا تھا۔ مارے غصّہ کے لال پیلا ہو رہا تھا۔

ایک لمحہ بعد ایک بگولا آیا جس سے تمام جہان پر تاریکی چھا گئی اور زلزلہ اس شدت سے آیا کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔ اور مکان گر گئے۔ صُبح سے عصر تک یہی کیفیت رہی۔ لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ غضب الٰہی صرف اسی لئے نازل ہوا ہے۔ کہ ہم نے حضرت قیوم ثانیؒ کے حق میں واہی تباہی بکواس کی ہے۔ سب شرمندہ اور تائب

www.maktabah.org

ہوئے۔ اور بارگاہِ الٰہی میں عجز و زاری کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خلقت پر سے عذاب اٹھا لیا۔ لیکن جنھوں نے گستاخی کی تھی اسی دن طوفان کے بعد کچھ تو گونگے ہو گئے کچھ بہرے اور کئی بیمار۔ اور کئی ایک کے اعضا خشک ہو گئے۔ بہت سے پاگل ہو گئے۔ ولایت کے تمام باشندے حضرت قیوم ثانی کی قیومیت کے کامل معتقد ہو گئے۔

ایک دن میں اسّی ہزار آدمی مرید ہوئے

کہتے ہیں اس روز اسی ہزار آدمی غائبانہ مرید ہوئے۔ جس میں چار ہزار آدمی دارالارشاد سرہند میں پہنچ کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک اخون موسےٰ بھی تھے۔ جب آپ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؒ نے اخون صاحب پر نہایت شفقت و محبّت کی نظر فرمائی۔ اور اپنی خلافت سے مشرف فرما کر ان لوگوں کا سردار بنا کر ننگر ہار کی طرف روانہ کیا۔

ننگر ہار کابل کے گرد و نواح میں ایک علاقہ ہے۔ وہاں پر اخون صاحب کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے آج تک اس گرد و نواح میں آپ کا طریقہ ہی جاری ہے۔ آپ کی کرامات میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص کو سانپ نے ڈسا ہو اگر وہ اخون موسےٰ کا نام لے تو زہر اثر نہیں کرتا۔

خواجہ عبدالصمد کابلی کے دل کو روشن کر دیا

اسی سال خواجہ عبدالصمد کابلی جو کابل کے بڑے بڑے خواجہ زادوں میں سے تھے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ جب میں نے آپؒ کی شہرت سُنی۔ تو بے اختیار حضور کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ جب اس بارے میں استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا۔ کہ ہزارہا اولیا جمع ہیں۔ میں بھی ان میں جا گھسا۔ اور اُن سے کہا کہ مجھے حضرت عروۃ الوثقےٰ کی خدمت میں پہنچاؤ۔ دو شخص مجھے پکڑ کر روانہ ہوئے۔ ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا

www.maktabah.org

کہ ایک تخت پر ایک مردِ خدا بیٹھا نظر آیا جس کے سامنے سب اولیاء دست بستہ کھڑے ہیں۔ ان دو شخصوں نے مجھے کہا کہ تمھارا مطلوب یہ ہے۔ میں بھی باادب سلام کر کے تخت کے پاس کھڑا ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بلا کر اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا اور میرا دل نکال کر اس پر نظرِ عنایت کی اور پھر میرا دل میرے ہاتھ میں دے دیا۔ جب میں نے اُسے پکڑا تو دیکھا کہ آفتاب کی طرح چمک رہا ہے اور اس سے ایک جہان روشن ہے۔

صُبح میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب حاضرِ خدمت ہوا تو جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہی اعلانیہ دیکھا۔" آپ نے خواجہ صاحب کو ازراہ عنایت خلافت عطا فرما کر کابل روانہ کیا۔ اس علاقے میں خواجہ صاحب سے اس طریقہ کا رواج ہوا۔ اب تک خواجہ عبدالصمد کا طریقہ وہاں جاری ہے۔ بلکہ کابل کی حکومت بھی آپ آپ کے فرزندوں کو نصیب ہے۔

مولانا شیخ بدر الدین سُلطان پوری
حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کی بارگاہ میں

شیخ بدر الدین جو اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے بیعت ہونے کا واقعہ یوں ہے۔ کہ آپؒ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگوں کو مار پیٹ کر دوزخ لے جایا جا رہا ہے دوزخ کے کنارا کے قریب ایک مردِ خدا ہاتھ میں عصا لئے کھڑا ہے۔ اور لوگوں کو عذاب کے فرشتوں کے ہاتھ سے چھڑا رہا ہے۔ شیخ صاحب نے پوچھا "یہ کون ہے؟" فرشتوں نے کہا "یہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کے سپرد اللہ تعالٰے نے امتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے گنہگاروں کو عذاب سے بچانا کیا ہے" لاتنے ہیں

www.maktabah.org

فرشتوں نے شیخ صاحب کو بھی پکڑ کر دوزخ میں جھونکنا چاہا۔ مگر حضورؐ نے فرشتوں کو فرمایا کہ یہ شخص ہمارے پڑوس میں رہتا ہے۔ آپ کا فرمان سنتے ہی فرشتوں نے شیخ صاحب کو چھوڑ دیا۔

بعدازاں شیخ صاحب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے اس خواب کو آپ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپؓ نے ان پر بہت بہت مہربانیاں کیں۔ اور خلافت دے کر سرہند سے اکیاون ۵۱ میل مغرب کی طرف شہر سلطان پور میں بھیج دیا۔ وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے اور اب تک اس ضلع میں شیخ صاحب کا طریقہ جاری ہے۔ شیخ صاحب کا ایک خاصہ یہ ہے کہ آپ آنحضرتؓ کے تمام فرزندوں کے استاد ہیں۔

اسی سال شیخ انور نور سرائی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب کو چند مہینے اپنی خدمت میں رکھ کر خلافت عطا فرمائی۔ اور سرہند سے چھتیس میل مغرب میں نور محل میں بھیج دیا۔

حضرت قیوم ثانی کی والدہ کی رحلت

اسی سال حضرت قیوم ثانی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔ اور حضرت قیوم اوّل کے روضۂ منورہ میں حضورؓ کے قبہ سے سات ہاتھ مغرب کی طرف مدفون ہوئیں۔ ان کے مرقد کے گرد و نواح پختہ جالی دار احاطہ بنایا۔ حضرت قیوم ثانی کو والدہ ماجدہ کے گذر جانے کا بڑا غم ہوا۔ چنانچہ چند روز مریدوں کو توجہ بھی نہ دی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑی مجلس منعقد ہے جس میں تمام شریف بیبیاں مثلاً سیدہ عائشہ صدیقہؓ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت مریمؑ وغیرہ جمع ہیں۔ وہاں پر میری والدہ ماجدہ بھی بیٹھی ہیں۔ اور کوئی شخص مجھے کہتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمھاری

www.maktabah.org

والدہ کو بھی زمانہ کی افضل عورتوں میں شمار کیا ہے۔

اُسی سال میر سفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اصحابِ خاص تھے اور جن کی دُخترِ نیک اختر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی منکوحہ تھیں جو حضرت حجۃ اللہ اور مروّج الشریعت کی والدہ ہیں۔

شام کے علماء و مشائخ
حضرت خواجہ محمد معصوم قیومِ ثانی کی خدمت میں

ملک شام کے علماء و مشائخ حضرت قیوم ثانی کی زیارت و ارادت کے لیئے شام سے چلے اور سرہند تشریف لائے۔ اور اکثر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اُن سب کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ شیخ عبداللہ دمشقی جو مشائخِ شام کے سردار تھے ایک رات بیت المقدس کی مسجدِ اقصے میں گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد جب آدمی چلے گئے تو شیخ صاحب ایک کونے میں بیٹھ گئے ابھی ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی۔ کہ بے شمار نورانی چہروں والے لوگ گروہ در گروہ مسجد میں آئے۔ اور وضو کر کے بیٹھ گئے۔ اِس کثرت سے آئے کہ مسجد پُر ہوگئی۔ ایک بزرگ کا انتظار ہو رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے۔ سب نے استقبال کیا اور تخت صدر مسجد میں لایا گیا۔ بعد ازاں ایک جوان کو لا کر اس مردِ بزرگ کے فرمان سے خلعتِ فاخرہ پہنائی گئی۔ اور اس بزرگ نے اپنے دستِ مبارک سے دستار اُس جوان کے سر پر رکھی۔

شیخ عبداللہ نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ تخت پر کون بزرگ ہیں؟ اور یہ جوان کون ہے؟۔ حاضرین نے کہا۔ یہ لوگ اولیاء اللہ اور اہلِ خدمت باطنی ہیں اور تخت پہ بیٹھے بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند عروۃ الوثقےٰ شیخ محمد معصوم ہیں جو اس زمانہ کے قطب الاقطاب اور قیوم ہیں۔ آج اس ملک کا قطب فوت ہوگیا تھا

www.maktabah.org

یہ اولیاء اللہ اس لئے یہاں آئے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقےٰؒ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر فرمائیں۔ چنانچہ اس جوان کو اس علاقے کی خلعتِ قطبیت پہنائی گئی ہے۔ صبح کے قریب تمام اولیاء اللہ کو رخصت کر کے خود بہت سے مشائخ کے ساتھ شیخ صاحب ہندوستان چلے آئے۔ علی الصبح شیخ عبداللہ شام کے تین ہزار بڑے بڑے مشائخ سمیت حضرت عروۃ الوثقےٰؒ کی زیارت کے لئے تیار ہوئے۔

جب شیخ عبدالسلام نے جو کہ علمائے شام کے سردار اور بیت المقدس کی مسجد اقصےٰ کے متولی تھے۔ صبح آکر دیکھا کہ وضو کے لئے جو پانی ڈالا گیا تھا وہ نہیں ہے تو حیران ہو کر سقون کو جھڑکا کہ تم نے آج رات پانی کیوں نہیں ڈالا؟ سب نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے عشاء کے بعد پُر کیا معلوم نہیں کونسی اتنی بڑی فوج آئی جو سارا پانی خرچ کر گئی۔ جب دیکھ بھال کی تو مسجد کے گرد وضو کا غسالہ بکثرت پایا گیا۔ اور بہت سے آدمیوں کے پاؤں کے نشان بھی نظر آئے۔

شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران تھے کہ اتنے میں شیخ عبداللہ نے مسجد میں آکر رات والا قصہ سنا دیا۔ شیخ عبدالسلام نے یہ سُن کر اور اس کی علامات دیکھ کر بے اختیار حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصومؒ کی زیارت کا ارادہ کر لیا۔ اور سات سو بڑے مشہور علماء کو ساتھ لے کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب سب کے سب حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں سرہند حاضر ہوئے۔ تو آپؒ نے اُن کے حال پر نہایت شفقت فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگ پاک زمین سے آئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے شام میں بہت خیر و برکت رکھی ہے اکثر بڑے بڑے پیغمبر وہیں مبعوث ہوئے ہیں۔ لوگوں پر لازم ہے کہ تمہاری عزت کریں تمام علماء و مشائخ آپؒ کے مرید ہوئے۔

اہل شام نے عرض کیا ہمارے ملک کے بہت سے لوگ جناب کی قیومیت و قطبیت کے معتقد ہیں۔ لیکن دوری اور دوسری رکاوٹوں کی وجہ سے حاضر خدمت ہو

www.maktabah.org

کر مرید نہیں ہو سکے ۔انھوں نے عرض کر بھیجا تھا کہ ہمیں غائبانہ مرید کریں ۔ چنانچہ آپؓ نے ان سب کو غائبانہ مرید کیا ۔

بادشاہ روم کی بیعت

یہ حضرت خواجہ محمد معصوم کی قیومیت کا نواں سال تھا ۔اس سال بادشاہوں کے بادشاہ خنگار روم نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی بھیجی ، جس میں ارادت کی خواہش اور قیومیت کا اقرار و اعتقاد درج تھا ۔

بادشاہ روم کے مرید ہونے کا واقعہ یوں ہے کہ والیٔ شام نے وہ تمام ماجرا جو شیخ عبداللہ نے مسجد اقصےٰ میں دیکھا تھا ۔ خنگار روم کو لکھا ۔علاوہ ازیں یہ بھی لکھا کہ شیخ عبدالسلام ہزار مشائخ و علماء سمیت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے سرہند روانہ ہو گئے ہیں ۔ خنگار شیخ عبداللہ اور شیخ عبدالسلام کا بڑا معتقد تھا ۔سلطنت کا کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر نہ کرتا تھا ۔اور ہمیشہ اُن سے دُعا اور توجّہ کی درخواست کیا کرتا تھا ۔اور ان کو ظاہر و باطن میں اپنی سلطنت کا ممد و معاون جانتا تھا ۔

ان کے جانے سے حیران رہ گیا پوچھا کہ جس بزرگ کی خدمت میں یہ دونوں گئے ہیں وہ کون ہیں ارکانِ سلطنت نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ وہ عزیز حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فرزند ہیں ۔ پھر پوچھا کہ ان کا کوئی مرید یا خلیفہ یہاں ہے ؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ بہت سے رُومی ان کے مرید ہیں ۔ خنگار نے کہا ، جو اُن میں سے ان کے طریقہ اور مذہب سے واقف ہو اُسے لاؤ ۔ اتفاقاً ان دِنوں شیخ حامد جو حضرت قیوم ثانیؓ کے خلیفۂ خاص تھے ۔ بغرض تجارت روم آئے ہوئے تھے ۔ لوگوں نے کہا کہ ایک عظیم الشان تاجر ہندوستان سے آیا ہوا ہے ممکن ہے کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو ۔ خنگار نے اُسے دربار میں لانے کا حکم دیا ۔شاہی ہرکارے شیخ حامد کو بادشاہ کے پاس لے آئے ۔ اُس

www.maktabah.org

نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ کیا تم حضرت مجدد الف ثانی کے فرزند شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ کو جانتے ہو؟ شیخ صاحب نے فرمایا "میں ان کا کمترین مرید ہوں" خنگار نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی ایسا آدمی ہے جو تمہارے پیر کے علوم و معارف اور طریقہ و مذہب سے بخوبی واقف ہو۔ شیخ صاحب نے فرمایا جو کچھ آپ نے پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لیجئے گا۔ میں جواب شافی دوں گا۔"

خنگار نے پوچھا "تمہارا مقتدر خلقت کو کس چیز کی دعوت دیتا ہے؟"

شیخ صاحب نے فرمایا :-

اللہ تعالےٰ کی کتاب خدا و سنّتِ نبوی اصحاب کرام کی پیروی اور اہلِ حق ائمہ مجتہدین کے مذہب کی دعوت کرتے ہیں اور بعد ازاں ذکرِ قلبی کی تعلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ "اِلَا بذکر اللہ تطمئن القلوب" دلوں کو ذکرِ الٰہی سے اطمینان ہوتا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو بدعت سے تاکیداً روکتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ سنّت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی کرو تاکہ قیامت کے دن تم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو سکو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پیروی کو اپنی ترقی باطن کا سبب جانو۔ اور جو کچھ اہلِ حق، علماء و مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرو تاکہ نجات پا سکو۔ اور جو حالت کتاب، سُنت، اجماع اور قیاس کے خلاف ہو اُسے منظور نہ کرو۔ کیونکہ کشف میں عموماً غلطی ہو جایا کرتی ہے۔ وحدتِ وجود کے مطلق قائل نہیں۔ رقص سماع اور نغمہ سے بالکل منع فرماتے ہیں۔ شریعت سے بال بھر بھی مخالف نہیں چلتے۔ سوائے متابعت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور بات کو اپنے سلسلہ میں جائز نہیں سمجھتے۔ غرضیکہ آنجناب کا سلسلہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قدم بقدم ہے۔

www.maktabah.org

سلسلۂ مجددیہ کا سلوک

خنگار یہ باتیں سُن کر بہت خوش ہُوا۔ اور پوچھا کہ تمہارے شیخ نے حقائق و معارف کی کونسی اصطلاحات مقرر کی ہیں۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد معصُوم قیوم ثانیؒ ولایت اولیا کو ولایت صغرٰی کہتے ہیں۔ اور تمام اولیائے سلف وخلف کی اصطلاحات ولایتِ صغریٰ میں مندرج ہیں اور وہ چیز جو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے آنجناب کو عنایت کر رکھی ہے۔ اور جس کے سبب وہ باقی تمام اولیائے امت سے افضل ہیں وہ ولایت کبریٰ ہے۔ جو ولایتِ انبیاء ہے اور ولایت علیا ہے جو ولایتِ ملائکہ ہے۔ ان کے علاوہ کمالاتِ نبوت، حقیقت کعبہ، حقیقتِ قرآن اور حقیقت صلوٰۃ وغیرہ ہیں۔ آپؒ کے نزدیک نبوت ان تینوں ولایتوں سے بدرجہا افضل ہے۔ حتٰے کہ تینوں ولائتیں نبوت کے مقابلے میں اتنی بھی نہیں جتنا سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ۔ ہمارے حضرت صاحب کے کمالات ولایتِ صغریٰ کے علاوہ ہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ اولیا نے کیا ہی نہیں۔

اولیاء اللہ کی تمام خدمات اور مناصب مثلاً قطبیت اور غوثیت وغیرہ سب کی سب ولایتِ صغریٰ میں شامل ہیں۔ سب سے بڑا منصب جو حضرت عروۃ الوثقٰے کو حاصل ہے۔ وہ قیومیت ہے۔ جو کمالاتِ نبوت کا انتہائی مقام ہے"

شیخ صاحب نے قیومیت کے تمام خصائص بیان کئے اور کہا کہ ہزار سال بعد حق تعالےٰ نے منصبِ قیومیت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ اور بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کو عنایت کیا اور اپنے سامنے مسندِ ارشاد پر بٹھایا اور اپنا ولیعہد مقرر فرمایا۔ خنگار یہ سُن کر حضرت قیوم ثانی کا بہت معتقد ہوا۔ پھر پوچھا کہ آنجناب کے مریدوں کی کیا حالت ہے؟ شیخ صاحب نے کہا۔ سب کے سب عالم، صالح، متقی، عارف اور کامل ہیں۔ پھر پوچھا کہ لوگ بکثرت مرید ہوتے ہیں یا خال خال؟ شیخ صاحب نے فرمایا ہر روز ہزاروں آدمی اطراف وجوانب سے آکر مرید ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے ملک سے

www.maktabah.org

بھی ہزاروں آدمی گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ممالک سے بھی آرہے ہیں۔

اسی اثنار میں شام سے ایک قافلہ آیا جنہوں نے شب مذکورہ کا واقعہ اور وہاں کے علماء و مشائخ کا سرہند پہنچنا اور فیض حاصل کرنے کی تفصیلات بیان کیں۔ ان کے کہنے سے خنگار کا اعتقاد اور بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ اس نے ایک عرضی معہ تحف و ہدایا اپنے وکیل کے ہاتھ آنحضرتؒ کی خدمت میں بھیجی۔ جس میں ارادت کی خواہش قیومیت کا اقرار تھا۔ جب خنگار بذریعہ وکیل غائبانہ مرید ہوگیا۔ تو بعد ازاں ہر سال آنحضرت کی خدمت میں عریضۂ نیازمندی معہ تحائف و ہدایا بھیجا کرتا تھا۔

عروۃ الوثقےؒ امام معصوم زمانی قیوم ثانیؒ کی خدمت میں شیخ حبیب اللہ بخاری کی حاضری

میرے (مصنف کے) جدِ بزرگوارؒ کوکب دریہ" میں لکھتے ہیں کہ شیخ حبیب اللہ نے مجھے کہا کہ میں آنحضرت کا مرید یوں ہوا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لئے گیا اور رات کو وہیں سو رہا۔ جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شمال کی طرف سے بہت سی فوج نمودار ہوئی ہے اور ہر ایک سپاہی کے ہاتھ میں نور کی مشعل ہے اس فوج کے بیچ میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ہزارہا اولیائے امت ساتھ ہیں اتنے میں خواجہ قطب الدین و نظام الدین اولیاء وغیرہ جو دہلی کے گرد و نواح میں آرام فرما ہیں۔ معہ مریدوں کے قبروں سے نکل کر صفیں باندھے اس بزرگ کے منتظر کھڑے ہیں۔ جب اس مردِ خدا کا تخت ان قبروں کے پاس سے گذرا۔ تو یہ سب ساتھ ہو لئے۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ اس تخت پر کون ہے؟ ہمراہیوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےؒ قیوم وقت ہیں۔ میں صبح ہوتے ہی حضورؓ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ اور دیدار فرحت آثار سے مفتخر

www.maktabah.org

ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوا اور کمالاتِ الٰہی اور نعمتہائے نامتناہی مشاہدہ کیں شیخ حبیب اللہ حضرت قیوم ثانی کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ اُن کے خلافت حاصل کر کے بخارا جانے کے واقعات تفصیل سے لکھے جائیں گے۔

مولانا شریف کابلی اور خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مابین اختلاف

اسی سال مولانا شریف کابلی اور حضرت قیومِ ثانی رض کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق پشاوری کے مابین نزاع کلی واقع ہوئی۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔ کہ مولانا شریف خواجہ محمد صدیق کے خاص مرید تھے خواجہ صاحب نے انھیں تربیت کر کے خلافت دے کر کابل بھیجا۔ مولانا کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اور ہر صبح شام پانسو آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔

اتفاقاً شیطانی وسوسے نے مولانا کے دل میں گھر کر لیا۔ اور خود پسندی اور تکبر سما گیا۔ اور اپنے آپ کو خواجہ صاحب سے بے نیاز اور بڑا سمجھنے لگے۔ اور جو آداب خواجہ صاحب کے پہلے بجالاتے تھے سب کو چھوڑ دیا۔ بلکہ ملاقات تک ترک کر دی۔

خواجہ صاحب نے اس بات پر سخت ناراض ہو کر نسبت سلب کر لی تھی جب آپ کے مریدوں میں مشہور ہو گیا کہ خواجہ صاحب نے مولانا شریف سے نسبت سلب کر لی ہے تو مولانا یہ سن کر بہت گھبرائے اور حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے ادھر خواجہ صاحب نے بھی ایک شکایتی عرضی آنحضرت کی خدمت میں ارسال کر دی تھی۔ حضور بھی مولانا سے ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ ہماری رضا خواجہ صاحب کی رضا کی شاخ ہے۔ تعجب ہے کہ تمھارا ایمان سلامت رہے۔ مریدوں سے میل جول رکھنا تو اور بات ہے جس طرح ہو خواجہ صاحب کو راضی کرو اور خواجہ صاحب ہماری طرف لکھیں کہ فلاں شخص سے راضی ہوں اس وقت ہم بھی راضی ہوں گے۔ اس کے علاوہ

www.maktabah.org

اور وعظ و نصیحت بھی فرمایا۔ جب مولانا نے دیکھا کہ خواجہ صاحب کی رضامندی کے بغیر آنحضرت بھی توجہ نہیں فرماتے بلکہ بیزار ہیں تو مجبوراً خواجہ صاحب سے معافی مانگی حتٰی کہ اپنا چہرہ سیاہ کر کے پگڑی گلے میں ڈال خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے یہاں تک کہ خواجہ صاحب آپ سے راضی ہو گئے۔

حضرت عروۃ الوثقٰی امام معصوم ثانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

کا دارالخلافت شاہجہاں آباد میں قیام

یہ قیومیت کا گیارہواں سال تھا۔ اس سال بعض مخالفین نے بادشاہ شاہجہاں کی خدمت میں آنحضرت کی طرف سے شکایت کی کہ آپ مغلیہ سلطنت پر راضی نہیں اِدھر آپ کی خدمت میں ظاہر کیا کہ بادشاہ آپ سے بدظن ہیں۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں سراپا جھوٹ تھیں اُنھیں ایک رات بادشاہ نے خواب دیکھا کہ ایک نہایت عظیم الشان پُر نزاکت و لطافت شہر ہے۔ اس قسم کا شہر بادشاہ نے اپنی زندگی میں کبھی نہ دیکھا تھا۔

اس شہر میں ایک سرخ رنگ کا قلعہ ہے۔ جس میں سونے اور جواہرات کے طرح طرح کے محل بنے ہوئے ہیں۔ بہشت کی طرح وہاں چشمے اور نہریں جاری ہیں کہ "فی جنّٰتٍ تجری من تحتها الأنهار"۔ ان پر صادق آتا ہے۔ ان نہروں اور ندیوں پر دیبا کا جواہرات اور یاقوت سے جڑاؤ بڑا خیمہ ہے جس کے اندر جواہرات سے ایک تخت رکھا ہے۔ اور پھر اس پر تخت طاؤس کی شکل ہے۔ جو زمرد کی بنی ہوئی ہے۔ طاؤس کے سر پہ ایسا لعل جڑا ہے جس کی روشنی سے تمام خیمہ جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔

بادشاہ اس شہر قلعہ۔ محلات۔ ندیوں، خیمے اور تخت وغیرہ کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ سمجھا کہ یہ دنیاوی مکان تو ہے نہیں۔ شہر والوں سے پوچھا کہ شہر کونسا ہے؟ اور قلعے کا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا۔ کہ یہ شہر اور جو کچھ اس میں ہے سب حضرت عروۃ الوثقٰی

www.maktabah.org

خواجہ محمد معصوم کی ملکیت ہے۔ پوچھا "آنجناب کہاں تشریف فرما ہیں؟" جواب ملا کہ برج میں بیٹھے ہیں" بادشاہ آپ کی زیارت کے لئے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت کے گرد ہزارہا اولیاء اللہ دست بستہ صف باندھے کھڑے ہیں۔ اور وہ برج آٹھ پہلو سارے کا سارا سونے کا بنا ہوا ہے۔ جالی دار ہے جن میں تمام لعل، زمرد، الماس اور یاقوت جڑے ہیں۔ اس کی ایک طرف دریا ہے۔ اور دوسری طرف خوبصورت باغ۔ اور اس میں آنحضورؒ بادشاہ کی طرح جلوہ افروز ہیں۔

بادشاہ سلام کر کے باادب کھڑا ہو گیا۔ آپؒ نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے بڑی کوشش سے تمہیں بادشاہ کیا اور اب بھی تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ بعض سخن چینوں نے ہماری طرف سے تمہیں سکھلایا اور تمہاری طرف سے ہمیں غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔ سو یہ دونوں باتیں ہی بے بنیاد اور محض افترا ہیں۔ یہ قلعہ اور قلعہ کی تمام چیزیں ہم نے تمہیں بخشیں۔ بعرصہ دراز تک سلطنت تجھ سے نہیں جائے گی۔ بعدازاں بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تخت طاؤس پر بٹھایا۔

شاہجہاں آباد کی بنیاد اور تعمیر

اتنے میں بادشاہ جاگ پڑا۔ جاگتے ہی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیشتر اس کے کہ بادشاہ کچھ عرض کرے۔ آپؒ نے فرمایا "اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہوگی۔ دیکھا ہم نے کیسا جنت نشاں مقام رات کو تمہیں عنایت کیا۔ بادشاہ نے حضورؒ کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ آپؒ نے فرمایا "جس طرح کی عمارت رات کو تم نے دیکھی تھی ویسی ہی بنواؤ۔" عرض کیا "جہاں ارشاد ہو"۔ فرمایا "وہیں کی شمال کی طرف"۔ پھر عرض کیا کہ مجھے اس شہر اور قلعہ کی ترتیب یاد نہیں رہی۔ حضورؒ نے ایک آدمی کو قلم دوات لانے کا حکم دیا۔ جب لایا تو اسے بلاکم و کاست رات والے قلعہ اور شہر کی ترتیب سمجھائی۔ اور اس نے کاغذ پر لکھ دی بادشاہ یہ دیکھ کر اور بھی معتقد ہو گیا۔ اور عرض کیا "بالکل صحیح اور درست ہے۔ اسی قسم کا شہر اور

www.maktabah.org

قلعہ میں نے خواب میں دیکھا تھا"۔

بادشاہ نے آداب بجا لا کر وہ کاغذ لیا اور اس مقام پر پہنچا جہاں اب شاہجہان آباد کا قلعہ آباد ہے۔ تمام حکماء نے بادشاہ سے کہا کہ جیسی معتدل آب و ہوا اس مقام کی ہے سارے ہندوستان میں کسی مقام کی نہیں۔ سلطان نے پھر حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا کہ آنجناب خود دستِ مبارک سے سنگِ بنیاد رکھیں تاکہ یہ عمارت مبارک ہو اور آفات سے محفوظ رہے۔

لال قلعہ دہلی کی بنیاد حضرت خواجہ محمد معصوم نے رکھی تھی

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے بپاسِ خاطر سلطان بہ نفسِ نفیس وہاں قدم رنجہ فرما کر بنیادی پتھر رکھا۔ حق تعالیٰ نے آنحضرت کے دستِ مبارک کی برکت سے اس عمارت کو تکمیل تک پہنچایا۔ اور زلزلے کے حادثات سے محفوظ رکھا۔ چنانچہ آج تک وہ قلعہ جسے تقریباً تین سو سال ہونے کو آئے۔ بدستور قائم ہے۔

بادشاہ نے پہلے دریا کے کنارے سرخ قلعہ بنوایا اور اس میں نقشہ کے مطابق محل وغیرہ بنوائے۔ اور تمام محلوں کو سنہری کیا۔ پھر اس میں آٹھ پہلو برج خواب کے مطابق جالی دار دریا کنارے بنوایا۔ جن میں بیش قیمت جواہر لعل۔ زمرد اور یاقوت جڑوائے۔ اس برج کے شمال کی طرف ایک باغ لگوایا۔ جس کی دیوار سنگِ رخام کی ہے۔ اس کی تمام دیواروں پر یمنی عقیق جڑوائے۔ اور اس کے اندر طرح طرح کے پھولدار اور پھل دار درخت لگوائے۔ محل بنوائے۔ نہریں جاری کرائیں۔ اور اس کے کنارے پر ایک سنہری مسجد بنوائی۔
اس باغ کے دروازے پر یہ شعر لکھ دیا ؎

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

www.maktabah.org

باغ حیات بخش

اس باغ کا نام "حیات بخش" رکھا گیا۔ اس باغ کے محاذی دار السلطنت جو بادشاہ کے جلوس کا مقام ہے اور جسے دیوانِ خاص کہتے ہیں۔ جس میں سوائے ارکانِ سلطنت کے کسی اور کو آنے کی اجازت نہیں سُنہری بنوایا۔ اس کے مغرب کی طرف دربارِ عام جس میں چالیس ستون تھے جس کے اکثر مقامات پر سنہری کام ہوا تھا، بنوایا اور دربار عام کے سامنے ایک نہایت وسیع میدان رکھا۔ اس میدان کے گرداگرد ایک سو محراب بنوائے۔ ہر ایک محراب میں دس گز مربع حُجرہ بنوایا۔ جو طرح طرح کے نقش و نگار سے آراستہ تھا۔

اس قلعہ کے چار دروازے بنوائے۔ ایک دریا کی طرف دوسرا قلعہ سلیم کی طرف جو دریا کے بیچ واقع ہے۔ ایک مغرب کی طرف اور ایک جنوب کی طرف ان دونوں دروازوں سے لوگ آتے جاتے ہیں۔

دہلی کی فصیل اور دروازے

اس قلعہ کے گرد ایک بڑی فصیل (دیوار) بنائی جس میں چھ دروازے ہیں۔ اور جس کا رقبہ سات کوس ہے۔ ان دروازوں کے نام یہ ہیں۔ اوّل کشمیری دروازہ۔ دوسرا کابلی دروازہ۔ تیسرا لاہوری دروازہ۔ چوتھا اجمیری دروازہ۔ پانچواں ترکمانی دروازہ۔ چھٹا دہلی دروازہ۔ ان کے علاوہ آٹھ چھوٹے دروازے ہیں۔ دو چھوٹے دروازے لاہوری دروازے کے دونوں طرف ہیں۔ ایک اجمیری دروازے کے قریب اور باقی پانچ متفرق مقامات پر ہیں۔

اس قلعہ کے اندر ایک ٹیلے پر ایک جہاں نما جامع مسجد سنگِ خام اور سنگِ موسٰے کی بنوائی۔ اور ایک اور مسجد لاہوری دروازہ کے مقابل حضرت قیوم ثانی رضؓ کے نام پر بنوائی۔ جس کا نام "سرہندی مسجد" رکھا گیا۔ اس کے گرد و نواح میں ایک باغ بھی حضرت خواجہ محمد معصوم کے نام پر بنوایا گیا جس کا نام "سرہندی باغ" رکھا گیا۔ قلعہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک اور نہایت عالیشان باغ بنوایا۔ جس کا نام شالامار مقرر کیا۔ اور دریا سے

www.maktabah.org

نہر نکال کر شہر میں لائی گئی جس کی شاخیں ہر کوچہ و بازار میں تھیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے مکان کے پاس سے اس کی چھوٹی سی شاخ گذار سکے۔ اس نہر کی وجہ سے شہر کی تر و تازگی سو گنا ہو گئی۔ لاہوری دروازے کے باہر چند تیر پرتاپ کے فاصلہ پر ایک نہایت عالیشان اور وسیع مسجد جمعہ اور عید کی نمازوں کے لیے بنوائی۔ لیکن عالمگیر بادشاہ نے اس مسجد کو چھوڑ کر ایک بغیر چھت کی اور عیدگاہ بنوائی۔

مغل دور میں دہلی شہر میں ایک لاکھ مساجد آباد تھیں

شاہجہاں آباد کا طول بارہ میل اور عرض چھ میل اور گرد ا چھتیس میل ہے ایک لاکھ کے قریب مسجدیں اور بیس ہزار تمباکو کی دوکانیں ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس شہر کی وسعت و رونق کس قدر ہو گی۔ اس کے بازار ایک تیر پرتاب کے فاصلے کے برابر چوڑے ہیں۔ جواہرات کے علاوہ دس لاکھ روپیہ اس شہر پر صرف ہوا۔ اور ایک لاکھ طلائی مہر ثمن برج پر خرچ ہوئی۔ دس لاکھ روپیہ سے مسجد جہاں نما تیار ہوئی۔

شہر اور قلعہ کی عمارات سے فارغ ہو کر بادشاہ نے حکم دیا کہ جس قسم کی بارگاہ اس نے خواب میں دیکھی تھی۔ بنائی جائے۔ کہتے ہیں کہ اس قسم کی بارگاہ گذشتہ بادشاہوں میں سے کسی نے نہ بنوائی تھی۔ اور شاہجہاں کے سوا اسے کوئی قائم نہ کر سکا۔

شاہجہاں نے لاہور کی تعمیر کی

ایک دفعہ شاہجہاں نے لاہور میں ایسی بارگاہ بنوائی جس میں کھڑا کرنے میں چار سو مزدور ہلاک ہوئے۔ پھر وہ تخت بنوایا جو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ جتنا روپیہ سارے شہر اور قلعے پر خرچ ہوا تھا اتنا اکیلے تخت پر صرف ہوا۔ اس کے قبے پر زمرد کا طاؤس بنایا اور دس ہزار روپے سے زیادہ قیمت کا لعل اس طاؤس کے سر پہ رکھا۔ اور یہ بارگاہ دربار عام کے سامنے قائم کی گئی اس کے تمام محراب دیبا کے اور سنہری تھے۔ ان محرابوں پر لعل یاقوت جواہر اور مروارید ٹانکے گئے۔ بارگاہ کے اندر اس تخت کو رکھا اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو معہ خلفائے

www.maktabah.org

مدعو کیا گیا۔ آنحضرت تشریف فرما ہو کر اس ثمن برج میں بیٹھے اور بادشاہ کو فرمایا کہ تو نے خواب میں دیکھا تھا۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ گویا وہی خواب ہے جسے جناب کی طفیل حالتِ بیداری میں دیکھ رہا ہوں۔

بعد ازاں آنحضرتؓ نے بادشاہ سے فرمایا کہ جاؤ! تخت پر بیٹھو، اللہ تعالےٰ یہ تخت یہ قلعہ یہ شہر اور یہ ملک تمھارے اور تمھاری اولاد کے لئے مبارک کرے بادشاہ ارشاد کے مطابق تخت پر بیٹھا اور دوگانہ شکر ادا کر کے بلند آواز سے کہا کہ فرعون نے ہڈی کے تخت پر بیٹھ کر خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمتِ عظمیٰ عطا کی ہے۔ تاہم اس کی بندگی کا طوق میری گردن میں ہے۔

حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کے حق میں دعا کی بادشاہ ہر سال اسی طرح جشن کرتا۔ آج تک بادشاہ بدستور سال میں ایک دفعہ جشن کرتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے اکبر آباد اور لاہور میں بھی از سر نو عماراتِ عالی بنوائیں۔ اور لاہور میں ایک شالامار باغ بنوایا۔ تختِ طاؤس نادر شاہ کے آنے تک ہندوستان میں رہا بعد ازاں اُسے وہ ایران لے گیا۔

حضرت امام معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانیؓ کی نگرانی میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کی تعمیر

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی کثرت ہوئی۔ اور ہزارہا آدمی پانچوں وقت نماز میں شامل ہونے لگے۔ تو مسجد قدیم جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی۔ تنگ محسوس ہونے لگی۔ اس لئے حضرت قیوم ثانیؓ نے ایک اور وسیع مسجد بنوانا چاہی۔ آپؓ کی اس خواہش سے تربیت خاں نے جو اس بارگاہ کا خاص مرید تھا عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ یہ سعادتِ عظمیٰ میں ہی حاصل کروں اور میری

www.maktabah.org

نگرانی میں مسجد تعمیر ہو۔ آپ نے اس کی درخواست کو منظور فرمایا۔ اور خانقاہ بنانے کی اجازت عنایت فرمائی۔

تربیت خاں نے نہایت عالیشان اور وسیع خانقاہ بنوائی۔ اور قدیم مسجد کی علامت کے طور پر ایک صفہ اس مسجد کے صحن میں کعبہ کی طرح چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ مقام بہت متبرک ہے اس لئے کہ کعبہ معظمہ نے یہیں نزول کیا تھا۔ اور اس زمین کو کعبہ کی زمین کے ساتھ فنا و بقا حاصل ہے۔ حضرت قیوم اول نے حضرت قیوم ثانی کو اسی مقام پر مقطعات قرآنی کے اسرار سے مطلع کیا تھا۔ اس صفہ سے مغرب کی طرف ایک حوض بنوایا اس کے اُوپر مچھلی کی پیٹھ کی طرح ایک آبشار بنوایا۔ مسجد کے جنوب میں سالکانِ سلوک کے لئے چند حجرے بنوائے۔ مسجد قدیم کا حوض اور بہت سی زمین حضرت قیوم اول کے روضہ متبرکہ کے گرد و نواح کو وسیع کر دیا۔

اس مسجد کی ایک فضیلت آنحضرت پر منکشف ہوئی۔ کہ یہ مسجد الحرام، مسجد النبی اور مسجد الاقصیٰ کے علاوہ باقی تمام جہان کی مساجد سے افضل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی مسجد قدیم کی بابت جو اس وقت موجود مسجد کا صحن ہے۔ یہی فضیلت منکشف ہوئی تھی۔ جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصہ میں لکھا گیا ہے۔ حضرت قیوم اول کے روضہ منورہ کے مغرب اور شمال کی طرف ایک باغ تھا جس کا طول اور عرض ایک ایک کوس تھا۔ اور جو باغ ملک احمد کے نام سے مشہور تھا۔ اس باغ کے مالک نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں بطور نذرانہ یہ باغ پیش کیا۔ آنجناب نے اپنے فرزندوں پر تقسیم کیا۔ ہر ایک نے اپنے رہنے کے لئے اس باغ میں عالیشان عمارت بنوائی اور اس باغ کے ارد گرد کی زمین بھی لے کر اس میں عالیشان مکانات بنوائے۔

اس باغ کے شمال اور مغرب کی طرف ایک وسیع میدان تھا اس میں نہایت عمدہ اور خوبصورت بازار بنوایا۔ جس میں ملک کی ہر چیز موجود ہوتی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا

www.maktabah.org

مہتمم حضرت کا صندل نامی خواجہ سرائے تھا۔ اس لئے یہ بازار صندل پورہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس بازار کے مشرق کی طرف باغ کے کنارے کے قریب حضرت قیوم ثانیؒ کے لئے محل بنائے گئے۔ جن میں آنحضرتؓ حلقہ و مراقبہ کیا کرتے تھے۔ آپؓ نے اپنی عمرِ عزیز کے آٹھ برس یہیں بسر کئے۔

اسی سال بادشاہِ ہندوستان شاہجہان آپ کی زیارت کے لئے سرہند آیا اور چند ماہ یہیں رہا۔ اپنے ارکانِ سلطنت کو کہنے لگا کہ یہ شہر میرے دونوں دارالخلافوں لاہور اور دہلی کے درمیان ہے اکثر اس شہر میں سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ اور آنحضرتؓ کی زیارت کے لئے میں یہیں ٹھہرتا ہوں علاوہ ازیں یہ پاکیزہ شہر نہایت متبرک اور ہندوستان کا سر ہے

الاسود ایاں شہر یست در ہند　　　کہ اندر پائے او بنہاد سر ہند

بہتر یہ ہے کہ اس شہر میں ایک اور عالیشان عمارت بنوائی جائے۔ چنانچہ وہاں اس قسم کے محل بنوائے، جیسے شاہجہاں آباد کے قلعہ میں بنوائے تھے۔

اسی سال آپؓ کو الہام ہوا کہ آپ کو ہم نے اپنے فضل و کرم سے اُمّتِ محمّدی کے گنہگاروں کو دوزخ سے نجات دینا سپرد کیا ہے۔ جسے چاہیں دوزخ سے بچائیں۔ جسے چاہیں دوزخ میں جھونک دیں۔ اس سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرتؓ کو یہ خوشخبری سنائی تھی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عبد العزیز خاں بادشاہِ توران بیعت ہوئے

قیومیت کے تیرھویں سال عبد العزیز خاں بادشاہِ توران نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں معہ تحف و ہدایا و دینار ایک عرضی بھیجی۔ ان دنوں عبد اللہ اوزبک شاہ توران کا انتقال ہو گیا جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مریدِ خاص تھا۔ تو ارکانِ سلطنت نے عبد العزیز خاں کے بھائی

www.maktabah.org

کو تخت پر بٹھا دیا اور عبدالعزیز خاں کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر وہ سمرقند سے بھاگ گیا۔ شاہی فوج نے اس کا تعاقب کیا اس نے آنحضرت کے خلیفہ خواجہ کلاں کی خانقاہ میں پناہ لی اور خواجہ صاحب سے مدد کی درخواست کی۔

خواجہ صاحب نے فرمایا "میں بھی آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تم بھی ہو۔ امید ہے آنحضرت کے طفیل سے تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی" عبدالعزیز خاں عشاء کی نماز کے بعد آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ بہت ہی عاجزی کی عین عاجزی کرتے کرتے اُسے نیند آ گئی خواب میں دیکھا۔ کہ ہزاروں سوار فاخرہ بباس پہنے صفیں باندھے کسی شخص کے منتظر ہیں اتنے میں ایک اور بزرگ جن کی پیشانی سے نور چمکتا تھا۔ ابلق گھوڑے پر سوار ظاہر ہوئے۔ تمام درختوں اور پتھروں نے اس بزرگ کو سجدہ کیا میں نے حیران ہو کر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ جن کو دیکھتے ہی صفیں سر بسجود ہو گئیں۔ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقٰی قیوم وقت ہیں۔ عبدالعزیز نے آنحضرت کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اور اپنا مطلب عرض کیا۔ آنحضرت نے اس کے حال پر بہت مہربانی کر کے فرمایا" خاطر جمع رکھو! ہمارا خیال تمہاری طرف ہے۔ انشاءاللہ! عنقریب ہی بفضل خدا اپنے مقصود میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اب قندھار جاؤ! وہاں پر ہمارے مرید ہیں۔ تمہاری رفاقت کریں گے۔

خواجہ کلاں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ دوسرے روز خواجہ کلاں اور عبدالعزیز خاں دونوں قندھار روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو وہاں کے خلفاء نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ ہمیں عبدالعزیز خاں کی مدد کرنی چاہیئے سو وہ اس سے مل گئے۔ چنانچہ بارہ ہزار سوار اور آٹھ ہزار پیادوں کا لشکر بخارہ کی طرف روانہ ہوا۔ علاوہ بریں جہاں کہیں آنحضرت کے خلفاء و مرید تھے۔ سب نے عبدالعزیز کا ساتھ دیا راستے میں جو شہر یا قلعہ آتا وہاں سے موجودہ لوگوں کو نکال کر اپنے آدمیوں کو وہاں بٹھاتے جب بخارا کے قریب پہنچے تو بادشاہ اور ارکان

www.maktabah.org

سلطنت کے دِل پر رُعب طاری ہوا. جب انھوں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، کے تمام خلفاء اور مرید اس کے ساتھ ہیں۔ تو چونکہ وہ بھی آنحضرت کے مُرید تھے. انھوں نے سمجھ لیا کہ آنحضرت اس کے بادشاہ ہونے میں راضی ہیں. اور جو خوشخبری آپؒ نے سلطنت کے بارے میں اُسے دی تھی وہ بھی اُسے سُن چکے تھے اس لیئے انھوں نے عبدالعزیز خاں کو پیغام بھیجا کہ آپؒ بلا تکلف تشریف لائیں ہم موجودہ بادشاہ کو پکڑ کر آپ کے حوالے کر دیں گے.

جب بادشاہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہاں سے خود ہی بھاگ گیا. عبدالعزیز خاں نے دوسرے روز بخارا میں جا کر آنحضرتؒ کی توجہ کی برکت سے بلا مزاحمت غیرے توران کے تخت پر جلوس کیا. اور ایک عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرتؒ کی خدمت میں بھیجی جس میں ارادتِ غائبانہ کا اظہار کیا تھا۔ ہر سال پھر اُسی طرح آپؒ کی خدمت میں ہدیئے اور تحفے بھیجتا رہا.

جب اس کی عرضی آنجنابؒ کی خدمت میں پہنچی تو آنجنابؒ نے ازراہِ عنایت اُسے غائبانہ مرید کیا. اور جو لوگ اس کی عرضی لائے تھے. ان سے عین کمال شفقت سے پیش آئے.

حضرت عروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانیؒ سے
شاہزادہ اورنگ زیب بیعت ہوئے

شاہزادہ محمد اورنگ زیب آنحضرتؒ سے بیعت ہوا. وہ اپنے مرید ہونے کی وجہ یہ بتلاتا ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ اور خلقت پریشان حال دکھائی دے رہی ہے۔ عذاب کے فرشتے لوگوں کو کھینچ کر لیے جاتے ہیں. اور طرح طرح کا عذاب پہنچاتے ہیں۔ مجھے بھی پکڑ کر دوزخ میں لے جانا

www.maktabah.org

چاہا۔ اس اثنا میں حضرت معصوم تخت پہ بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے۔ تو میدانِ قیامت میں شور مچ گیا۔ کہ حضرت عروۃ الوثقٰیؒ امام معصوم آ گئے ہیں جن کے سپرد حق تعالیٰ نے گنہگاروں کو عذابِ دوزخ سے چھڑانا کیا ہے آپؒ نے پہلے ان آدمیوں کو چھڑایا جنھیں عذاب دیا جا رہا تھا۔ بعد میں اس احاطے کی طرف متوجہ ہوئے جہاں تمام جہان کے گنہگار قید تھے۔ سب کو وہاں سے رہائی دلوائی۔ اور ہر ایک کو خلعتِ فاخرہ دے کر بہشت میں بھیج دیا۔ لیکن جنہیں بخشش نصیب ہوئی۔ وہ دو قسم کے تھے۔ ایک گروہ کو تو فقط خلعتِ عنایت ہوئی۔ اور دوسرے کو خلعت معہ تاجِ جنّتی براق بھی دیئے گئے۔ اور ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جن پر اس قدر رحمتِ الٰہی ہوتی ہے۔ جواب ملا؛ "یہ گذشتہ انبیاء کی امتیں ہیں۔ اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتِ مرحومہ ہے"۔ اس امتِ مرحومہ میں میں نے بعض لوگوں کو دیکھا۔ کہ نور اور روشنی کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اور بہشت کے فرشتے اُن کے ساتھ ہیں۔ اور آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا" یہ کون لوگ ہیں؟ کہا" یہ حضرت عروۃ الوثقٰیؒ کے مرید ہیں۔ اتنے میں آپؒ نے میری طرف توجہ کر کے فرمایا کہ اُسے بھی تخت اور نُوری لباس دو۔ کیونکہ یہ ہمارا مرید ہے۔ بعدازاں مجھے زمرد کا تخت اور نُور کا لباس عنایت ہُوا۔

یہ خواب دیکھ کر صُبح حاضرِ خدمت ہُو کر شرفِ بعیت سے مشرف ہُوا حضرت عروۃ الوثقٰیؒ نے اس سے پہلے فرمایا تھا کہ شاہجہان کے بیٹوں میں سے جو سب سے پہلے آکر مرید ہوگا ہم تاجِ سلطنت اس کے سر پر رکھیں گے۔ چونکہ شہزادہ اورنگ زیب پہلے مرید ہوا۔ اس لئے آپؒ نے سلطنت کی خوشخبری اسے عنایت فرمائی۔ اور بیشتر اس کے کہ شاہزادہ خود خواب کو بیان کرے۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ جس طرح تُو نے خواب میں دیکھا ہے انشاء اللہ اسی طرح قیامت کے دِن تو ہمارے ساتھ ہو گا۔

www.maktabah.org

جب دُوسرے شہزادوں نے سُنا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے اورنگ زیب کو سلطنت کی خوشخبری دی ہے تو کُڑھے اور جو ارادہ دل میں تھا آنحضرت کے مرید بنیں گے۔ توڑ دیا اور اور جگہ جا کر مرید ہوئے۔

دارا شکوہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں

کہتے ہیں کہ جب اورنگ زیب مُرید ہو چکا تو دارا شکوہ بھی آنحضرتؒ کی خدمت میں مرید ہونے کے ارادے سے حاضر ہوا۔ آپؒ نے فرمایا "ہم جانتے ہیں کہ تم اللہ کی خاطر ہمارے پاس نہیں آئے بلکہ سلطنت کے لیے آئے ہو۔ سو وہ تو ہم سے اورنگ زیب لے گیا ہے۔ دارا شکوہ مایوس ہو کر آپؒ کی خدمت سے اٹھا اور جا کر شاہ میاں میر لاہوریؒ کا مرید ہو گیا۔ اس دن سے حضرت خواجہؒ سے دل میں کدورت رکھنے لگا۔ ہر روز

لے شہزادہ دارا شکوہ ذہنی طور پر مشائخ نقشبندیہ کے نظریات سے مانوس نہ تھا۔ یہ ابتدائے کار سے ہی جوگیوں۔ جوتشیوں، مہدیوں پھر فلسفہ وحدت الوجود کے حامی قادری بزرگوں سے مجالس رکھا کرتا تھا۔ سکینۃ الاولیاء کے صفحات کے مطابق دارا شکوہ ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۲ء میں ۱۹ سال کی عمر میں پہلی بار اپنے والد کے ساتھ حضرت میاں میر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے لاہور گیا تھا۔ پھر ۱۰۴۵ھ/ ۱۶۳۵ء کو دوبارہ ملا اور آپ کا عقیدتمند بن گیا۔ ۱۰۴۹ھ/ ۱۶۳۹ء کشمیر کی سیر کے دوران حضرت میاں میر کے خلیفہ ملا شاہ بدخشی سے ملا اور اتنا متاثر ہوا کہ بعیت کر کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا۔ وہ ان صوفیاء کے افکار سے بے حد متاثر تھا۔

علماء کرام کو "ملایان قشر" اور مشائخ نقشبندیہ کو "زاہدانِ خشک" کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ اُسے شیخ محب اللہ الہ آبادی کے نظریات محسن فانی کشمیری کے اشعار۔ سرمد کے عقائد۔ بابا لال کا فلسفہ۔ چندر بھان برہمن کے عقائد۔ میاں باری کی تاویلات۔ شیخ سلیمان مصری قلندر کی روایات

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

اس سلسلہ کو تکلیف پہنچانے کے درپے رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اس دشمنی اور ایذا کا بدلہ دیا اور اورنگ زیب کو ہندوستان کی سلطنت عنایت کی آج تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔[۱]

(سابقہ صفحہ سے آگے)

اور شاہ فتح علی قلندر کی حکایات سے دلی لگاؤ تھا وہ مغل دربار اور ملکی انصرام میں مشائخ نقشبندیہ کے اثر و رسوخ کی وجہ سے رسما سرہند گیا۔ حالانکہ وہ ان بزرگان دین کے ساتھ چل نہ سکتا تھا۔

۱ حضرت میاں میر بالا پیر قادری لاہوری قدس سرہٗ (۹۵۷ھ / ۱۰۴۵ھ) سلسلۂ قادریہ کے مشائخ عظام میں مانے جاتے تھے۔ آپ شیخ خضر سیوستانی کے مرید۔ قاضی سائندہ بن قاضی قلندر کے بیٹے اور حضرت فاروق اعظم کی اولاد میں سے تھے۔ آپ سیوستان میں پیدا ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں علوم دینیہ سے فارغ ہوئے۔ سلسلۂ قادریہ میں سلوک کے منازل طے کئے اور شیخ کامل بن کر پچیس سال کی عمر میں لاہور آئے۔ ریاضت اور مجاہدہ میں کمال کر دیا۔ ساری رات نوافل پڑھتے۔ سات دن کے بعد روزہ افطار فرماتے اور حالت استغراق میں کئی کئی ہفتے گذار دیتے۔ داراشکوہ نے آپ کے احوال و کمالات پر ایک مبسوط کتاب "سکینۃ الاولیاء" لکھی۔ جس میں آپ کی کرامات کا تذکرہ ملتا ہے۔ بادشاہانِ وقت آپ کے دروازے پر حاضری دیتے۔ دربار کے امراء اور رؤساء آستان بوسی کرتے۔ علماء و مشائخ آپ سے استفادہ کرتے اور عوام الناس آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ جہانگیر، شاہجہان، داراشکوہ اپنے زمانۂ اقتدار میں آستان بوسی کے لئے کئی بار حاضر ہوئے۔

لاہور کے نواب وزیر خان مغلیہ دور کے سپہ سالار۔ خانقاہ کی جاروب کشی کو سرمایہ افتخار خیال کرتے تھے۔ ۱۰۶۵ھ میں فوت ہوئے۔ اور لاہور میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار آج بھی مرجع خلائق ہے۔

www.maktabah.org

اِسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہٗ پیدا ہوئے۔

شاہجہان کی بیٹی روشن آرا
حضرت خواجہ معصومؒ زمانی کی بیعت ہوئی

جب اورنگ زیب آنحضرتؓ کا مرید ہوا تو اس نے اپنی بہن روشن آرا، کو جو تمام بھائی بہنوں سے خوبصورت تھی۔ آنحضرتؓ کا مرید ہونے کو کہا۔ دوسرے بھائی مختلف فقیروں کے اوصاف اس سے بیان کرتے تھے۔ تاکہ کسی اور فقیر کی مرید بنے۔ ایک رات اس نے استخارہ کیا کہ مجھے کس بزرگ کی مرید ہونا چاہیئے؟۔

www.maktabah.org

اس محل پر حضرت امام معصوم عروۃ الوثقیٰ گنبد سے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں ۔ اور محل کے نیچے تمام اولیائے اُمّت آپؒ کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ آنحضرت خربوزہ کھا کر اس کے چھلکے نیچے پھینک رہے ہیں۔ جنھیں اولیائے اُمّت بڑی خواہش اور رغبت سے کھاتے ہیں۔ اور اُن کے لینے میں بڑی جد و جہد کرتے ہیں۔ آپس میں جھگڑتے اور ایک دوسرے سے چھینتے ہیں۔ اور ان چھلکوں کے کھانے پر فخر کرتے ہیں۔ اِس اثناء میں غیب سے کوئی پکار کر کہتا ہے کہ جو شخص حضور کے پس خوردہ خربوزے کے چھلکے کھائے گا اللہ تعالیٰ اُسے صدیقوں میں داخل کرے گا۔ اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائے گی ۔

جب صبح اس نے یہ خواب اپنے بھائی اور رنگ زیب سے بیان کیا تو وہ اُسے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں لایا اور مرید بنایا ۔ اور خواب کا واقعہ آپؒ کی خدمت میں عرض کیا ۔ روشن آرا ء نے آپؒ کے انتقال کے بعد اُسی قسم کا روضہ منورہ بنوایا جیسا کہ اس نے خواب میں دیکھا تھا ۔

اس کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محل ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار سے مزین ہے۔ اور اس طرح چمک رہا ہے ۔ کہ دیکھ کر آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ اور اس کے نقوش ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں ۔ چاروں طرف چار سنگ رخام کے برج بنے ہوئے ہیں ۔ اور ان چاروں پر گنبد بنے ہوئے ہیں ۔ اور اس محل کے اوپر ایک بڑا عظیم الشان سنہری گنبد ہے ۔ جو سورج کی طرح چمکتا ہے۔

شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا، قیومؒ ثانی کی مرید ہوئی

بادشاہِ ہند شاہجہان کی لڑکی گوہر آرا ء دانائی، عقلمندی، سمجھ، فہم، علم اور حلم، آراستگی اور شائستگی میں اپنی نظیر آپ تھی ۔ رات دِن عبادتِ خدا میں مشغول رہتی اور

www.maktabah.org

صبح و شام خوفِ خدا سے روتی۔ سُنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرِمو تجاوز نہ کرتی۔

ایک دن اس نے اپنے بھائی اورنگ زیب کو کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ ایک باغ ہے جس کی دیواریں سُرخ یاقوت کی ہیں۔ درخت زُمرّد کے ہیں اور زمین سُنہری ہے۔ اس باغ میں مروارید کا ایک محل ہے۔ جس میں جناب سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ محل کے ایک طرف امت کے تمام صالحین اور اولیائے کرام بیٹھے ہیں، اور دوسری طرف امت کی صالحات اور اولیاء خواتین بیٹھی ہوئی ہیں جن میں سیدہ عائشہ صدیقہ، حضرت فاطمۃ الزہراء اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نمایاں دکھائی دے رہی ہیں۔ عورتیں آتی جاتی ہیں اور ان کے پاس بیٹھتی جاتی ہیں اسی طرح مرد بھی جوق در جوق آتے جاتے ہیں اور مردوں کے طبقے میں بیٹھتے جاتے ہیں۔

اس محل کے سامنے ایک شخص کھڑا ہے جسے حضور سرورِ کائنات دیکھتے جاتے ہیں۔ آپ اس شخص کو گذارشات پیش کرنے کا حکم فرماتے ہیں تو وہ دوسروں کے مطالبات پیش کرتا جاتا ہے۔ کبھی اس کی زبان پر مردوں کے مطالبات ہیں۔ کبھی عورتوں کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان معاملات پر غور فرما کر حکم صادر فرماتے جاتے ہیں اور اس طرح تمام حاضرین کے چہرے روشن ہوتے جاتے ہیں۔

میں نے کسی سے پوچھا "یہ شخص کون ہے ؟" بتایا گیا "یہ عروۃ الوثقٰی حضرت مخدوم محمد معصوم سرہندی ہیں۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کا تمام کارخانہ آپ کے حوالے کیا ہے۔ اور آپ کی التجا پر لوگوں کے کام ہو جاتے ہیں۔"

یہ خواب دیکھ کر شہزادی گوہر آرام اٹھیں حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئیں۔ آپ نے بھی شہزادی کے حال پر خصوصی توجہ فرمائی۔ بلکہ آپ نے شہزادی کے حق میں یہ خوشخبری سنائی کہ تم جنت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

www.maktabah.org

کی ازواجِ مطہرات کی خصوصی خدمت میں رہو گی۔

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابعہ خواجہ محمد زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے وصال کے بعد شہزادی گوہر آرا حضرت قیوم ثالث سے تکمیل سلوک کرتی رہیں۔ اور ولایتِ ثلاثہ۔ کمالاتِ نبوت اور حقائق ثلاثہ کی خوشخبری پائی۔

قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ نے ایک اور جگہ فرمایا کہ گوہر آرا جنّت میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ رہے گی۔ حضرت خلیفۃ اللہ جمعہ کی نماز کے بعد سرہندی باغ میں تشریف لے جاتے اور گوہر آرا کی قبر پر فاتحہ پڑھتے تھے۔ اور پھر فرماتے اس قبر پر نورِ عظیم کا ظہور ہوتا ہے جو مقتدر اور اعلیٰ اولیاء اللہ کی قبروں پر ہی ہوتا ہے۔

بادشاہ شاہجہان فتح قندھار کے لئے
حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے دُعا کراتا ہے

آپؒ کی قیومیت کا ستارھواں سال تھا جب بادشاہِ ہندوستان نے ایران پر چڑھائی کی جس کی وجہ یہ تھی کہ والیٔ ایران نے اپنی مجلس میں کہا کہ سلطانِ ہند شاہجہان میں اہلِ ایران سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ایک مہینے میں سارے ہندوستان کو اپنے قبضے میں لا سکتے ہیں لیکن چونکہ زمانہ قدیم سے ہم میں اور اُن میں

www.maktabah.org

برادری اور خیر سگالی کے مراسم ہیں۔ اِس لئے ہماری کبھی خواہش نہیں ہوئی۔

جب شاہجہان نے یہ بات سُنی کہ شاہِ ایران کا یہ خیال ہے پھر وہ برسرِ عام خلفاءِ ثلاثہ کے حق میں غیر مناسب کلمات بھی استعمال کرتا رہتا ہے۔ تو بڑا پیچ و تاب کھانے لگا۔ اُسی وقت ایک زبردست لشکر لے کر ایران کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے سرہند پہنچ کر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضری دی اور اس مہم کے لئے دُعا اور توجّہ کی درخواست کی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہم آج رات اس بارے میں توجہ کریں گے جو کچھ معلوم ہوگا اس کے موافق جواب دیں گے۔

دوسرے روز جب بادشاہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے فرمایا کہ ہم نے اس مہم کے بارے میں خصوصی توجہ دی ہے بفضل الٰہی سے امید غالب ہے۔ کہ حق تعالےٰ تمھیں فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے باغ باغ ہوگیا۔ اور خوشی خوشی ایران کی طرف روانہ ہوا۔ آخر منزلیں طے کر کے جب کابل کے گرد و نواح میں پہنچا۔ تو شہزادہ اورنگ زیب کو ہراول لشکر دے کر بھیجا۔ شہزادہ نے ایک عریضہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں دوبارہ مدد و اعانت کے لئے لکھا۔ آپؓ نے اس کے جواب میں ایک مکتوب لکھا۔ جس میں جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر کے فضائل اور ان کے متعلق احادیث درج فرمائیں۔ اس میں ان حدیثوں کا ذکر بھی فرمایا جو روافض کی تکفیر کے بارے میں آئی ہیں۔

یہ مکتوب آپؓ کے مکتوب کی پہلی جلد کا چوّنسٹھواں مکتوب ہے تکفیر روافض کے متعلق حسب ذیل احادیث کا اقتباس کیا۔ **حدیث**:۔

اخرج ابو دردا الذھبی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما مرفوعا یکون فی آخر الزمان قوم یسمعون الرافضہ یرفضون	ابو دردا میں لکھا ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت کی کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے۔ جن کو روافض کہیں گے اور جو اسلام کی

www.maktabah.org

الاسلام فقتلوھم فانھم مشرکون۔ | توہین کریں گے۔ اُن کو قتل کرنا کیونکہ یہ مشرک ہو گئے۔

حدیث

واخرج الدار قطنی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سابق من بعدی قوم یقال لھم الرافضہ فان ادرکتموھم فاقتلوھم فانھم مشرکون قال قلت یا رسول اللہ ما العلامتہ فیھم قال یفرطونك بما لیس فیك ویخالفون عن السلف واخرجہ عن الطریق اٰخر وادعنہ ینحلون عنا اھل البیت یسوء کذلك ذلك انھم یسبون ابا بکرؓ و عمرؓ۔

دار قطنی میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے لوگ بھی ہوں گے جنھیں رافضی کہا جائے گا اگر وہ تمھیں ملیں تو انھیں ضرور قتل کرنا کیونکہ وہ سراسر مُشرک ہوں گے۔ آنجنابؓ نے حضور نبی کریم سے پوچھا کہ ان کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا جو باتیں تم میں (حضرت علیؓ میں) نہیں پائی جاتیں انھیں اصل سے بھی بڑھا چڑھا کر بیان کریں گے۔ گذشتہ لوگوں کی مخالفت کریں گے انہی میں بالفاظ دیگر فرمایا ایسے لوگ اہلِ بیت سے باہر نکل جائیں گے لیکن وہ ایسا کرنے میں سراسر برائی پر ہوں گے۔ کیونکہ وہ حضرت ابا بکر صدّیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہیں گے۔

اِن احادیث کے بعد لکھا: "رجعلنا من جہاد الاصغر الیٰ جہاد الاکبر۔" ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف ہوئے۔

حدیثِ قُدسی میں آیا ہے: "عاد لنفسك فانھا اغضب بمعاد۔" تو اپنے نفس سے عداوت کر کیونکہ وہ معاد کے لئے سخت نقصان دہ ہے۔

انسانی نفسِ امّارہ باوجود تصدیقِ قلبی اور اقرارِ لسانی اپنے کُفر و انکار پر اڑا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عملدرآمد نہیں کرتا۔ یہی چاہتا ہے کہ سب اُس کے فرمانبردار

www.maktabah.org

ہو جائیں اور وہ کسی کا مطیع و ماتحت نہ ہو۔ چونکہ خودی پر قائم ہے اور انا ربکم کی ندا اس کے وجود سے نکلتی ہے اس واسطے اس سے عداوت کرنا عین اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے۔ اور اس سے مخالفت اور جہاد کرنا عین شریعت غرا کے مطابق ہے غزا ایسا جہاد اکبر ہے جو بیرونی دشمنوں سے کبھی کبھی کرنا پڑتا ہے۔ مگر اندرونی دشمن سے تو ہر وقت جہاد کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ وہ بادشاہ تھا۔ غرور و تکبر بادشاہوں کا خاصہ ہے۔ اس لئے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اس سے جہاد کرنا مناسب اور ضروری خیال فرمایا پھر حضرت قیوم ثانی رض نے شہزادہ کے قاصد کو قندھار کی فتح کی خوشخبری دے کر رخصت فرمایا۔ شہزادہ اس مکتوب کے پہنچنے پر قندھار کی طرف روانہ ہوا۔ آخر قریب پہنچ کر شہر اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے حاکم نے اورنگ زیب کے لشکر کی طاقت کو دیکھا اور بھاگ اٹھا۔ اور قندھار پر شاہزادہ قابض ہو گیا۔ [1]

---

[1] شاہجہان نے پہلی بار ۱۶۴۶ء میں قندھار پر ایک مہم بھیجی جو شاہزادہ مراد کی سربراہی میں روانہ ہوئی اور اس فوج کا سپہ سالار علی مردان خان تھا۔ یہ فوج ایران کے مشرقی علاقوں میں آگے بڑھتی گئی۔ بلخ و بدخشان کو فتح کیا۔ اس مہم کے دوران شاہجہان خود لاہور میں مقیم رہا۔ اور یہاں وہ تاریخی عمارتوں کی تعمیرات کی نگرانی کرتا رہا جو آج تک یادگار زمانہ ہیں۔ مگر ایران کے ان علاقوں پر برف باری اور طوفانی ہواؤں کی وجہ سے شہزادہ مراد اپنے قبضے کو مستحکم نہ رکھ سکا اور مغل فوجیں تھوڑے ہی عرصے بعد پسپا ہونے لگیں۔ موسم کی ناموافقت اور ایرانیوں کی دفاعی سرگرمیوں سے مغل افواج کو واپس آنا بھی غیر یقینی ہو گیا۔ سعد اللہ خاں چنیوٹی کی حکمت عملی سے یہ فوجیں حفاظت سے واپس آگئیں۔

اس ہزیمت کا بدلہ لینے کے لئے شاہجہان نے حضرت خواجہ محمد معصوم مجددی سے توجہ کی درخواست کی۔ اور اورنگ زیب کو ۱۶۴۷ء میں ایک زبردست لشکر دے کر روانہ کیا۔ شاہجہان خود بھی کابل تک گیا۔ اگرچہ شہزادہ اورنگ زیب سابقہ مہموں کی نسبت تھوڑی فوج لے کر آگے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

شاہجہاں نے اس فتح سے بہت خوش ہو کر شکریہ کے طور پر تحفے اور ہدیئے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں روانہ کیئے۔ شاہزادہ اورنگ زیب نے بھی آنحضرت کی خدمت میں عریضہ مع اس ولایت کے تحفوں کے بھیجا۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

بڑھا۔ اور موسمی حالات بھی شدید تھے۔ تاہم اورنگ زیب اپنی جنگی تدابیر اور شجاعت کیساتھ شہروں کے شہر فتح کرتا گیا۔ اس مہم میں حضرات مجددیہ اورنگ زیب کے ساتھ تھے اور روحانی طور پر اس کے پُشت پناہ تھے۔ اورنگ زیب نے فوج کو اس خوبی سے لڑایا کہ قندھار اور بلخ پر قابض ہو گیا۔ بخارا کا حکمران عبدالعزیز خان مقابلہ میں آیا مگر شکست کھا کر بھاگ نکلا۔

اس معرکہ میں اورنگ زیب نے جس شجاعت کا مظاہرہ کیا وہ اس کے جنگی کردار کا بہترین نمونہ ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد ہنگامہ کارزار میں اترا۔ تیر و تفنگ کی بارش میں اپنا لشکر آگے بڑھاتا گیا۔ توپیں آگ برسا رہی تھیں۔ مگر اورنگ زیب آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ عین معرکہ میں نماز کا وقت آیا۔ اورنگ زیب گھوڑے سے اُترا۔ میدان جنگ میں ہی نماز ادا کی۔ مغل فوج اس کی اس ادا پر جانیں قربان کرنے لگی۔ ایرانی فوج اسکی استقامت دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئیں ایرانی سپہ سالاروں پر اورنگ زیب کے اس استقلال کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ انھوں نے صلح کی درخواست کی۔ اورنگ زیب نے یہ استدعا قبول کر لی۔ ایک اور حریف نذر محمد آگے بڑھا۔ جس کے لشکر کو اورنگ زیب کی فوجوں نے گاجر مولی کی طرح کاٹ دیا۔ بادشاہ بدخشان نے شاہجہان سے صلح کے بعد بدخشان کی واپسی کی التجا کی جو بادشاہ نے کمال فیاضی سے قبول کر کے اُسے بدخشان واپس دے دیا۔ اس فتح مندی کے اثرات میں اورنگ زیب اور شاہجہان خانوادۂ نقشبندیہ سرہندیہ کے پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے۔

www.maktabah.org

حضرت قیوم ثانیؒ کی توجہ سے
اورنگ زیب نے خراسان فتح کر لیا

جب والیٔ ایران نے سُنا کہ قندھار پر سُلطانِ ہند قابض ہو گیا ہے۔ اور اصفہان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ تو بہت سٹپٹایا اور ایک عاجزانہ عریضہ بادشاہِ ہندوستان کی خدمت میں لکھا۔ کہ ہم میں اور آپ میں قدیم زمانہ سے اخلاص اور خصوصیت چلی آتی ہے بلکہ جب سلطان ہمایوں اس علاقے میں آیا۔ تو جس قدر ہم سے ہو سکا ہم نے اس کی خدمت کی۔ بلکہ تمام سلطنتِ ایران اس کے حوالے کی۔ اب معلوم نہیں آپ کس لئے

www.maktabah.org

ادھر آ رہے ہیں۔ قندھار پر آپ پہلے ہی قابض ہو گئے ہیں۔ ہم آپ کے قبضہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ آپ اسے اپنی سلطنت میں شامل کر لیں۔ کیونکہ ہم نے ابتدا ہی سے یہ ملک آپ کو دے رکھا تھا۔ اب آپ اپنے ارادے کی باگ ہندوستان کی طرف موڑ دیں۔ اور اگر کچھ اور ارادہ ہے تو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ اس کا فکر کیا جائے۔

والیِ ایران نے جو لکھا کہ ہم نے ایران ہمایوں بادشاہ کے حوالے کیا۔ اس کی اصلیت یوں ہے کہ شاہجہان کے دادا ہمایوں شیر خاں سوری افغان سے شکست کھا کر ہندوستان سے ایران پہنچا تو شاہ ایران نے اس کی بہت آؤ بھگت کی۔ حتٰی کہ تمام ملک ایران اُس کے حوالے کر دیا۔ اس نے یہ کر پھر اسی کے حوالے کر دیا۔ اور خود ہندوستان جا کر اُسے دوبارہ فتح کیا۔

جب والیِ ایران کا خط شاہجہان نے دیکھا۔ تو اُسے رحم آیا اور کہا کہ قندھار ہم اس سے بطور جزیہ لیتے ہیں۔ اور شہزادہ اورنگ زیب کو لکھا کہ ایران کی طرف سے واپس چلے آؤ۔ جب شہزادہ نے باپ کا حکم پڑھا تو بہت مایوس ہوا اور ایک عریضہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا۔ کہ حضور کی توجہ مبارک سے میں نے قندھار کو فتح کر لیا ہے۔ اب سننے میں آیا ہے کہ خراسان کے شہروں میں رافضی لوگ اعلان حضرات صحابہ خصوصاً شیخین کو گالی گلوچ کرتے ہیں اگر اجازت ہو تو اس طرف کا رُخ کروں اور انھیں نیست و نابود کر دوں۔ آپؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہم تمھارے احوال کی طرف متوجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید غالب ہے کہ جدھر کا رُخ کرو گے فتح پاؤ گے۔ جہاں کہیں رافضیوں کو پاؤ قتل کر ڈالو کیونکہ یہ دین کے دشمن ہیں۔

شہزادے نے آنحضرت کی خوشخبری کے بموجب خراسان پر حملہ کر دیا۔ اور اس تمام کے تمام علاقے کو تہ و بالا کر دیا۔ ہزار ہا روافض کو قتل کیا۔ اور مرو اور ہرات کے گرد و نواح پر قبضہ کر لیا اور ایران والوں کا قافیہ تنگ کر دیا۔

www.maktabah.org

یلانہائے ایران درخون وخاک   زشمشیر ہندی شدہ چاک چاک
زایران سپہ مرو خستہ شد   وزاں روئے پیکار پیوستہ شد

جو تلوار سے بچ رہے وہ بھاگ کر عراق جا پہنچے۔ جب یہ اصفہان گئے تو ایرانی لشکر بہت گھبرایا۔ اکثر لشکری بھاگ گئے۔ بادشاہ بھی یہ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا۔ پھر ایک خط شاہجہان کی طرف اور ایک شہزادہ اورنگ زیب کی طرف لکھا۔ کہ میں نے تم سے بہت اچھے اچھے سلوک کئے ہیں۔ لیکن تمھارے دل پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ ایران کے بعض فتنہ برپا کرنے والوں کو جن کی حالت حسب ذیل اشعار کے مطابق ہے فساد مٹانے کی خاطر ؎

بے خرد چند زخود بے خبر   عیب شمارند ز بہر ہنر
باد شوند ار بہ چراغے رسند   دود شوند ار بد ماغے رسند

سزا دی گئی۔ اس لئے وہ ایران سے نکل کر ہندوستان میں آگئے۔ اور از راہ دشمنی ہمارے خلاف واقع باتیں کیں۔ ہماری طرف سے تمھارے پاس بیان کیں۔ اور تمھیں ہم سے ناراض کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم نے ہمیں رفض کی تہمت لگائی۔ حالانکہ یہ بیان بہتان عظیم ہے۔ جبکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی زبان سے نہ بچ سکتے ہیں۔ چنانچہ دُنیا والوں نے اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن کہا۔ ہمارا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہے۔ اصحاب کے دوست دار ہیں۔ اہلبیت کی محبت ہمارے دلوں میں بہت ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ہماری طرف سے کہا گیا ہے۔ محض جھوٹ ہے۔" اور شاہزادہ کی دعوت کے لئے پانچ لاکھ تومان بھیجے۔

شاہجہان نے اورنگ زیب کو لکھا کہ ہندوستان واپس چلے آؤ۔ شہزادہ بھی والیٔ ایران کی تواضع کو مدنظر رکھتے ہوئے مجبور ہو کر ہندوستان لوٹ آیا۔ واپس آتے وقت بلخ کے پاس سے گذر ہوا۔ وہاں کے بادشاہ نے تھوڑی سی فوج لے کر مقابلہ

www.maktabah.org

تو کیا لیکن شکست کھائی اور قید ہو گیا۔

ہندوستان کے وزیر اعظم کے بیٹے شہزادہ سعد اللہ خاں کو اس شہر اور قلعہ کے بندوبست کے لئے بھیجدیا گیا۔ شہزادہ سعد اللہ خاں نے شاہی قلعہ پر قبضہ کیا بلخ کے کے تمام علماء، مشائخ اور چھوٹے بڑے اُسے مبارکباد دینے آئے۔ وہاں کا وزیر بھی اپنے وقت کے عالموں کا سردار تھا۔ اپنی امارت اور علم پر تکبر کرتے ہوئے علماء کا امتحان کرنے کے واسطے جیسا کہ طلبہ علم کا دستور ہے۔ کہ آپس میں بحث کرتے ہیں۔ علماء سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے دلائل کیا ہیں؟ انھوں نے محبت اسلام اور دین کی حرارت کی وجہ سے نہایت غصہ سے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلت پر دلائل واضح ہیں ایسے سوالات کی کیوں ضرورت پیش آرہی ہے۔ ہم ایسے شخص کو کافر قرار دیں گے۔ جو حضرت صدیق اکبرؓ کی فضیلت پر شبہ کرتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے کہا کہ جائز ہے کہ نواب کو کافر قرار دیا جائے۔ اس نے کہا یہ جو اس باختہ ایرانی علماء و مشائخ ہیں۔ اور ان کے منہ سے اونٹ کی طرح جھاگ نکلتی ہے۔ انھوں نے اس کی تکفیر کا فتوٰے دیا۔ سعد اللہ خاں اپنے کہنے سے سخت شرمندہ ہوا۔ اور کہنے لگا میں تو تمھارے علم کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ مجھے اس میں شبہ بالکل نہ تھا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو بذریعہ دلائل ثابت کیا۔ لیکن وہ اس طرح بے خود ہوئے کہ بے اختیار بار بار یہی کہتے تھے کہ نواب کو کافر قرار دینا جائز ہے۔ آخر سعد اللہ خاں نے سر ننگا کر کے ان کے پاؤں پر رکھ دیا کہ برائے خدا میری خطا پر درگذر کرو۔ میں اپنے کہے سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایک لاکھ روپیہ ان کی نذر کیا۔ شاہزادہ ان علماء پر بہت خوش ہوا۔ اور ان کو اپنے پاس بُلا کر ہر ایک کے مناسب حال رعایت کی اور فاخرہ خلعت عنایت کی۔

کچھ عرصہ بعد شہزادہ اورنگ زیب نے اس ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا اور

www.maktabah.org

وہاں کے بادشاہ عبدالرحمٰن کو اپنے ساتھ لے کر ہندوستان روانہ ہوگیا۔ اس وقت خراسان کے بادشاہ نے بھی ڈر کر بہت سا روپیہ معہ اس ملک کے تحائف و ہدایا بطریق ضیافت شہزادہ کے پیش کئے۔ اور عاجزی ظاہر کی۔ شہزادے نے اس کی ضیافت اور عاجزی کو قبول کیا۔ اور پھر اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ شاہجہان نے بیٹے کو گلے لگایا اور اس کا سر مُنہ چوما اور کہا۔ واقعی تخت و تاج کے لائق تو ہی ہے۔ اور سلطان عبدالرحمٰن کو بڑی عزت سے اپنے پاس رکھا۔ اور اُسے مجلس میں اپنے فرزندوں کے برابر بٹھایا تھا۔ اور شہزادوں کی طرح اس سے سلوک کرتا تھا۔ اُمرا کو تاکید کردی کہ جس طرح شہزادوں کا ادب بجا لاتے ہو۔ اسی طرح اُس کا بھی ادب بجالایا کرو۔ کیونکہ وہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے۔

جب شاہزادہ اورنگ زیب حاضرِ خدمت ہوگیا۔ تو بادشاہِ شاہجہان آباد میں آیا۔ لیکن راستے میں سرہند آیا حضرت قیوم ثانی کی آستانِ بوسی سے مشرف ہوکر ان فتوحات کے شکریہ میں ہدایا و تحائف پیش کیئے۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رح بھی کمال لُطف و کرم سے شہزادہ اورنگ زیب سے بغلگیر ہوئے۔ اور فرمایا، کہ حق تعالےٰ تمھیں دین و دُنیا میں خوش رکھے۔ شہزادہ بھی آدابِ قیومیت بجالایا۔

سُلطان عبدالرحمٰن والیٔ بلخ
حضرت عُروۃ الوُثقےٰ قیومِ ثانی کا مُرید ہوگیا

جب شاہجہان بادشاہِ ہندوستان قندھار خراسان اور دوسرے ممالک کی فتح سے فارغ ہوکر حضرت قیومِ ثانی کی آستان بوسی سے مشرّف ہُوا۔ تو سُلطان عبدالرحمٰن کو اپنے بیٹوں کے ساتھ آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔ شہزادہ محمد اورنگزیب نے سلطان عبدالرحمٰن کو آنحضرت کا مرید ہونے کے لیئے کہا۔ سُلطان پہلے ہی غائبانہ

www.maktabah.org

معتقد تھا۔ لیکن اِن دِنوں بسبب بُغض اہلِ غرض کے کہنے کے تیری سلطنت میں زوال صرف حضرت قیوم ثانی کی توجہ کے سبب آیا ہے قدرے بداعتقاد ہوگیا تھا۔

اسی اثنا میں اس نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے بعض لوگوں کو طوق و زنجیر پہناتے مارتے پیٹتے دوزخ میں لیجا رہے ہیں۔ سلطان نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جنھیں دوزخ میں لے جایا جا رہا ہے؟۔ کہا "یہ حضرت عروۃ الوثقٰے کے مخالف ہیں اتنے میں ایک فرشتہ نے اگر اُسے بھی پکڑ کر دوزخ میں لے جانا چاہا۔ کہ کسی نے آواز دی کہ اس کو چھوڑ دو کیونکہ حضرت عروۃ الوثقٰے کا خاص مُرید ہے۔ اور آپؓ نے اُسے دائمی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ سُلطان نے اسی وقت اپنے سابقہ بُرے عقیدے سے توبہ کی اور فیصلہ کر لیا۔ کہ میں ضرور آنحضرتؓ کا مُرید ہوں گا۔

اُس نے دوسرے روز یہ خواب اورنگ زیب کو بتایا اُس نے لاکر آنحضرتؓ کا مُرید کرایا اور اُس خواب آنحضرتؓ کی خدمت میں عرض کیا۔ سُلطان عبدالرحمٰن آنحضرتؓ کا خاص الخاص مُرید ہے۔ شاہِ توران کی بیٹی ایلور بیگم نے بھی جو سلطان کی منکوحہ تھی۔ اس بارے میں خواب دیکھا تھا۔ وہ بھی آنحضرتؓ کی مرید ہوئی۔ بادشاہ نے بڑے اعتقاد سے اس پردہ نشین کو آنحضرتؓ کی خدمت میں لاکر مرید کرایا۔ اس نے آپؓ سے بالکل پردہ نہ کیا۔

سلطان عبدالرحمٰن کی قبر حضرت عروۃ الوثقٰے کے روضۂ منورہ کے صفہ کے جنوب میں سنگ رخام کی بنی ہوئی ہے۔ "شرف المکان بالمکین"۔ اس کے حق میں صادق آتا ہے۔ حضرت قیوم ثانی اس پر نہایت مہربان تھے۔ حتٰی کہ سلطانِ ہند نے بڑے زور و شور سے بلخ کی سلطنت اُسے دینی چاہی لیکن اس نے صاف انکار کر کے حضرت امام معصوم کی خدمت کو اختیار کیا۔ اور اپنی سلطنت اپنے بھائی کو دے دی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال تک سلطان آپؓ کی خدمت میں رہا۔

www.maktabah.org

اس سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین رح پیدا ہوئے۔

بادشاہِ بدخشاں نے حضرت قیوم ثانی رح کی بیعت کرلی

جب شاہ بدخشاں نے شاہزادہ اورنگ زیب سے ڈر کر بہت سا روپیہ اس کی ضیافت کے لئے بھیج کر اظہار عجز کیا۔ جیساکہ اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے تو بعض مخالفوں نے موقع پاکر اُسے کہا کہ اورنگ زیب صرف حضرت قیوم ثانی کے اشارے سے ادھر آیا تھا۔ گذشتہ بادشاہ جو آنحضرت کا معتقد اور مُرید تھا۔ فوت ہو چکا تھا۔ اور یہ اس کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا تھا۔ ابھی پورے طور پر آنحضرت کے کمالات سے واقف نہ تھا چونکہ نوجوان، اور نودولت تھا۔ اس لئے لوگوں کے بہکانے سے آنحضرت رض کے ان خلفاء کے آداب و تواضعات کو جو بدخشان میں رہتے تھے۔ ترک کر دیا۔ اور ہر سال جو تحفے آنحضرت کی خدمت میں ارسال ہوتے تھے۔ وہ بھی بند کر دیئے۔

بدخشان کے رئیسوں، علماء، اور مشائخ نے ان حالات کی وجہ سے اس سے ناراض ہو کر اُسے وعظ ونصیحت کی کہ آنحضرت نے اورنگ زیب کو صرف ایران کے شیعوں کے لئے بھیجا تھا۔ نہ کہ بدخشان اور توران پر۔ تم آنحضرت کے حق میں بدعقیدہ نہ ہو۔ ورنہ دین و دنیا میں نقصان اٹھاؤ گے۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمد معصوم تو قیوم زمانی ہیں۔ اور غم و الم رنج و راحت۔ شادی، غمی اور بادشاہوں کی موقوفی اور بحالی سب آپکے اختیار میں ہے۔

کارے جہاں بسر نرود بے رضائے او	در دستِ اوست بختۂ نہ چرخ را مہار
بر جملہ خاک واں روانست حکم او	چوں جادہ صحاری چوں موج در بہار

لیکن اس نے ایک نہ سُنی۔ اسی اثناء میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تخت پر بیٹھے ہیں اور ہزارہا اولیاء اللہ تخت کے پاس دست بستہ باادب کھڑے ہیں۔

www.maktabah.org

بدخشی بادشاہ نے ایک سے پوچھا۔ یہ کون بزرگ ہیں ؟ کہا یہ شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ قیوم وقت ہیں۔ بادشاہ نے دیکھا کہ آنحضرت بادشاہوں کی طرح مہمات ملکی میں مصروف ہیں۔ بعض کو انعام واکرام دیتے ہیں ۔ اور بعض کو مارپیٹ ہوتی ہے۔ پھر دنیا بھر کے بادشاہوں کو آپ کے روبرو لایا گیا۔ بعض پر مہربان ہو کر خلعتِ فاخرہ عنایت فرمائی۔ اور جڑاؤ تاج مرحمت فرمائے اور خاص خاص ملک سپرد کئے ۔ اور بعض پر سخت ناراض ہوئے اور سلطنت سے علیحدہ کر دیا۔ اتنے میں بدخشی بادشاہ کو بھی آنحضرت کے روبرو لایا گیا۔ آنحضرت نے سخت ناراض ہو کر اسے فرمایا کہ تو ہی ہے جس نے ہمارے خلفاء کے احترام کو ترک کر دیا ہے۔ اور ہم پر بداعتقاد ہو گیا ہے۔ ہم نے اپنی توجہ سے تجھے آباد کیا اور تیری سلطنت کے ممد و معاون ہم ہیں۔ اور اپنے خلفاء کو ہم نے تیری سلطنت کی حفاظت کے لئے اس ملک میں رکھا ہوا ہے۔ یہ فرما کر بڑے زور سے اس کی گدی پر مکا مارا۔ جس پر اس نے کہا۔ میں توبہ کرتا ہوں۔ اور آنحضرت کی مریدی قبول کرتا ہوں۔ آئندہ حضور کے خلفاء کی حرمت کما حقہ کروں گا۔ تین مرتبہ آپ نے انہی الفاظ کا اعادہ کیا اور مکا مارا۔ اور اس نے بھی تینوں مرتبہ توبہ کی۔ بعد ازاں، آنحضرت رضؓ نے اس کے کان کو زور سے کھینچ کر فرمایا "خبردار! بھول نہ جانا"۔

کان کھینچنے پر بادشاہ جاگ پڑا۔ تو کان درد کر رہا تھا۔ اور مکے کا نشان اور درد دونوں موجود تھے۔ اسی وقت اٹھ کر حضرت امام معصوم کے خلفاء مثل خواجہ محمد امین بدخشی وغیرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے سابقہ بدعقیدے سے توبہ کی۔ غائبانہ آنحضرتؒ کا مرید ہوا اور ایک عرضی معہ تحف و ہدایا۔ آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ کہ میرے گذشتہ قصوروں کو معاف فرمایا جائے۔ اور مجھے اپنا مرید بنایا جائے۔ آپ نے اس کے قصور معاف فرمائے اور اس کے وزیر نے آنحضرت کی خدمت میں اس کی طرف سے بیعت کی۔

اس طرح شاہ بدخشان غائبانہ مرید ہوا اور آنحضرت نے اپنی کلاہ مبارک بطور تبرک اسے ارسال فرمائی۔ جو آج تک بدخشان کے بادشاہوں کے ہاں موجود ہے۔

www.maktabah.org

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
کی خدمت میں ترکستان و قبچاق کے سلاطین کی غائبانہ بیعت

حجت الاحمدیہ میں لکھا ہے کہ جب ترکستان میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے خلفاء کی تعداد حد سے زیادہ ہوگئی اور ترکوں پر ان کا تصرف اس قسم کا ہوگیا کہ وہ اپنا کوئی کام آپ کے خلفاء کی اجازت کے بغیر نہ کرتے تھے۔ اور وہاں کے خان بھی اسی طرح محکوم تھے۔ (ترکستان اور توران میں بادشاہ کو خان کہتے ہیں۔) اگر وہاں کے خان کوئی کام آنحضرت کے خلفاء کی مرضی کے خلاف کرنا چاہتے تو نہ کر سکتے۔ لیکن خلفاء، خانوں کے خلاف مرضی کر سکتے تھے۔ یہ دیکھ کر اکثر جاہل خان اُن سے ناراض رہتے تھے۔ جو آنحضرت کے مُرید تھے۔

ترکمان امراء کو بد اعتقادی کی سزا

دوسرے خان جو ابھی ابھی اپنے اپنے قبیلے کے سردار ہوئے تھے حضرت قیوم ثانی کے کمالات سے چنداں واقف نہ تھے۔ اس لیئے وہ آنحضرت کے خلفاء سے ناراض ہوئے۔ آنحضرت کے مخالفوں نے جو دین کے دشمن تھے۔ موقعہ پاکر ان خانوں سے کہا کہ شاہزادہ اورنگ زیب جو تمھارے نیست و نابود کے لیئے ادھر آیا تھا۔ صرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کہنے سے آیا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ تمھارے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتا۔ تو واپس چلا گیا۔ وہ یہ سُن کر بے اعتقاد ہوگئے۔ اور انھوں نے آنحضرت کے خلفاء کو تکلیف پہنچانی چاہی سب سے پہلے اعز خاں نے شورش مچائی۔ جو ترکمان قبیلے کا سردار تھا۔ اس نے باقی خرگاہ نشین خانوں کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ ان خانوں کو خرگاہ نشین اس واسطے کہتے ہیں کہ وہ گھوڑوں پر سوار رہتے ہیں بھیڑ بکریاں ان کے پاس ہوتی ہیں جن کے دودھ دہی پر گزارہ کرتے ہیں۔ اور ان کی پشم کا لباس اور خیمہ و خرگاہ بناتے ہیں۔ جہاں کہیں پانی گھاس دیکھتے ہیں۔ وہیں ڈیرہ جما لیتے ہیں۔ اس سارے ملک میں کہیں عمارت کا نام و نشاں نہیں تھا۔ ترکستان کے اکثر

www.maktabah.org

خان اور دشت قبچاق کے تمام سلطان صحرانشین اور خانہ بدوش تھے۔ جو ہمیشہ خیموں میں اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس لئے ملک قبچاق کو دشت قبچاق کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کوئی عمارت نہیں پائی جاتی۔ تمام وضیع و شریف اور اعلیٰ و ادنے بادشاہ و رعایا آسمانی تاروں کی طرح حرکت میں رہتے ہیں۔ آج یہاں تو کل وہاں۔

دشتِ قبچاق

تاریخ شہر خی میں لکھا ہے کہ دشت قبچاق کا طول و عرض اٹھارہ (۱۸) لاکھ میل ہے اسی دشت کے دوسرے سرے پر قطب شمالی واقع ہے۔ وہاں پر آسمان چکی کی طرح پھرتا نظر آتا ہے۔ اس جنگل میں ایک مقام ایسا بھی ہے کہ وہاں صبح صادق شفق کے غائب ہونے سے پہلے ہی نمودار ہو جاتی ہے۔ اسی واسطے علمائے ماوراء النہر کہتے ہیں کہ وہاں پر عشاء کی نماز فرض نہیں کیونکہ عشاء کی نماز شفق کے غائب ہو جانے پر شروع ہوتی ہے۔ اس جنگل میں سات سو بادشاہ ہیں جن میں سے ہر ایک ہندوستان کے بادشاہ کی طرح ہے۔ سدِ سکندری بھی اسی جنگل میں ہے ؎[۱]

اس سے پہلے دشتِ قبچاق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے خلفاء گئے تھے۔ اور وہاں کے بادشاہ مرید ہوئے تھے اور ہر طرح سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ، اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے معتقد و مرید تھے۔

خلفائے قیوم ثانی کے خلاف ایک سازش

لیکن جب ترکستان کے خان حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، پر ناراض ہوئے۔ تو دشت قبچاق کے خان بھی انھوں نے اپنے ساتھ شامل کر لئے۔ جن میں سے بعض تو ان سے مل گئے۔ لیکن توقمش خاں بادشاہ۔ قرا آسمان قلیچ خاں سلطان سیادوق اوذون فرا تیمو والئے عرقوی وانکم خاں حاکم بالغ داغ اور بالیغر خاں قورق کول وغیرہ اسی (۸۰) بادشاہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی۔ اور جو سرکشی پر آمادہ تھے انھیں سرزنش کی۔ کہ ایسے بُرے ارادے سے باز آجاؤ۔ اور توبہ کرو۔ کیونکہ قیوم وقت کی مخالفت کرنا دین و دُنیا کو

؎[۱] یہ علاقہ ان دنوں روس اور چین میں تقسیم ہو چکا ہے اور اسکی معاشرتی صورتحال یکسر بدل چکی ہے۔

www.maktabah.org

برباد کرنا ہے۔ انھوں نے مصلحت وقت کے مطابق منافقانہ توبہ کی لیکن درپردہ اسی فکر میں رہے اور یہ قرار پایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عرس کے دن حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء پر ہاتھ صاف کرنا چاہیئے۔

اغز خاں نے دشت قبچاق کے قریب ترکستان کے علاقے میں دریائے وشتق کے کنارے عُرس قرار دیا۔ اور ترکستان اور دشت قبچاق میں جس قدر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء تھے سب کو مدعو کیا۔ نیز علاقوں کے تمام وضیع و شریف چھوٹے بڑے اور خاقان خان اور سلطان وغیرہ سب کو بلایا۔ تمام کے تمام ماہ صفر میں مقررکردہ مقام پر جمع ہوئے۔ دریائے وشتق کے قریب سمور پہاڑ کی چوٹی پر بارہ ہزار قلماق مقرر کردیئے۔ کہ عین عرس کے وقت اگر تم نے خلفائے قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا صفایا کردینا ہے۔

اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے خواجہ یوسف اور خلیفہ عبدالرحمٰن کو ان لوگوں کے مکر کی اطلاع دے دی۔ ان کو جب کشف تصدیق ہو چکی تو انھوں نے باقی خلفاء کو اطلاع دی۔ سب نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو سب کو اس مکر کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ خواجہ عبدالرحمٰن نے اغز خاں کو فرمایا کہ تو نے ہماری دعوت کی ہے یا قتل کرنے کے لئے بلایا ہے۔ اس نے انکار کیا اور قسم کھائی۔ خواجہ صاحب نے انھیں فرمایا سچ بتاؤ تم کو ہمارے قتل کے لئے کس نے مقرر کیا ہے۔ انھوں نے کہا اغز خاں اور فلاں فلاں نے۔ پھر انھوں نے کہا۔ کہ ہم اس برے کام سے شرمسار ہوکر توبہ کرتے ہیں جب انھوں نے ہمیں ایسا کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ کسی فردِ بشر کو خبر نہ تھی۔ اب لوگوں کو جو خبر ہوگئی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو بارگاہِ الٰہی میں قرب و منزلت حاصل ہے۔

وہ سارے قلماق حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء کے مرید ہوئے۔ اغز خاں وغیرہ سخت نادم ہوئے۔ بیچاروں کو مرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ بعد ازاں تمام خلفاء سخت ناراض ہوئے۔ اور خانوں کو کہا کہ تمھارا یہ دین اور آئین اچھا ہے۔ ہم نے تم سے کونسی بدسلوکی کی تھی

www.maktabah.org

جو تم ہمارے قتل کے درپے ہوئے صبح و شام ہم تمہاری سلطنت کے حامی ہیں اور تمہیں ہم اپنی دُعا کے ضمن میں لئے ہوئے ہیں اور تمام مکروہات کا بوجھ ہم نے اپنے اوپر لیا ہوا ہے۔ ان سب بھلائیوں کا عوض یہی ہے۔ کہ تم ہمیں قتل کرو ؎

چہ سود است کیں قوم ناحق شناس　　کنند آفریں را بہ نفریں قیاس
بجائیکہ بدخواہ خوبی بود　　تواضع نمودن نہ بونی بود

ترکستان کے خان اللہ کی گرفت میں

اللہ تعالےٰ تم سے اس کا بدلہ لے گا۔ جو منصوبہ تم نے ہمارے لئے باندھا۔ وہ تمہیں پر عائد ہو گا۔ کیونکہ جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے۔ وہ خود ہی اس میں گرتا ہے۔ بس ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم اب حضرت قیوم ثانی کے معتقد نہیں رہے۔ یہ ہمارا جوش وخروش اور غیظ و غضب صرف اسی خاطر ہے۔ نہ کہ اپنی خاطر بعد ازاں آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔

"اے پروردگار! اگر حضرت امام المعصوم قیوم حق ہیں تو انھیں کوئی علامت دکھا جو آنحضرتؐ کی قیومیت پر کامل دلیل ہو۔"

خلفاء اس وقت مارے غصّے کے کانپ رہے تھے۔ اور لال پیلے ہو رہے تھے اور سروں کو ننگا کر کے دعائیں کر تے تھے۔ ابھی ایک گھڑی بھی گذرنے نہ پائی۔ اور دعا کر ہی رہے تھے۔ کہ آسمان سے بجلی کڑکی۔ جس سے زمین اور پہاڑ کانپ اُٹھے۔ پھر ایسی آندھی آئی کہ درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے۔ اور خیمے خرگاہ معہ آدمیوں کے ہوا میں اُڑنے لگے۔ اور پہاڑ پر دریا میں گرنے لگے۔ دریا اس قدر جوش میں آیا۔ کہ تین نیزے پانی چڑھ گیا۔ اور دشت قبچاق اور ترکستان کا تمام لشکر درہم برہم ہو گیا۔ بعض دریا میں غرق ہو گئے اور بعض پہاڑ سے ٹکرا ٹکرا کر ہلاک ہوئے۔ بعض کو ہوا اُچھال کر زمین پر پٹکتی تھی۔ چنانچہ اعز خاں وغیرہ مخالف خانوں کو سات بار زمین پر دے ٹپکا۔ سب کے سب بیہوش ہو گئے۔ بجلی کی آواز ایسی خوفناک تھی کہ پتے پھٹے جاتے تھے۔

www.maktabah.org

دشتِ قبچاق کا تاریخی طوفان

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے خلفاء معہ مریدوں معتقدوں اور دوسرے مخلص خانوں کے اور قلماق کے جواب مُرید ہوئے تھے اپنے اپنے خیموں میں آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں پر اس مصیبت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مختصر یہ کہ جب ترکستان اور دشتِ قبچاق کے تمام خان معہ اپنے لشکروں کے پامال طوفان ہوئے۔ ؎

تیرِ فقیراں چو کشاد از کمال ٭ بگذرد از نہ سپہر آسماں

ان کے لشکروں کا اکثر حصّہ ہلاک ہُوا۔ جو باقی رہے۔ وہ بھی قریب المرگ تھے کیونکہ طوفان دم بدم زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثنار میں توقمش خاں وغیرہ ننگے سر خلفار کے قدموں پر آگرے۔ اور بہت کچھ عاجزی اور آہ وزاری کی۔ خلفار کو بھی اُن کے حال پر رحم آیا۔ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور اس آفت کے دفعیہ کے لئے دُعا کی۔ دُعا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس بلا کو ٹالا۔ بیہوش شدہ آدمی ہوش میں آئے۔ اور اپنے فعل سے توبہ کر کے سب کے سب مرید ہو گئے۔ انفر خاں ہوش میں آنے پر کہنے لگا۔ کہ اس بیہوشی میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت عروۃ الوثقٰی اس لشکر میں کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ تم نے ہمارے حقوق کو فراموش کر دیا۔ اب تمہیں اس بلا سے نجات دلانے والا کون ہے؟ میں نے بہت عاجزی کی اور دل سے توبہ کی۔ آپؓ نے میری توبہ کو قبول فرمایا اور اس بلا سے نجات بخشی۔

قبچاقی حضرتؓ کے مرید بن گئے

کہتے ہیں کہ چالیس بادشاہوں نے اس بیہوشی میں ایسا ہی واقعہ دیکھا۔ سب نے آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے خلفار سے اپنا اپنا خواب بیان کیا۔ بعد ازاں ترکستان اور دشتِ قبچاق کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے مرید ہوتے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے غائبانہ مرید ہوتے۔ کہتے ہیں اس دن چار سو بادشاہ مرید ہوئے۔ جنہوں نے اپنی اپنی عرضیاں معہ تحف و ہدایا آنحضرت

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں ارسال کیں۔ ہر ایک بادشاہ نے اپنی طرف سے ایک ایلچی بھیجا تاکہ غائبانہ آنحضرت رضی اللہ عنہٗ کے مرید ہوں۔ جب وہ ایلچی سرہند میں آئے۔ تو آپؓ نے ہر ایک پر شفقت وعنایت کی اور مرید کیا۔ اور غائبانہ دُعا و توجہ کی۔

عروۃ الوثقٰی امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں

بادشاہ ایران شاہ سلیمان کی حاضری

شیعوں کے رضاکار حضرت خواجہ محمد معصوم کے قتل کے لئے سرہند آئے۔

قیومیت کے بائیسواں سال شاہ سلیمان، بادشاہِ ایران کی عرضی ارادت اور نیازمندی کے بارے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں پہنچی۔ اس کے مرید ہونے کی کیفیت یہ ہے۔ کہ جن دنوں بادشاہ ہند نے ایران پر چڑھائی کی تھی۔ ایران کے بادشاہ کو متواتر خبریں پہنچیں کہ ایران پر ہندوستان کے بادشاہ کا چڑھائی کرنا حضرت عروۃ الوثقٰیؓ کے ایما سے ہوا ہے۔ اس لئے آنحضرت سے سخت ناراض تھا۔ علاوہ ازیں ایران کے بادشاہوں کو حضرات سرہند سے قدیمی عداوت تھی کیونکہ ان کا سلسلہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ سے ملتا ہے۔ جن سے ان روافض کو سخت دشمنی ہے۔

عبداللہ خاں اوزبک نے ایران میں جو خون ریزی کی تھی وہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے حکم سے کی تھی۔ چنانچہ اس کا مفصل حال اس کتاب کے پہلے حصہ میں تجدید کے ساتویں سال کے حالات میں لکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک روز خود شاہ سلیمان نے اپنے ارکانِ سلطنت سے مشورہ کیا کہ ہم ان سرہندی مشائخ سے بہت تنگ آگئے ہیں وہ ہمیشہ ہمیں دُکھ دینے کے درپے رہتے ہیں عبداللہ خاں اوزبک کو بھی انھوں نے ہی بھیجا تھا۔ اب بادشاہ ہندوستان کو بھی انھوں نے ہی وَرغلایا۔ کوئی ہے۔ جو ان کی طرف سے ہمیں مطمئن کرے۔ بنروار کے سات رافضی اس بات پر آمادہ ہوئے۔ کہ جس طرح ہو

www.maktabah.org

سکے گا۔ ہم جاکر حضرت قیوم ثانی رضؓ کو قتل کر دیں گے۔ شاہِ ایران نے اُنھیں ہزار ہا تومان دیئے اور وعدہ کیا کہ جب تم اس مہم میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ تو میں تمھیں سبزوار مع مفصلات بطور انعام دوں گا۔ جب وہ سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ تو راستے میں اُن میں سے ایک نے خواب دیکھا۔ جو یوں بیان کرتا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ جنگل میں کھڑے ہیں میں نے وار کرنا چاہا تو میرا ہاتھ سوکھ گیا۔ پھر آسمان سے آواز آئی کہ جو شخص حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ کی قیومیت کا قائل و معتقد نہیں اس کا دین و دنیا دونوں خراب ہیں۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ ہزار ہا فرشتے آسمان سے اُتر کر آنحضرت کے گرداگرد صف بستہ ہوتے ہیں اور سخت ناراض ہو کر مجھے کہتے ہیں کہ تو ہی ہے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کو قتل کرنے چلا ہے۔ یہ کہہ کر فرشتوں نے مجھے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ میں نے دل سے توبہ کی تو آپؓ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اِسے اب چھوڑ دو۔ اس نے توبہ کر لی ہے۔ اس پر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

جب میں جاگا تو مار پیٹ کے نشان بدستور موجود تھے۔ میں نے یہ خواب اپنے ہمراہیوں کو سُنایا اور کہا کہ جس کام کے لئے تم جا رہے ہو اُس سے میں باز آیا۔ بلکہ میں نے تو نیّت کر لی ہے کہ سرہند جاکر حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہٗ کا مرید ہو جاؤں گا تمھیں بھی اس ارادے سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ اگر باز آجاؤ گے تو دین و دنیا کی نجات تمھیں نصیب ہو گی۔ انھوں نے کہا ہم نے بھی اس بارے میں خواب دیکھے ہیں اور توبہ کر لی ہے۔ بعد ازاں ہر ایک نے اپنا اپنا خواب سنایا جن کا یہاں لکھنا باعثِ طوالت ہے۔

پھر ساتوں مرید ہونے کے ارادے سے حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ اور حاضر خدمت ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

شاہِ ہندوستان کا سفیر شاہِ ایران کے دربار میں

اُنہی دنوں شاہِ ہندوستان کا ایلچی معہ تحف و ہدایا شاہِ ایران کے پاس آیا۔ وہ

ایلچی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا مخصُوص مرید تھا۔ شاہ ایران کو اس ایلچی سے خاص طور پر محبت ہو گئی۔ حتیٰ کہ ایک دم بھی اُسے جدا نہ کرتا۔ ایلچی صبح و شام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا ذکر خیر کرتا۔

ایک روز بادشاہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ ہم سے کیا تقصیر ہوئی ہے کہ آنحضرتؒ ہمیشہ ہمیں دُکھ دینے پر کمر بستہ رہتے ہیں۔ اور ہند اور توران کے بادشاہوں کو ہم پر حملہ کرنے پر آمادہ کرتے رہتے ہیں۔ ایلچی نے کہا بات یہ ہے کہ آپ دینی جوش و حرارت کے مالک ہیں۔ انھوں نے متواتر یہ خبریں سُنیں کہ تم لوگ باقی تین خلفاء اور حضرت عائشہ صدیقہ سے دشمنی کرتے ہو۔ اور انھیں گالیاں دیتے ہو۔ لہٰذا آپ کی ناراضگی تو محض للہ ہے۔ ورنہ ذاتی غرض کو اس میں ہرگز ہرگز دخل نہیں۔

ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں ایک کوّا درخت پر آ بیٹھا۔ بادشاہ نے تیر کمان سے تیر پھینکنا چاہا کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ کہتے ہیں کہ کوّے کی عمر ہزار سال سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ممکن ہے اس کوّے نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کی زیارت کی ہو۔ بادشاہ نے تیر کمان ہاتھ سے پھینک دیا۔

ایلچی نے بادشاہ سے کہا کہ ایک کوّا جو نجاست کھاتا ہے۔ اور جس کی نسبت احتمال ہے کہ اس نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا ہو۔ اس کا تو اتنا ادب اور لحاظ ہے لیکن جو لوگ صبح و شام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے رفاقت کی جانفشانی کی اور موت کے بعد بھی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مدفون ہوئے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں حدیثیں جن کی شان میں ہیں ان پر تم لوگ طعن کرتے ہو۔ تمھارا مذہب بھی عجیب قسم کا ہے۔ جس میں گالی دینا عبادت میں داخل ہو۔ وہ مذہب ہی کیا۔

بادشاہ یہ سُن کر اپنے بدعقیدے اور رفض سے تائب ہو گیا۔

www.maktabah.org

سات قاتل غلام بن گئے

اسی اثنار میں ایک شخص نے ہندوستان سے آکر بتایا کہ جن سات شخصوں کو بادشاہ نے شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ ان کو میں نے سرہند میں دیکھا ہے۔ کہ شیخ صاحب کے باورچی خانے کے لئے سر پاؤں سے ننگے سروں پر ایندھن کے گٹھے ڈھو رہے ہیں۔

جب اظہار افسوس کر کے ان سے احوال پوچھا تو ہر ایک نے اپنے واقعات بیان کئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور ہم ایسے بدراہ سے تائب ہوئے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔ جو آنحضرت کا دشمن ہوگا۔ ہم اسے قتل کریں گے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ تم ایران میں تو شاہانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اب ذلت میں گرفتار ہو۔ انھوں نے کہا۔ یہ ذلت اس دولت سے بدرجہا افضل ہے بادشاہ کو ہمارا اسلام دینا اور کہنا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو حضرت قیوم ثانی کے مرید ہو جاؤ۔ ورنہ تم پر ایسی بلا نازل ہوگی۔ جس سے تمھیں رہائی نصیب نہ ہوگی۔

بادشاہ نے یہ کلمات سن کر کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مردِ خدا کو تائید غیبی حاصل ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے جو خواب دیکھا تھا وہ ایلچی سے یوں بیان کیا۔ کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ مع بارہ اماموں کے ایک باغ میں بیٹھے ہیں میں نے جا کر سلام کہا قبول نہ کیا۔ بلکہ سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ تو ہی ہے۔ جس نے حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ وہ قیوم وقت محبوب پروردگار ہے۔ تو کبھی بھی اس ارادے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ بہتر ہے کہ اس سے معافی مانگے اور رفض سے باز آئے۔ تاکہ تیری خطا معاف ہو۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہوگا کہ نہ تو رہے گا اور نہ تیری سلطنت" میں نے اسی وقت رفض سے توبہ کی۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نسبت جو مجھے بداعتقادی تھی۔ اس سے استغفار کی۔ اور آپؓ کی طرف رجوع کیا۔ ایلچی نے کہا میں نے تو پہلے آپؓ کے کمالات آپ کی خدمت میں عرض

www.maktabah.org

گئے تھے۔ اللہ تعالےٰ کا لاکھ شکر ہے کہ خود آپ نے مشاہدہ کرلیا۔

بادشاہ نے اسی وقت اپنے وکیل کو معہ تحائف و ہدایا حضرت خواجہ محمد معصوم رضؓ کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک عرضی دربارۂ ارادت و نیاز ارسال کی۔ جب وکیل آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تحفے پیش کئے۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ، نے اس کے عریضہ کو پڑھ کر اس پر بہت بہت مہربانی کی۔ اور بادشاہ کے حق میں دُعائے خیر کی۔

بعد ازاں وکیل اپنے بادشاہ کی طرف سے آپؓ کا مرید ہُوا۔ ہزار ہا شیعہ اس روز تائب ہوئے۔ اور آنحضرت کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں شاہ سلیمان ہر سال تحف و تحائف معہ عریضہ آپ کی خدمت میں ارسال کرتا رہا۔

حضرت قیوم ثانی رضؓ سے بادشاہ کاشغر کی غائبانہ بیعت

اس سال کاشغر کا بادشاہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا غائبانہ مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ ایک ہندوستانی سوداگر جو حضرت قیوم ثانی کا مرید خاص تھا کاشغر گیا۔ اس سے پہلے بھی کاشغر میں حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے خلفاء موجود تھے اور وہاں کا بادشاہ ان کا معتقد تھا۔ بلکہ حضرت قیوم اوّل رضؓ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا بھی مرید ہوا تھا۔ لیکن ان دِنوں بعض مخالفانِ دین کے بھکانے سے اس کے اعتقاد میں فرق آگیا تھا۔

جب مذکورہ بالا سوداگر ہندوستان کے تحفے لے کر بادشاہ کے پاس گیا۔ تو بادشاہ اس کی فصاحت و بلاغت سے خوش ہُوا اور اسے اپنے ندیموں میں شامل کرلیا۔ ایک روز بادشاہ اس سے ہندوستان کے بڑے مشہور مشہور آدمیوں کے حالات پوچھ رہا تھا۔ اس نے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، کا ذکر خیر بھی کیا۔ اور آپ کے کمالات

www.maktabah.org

کو بڑی شرح اور بسط کے ساتھ بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا لوگ تو اس کے خلاف کہتے ہیں۔ سوداگر نے کہا معاذاللہ آنحضرتؒ کی طرف سے ایسا خیال تک بھی دل میں نہ لانا کیونکہ آپ اس وقت قیومِ وقت اور خلیفہ زمان ہیں۔ آنجناب کا منکر ہونا دین وایمان کا برباد کرنا ہے۔ بادشاہ اس سے بڑا متاثر ہوا۔ اُسی وقت دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی کہ "پروردگار! مجھے اس بات کی حقیقت سے اطلاع دے۔ کہ آیا فی الواقع حضرت عروۃ الوثقٰی قیوم وقت ہیں۔"

ابھی دُعا ہی کر رہا تھا۔ کہ بیہوشی سی طاری ہوئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ تمام اولیائے اُمّت جمع ہیں۔ جن کے درمیان ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھا ہے اور تمام اولیاء اس کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ حیران ہو کر پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں؟" کسی نے کہا "شیخ محمد معصوم جو قیومِ وقت ہیں۔" بعدازاں تمام اولیا نے جھڑک کر اُسے کہا کہ تو آنحضرت کی قیومیت کا شک و انکار کرتا ہے۔ یہ کہہ کر اس کے کان کھینچے۔ اس نے توبہ کی۔ بادشاہ بیدار ہوا تو اس نے اپنے خیالات سے توبہ کی۔ اور ایک عرضی دوبارہ تجدید بیعت عجز و نیاز اور عذر خواہی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں ارسال کی۔ آپؓ نے بھی اُس پر بہت مہربانی کر کے اس کے حق میں دُعائے خیر کی۔

آپ کی قیومیت کا یہ تیئیسواں ۲۳ سال تھا۔ جب آپ کے دوسرے فرزند حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ، کی شادی حضرت خدیجہ کی بیٹی سے ہوئی۔ حضرت خدیجہ رشتے میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی بہن تھیں۔ اسی سال حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ، کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق رضی اللہ عنہ، متولد ہوئے۔

www.maktabah.org

حضرتِ عروۃ الوثقیٰ امامِ معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں امامِ یمن کا ایک اہم مکتوب

قیومیت کے چوبیسویں سال امامِ یمن نے ایک عریضہ دربارۂ ارادت و نیازمندی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں ارسال کیا۔ جس کی مفصّل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کے کچھ خاص مرید حج کے لیے گئے۔ تو راستے میں علاقہ یمن کے شہر مخہ سے اُن کا گذر ہوا۔ وہاں کا حاکم امام یمن کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ کیونکہ یمن میں بادشاہ کو امام کہتے ہیں۔ جب اس نے ان مریدوں کا اندازِ زندگی دیکھا۔ اور انھیں شریعت کا کامل پابند اور طریقت پر ثابت قدم پایا۔ اور ہر طرح سے صالح دیکھا۔ تو اُن کا بہت ہی معتقد ہوگیا۔ اتفاق سے اُنھیں دنوں اس امام یمن کی بیوی کچھ ایسی بیمار ہوئی۔ کہ زندگی کی اُمید نہ رہی۔ تمام طبیبوں نے لاعلاج کر دیا۔ ایک روز تو ایسا غش آیا کہ قریب المرگ ہوگئی۔ بلکہ نبض کی حرکت بالکل بند ہوگئی امام یمن نے اُن سے دُعا و توجہ کی درخواست کی۔ انھوں نے تھوڑا پانی دم کر کے اُسے دیا۔ کہ مریضہ پر چھڑک دو۔ انشاء اللہ بفضلِ خدا آرام ہو جائے گا۔ پانی کا چھڑکنا ہی تھا کہ اس کو ایسا افاقہ ہوا کہ گویا کبھی کسی قسم کی بیماری نہ تھی۔

یہ کرامت دیکھ کر امام مذکور کا اعتقاد پہلے سے سوگنا ہوگیا۔ اور مرید بن گیا اور اُن کی تعریف والیٔ یمن کو لکھی۔ والیٔ یمن بھی ان کی زیارت کا مشتاق ہوا۔ اور بڑی منت سماجت سے انھیں اپنے پاس بلایا امام یمن نے انھیں بلا کر ان کے سلسلے کی بابت پوچھا۔ اُنھوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کا اسمِ شریف بتایا کہ ہم آنحضرت کے مُرید ہیں۔ امام مذکور نے کہا میں نے تو آپ کی پہلے ہی بہت کچھ تعریف سُنی ہے آپ لوگ بھی جناب کے حالات تفصیل سے بتائیں۔

اُنھوں نے کہا آنحضرت رضی اللہ عنہٗ قیومِ وقت ہیں اور آنحضرت کا بدن مبارک جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر کی بقیہ طینت سے بنا ہے۔ اور آپ کے اور کمالات

www.maktabah.org

بھی بیان کئے امام یمن آپؓ کے کمالات کو سُن کر حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا "سُبحان اللہ! اس زمانے میں ایسا بزرگ موجود ہے۔

اس اثنار میں امام یمن نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں تمام اولیائے اُمّت جمع ہیں۔ اس مجمع میں سنہری کرسیاں رکھی ہیں ہر بزرگ کرسی پر فاخرہ لباس پہنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کرسیوں کے درمیان دو تخت جواہرات و یاقوتوں سے جڑاؤ رکھے ہیں۔ جن پر دو بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور زمرد اور مروارید کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ اُن کی پیشانیوں سے اس قسم کا نور چمک رہا ہے کہ تمام جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ تمام اولیائ اور کرسی نشین بڑے ادب سے ان دو بزرگوں سے نیچے بیٹھے ہیں۔ اور ان کی عنایت و مہربانی کے منتظر ہیں۔ امام نے کہا میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا "یہ لوگ جو کرسیوں پر اور تخت پر بیٹھے ہیں کون ہیں؟" انھوں نے کہا یہ سب اولیائے امت ہیں جو کرسیوں پر ہیں وہ قطب الاقطاب وقت ہیں جن کی ماتحت تمام اولیائے اُمت ہیں اور یہ دونو بزرگ جو تخت نشین ہیں حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت عروۃ الوثقیٰؓ ہیں جو قیومِ زمانہ ہیں دونوں اولیائے اُمّت کے سردار ہیں۔ ان میں سے ایک کا وصال ہو گیا ہے اور ایک اس وقت موجود ہیں۔

امام یمن نے یہ خواب آنحضرتؓ کے خلفار سے بیان کیا۔ اور بعد ازاں ایک عرضی دربارۂ ارادت و نیازمندی معہ تحف و ہدایا حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ارسال کی اور غائبانہ مرید ہوا۔ جب امام یمن کی عرضی حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچی تو آپ نے اس کے حق میں دُعا و توجہ باطنی فرمائی۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت کی شادی حضرت خازن الرحمتؓ کی بیٹی سے ہوئی۔

www.maktabah.org

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفہ شیخ حبیب اللہ کو بخارا روانہ فرمایا۔

اس سال حضرت قیومِ ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ حبیب اللہ کو جو آنحضرتؓ کے یارِ مخصوص تھے۔ خلافت عنایت کر کے بخارا بھیجا۔ بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ آپؓ نے سنا کہ بخارا میں سلسلہ مجددیہ کے مخالف علماء خصوصاً رافضی زبان دراز ذاکروں کا غلبہ ہے۔ اور دین میں سُستی کرتے ہیں۔ اور طریقۂ علیہ احمدیہ کی اہانت اور نفرت کے درپے ہیں۔

رخصت ہوتے وقت شیخ صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں، ماوراءالنہر کے علماء سے کیونکر مقابلہ کروں گا۔ آپؓ نے فرمایا جب تمھیں کوئی مصیبت پیش آئے مجھے یاد کر لینا میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپؓ نے دو مرتبہ شیخ صاحب کو بھیجا پہلی دفعہ کامیابی نہ ہوئی۔ جب دوسری مرتبہ بھیجا تو اس وقت یہ سوال و جواب ہوئے۔ اب کی مرتبہ جب شیخ صاحب بخارا پہنچے تو وہاں کے اعلیٰ و ادنیٰ اور چھوٹے بڑے عزت سے پیش آئے۔ اور وقتاً فوقتاً شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ بادشاہ بھی ہر جمعہ شیخ صاحب کے پاس آیا کرتا۔ مخالفوں کے سرغنہ اخون شریف نے یہ افترا پردازی کی کہ شیخ صاحب نے انبیاء کی اہانت کی ہے اور چند ایک جھوٹے گواہ بھی بنائے اور بارہ ہزار کا جتھہ لے کر شیخ صاحب کے مکان کو گھیر لیا۔ اس وقت شیخ صاحب کے پاس صرف بارہ مرید تھے۔ جب شیخ صاحب نے سُنا۔ تو اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد معصوم کی طرف توجہ کی۔ آپؓ نے فرمایا۔ کہ خاطر جمع رکھو تمھیں تکلیف نہیں ہو گی۔

شیخ صاحب نے اس مکاشفہ کا ذکر حاضرین سے کیا۔ شیخ صاحب کا ایک خاص مرید خواجہ سرائے بادشاہ کا مقرب تھا۔ اس نے اس بات سے واقف ہو کر اس کی اطلاع

www.maktabah.org

بادشاہ کو دی۔ بادشاہ اُسی وقت سوار ہو کر شیخ صاحب کی خدمت میں آیا جس کے آنے پر مخالفین تتر بتر ہو گئے۔ اخون شریف بھی کترا گئے۔ بادشاہ نے اخون شریف کو بلا کر تنبیہہ کی۔ لیکن اخون شریف قلبی عداوت سے باز نہ آئے ہر مجلس میں شیخ صاحب کی شکایت کرتے۔ اور اپنے آپ کو شیخ صاحب سے اچھا ظاہر کرتے۔ اور کہتے کہ شیخ صاحب تو بے علم ہیں۔

ایک رات خواب میں اخون شریف نے دیکھا کہ شیخ صاحب چھت پر کھڑے ہیں اخون شریف تمام کتب تحصیل تلے اوپر رکھ کر سب سے اوپر کھڑے ہو کر شیخ صاحب سے کچھ عرض کرتے ہیں لیکن شیخ صاحب توجہ ہی نہیں کرتے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ تم میں اور شیخ صاحب میں یہی فرق ہے۔ اخون شریف نے دوسرے روز شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی اور اپنا خواب بیان کیا۔

بخارا میں حضرت قیوم ثانیؒ کی مثالی موجودگی

ایک روز باقی مخالفوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کریں۔ اور آنحضرت کے مرید ہوں لیکن ہم میں وہاں جانے کی طاقت نہیں۔ اگر آنحضرت یہاں تشریف لائیں تو بہت ہی اچھا ہو۔

شیخ صاحب نے فرمایا "انشاء اللہ کل ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ یہاں تشریف فرما ہوں گے تم مہمانی کا فکر کرو!"

چونکہ شیخ صاحب کو آنحضرت کے فرمان پر پورا پورا الیقین تھا۔ اس لیئے لوگوں سے آنحضرتؓ کی تشریف آوری کا وعدہ کیا۔ جب بادشاہ نے تشریف آوری کی خبر سُنی تو شیخ صاحب سے خود آکر پوچھا "واقعی حضرت تشریف لا رہے ہیں؟" شیخ صاحب نے فرمایا "ٹھیک ہے۔ کل آنحضرت تشریف لا رہے ہیں۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا دوسرے روز بادشاہ امراء وزراء اور تمام چھوٹے بڑے شیخ صاحب کی مسجد میں جمع ہوئے

www.maktabah.org

طرح طرح کے میوے لائے گئے، کھانے پکائے گئے اور آنحضرت کا انتظار کرنے لگے اتنے میں آنحضرت ایک پرانے حجرے سے جو سالوں سے بند پڑا تھا۔ اور ایک عرصے سے بند پڑا تھا۔ اس کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ تشریف لائے۔ شیخ صاحب اور بخارا کے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت کی زیارت کی تھی۔ اٹھ کر آپؓ کے قدموں میں گر پڑے اور کہنے لگے۔ یہی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ بعد ازاں بادشاہ اور باقی تمام لوگوں نے قدم بوسی کی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری پر سب حیران تھے۔ آپ نے بادشاہ اور باقی لوگوں کو چند ایک نصیحتیں کر کے تاکیداً فرمایا کہ شیخ صاحب کی عزت وحرمت کیا کرو۔ پھر قدرے طعام تناول فرمایا اور کچھ میوے چکھ کر فرمایا کہ باقی میوے ہماری خانقاہ کے یاروں کے لئے رکھ دو۔ لوگوں نے عرض کیا جہاں ارشاد ہو وہیں رکھ دیں فرمایا اس چھت پر رکھ دو۔ انھوں نے وہیں رکھ دیئے۔ بعد ازاں عصر کی نماز باجماعت ادا کی اور تھوڑی دیر مراقبہ کیا۔ جن لوگوں نے مرید ہونا تھا انھیں مرید کیا۔ بادشاہ بھی دوبارہ شرفِ بعیت سے مشرف ہوا۔

آپؓ ہوا خوری اور تفریح طبع کیلئے چھت پر تشریف لے گئے۔ جب بہت دیر ہوگئی تو لوگ آپ کو دیکھنے چھت پر گئے تو وہاں نہ آنحضرت رضی اللہ عنہ تھے نہ میوہ جات جو وہاں رکھے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر مخالفین دل وجان سے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مرید ومعتقد ہوئے۔ اور شیخ صاحب سے رجوع کیا مخالفوں کا اعتقاد زیادہ ہوگیا۔

بخارا کے تازہ میوے سرھند میں

جب وہ میوے سرھند لائے گئے۔ اور آپ نے لوگوں میں تقسیم کئے تو چند ایک دانے بادشاہ ہندوستان کو بھی بھیجے۔ ان میووں کو دیکھ کر تمام حیران رہ گئے کہ بخارا کے یہ تر و تازہ میوے ہندوستان میں پہلے کبھی نہیں آئے۔ اور نہ آسکتے ہیں۔ یہ کہاں سے

www.maktabah.org

آ گئے ۔ بادشاہ نے بھی کہا کہ یہ میوے ہماری خاطر کوئی نہیں لاتا ۔ لوگوں نے کہا یہ میوے بہ سبب لطافت بخارا سے یہاں نہیں پہنچ سکتے ۔ یہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا تصرّف ہے اگر آزمائش کرنا چاہتے ہو تو تھوڑے دن ان کو رکھ چھوڑو ۔ جب رکھے گئے ۔ تو تیسرے دن خراب ہو گئے ۔

مُدّت بعد جب بخارا کے لوگ ہندوستان آئے تو انھوں نے بخارا میں حضرت قیوم ثانیؓ کی تشریف آوری کا قصہ مفصل سنایا ۔ ہند کے لوگ سُن کر پہلے سے زیادہ معتقد ہو گئے اور بہت سے مخالف آپؓ کا یہ تصرّف دیکھ کر مرید ہو گئے ۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد تیار ہوئی ۔ جسے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ۔ اور جس میں دو سو چالیس ۲۴۰ مکتوب ہیں ۔

حضرت قیوم ثانی سے شیخ آدم بنوری

کی شکایت اور حضرت شیخ کا رجوع

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ بعض لوگوں کے کہنے سے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گئے ۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے ۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے حضور میں ، حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مسندِ ارشاد پر بٹھایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفاء کو حکم دیا کہ ان کی بیعت کرو ۔ اور ان کے حلقہ میں شامل ہوا کرو ۔

حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے بعد آپ تمام خلفاء اور مریدوں نے حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ سے تجدیدِ بیعت کی ۔ اور صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے ۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے ۔ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں

www.maktabah.org

بیعتوں میں شامل تھے اور ہر صبح و شام آپؒ کے حلقہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔ جب حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ، کے باقی تمام خلفاء مختلف ممالک میں گئے۔ اور مسندِ شیخیت پر بیٹھے تو حضرت خواجہ محمد معصوم کے بھی مرید و معتقد رہے۔

شیخ آدم بنوریؒ اپنے شہر بنور میں جو سرہند سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ رہنے لگے۔ ایک ہفتہ بنور میں رہتے اور ایک ہفتہ حضرت قیومِ ثانی کی خدمت میں۔ جب حضرت شیخ صاحب کے مرید تعداد میں بہت زیادہ ہو گئے۔ ہزار ہا پٹھان آپ کے مرید ہو گئے تو دل میں غرور و تکبّر آ گیا۔ اور اعلانیہ کہنے لگے کہ جو کچھ میرے نصیب میں تھا۔ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے مل چکا ہے۔ مجھے اب کسی اور کی ضرورت نہیں شیخ صاحب کے مرید بھی انھیں حضرت مجدد الفؒ ثانی کا نائب مناب خیال کرتے۔ اور انھیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، سے افضل سمجھتے تھے۔

جب حضرت قیوم ثانی کی خانقاہ والوں نے یہ سنا تو شیخ صاحب کو بہت لعن طعن کی کہ افسوس تم قیوم کے منکر ہوتے ہو۔ تم اپنا دین و دنیا برباد کر دو گے۔ قیامت کے دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کو کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ کہ تم آنحضرت کے ولی عہد کی مخالفت کرتے ہو۔ اسی اثناء میں بعض نے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ آدم بنوری اپنے آپ کو قطب الاقطاب بتاتا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے برابر جانتا ہے۔ یہ سن کر آنجناب کا مزاج شیخ صاحب کی طرف سے برگشتہ ہو گیا۔ اور سخت ناراض ہوئے۔

جب شیخ صاحب حسب عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ذرا توجہ نہ کی بلکہ سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ بعد ازاں جب کبھی شیخ صاحب حاضرِ خدمت ہوتے تو آنحضرت مُنہ پھیر لیتے۔ لیکن شیخ صاحب بدستور زیارت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔ شیخ صاحب کے خلیفہ خواجہ محمد امینؒ "مناقب الحضرات" میں

www.maktabah.org

لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ صاحب حضرت معصوم زمانی کو اپنے پیر و مرشد کا قائم مقام جانتے اور مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور اپنے مریدوں کو کہتے ہیں کہ میں ایک اُمّی شخص ہوں اور حضرت معصوم ربانی دونو علم کے عالم ہیں۔ علم ظاہر بھی ہے اور باطنی بھی۔ اُنکی خدمت میں جاؤ تاکہ دونو علوم سے مستفید ہو سکو اور اگر کوئی مجھ سے شرم کرتا ہے تو میں خود اُس کی سفارش کرنے کو تیار ہوں۔ چنانچہ آپ نے بعض کی سفارش آنحضرت سے کی لیکن جواب کا شرف حاصل نہ ہوا۔[1]

قیومِ ثانی کا ایک تنقیدی مکتوب

حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے ناراض ہونے کی دوسری وجہ یہ ہوئی کہ ایک بار حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ (حضرت مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے۔ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ابھی چھوٹے تھے۔) سیر کے لئے ہنور جا نکلے تو شیخ آدمؒ نے علانیہ مجلس میں کہا کہ یہ مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں چھوٹے تھے اس لئے آپؓ سے سلوکِ باطنی حاصل نہ کر سکے۔ اور یہ نعمت مجھے حاصل ہے۔ یہ بھی انہی کے والد بزرگوار کی عطا کردہ ہے۔

اس بات کے کہنے کا یہ مطلب تھا کہ شاہ جیو مجھ سے فیض حاصل کریں۔ اسی بات کو لمبا چوڑا کر کے اور کچھ اور باتیں ملا کر لوگوں نے حضرت قیومِ ثانی رضی اللہ عنہ کو لکھیں آپؓ سخت ناراض ہوئے۔ حتیٰ کہ چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ حضرت شاہ جیو کو لکھا کہ بعض ناکمل اور ادھورے سالک اپنے خواب اور واقعات پر گمان کر کے اکابرِ دین کی برابری کرتے ہیں۔ لیکن برابری کہاں، اُن سے برابری کی خواہش ایک خیال محال ہے جو محض نادانی اور خام خیالی ہے۔ بہت سے نادان از روئے جہل مرکب اپنے واقعات پر بھروسہ کر کے خیالات فاسدہ میں خود بھی مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ ایسے لوگ گمراہ ہیں گمراہ ہیں۔ انھوں نے ضائع کیا۔ کھویا۔ اور گنوایا۔ اصل تو درکنار ابھی شاخ کے خیال تک نہیں پہنچے۔

---

[1] مؤلف علّام کی یہ روایت تحقیقی حوالہ جات کے خلاف ہے کتاب کے دیباچہ میں اسکی وضاحت کی گئی ہے۔

www.maktabah.org

محض خواب میں ہیں۔ اُن کی مثال چوہے کی سی ہے جو ہلدی کی گانٹھ پر پنساری بن بیٹھتا ہے۔

حضرت شاہ جیو اس خط کے دیکھتے ہی بنور سے سرہند چلے آئے۔ اور شیخ صاحب بھی بہت سٹ پٹائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر جا کر معاملہ باطن میں اپنے والد بزرگوار سے شیخ صاحب کی شکایت کی۔ کہ اس شخص (شیخ آدم) نے آپ کی وصیت کو فراموش کر دیا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف عمل کرتا ہے۔ میں صرف اس بات کا لحاظ کرتا ہوں کہ آپؓ کا مرید ہے۔ ورنہ میں اسکی نسبت کو سلب کر لوں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تمہاری خاطر ہم نے اُسے ملک بدر کیا۔

شیخ آدم بنوری اور خواجہ محمد معصوم کے مقامات کی مثال چڑیا اور سیمرغ کی تھی

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے) جدِ امجد "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں کہ حضرت عروۃ الوثقٰی نے اپنی اور شیخ آدم کی نسبت کا مقابلہ کر کے فرمایا کہ میری نسبت اور شیخ کی نسبت سیمرغ اور چڑیا کی سی ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری مثال سات ولایتوں کے بادشاہ کی سی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں شیخ آدم ایک گاؤں کے مالک ہیں۔

اسی اثنا میں شیخ آدم کو خواہش ہوئی کہ بادشاہ ہندوستان کو مطیع کریں۔ چنانچہ اس ارادے سے پانچ ہزار پٹھانوں کو ساتھ لے کر بنور سے روانہ ہوئے۔ اور سرہند آ کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ پھر حضرت عروۃ الوثقٰی اور خازن الرحمت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ بادشاہی لشکر میں اس طریقہ علیہ احمدیہ کی ترویج کرنا چاہتا ہوں آپ اس بارے میں استخارہ کر کے حکم فرمائیں۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

نے اس وقت اپنے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے وہاں جانے سے اس سلسلہ کی سُبکی ہوگی۔ دوسرے روز جب شیخ صاحب نے جواب مانگا تو آپؓ نے توجہ نہ فرمائی۔ لیکن حضرت خازن الرحمت نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ آپ شاہی لشکر میں نہ جائیں کیونکہ ماسوائے تکلیف کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن شیخ اپنے کشف پر بھروسہ کر کے شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ جن دنوں شیخ صاحب ابھی سرہند میں تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مُلّا بدرالدین علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ ہم نے سُنا ہے کہ تم اپنے آپ کو ایسا ایسا بتلاتے ہو۔ شیخ صاحبؒ نے مذکورہ بالا باتوں سے صاف انکار کیا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کہا۔ جنہوں نے جناب کو اطلاع دی ہے وہ گواہ پیش کریں۔ گواہوں نے صاف صاف کہہ دیا تو شیخ صاحب نے معافی مانگی اور عرض کیا کہ میں آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا قائم مقام سمجھتا ہوں۔ اور اپنا پیر جانتا ہوں میری طرف سے بعض حاسدوں کے کہنے سے بدظن نہ ہوں۔ لیکن آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

بادشاہِ ہندوستان شیخ آدم بنوری سے بدظن ہوگیا۔

جب شیخ صاحب شاہی لشکر میں پہنچے تو اوّل اوّل وہاں آپ کو قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی لیکن بادشاہ کو حاسدوں نے بہت کچھ سکھا کر شیخ صاحب کی طرف سے بدظن کر دیا جس نے آپ کو ملک بدر کرنے کا حکم دیا (اس کی مفصّل کیفیت اس کتاب کے رکنِ اوّل میں شیخ آدم کے حالات میں لکھی گئی ہے۔)

ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سرہند سے تین میل مغرب کی طرف باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دُور سے ایک ہودج مع انبوہِ کثیر نظر آیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ شیخ آدم آرہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو حاضرِ خدمت ہوں۔ آپ نے اجازت دے دی جب حاضرِ خدمت ہوئے تو عرض کیا کہ میں آنجناب کا ادنیٰ چاکر ہوں اگر مجھ سے سہواً کچھ خطا ہوگئی ہے۔ جو آنجنابؓ کے ملالِ خاطر کا باعث ہوئی

www.maktabah.org

ہو۔ تو معاف فرمادیں۔ پہلے حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ پھر حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ، نے بھی معاف فرمایا۔ اور بہت کچھ عنایت و شفقت فرما کر رخصت کیا۔ شیخ صاحب آداب بجالا کر حج کو روانہ ہوئے۔ وہیں وفات پائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کے روضہ کے برابر میں مدفون ہوئے۔

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، حج کو گئے تو (جیسا کہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ، یاقوتہ میں لکھتے ہیں)، جب کبھی جنت البقیع کی زیارت کو جاتے۔ شیخ کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے اور باطن میں اس کے ممد و معاون ہوتے اور فاتحہ کے بعد فرماتے کہ شیخ آدم ہم سے بہت شرماتے ہیں لیکن ہم نے ان کو بالکل معاف کیا ہے۔ اور ان کی شرمندگی کو دور کر دیا ہے۔

مملکتِ خطا، اور سرزمین چین میں

سلسلہ مجددیہ کی اشاعت

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے خواجہ ازعون رحمۃ اللہ علیہ کو جو آپؓ کے بڑے خلفاء میں سے تھے ملک خطاء میں بھیجا۔

"طبقاتِ معصومی" میں لکھا ہے کہ خواجہ صاحب کے بھیجنے کا باعث یہ ہوا کہ نمو چین نور بجر قان خطا و چین کا بادشاہ چنگیز خاں کی نسل سے تھا۔ اور زمانہ قدیم سے توران اور ترکستان کے تمام بادشاہوں کا بادشاہ رہا تھا۔ اور وہاں کے تمام خان اس کے مطیع تھے نہایت تعظیم کے باعث اُسے قاآن کہتے تھے۔ قاآن کے معنی ہیں تمام جہان کا بادشاہ۔

ایک دفعہ اس قاآن نے ایک بڑا جلسہ کیا۔ جس میں توران اور ترکستان کے اکثر بادشاہوں کو بُلایا۔ بہت سے بادشاہ خان اور خاقان مالنغ میں جو قاآن کا دارالخلافہ تھا جمع ہوئے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ تین ہزار بڑے بڑے مشہور منگول بادشاہ شریک ہوئے۔ لقمش خان

www.maktabah.org

اور اعز خاں بھی ترکستان کے بادشاہ جن کا حال اکیسویں[۲۱] سال کے واقعات میں لکھا گیا ہے۔ اس جلسہ میں آئے۔ اور یہ دونو حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی کے چند خلفار کو بھی اپنے ساتھ لائے۔ چونکہ اس ملک میں بت خانے بکثرت تھے۔ اس لئے خلفار نے ان بتوں کو توڑا اور کئی ایک بت خانوں کو ویران کر دیا۔

جب یہ خبر قاآن نے سنی تو نہایت غضبناک ہو کر کہا: "وہ کون ہیں جو ہمارے ملک میں آ کر شورش کرتے ہیں ان لوگوں کو پکڑ لاؤ، تاکہ انھیں سزا دوں۔" ترکستان کے بادشاہوں کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب قاآن کے پاس آ کر کہنے لگے کہ اپنی اور اپنے ملک کی خیریت چاہتے ہو تو ان بزرگوں کی عزت کرو۔ ورنہ نہ تم رہو گے نہ تمھارا ملک رہے گا۔ یہ لوگ اس شخص کے خلیفہ ہیں جو اس وقت تمام اہلِ جہان سے افضل ہے سب کا قبلۂ توجہ اور تمام مخلوقات کا قیوم ہے۔ جہان کی خوشحالی و بدحالی اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کر رکھی ہے۔ روئے زمین کے بادشاہوں کی بحالی اور معزولی کا اسے اختیار دے رکھا ہے۔ اگر تمھارے دل میں کچھ اور خیال آیا تو ایسی بلا میں پھنسو گے کہ رہائی محال ہو جائے گی۔ پھر دشتِ قبچاق کے بادشاہوں اعز خاں وغیرہ کا قصہ بیان کیا کہ یہ بادشاہ بہ سبب بدگمانی و بدنیتی ایسی ایسی بلاؤں میں گرفتار ہوئے تھے۔

قاآن نے یہ ماجرا پہلے بھی سن رکھا تھا۔ ان باتوں کے سننے سے اس کے دل پر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا رعب چھا گیا۔ کہا: "اس شخص کے خلفار کو بلاؤ تاکہ ان سے دعا کی درخواست کروں۔"

بقمش خاں آنحضرتؓ کے خلفار کو قاآن کی خدمت میں لے گیا: قاآن نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ سنہری کرسیوں پر بٹھایا اور عرض کیا کہ میں آپ لوگوں کی دعا کا امیدوار ہوں۔ کیونکہ بادشاہوں کی سلطنت کا استقلال آپ لوگوں کی دعا کی برکت سے ہے۔" بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ، کے حالات پوچھے خلفار نے جیسا کہ

www.maktabah.org

مناسب اور ضروری تھا آنحضرتؓ کا ذکرِ خیر کیا۔ اور بہت سی کرامات بیان کیں۔ یہ حالات و کرامات سُن کر قاآن حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا بہت ہی معتقد ہو گیا اور خلفاء کو ملکِ ختار کے عمدہ عمدہ تحفے اور ہدیئے دے کر رخصت کیا۔

ختار کے بادشاہ کا ایک خواب

اسی رات قاآن نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان باغ ہے۔ جس کے اندر ایک محل میں ایک نورانی بزرگ بیٹھے ہیں اور اُن کے اردگرد ہزارہا لوگ کھڑے ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ ہیں جو شخص دنیا و دین کی خیریت چاہتا ہے وہ ان کی اطاعت کرے ورنہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب میں گرفتار ہو گا اس آواز کی ہیبت سے قاآن جاگ پڑا۔

اسی وقت اعز خاں اور تعمش خاں کو بلا کر خواب سُنایا۔ اور پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء کو بلا کر دوبارہ تحفے اور ہدیئے دیئے اور عرض کیا۔ کہ آپ لوگ میری طرف سے آنحضرت کی خدمت میں ایک عرضی دربارہ نیازمندی اور التماس دُعا و توجہ لکھیں اور بہت سی اعلےٰ درجہ کی چیزیں جو ختا میں مہیا ہو سکتی تھیں۔ حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا۔ جس میں یہ تمام واقعات عرض کئے ساتھ ہی ایک خلیفہ کے بھیجنے کی درخواست کی کہ آکر قاآن کو راہ راست پر لائے۔ اور ختا و چین میں دین اسلام کو رواج دے۔

خواجہ ارغون تین سو صاحب حال سالکوں کے ساتھ چین پہنچے

جب ان کے عرائض معہ تحائف و ہدایا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت نے ان کی درخواست کے مطابق اپنے ایک بڑے خلیفہ خواجہ ارغون کو تین سو سالک اور صاحب حال یاروں سمیت روانہ فرمایا۔ اور تصرفات اور کرامات کی بہت سی قوت خواجہ صاحب کو عنایت فرمائی کیونکہ دور دراز کا فاصلہ اور کفرستان تھا۔ تاکہ ضرورت ان تصرفات اور کرامات کا اظہار کر سکیں۔ جب خواجہ

www.maktabah.org

صاحب ختنا کی طرف روانہ ہوئے تو پہلے ہی یقمش خاں اور اعز خاں ۔نے قاآن کی طرف لکھا کہ خواجہ صاحب تشریف فرما ہو رہے ہیں ۔

قاآن نے سنتے ہی اپنے تمام ماتحتوں کو جو خواجہ صاحب کی راہ میں تھے لکھا کہ خبردار خواجہ صاحب کو رستے میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو ہر طرح سے خاطر و مدارت کرنا خواجہ ازغون پہلے کشمیر آئے جو سرہند سے بیس منزل ہے پھر بیس روز میں کشمیر سے تبت خورد میں اور ایک مہینے میں تبت خورد سے تبت کلاں میں۔ ایک مہینے میں تبت کلاں سے کاشغر پہنچے۔ یہاں کا بادشاہ لوازمات مہمانی پورے طور پر بجا لایا۔ پھر آپ چالیس روز میں کاشغر سے چلکائے یلدوز میں پہنچے وہاں کے حاکم نے بھی حسب حیثیت مہمان داری کی پھر ایک مہینے میں چلکائے یلدوز سے بیابان شیر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر یقمش خاں وغیرہ ترکستان کے خانوں کے آدمی خواجہ صاحب کی تعظیم و تکریم اور مہمان نوازی کے لئے آئے اور چالیس روز میں بیابان شیر بہرام سے شہر بہرام میں پہنچے۔ یہاں پر بھی اعز خاں وغیرہ خانان ترکستان کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی ضیافت کا سامان کیا۔ یہاں سے بیس[۲۰] روز میں شہر ختن میں پہنچے۔ اس شہر میں دشت قپچاق کے خرگاہ نشین سلاطین کے اکثر آدمی مہمانداری کے لئے آپہنچے۔ کیونکہ ختن خانہ بدوش سلاطین کی سرحد پر ہے۔

ختن سے خانان بالغ تک جو قاآن کا دارالخلافہ ہے۔ کچھ کم نو مہینے کا رستہ ہے مختصر یہ کہ تمام خانہ بدوش سلاطین سے خواجہ صاحب ازغون کو ملک قراخواجہ تک چالیس روز میں پہنچا دیا۔ وہاں کا حاکم کماحقہ، لوازمات مہمانداری بجا لایا۔ قراخواجہ سے سعادل تک جو ملک ختنا کی سرحد میں واقعہ ہے۔ ایک مہینے میں پہنچے۔ اس شہر سے آگے ایک پہاڑ سے لے کر دوسرے پہاڑ تک بہت اونچی اور چوڑی دیوار کوئی ساٹھ میل لمبی ہے۔ اس دیوار پر دروازے بنا رکھے ہیں اور وہاں بہت سی فوج محافظت کے لئے رہتی ہے۔ اس دیوار سے کجاقو تک جو ملک ختا میں واقع ہے۔ دو مہینے میں پہنچے یہاں کے حاکم

www.maktabah.org

نے ضیافت کے سامان بوجہ احسن مہیا کئے۔ وہاں سے ملتائے تک جو ختا میں ایک بڑا شہر ہے پچاس روز میں پہنچے۔ کہتے ہیں کہ اس راہ کے علاوہ ایک اور راستہ بھی ہے جہاں سے ہو کر شہر خاں مالنع میں ساٹھ روز میں پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن اس رستے میں کہیں پانی یا آبادی نہیں۔ اگر کہیں پانی ہے بھی تو ایسا کہ پیتے ہی انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس سے بھی تعجب کی بات یہ ہے کہ اس سرزمین میں دو کنوئیں ہیں۔ جن کے درمیان آٹھ روزہ راہ کا فاصلہ ہے۔ اگر ایک پانی زہر ہے تو دوسرے کا آب حیات اور کبھی خاصیت اس کے برعکس ہو جاتی ہے۔

الغرض خواجہ صاحب ملتائے سے اقاقاش میں دس روز کے بعد پہنچے اور تین دن میں اقاقاش سے قراقاش تک۔ پھر پندرہ روز بعد قاصوفی میں پہنچے۔ اسی اثناء میں تمش خاں اور اعز خاں وغیرہ بادشاہ احتیاطاً خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہے کہ کہیں غبار والے شورش نہ کریں۔ کیونکہ وہ مخالفِ دین ہیں۔ وہاں سے پچیس روز میں شہر قطاس میں پہنچے۔

کہتے ہیں کہ اس علاقے میں ایک عظیم الجثہ گائے ہوتی ہے۔ ایک دفعہ ایک سوار کو زمین پر سے ایک ہی سینگ پر اٹھا لے گئی۔ جس پر وہ سوار کئی دن تک رہنلہ پھر وہاں سے پانچ روز میں شہر سوکچور میں پہنچے اور ختا کا سب سے بڑا شہر ہے۔ اہل ختا خواجہ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سن کر قاآن کے حکم کے مطابق استقبال کے لئے آئے اور مہمانداری کے لوازمات مہیا کئے۔ پھر پندرہ روز میں قلعہ قراول میں پہنچے جو نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کے گرد و نواح تمام بلند اور دشوار گذار پہاڑ واقعہ ہیں۔ یہاں سے خان بالنع تک ایک سو ساٹھ گھر آباد ہیں۔ اور گھروں کی چھتوں کے مابین قرعو بہت قوی ہے۔ قرعو سے مراد وہ گھر ہے۔ جس کی بلندی معمولی ساٹھ گھروں کے برابر ہو۔ اور وہ ساٹھ گز ہے۔ اس میں ہمیشہ بارہ آدمی رہتے ہیں۔ یہاں سے دوسرا قرعو دکھائی دیتا ہے۔ جب کوئی حادثہ

www.maktabah.org

ہوتا ہے، تو آگ جلاتے ہیں۔ تاکہ دوسرے قرعو والوں کو اطلاع ہو جائے۔ اسی طرح چوبیس گھنٹے کے اندر یعنی ایک دن رات میں چار مہینے کی راہ کے فاصلہ کی خبر پہنچ جاتی ہے کہ کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔

ختائی کے بعض علاقوں کی حالت

پھر اس واقعہ کی حقیقت لکھتے ہیں۔ بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر ڈاک چوکی ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو دست بدست خط پہنچاتے ہیں۔ ہر ایک قرعو میں دس آدمی دس روز تک رہتے ہیں پھر وہ اپنے گھروں میں آجاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے آدمی چلے جاتے ہیں۔ لیکن ڈاک چوکی ہمیشہ وہی رہتی ہے۔ حفاظت کرتی ہے۔

الغرض جب خواجہ صاحب ایک ماہ بعد شہر سکھور میں پہنچے اور بعد ازاں پندرہ[۱۵] روز میں شہر قھچو میں پہنچے۔ یہ دونو شہر ملک ختائی کے بڑے شہر ہیں۔ اور دونوں شہروں کے مابین بارہ گھر ہیں۔ دونو شہروں کے حاکموں نے خواجہ صاحب کی مہمانداری کے لوازمات پورے طور پر مہیا کیئے اور اچھی طرح خدمات بجالائے۔ شہر قھچو میں ایک کوکب ابلدی نام ایک محل ہے۔ جسے فارسی میں چرخ فلک کہتے ہیں۔ وہ ایک آٹھ پہلو عمارت ہے۔ جس کے اکیس طبقے ہیں۔ ہر ایک طبقے میں اچھے اچھے منظر تیار کیئے ہیں اور عمدہ عمدہ نقش ونگار ہیں۔ ان کے نیچے دیووں کی شکلیں بنائی گئی ہیں۔ گویا وہ دیو اس محل کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ محل بیس گز اونچا بیس گز چوڑا ہے۔ سب کا سب سنہری ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سونے کا بنا ہوا ہے۔ اس میں ایک سرد آبہ بنایا گیا ہے اور اس کے بیچ میں لوہے اور قلعی کا ایک ستون نصب ہے۔

یہاں پر ایک اور محل بنا ہوا ہے۔ جو سرد آبہ کی تھوڑی سی حرکت سے چکر کھانے لگتا ہے۔ یہاں سے ایک ماہ بعد شہر حسن آباد میں پہنچے۔ اس شہر کے لڑکے لڑکیاں نہایت ہی خوبصورت ہوتے ہیں۔ اسی واسطے اُسے حسن آباد کہتے ہیں۔ اس شہر تلے ایک دریا

www.maktabah.org

بہتا ہے جس کا پاٹ بارہ میل کا ہے۔

شہر صدین قور کے بُت کدے

یہاں سے چل کر دس روز میں شہر صدین قور میں پہنچے۔ یہ بہت بڑا شہر ہے۔ جس میں بہت سے بُت خانے ہیں ہر ایک بُت خانے میں ایک بُت اَسّی گز قد کا ہے اس بُت کے ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں ایک اور بُت بنا ہوا ہے۔ اس بُت کا نام ہزار دست (ہزار ہاتھ والا) ہے۔ اس بُت کو جس پتھر پر رکھا گیا ہے وہ نہایت بڑا اور خوبصورت سنگِ رخام کا ہے۔ پتھر کے ٹکڑوں کو اس طرح آپس میں مِلایا گیا ہے۔ کہ ایک ہی ٹکڑا معلوم ہوتا ہے اس بُت کی چوڑائی میں کئی چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے ہیں اس بُت کے قدم سے لے کر سر تک ہال ہیں۔ اور ہال کے ساتھ کوٹھریاں جو نہایت آراستہ و منقش ہیں۔ اس بُت کے دو پاؤں پندرہ پندرہ گز لمبے ہیں اور سر میں بہت سی کوٹھریاں بنی ہوئی ہیں۔ اچھا خاصہ پہاڑ معلوم ہوتا ہے۔

چین کے دارالسلطنت میں بارہ لاکھ فوج کا لشکر

یہاں سے چل کر ایک ہفتے بعد شہر خان بالیغ میں پہنچے۔ اس شہر کے باہر بھی چرخ فلک ایک محل بنا ہوا ہے۔ جیسا کہ شہر قبچور میں تھا۔ جو بلندی میں پہلے سے بھی دگنا ہے۔ یہ بڑا وسیع شہر ہے اس میں چار قلعے ہیں جن کا باہمی فاصلہ تین تین کوس کا ہے۔ شہر کے باہر پھر اور فصیل بنائی گئی ہے۔

چین کا سب سے بڑا شہر یہی ہے۔ اس کا گرد اسو میل ہے۔ اس میں بارہ لاکھ فوج رہتی ہے۔ تین لاکھ چوبی مکانات ہیں۔ جن میں سے ہر ایک میں کئی کئی گھر آباد ہیں۔ باقی اہل حرفہ وغیرہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس شہر کی حفاظت کے لیے اسی ہزار پولیس ہے۔ شہر کے اندر دریا بہتا ہے۔ جس میں پندرہ دریا آکر ملتے ہیں۔ اس شہر میں تین ہزار کشتیاں ہیں۔ حالانکہ اس قدر بڑا شہر ہے پھر اس کی گلی کوچوں کا فرش اینٹ پتھر کا ہے۔

www.maktabah.org

بارش کے وقت کیچڑ بالکل نہیں ہوتا۔

شاہِ چین نے حضرت خواجہ کے خلیفہ کا پانچ لاکھ درباریوں سے استقبال کیا

القصہ جب خواجہ صاحب اس شہر کے قریب پہنچے تو قاآن نے اپنے وزیر اعظم کو آپ کے استقبال کے لیئے بھیجا جو خواجہ صاحب کو بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ جب قلعہ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ شاہی دروازہ کے سامنے ایک میدان تقریباً تین میل حلقے کا سنگِ رخام سے فرش کیا ہوا ہے۔ اور جس میں اُسوقت پانچ لاکھ آدمی لباس فاخرہ پہنے مسلح کھڑے ہیں۔ اور دروازے پر بارہ ہاتھی سُونڈ اٹھائے اور دس شیر کھڑے ہیں۔

اس قلعہ کے اندر سنگِ رخام کا ایک نہایت وسیع میدان بنایا ہوا ہے۔ اس اندرونی میدان میں تین لاکھ سے زیادہ مسلح آدمی تھے۔ جو لباس زریں پہنے ہوئے تھے۔ اس میدان میں ایک چبوترہ چالیس گز اونچا خاصہ ٹیلہ نظر آتا تھا۔ اس پر ایک اَسّی گز سنہری محل بنا ہوا تھا۔ جس کا طول ایک سو گز اور عرض نوّے ۹۰ گز تھا۔ اس چبوترہ کے سامنے ایک اور چبوترہ تھا جس پر نقارہ طبل۔ نفیری وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ جب کبھی قاآن ان کے بجانے کا حکم دیتا ہے تو ایک ہزار آدمی ان کے بجانے کے لیئے آتے ہیں۔

اس محل کے اندر ایک جڑاؤ تخت رکھا ہوا ہے۔ اس میدان کے گرد و نواح سُنہری اور منقش کمرے اور محل بنے ہوئے ہیں۔ تیسرے محل میں ایک پانچ گز اونچا خالص سونے کا تخت بنا ہوا ہے ایک لاکھ آدمی اس کے گرد مسلح ہو کر کھڑے ہیں۔ دس ہزار کے ہاتھ میں ننگی تلواریں۔ دس ہزار کے ہاتھ میں تیر و کمان۔ دس ہزار کے ہاتھ میں گرز۔ دس ہزار کے ہاتھ میں کلہاڑیاں علیٰ ہٰذالقیاس سب کے سب مختلف آلاتِ حرب سے مسلح تھے۔

قاآنِ چین خواجہ ارغون سے بغل گیر ہُوا

جب خواجہ صاحب تیسرے محل میں گئے تو آپ کے آتے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھ

www.maktabah.org

کر نکلا اور نقارے وغیرہ بجنے لگے۔ اور ختائی زبان میں قاآن کی ثنا، و دعا کے گیت گائے۔ قاآن نے خواجہ صاحب سے بغلگیر ہو کر آپ کو سنہری کرسی پر بٹھایا اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے حالات پوچھے۔ خواجہ صاحب نے بھی آنحضرت کی طرف سے دعا پہنچائی اور فرمایا کہ آنجناب تجھ پر بہت مہربان اور تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں قاآن اس خوشخبری سے بہت خوش ہوا۔ آدابِ قیومیت بجا لایا اور پھر ایک عالیشان محل خواجہ صاحب کے رہنے کے لیے مقرر کیا اور مناسب طور پر ضیافت کا سامان کیا۔

خواجہ ارعون مجددی نے شاہِ چین کو دعوت اسلام دی

دوسرے روز خواجہ صاحب نے جب قاآن کو دعوت اسلام دی تو قاآن سوچ میں پڑ گیا۔ دوسرے ارکانِ سلطنت شورش کرنے لگے۔ اور انھوں نے خواجہ صاحب کو تکلیف دینی چاہی۔ اُدھر یتمش خان وغیرہ خانہ بدوش بادشاہ بھی لشکر سمیت لڑائی کے لیئے تیار کھڑے تھے۔

اغر خاں نے ہر دو فریق کی تسلی کی اور کہا کہ یہاں لڑائی سے کام نہیں نکلے گا۔ یہاں تو کوئی بڑی کرامت کام دے گی۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے اہلِ ختا کو فرمایا کہ جن بتوں کی تم پرستش کرتے ہو۔ وہ میرے فرمانبردار ہیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے بُتوں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے بتو! اگر ہمارا دین سچا ہے اور ہمارا پیر فی الواقعہ قیومِ وقت ہے۔ تو میرے پاس آجاؤ اور میری فرمانبرداری کرو۔"

یہ آواز سنتے ہی سارے بُت اپنی جگہ سے حرکت کر کے خواجہ صاحب کے پاس اکھٹے ہوئے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا "ہتھیار لے کر ختا والوں سے جنگ کرو"۔ تمام بُت ہتھیار لے کر ختا والوں پر ٹوٹ پڑے اور ہزار ہا کو قتل کیا جب ختائی ان پر وار کرتے تو ان کے ہتھیار ٹوٹ جاتے۔ کیونکہ بُت تو کانسی اور لوہے کے بنے ہوئے تھے قاآن یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوا اور دوسرے ختائی بھی گھبرا گئے۔ سب کو اپنی موت

www.maktabah.org

کا یقین ہو گیا۔ انھوں نے ننگے سر پگڑیاں گلے میں ڈال کر خواجہ صاحب کے پاس آ کر معافی مانگی اور عاجزی ظاہر کی۔ اور توبہ کی تمش خان وغیرہ بادشاہوں نے بھی سفارش کی۔ خواجہ صاحب نے ان کی عاجزی پر رحم فرما کر ان بتوں کو جنگ سے باز رکھا۔

تمش خاں اور راعز خاں وغیرہ نے قاآن کو کہا کہ ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اِن بزرگوں کی رضامندی پر چلنا چاہیئے نہیں تو جان و مال اور ملک کی خیر نہیں۔ اب بھی دل سے توبہ کرو اور مسلمان ہو جاؤ تمھاری بہتری اسی میں ہے۔ قاآن نے یہ بات مان لی۔

شاہِ چین کو خواب میں تنبیہ اور دعوتِ اسلام

اِسی طرح قاآن نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کو خواب میں دیکھا جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے خلیفہ کو تیرے پاس بھیجا اور تو نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ قاآن نے صبح دربارِ عام کیا اور تمام ختائیوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔

جب سب جمع ہو گئے تو انھیں مخاطب کر کے اعلان کیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اگر تم بھی مسلمان ہو جاؤ تو بہتر ورنہ سب کو قتل کرا دوں گا ختائیوں نے کہا آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جب آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو ہم بھی ہوتے ہیں۔ اسی وقت قاآن معہ تمام خطائیوں کے مسلمان ہو کر غائبانہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کا مرید ہوا۔ تمام بتخانوں کو توڑا۔ اور ہزار دست بُت کو گرا دیا۔ بعد ازاں چین اور خطا کی نفیس چیزیں ایک لاکھ مہر اور پانچ لاکھ روپیہ بطور ہدیہ و تحفہ معہ ایک عریضہ کے جس میں اظہارِ عجز و نیاز اور ارادت کیا تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں بھیجا۔ اور خواجہ ارغون کے ہاتھ بیعت کی تین سو یار جو خواجہ صاحب کے ساتھ آئے تھے۔ انھیں چین اور خطا کے مختلف شہروں میں بھیج دیا۔ ان میں سے ہر ایک نے ہزارہا آدمیوں کو مرید کیا۔ سینکڑوں کو خلافت کی چنانچہ خطا و چین کے تمام شہروں میں اُن کے خلیفے اور مرید بکثرت ہو گئے اور اس ملک میں طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ خوب طور پر رائج ہوا۔ اور اب تک ختا و چین میں اِس سلسلے کا

www.maktabah.org

رواج ہے۔ خواجہ ارغونؒ نے شہر خان بالنغ میں سکونت اختیار کی۔ اور ہزارہا لوگوں نے خواجہ صاحب کی طفیل سے ہدایت حاصل کی۔ اور کئی ہزار آدمی ہر صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔

کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے ایک ہزار آدمی کو خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ صاحب شہر خان بالنغ میں فوت ہوئے۔ اور موضع قراق میں مدفون ہوئے آپ کا مزار ختا و چین میں خاص و عام زیارت گاہ ہے۔ خواجہ صاحب کی اولاد اور آپ کے مرید اب تک خان بالنغ میں موجود ہیں۔

عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ مراد کو خلافت دے کر شام روانہ فرمایا

اِس سال ہندوستان کے ایک بڑے آدمی شیخ مراد حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا واقعہ یہ ہُوا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام اولیائے اُمّت ایک مقام پر جمع ہیں۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ان کے صدر نشین ہیں۔ تمام بزرگ آپ کے سامنے دست بستہ بیٹھے ہیں اور ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ جو شخص اُن کی اطاعت کرے گا۔ نجات پائے گا۔ بعدازاں شیخ صاحب حاضرِ خدمت ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔

شیخ مراد حج کے لِئے روانہ ہوئے

میرے (مصنف علیہ الرحمتہ) والد ماجد روایت فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شیخ مراد کو ہفتہ اپنے پاس رکھا اور خلافت دے کر ملک شام میں روانہ فرمایا حضرت

www.maktabah.org

قیوم اربعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے تین ہفتے بعد شیخ مراد کو روانہ کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خلافت ایک ہفتہ میں عنایت فرمائی۔ اور رخصت تین ہفتے بعد۔ شیخ صاحب دونو پاؤں سے معذور تھے۔ چنانچہ آپ کے پاؤں میں ہڈی وغیرہ نہ تھی۔ صرف تسمہ کی طرح نرم تھے۔ اس لئے رخصت کے وقت عرض کیا کہ میں ایک کمزور اور معذور، بے پا آدمی ہوں۔ علاوہ ازیں میرے پاس سرمایہ علمی بھی نہیں۔ وہاں مجھ سے طریقہ مجددیہ احمدیہ کا نفاذ کیونکر ہوگا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ، نے فرمایا میں نے اپنے تمام خواجگان کی رائے لے کر تمہیں رخصت کیا ہے۔ کسی قسم کا فکر نہ کرو۔ مزید فرمایا کہ پہلے ماوراء النہر جاکر چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہیں۔ اور پھر ایران کی راہ ملک شام میں پہنچ جانا۔ اور وہاں پہنچ کر بیت المقدس میں قیام کرنا۔ شیخ صاحب حضورؓ کے حکم کے مطابق پہلے ماوراء النہر جاکر شیخ حبیب اللہ کے پاس رہے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیخ صاحب نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق شیخ حبیب اللہ سے استفادہ بھی کیا۔ بعد ازاں ایران کی راہ شام پہنچے۔ وہاں کے علما اور مشائخ نے جو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے مرید تھے۔ جیسا کہ قیومیت کے آٹھویں سال میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ آپ کا استقبال کیا۔ اور بڑی عزت و تکریم سے شہر بیت المقدس میں لائے۔ ہر صبح و شام تمام مشائخ و علما، آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے اور شام کے اکثر لوگ آپ کے مرید تھے۔

والی شام کی ایک جسارت

شیخ صاحب کا ارشاد اس درجہ زیادہ ہوا کہ والیٔ شام نے ڈر کر آپ کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ اسی اثنا میں اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام پیغمبر مثلاً حضرت ابراہیم اور آپ کے تمام فرزند علیہم السلام جو شام میں آرام کئے ہوئے ہیں جمع ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر اُسے فرماتے ہیں کہ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اتم محمد معصوم عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ، کے خلیفہ کو

www.maktabah.org

تکلیف دینا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ ہمارے حکم سے یہاں آئے ہیں۔ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے۔ تو توبہ کر اور اس سے معافی مانگ ورنہ ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا کہ اس سے تجھے نجات نصیب نہ ہوگی۔

والیٔ شام نے یہ خواب دیکھ کر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی اور تہہ دل سے مُرید ہوا۔ جب خنگار روم نے سنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ نے اپنا ایک خلیفہ ملک شام بھیجا ہے۔ تو ایک امیر کو ایک لاکھ دینار دے کر شیخ صاحب کی مہمانداری کے لئے بھیجا۔ اور آپ کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے تین لاکھ دینار سالانہ مقرر کئے۔ آپ کی خانقاہ کا سالانہ خرچ پانچ لاکھ سُرخ دینار تھا۔ جن میں سے دو لاکھ تو فتوح پہنچ۔ اور تین لاکھ خنگار روم بھیج دیتا۔

شیخ صاحب اپنے وقت میں ملک شام کے مشہور شیخ تھے جب کبھی آپ حج کے لئے آتے تو ہزارہا اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔

شریف مکّہ حضرت شیخ مراد کا استقبال کرتا ہے

جب آپ پہلی مرتبہ حج کو آئے تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے مسجد الحرام میں آ کر کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کل اس مسجد میں اللہ تعالےٰ کا ایک دوست آئے گا۔ شریف مکہ نے اس کا استقبال کرنا اور اُسے تخت پر سوار کر کے مسجد حرام میں لانا۔

چونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے اس لئے تخت پر بیٹھ کر مسجد حرام میں آئے۔ اور یہ شرف اس سے پہلے کسی ولی اللہ، شیخ امیر یا بادشاہ کو حاصل نہیں ہوا تھا۔ کہ سوار ہو کر مسجد الحرام میں آئے۔ صرف شیخ صاحب رحؒ کو حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہٗ کی طفیل یہ شرف حاصل ہوا۔ بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔ حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضؓ کے بعد حضرت

www.maktabah.org

قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور رجب تک آنحضرت وہاں رہتے تمام خرچ شیخ صاحب کے ذمّے ہوتا۔ حالانکہ آنحضرت کے ساتھ تقریباً ایک ہزار آدمی ہوتے تھے۔ اور ایک سال تک عرب میں رہتے۔ آج تک ملک شام میں شیخ کے فرزند موجود ہیں۔ ایک کا نام شیخ محمدؒ ہے۔ جو شیخ صاحب کے قائم مقام اور خانقاہ کے متولی ہیں دوسرے شیخ مصطفےٰ ہیں۔ حاجی سعادت اللہ جو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مخصوص دوست ہیں۔ ایک دفعہ ملک شام میں گئے تو واپس آکر انھوں نے بیان کیا کہ شیخ صاحب کے فرزند کی خانقاہ میں اس وقت بھی ہزار آدمی موجود ہیں۔ اور تین لاکھ دینار سُرخ جو خنکار روم نے اخراجات کی بابت مقرر کر رکھے تھے۔ بدستور ملتے ہیں اور فتوح اس کے علاوہ ہے۔

حاجی سعادت اللہ نے یہ بھی بیان کیا کہ شیخ صاحب کے فرزند کی آرزو ہے کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ، حج کو تشریف لائے تھے۔ اور میرے والد بزرگوار آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اگر حضرت قیوم رابعہ رضی اللہ عنہ، تشریف لائیں تو میں بھی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوا کروں وہ ہر سال آپؓ کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بھیجا کرتا تھا۔

سلطنتِ مُغلیہ کا اہم رُکن شیخ میر

حضرت خواجہ محمد معصوم کا مُرید ہوا

اِس سال ارکانِ سلطنت میں سے شیخ میر نام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مُرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ پہلے شیخ میر بعض دین کے دشمنوں، اور مخالفینِ سلسلہ مجدّدیہ کے بہکانے سے آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے سخت مخالف تھے

www.maktabah.org

ایک روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار مبارک پر ایک مجلس تھی جس میں حضرت قیوم ثانی کے مخالف و معاندین موجود تھے۔ وہاں پر آپ رضؓ کا ذکر خیر ہوا۔ تو مخالفوں نے آنجناب کی اہانت شروع کر دی۔ مخلص اس بات کو برداشت نہ کر سکے۔ پہلے زبانی گفتگو اور بحث و تکرار ہوتی رہی۔ آخر دست و گریبان تک نوبت پہنچی۔ دشمنی جب زیادہ ہوگئی تو دوسرے روز باقاعدہ جنگ کے لئے مستعد ہو گئے۔ شیخ میر نے اپنی فوج کا بہت سا حصّہ مخالفوں کی مدد کے لئے بھیجا۔

جب دونوں فریق بالمقابل ہوئے تو ایسا گرد و غبار اُٹھا کہ فضا میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ مخالفوں کی آنکھوں کانوں ناکوں اور منہ میں گرد پڑنا شروع ہوئی۔ جس سے وہ اندھے بہرے اور گونگے ہو گئے۔ حق تعالیٰ نے ان کے سر پر بدبختی کی خاک ڈالی شکست کو غنیمت سمجھ کر بھاگ اُٹھے لیکن حضرت کے مخلص جناب رضؓ کی توجہ کی برکت سے اپنی جگہ ڈٹے رہے۔ اُن پر گرد و غبار کا نام و نشان تک نہ تھا کیونکہ بگولا اُنکے پیچھے کی طرف سے اٹھا اور مخالفوں پر چلا۔

اسی اثناء میں شیخ میر نے خواب میں دیکھا کہ بعض لوگوں نے اُسے پکڑ کر خوب مار پیٹ کی ہے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا کر کہتے ہیں۔ کہ تو ہی نے آنحضرت رضؓ کے مخالفوں کی مدد کی تھی۔ اور تیرے دل میں آنحضرت کی طرف سے نفاق ہے۔ جب وہ جاگا تو مار پیٹ کے نشان اس کے بدن پر موجود تھے۔ اور سارے اعضاء درد کر رہے تھے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور بہت معتقد ہو گئے۔ آپ کے دو بیٹے مکرّم خاں اور محتشم خاں آنحضرت رضؓ کے خاص الخاص مریدوں میں سے تھے۔ باوجود امارت و ریاست کے دونوں حضرت کی پالکی کو کندھوں پر اٹھا کر شاہجہاں آباد میں لے جاتے آنجناب بھی اُن پر بدرجہ غایت درجہ مہربان تھے۔

www.maktabah.org

شیخ محمد ہادیؒ کی ولادت

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند شیخ محمد ہادیؒ جو مؤلف کتاب کے جد شریف ہیں پیدا ہوئے۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ایک روز حضرت امام معصوم محل کے اندر بیٹھے تھے اور اہلبیت اور بہو بیٹیاں حاضر تھیں آنحضرت اس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ ایک پھانک اپنے اہلبیت کو دے کر فرمایا کہ یہ ملا جیون کی والدہ کو دے دو۔

آنحضرت کی بڑی بیٹی حضرت خازن الرحمت کے فرزند رشید شاہ عبداللہ کی منکوحہ حاملہ تھیں۔ وہ سمجھیں کہ شاید اپنی بڑی بیٹی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ انھوں نے بیٹی کو وہ پھانک دینی چاہی لیکن آپؒ نے حضرت خازن الرحمت کی بیٹی شرف النساء کی طرف اشارہ کیا۔ جو حضرت مروج الشریعت کی منکوحہ تھی۔ زقیہ زمان نے وہ پھانک مریم مکانی کو دی۔ اس پھانک کے کھانے کے بعد حاملہ ہوگئیں اور وقت مقررہ گذرنے پر ۱۲ رمضان المبارک ۱۰۶۰؁ھ میں ہادی الزمان پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی اور حضرت مروج الشریعت کو فرمایا یہ فرزند اعلےٰ درجے کا ولی اللہ ہوگا۔ اُمید غالب ہے کہ اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔

واقعی آپؒ کی توجہ شریف سے یہ فرزند اپنے وقت میں ممتاز ہوا۔ عقیقہ کے روز حضرت خازن الرحمتؒ نے محمد حسن نام رکھا۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ نے محمد ہادی اور سب سے آخر پر یہ قرار پایا۔ کہ کنیت ابوالحسن۔ لقب تاج الدین اور نام محمد ہادی رکھا جائے آخر اسی کو پسند کیا گیا۔ آپ کو بچپن میں حضرت قیوم ثانی کی بشارت کے بموجب مُلا جیون کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ جیون ہندی لفظ ہے جس کے معنی ہیں۔ جیتا رہ۔ علم ظاہری میں آپ اپنے عہد میں بینظیر تھے۔ آپ کی جس قدر تصنیفات ہیں بڑے بڑے عالم بد قت انھیں سمجھتے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت قیومّ ثانی محمّد معصومؒ کی بارگاہ میں

بادشاہ شاہجہاں کی حاضری اور ملکی مشاورت

اس سال بادشاہِ ہندوستان شاہجہان سرہند میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیئے آیا۔ قدم بوسی کے بعد عرض کیا کہ دنیاوی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جیتے جی اولاد کو ملک بانٹ دوں۔ تاکہ میرے بعد شہزادے آپس میں نہ لڑیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔؟

آپ نے فرمایا" ضرور ایسا کرنا چاہیئے۔ لیکن اورنگ زیب کو ولی عہد بنانا، کیونکہ یہی تمام شہزادوں سے لائق اور دین دار ہے۔ ورنہ بڑا بھاری فساد برپا ہوگا۔" شاہجہان نے بھی اس بات کو منظور کر لیا۔ دُوسرے روز جب اورنگ زیب کو ولی عہد بنانا چاہا اور مُلک دکن داراشکوہ کے حوالے کرنا چاہا تو داراشکوہ چونکہ بڑا بیٹا تھا اس نے دکن لینے سے اِنکار کر دیا۔ سُلطان شاہجہان اس کے زیرِ اثر تھا۔ جو وہ کہتا مان جاتا۔ اس لیئے مجبوراً دکن اورنگ زیب کو دیا گیا اور ہندوستان داراشکوہ کو۔ اورنگ زیب نے اُنکار کیا اور کہا کہ مجھے سلطنت درکار نہیں ہیں ایک فقیر آدمی ہوں۔ میں حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں رہوں گا۔ دکن اور ہندوستان دونوں داراشکوہ کو دے دو۔

بادشاہ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے تو بہتیرا حیلہ کیا کہ کسی طرح داراشکوہ دکن لینے پر راضی ہو جائے لیکن وہ نہیں مانتا۔ اور وہ میرے بس میں بھی نہیں۔ اگر ہندوستان اورنگ زیب کے سپرد کیا گیا تو فسادِ عظیم کا خطرہ ہے بلکہ یقین واثق ہے لڑائی ہوگی اور مسلمان ناحق مارے جائیں گے۔ اور ملک میں کھلبلی مچ جائے گی۔ اورنگ زیب تو آنجناب کا مرید ہے۔ آپ کے فرمان کو قبول کرے گا، اُسے دکن لینے پر راضی کریں۔ آپ نے اورنگ زیب کو بلا کر فرمایا کہ تسلّی رکھو۔ آخر تم ہی دکن

www.maktabah.org

اور ہندوستان دونو کے بادشاہ ہو گے۔ تمہاری سلطنت کا سرزمین ہندوستان میں ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اس وقت باپ کے فرمان کو قبول کرو۔ اور دکن لینے پر راضی ہو جاؤ اورنگ زیب آنحضرتؓ کے فرمان سے مجبور ہو کر دکن لینے پر راضی ہوا۔ ۱

حضرت خواجہ محمد معصوم نے داراشکوہ سے شریعت کے نفاذ کا عہد لیا

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے بادشاہ کو فرمایا کہ ہم نے اورنگ زیب کو دکن لینے پر راضی تو کر لیا ہے۔ لیکن داراشکوہ کو سمجھا دینا کہ شریعت محمدی کی اشاعت کی کما حقہ کوشش کرے۔ اور شریعت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے تاکہ اس کی سلطنت قائم رہ سکے۔ اگر اس نے دین میں ذرا بھی سستی کی اور امور شرعی کے اجرا میں غفلت کی تو نہ وہ رہے گا اور نہ اس کی سلطنت ۔ بلکہ شامت اعمال کا خمیازہ تمھیں بھی بھگتنا پڑے گا۔ بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا اور داراشکوہ کو آپؓ کی خدمت میں لا کر مذکورہ بالا نصیحت کی۔ داراشکوہ نے بھی اس نصیحت کو قبول کیا۔

بادشاہ نے اب ملک کو اس طرح تقسیم کیا کہ شاہجہاں آباد، اکبر آباد، الہ آباد، بہار اودھ۔ مالوہ۔ اجمیر۔ سرہند۔ لاہور۔ ملتان ٹھٹھہ۔ کشمیر اور کابل داراشکوہ کو دیا اور برہانپور۔ اورنگ آباد۔ بیدر۔ کرناٹک اور گرکاٹ وغیرہ دکن کے تمام ملحقہ علاقے اورنگ زیب کے سپرد کئے اور انھیں دونوں کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ اور یہ قرار دیا کہ اورنگ زیب اورنگ آباد میں رہے اور داراشکوہ شاہجہان آباد میں۔ اور دونو کی سرحد دریائے نربدا قرار پائی۔ دونو کو تاکید کی کہ اپنی اپنی حد پر قائم رہنا۔ اور اپنے ملک کی حفاظت کرنا۔ بھائیوں کی طرح آپس میں رہنا۔ لڑائی نہ کرنا۔ دوسری طرف بنگال شجاع کو دیا جو تیسرا بیٹا تھا۔ اور ملک گجرات مراد بخش کو دیا جو چوتھا بیٹا تھا۔ دے دیا۔

چاروں سے قسم لی کہ اپنی اپنی حدود پر قائم رہنا۔ اس بارے میں ایک عہد نامہ لکھا

www.maktabah.org

گیا۔ پہلے اس پر حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ، خازن الرحمت رضی اللہ عنہ، اور آپ کے فرزندوں اور خلفاء کی گواہی لکھی گئی بعدازاں ارکانِ سلطنت اور ہندوستان کے مشہور آدمیوں کی شہادتیں لکھی گئیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کے عُرس پر سلطنتِ مغلیہ کی تقسیم کا اعلان ہُوا

جس دن حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک تھا اور ملک کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے رُوسا حاضر تھے۔ شاہجہاں بھی چاروں بیٹوں سمیت وہاں عُرس کی تقریبات میں حاضر ہوا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی زیارت کے بعد تمام امراء و وزراء وغیرہ کے روبرو وہ عہد نامہ ایک شخص کو دیا کہ پڑھ کر سنائے۔ اُس نے شاہی حکم نامے کے مطابق بر سرِ عام اس عہد نامے کو پڑھا۔ اور اس بارے میں حاضرین کو گواہ بنایا۔ اس معاملہ کے تین روز بعد بادشاہ نے اس محل میں جو سرہند میں بنوایا تھا ایک بڑا جشن کیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ، سے بھی درخواست کی کہ تشریف لائیں۔

آپؓ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس محل کو مشرف فرمایا۔ بادشاہ نے چاروں بیٹوں کو آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں پیش کیا۔ تاکہ خود دستِ مبارک سے ہر ایک کے سر پر تاج رکھیں۔ آپؓ نے ایسا ہی کیا۔ شاہزادے آدابِ قیومیت بجالائے اتفاق ایسا ہوا کہ بیٹھتے وقت تینوں شہزادوں کے تاجوں میں سے جواہرات گر کر ٹوٹ گئے۔ صرف اورنگ زیب کے سر پر تاج قائم رہا۔ لوگوں نے اُسی وقت کہہ دیا۔ کہ ان تینوں کی سلطنت کو بقا نہیں ہوگی۔ واقعی تھوڑے دنوں میں ان تینوں کی سلطنت تباہ ہو گئی اور اورنگ زیب مستقل بادشاہ ہوا۔ اب تک سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔

بادشاہ نے شہزادہ داراشکوہ کو کہا کہ حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ، تمہاری ولایت میں ہیں۔ اس بات کو غنیمت سمجھ کر اللہ تعالےٰ کا شکر بجالانا اور آپ کی رضامندی کی کوشش کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ آنحضرت کسی طرح تم سے ناراض ہو جائیں۔ ورنہ میں آنجناب سے سخت شرمسار

www.maktabah.org

ہوں گا۔ اس وقت پھر نہ تم رہو گے نہ تمہاری سلطنت۔ اس قسم کی بہت سی نصیحتیں کیں اور پھر آنحضرت سے رخصت ہو کر شاہجہاں آباد آیا۔ پہلے اورنگ زیب کو دکن روانہ کیا۔ شجاع کو بنگال میں اور مراد بخش کو گجرات میں۔ بعد ازاں دارا شکوہ کے سر پر تاج رکھ کر اس کو اپنا ولی عہد بنایا۔

قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی ولادت

اسی سال حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابوالعلیٰ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے افضل تھے حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوئے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی۔ اور حضرت حجت اللہ کو فرمایا کہ یہ فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبت کا کامل وارث ہو گا۔ اور اس کی طفیل ہزار در ہزار لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل کر ساحلِ نجات پر پہنچیں گے۔

واقعی حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ خواجہ محمد زبیرؒ کے ارشاد سے تمام جہان مشرق سے مغرب تک منور ہو گیا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا فرمان لفظ بہ لفظ پورا ہوا۔

رئیس تاج محمود کے مُرتد ہونے اور قتل ہونے کا واقعہ

اس سال شہر سامانہ جو سرہند کے مضافات میں ہے۔ سلطنت کے ایک رئیس تاج محمود نام سے دینِ اسلام کی اہانت سرزد ہوئی۔ جس سے خلقت پر واجب ہو گیا کہ اُسے قتل کیا جائے۔ جب یہ خبر حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے سنی تو آپ نے اسلامی جذبہ کے پیشِ نظر اس بات کا سختی سے احتساب کیا۔ آنحضرتؓ کے

www.maktabah.org

یار اُسے پکڑ لائے۔ اور اس کا نام تاج مردُود رکھا اور اس کے قتل کے بارے میں ایک حکم شرعی مرتب کیا گیا۔ جس میں تمام علما فقہا صدر اور قاضی کی مہریں ثبت تھیں۔ مگر سرہند کے مفتی ابوالخیر نے مہر نہ لگائی کیونکہ تاج مردُود نے اُسے بہت سا روپیہ چڑھا دیا تھا۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ یہ جُرم مجھ پر ثابت نہ ہونے دیا جائے۔

مفتی ابوالخیر نے منطقی دلائل سے بڑی کوشش کی لیکن اس کی پیش نہ گئی۔ اسکی والدہ اور چچی دونوں کا شاہی محل میں دُہرا رسوخ تھا۔ بلکہ اس کی والدہ نے تو دارا شکوہ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ اس لئے دارا شکوہ نے سرہند کے حاکم کی طرف لکھا کہ جس طرح ہو سکے تاج محمود کو بچایا جائے۔ میں تم پر نہایت مہربان ہوں گا۔

جب یہ خبر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہٗ نے سنی تو بادشاہ کی طرف لکھا کہ تاج محمُود تاج مردُود ہے اس کا قتل کرنا ہم پر اور تم پر لازم اور واجب ہے۔ بادشاہ نے آپ کے مخصُوص مرید عضد والدولہ خان دوران کو سرہند بھیجا تاکہ علماء سے فتوے لے کر تاج محمود کو قتل کر دے۔ جب خان دوران آنحضرت کی خدمت میں شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے روضۂ منورہ میں ایک اجلاس کیا گیا۔ جس میں سرہند کے تمام علما و فقہا کو بلایا گیا۔ سوائے مفتی ابوالخیر کے سب نے تاج محمود کے قتل کا فتوے دیا۔ خان دوران نے اس کی مہر لے کر خود اس فتوے پر ثبت کر لیا اور وہ فتویٰ بادشاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابوالخیر نے سرہند کے حاکم سے کہا کہ خان دوران نے مجھ سے مہر زبردستی لی ہے اور اس محضر پر لگا دی ہے۔ سرہند کے حاکم نے یہ معاملہ بادشاہ کی طرف لکھ دیا لیکن اس عریضہ کے پہنچنے سے پہلے وہ محضر بادشاہ کو پہنچ چکا تھا اور اس نے تاج مردُود نے کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ حضرت قیوم ثانی سلطنت مغلیہ میں ایسے مرتد کو قتل کرنا چاہیئے تھے۔ تاکہ دُوسروں کو عبرت ہو۔ حاکم سرہند نے اُسے دارا شکوہ کے پاس آخری

www.maktabah.org

احکام کے لیئے بھیج دیا۔ جب آنحضرت کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو بہ نفس نفیس شاہجہان آباد گئے جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو ارکان سلطنت کو آپ کے استقبال کے لیئے بھیجا۔ اور خود بھی چھ میل تک استقبال کیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔

آپ نے پہلی ہی ملاقات میں بادشاہ کو فرمایا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ دارا شکوہ کی عملداری میں دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرور سُستی ہوگی۔ اب وہی بات ہوئی۔ از روئے شریعت تاج محمود کا قتل واجب ہے۔ اُسے حاضر کر کے شرعی کارروائی کرنی چاہیئے اتنے میں دارا شکوہ کے اشارے سے ابوالخیر مفتی سرہند بھی بادشاہ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اس پر شرعی جُرم ثابت نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا وہ بالضرور واجب القتل ہے اور جو اس کی حمایت کرے گا وہ بھی واجب القتل ہے۔

وزیرِ اعظم سعد اللہ خان کا حشر

سعد اللہ خان وزیر اعظم بھی اس وقت موجود تھا۔ اور تاج مردُود کے معاملہ سے واقف تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس معاملہ کی خبر سعد اللہ خاں کو بھی ہے اس سے پوچھنا چاہیئے۔ وزیر اعظم سعد اللہ خان دارا شکوہ کے اشارے سے خاموش رہا۔ بلکہ آہستہ سے شاہزادے کو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ قیوم وقت کیوں جھوٹ بولتے ہیں!

یہ بات ایک شخص نے حضور کے گوش گذار کر دی۔ آپ سخت ناراض ہوئے۔ حتیٰ کہ مارے غصّے کے لال پیلے ہو گئے۔ اور سعد اللہ خان کو فرمایا کہ تو حق کو پوشیدہ کرتا ہے اور قطبِ وقت کو جھٹلاتا ہے۔ بہت جلدی تو عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا اور ساتھ ہی بادشاہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو تاج مردُود کو حاضر کر کے قتل کر دو۔ ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہوگے کہ اس سے رہائی نہ ممکن ہوگی بادشاہ بہت پریشان ہوا اور عرض کیا کہ جو حضور فرماتے ہیں۔ حق ہے۔ میں اُسے حاضر خدمت

www.maktabah.org

کرتا ہوں. جو خاطرِ عاطر میں آئے کیجئے گا اور مجھ عاجز سے ناراض نہ ہو جیئے گا. بادشاہ نے تاج مردود کی تلاش میں ادھر ادھر آدمی دوڑائے. اور آنحضرت اپنی خواب گاہ میں تشریف لائے. جب سعد اللہ خان وزیر بادشاہ سے رخصت ہوا تو اسی وقت اس کے پیٹ میں ایسا درد شروع ہوا کہ وہ بے قرار ہو کر سواری سے گر گر پڑتا تھا. لوگ بار بار اسے سوار کرتے لیکن وہ ہر بار گر پڑتا. آخر جب گھر پہنچا اور قریب المرگ ہوا تو اپنے بیٹے فتح اللہ خان کو حضرت قیوم ثانی محمد معصوم کی خدمت میں بھیج کر معافی مانگی کہ میں توبہ کرتا ہوں میری خطا معاف فرمائی جائے.

جب اس کا بیٹا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور باپ کا پیغام عرض کیا. تو آپ نے فرمایا کہ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا. آج وہ زندہ نہیں رہے گا چونکہ اس نے توبہ کر لی ہے. اور معافی مانگی ہے. اس لئے ہم دعا کرتے ہیں تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو. اگر معافی نہ مانگتا تو جان و ایمان دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھتا. ۱۵

ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرتؓ نے اس کے حق میں دعائے شفا کرنا چاہی تو زبان مبارک سے نکلا "اے اللہ اُسے بخش". جب فتح اللہ خاں گھر آیا تو دیکھا کہ باپ مرا پڑا ہے. سعد اللہ خاں کے مرنے پر بادشاہ بہت گھبرایا اور دارا شکوہ کو لعنت ملامت کی کہ تیرا حشر بھی سعد اللہ خاں جیسا ہو گا. نہیں تو تاج مردود کو تلاش کر کے لاؤ. دارا شکوہ نے ڈر کر تاج مردود کو حاضر کر دیا. آنحضرت نے شرع کے مطابق اُسے قتل کرایا اور جو لوگ اس کے حامی تھے انھیں سزا دی.

مُفتیِ سرہند ابوالخیر کا حشر

ابوالخیر بھی انہی میں سے ایک تھا. بادشاہ نے اس کے قتل کا بھی حکم دیا. ابوالخیر نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی. آپ نے اُسے قتل سے تو بچا لیا. ابوالخیر شروع شروع میں سرہند میں صابن بیچا کرتا تھا. اور خانقاہ میں آکر پڑھا کرتا تھا. جب تحصیل علم سے فارغ ہوا تو

www.maktabah.org

آنحضرت نے سفارش کر کے بادشاہ سے اسے سرہند کا مفتی لگا دیا۔ لیکن وہ بدبختی کے باعث ہمیشہ اسی فکر میں رہتا کہ کسی طرح حضرت عروۃ الوثقٰی اور حضرت خازن الرحمت پر الزام دیئے اور آپ کو نقصان پہنچے لیکن خود خانقاہ کے بچوں سے قائل ہو جاتا۔

میرے (مصنفؒ) جد امجد کوکب دریہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت فرماتے ہیں۔ کہ ابوالخیر امت محمدی کے بڑے علماء سے ہے۔ جب وہ مر گیا تو اس کا جنازہ آپؓ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ ابوالخیر سخت عذاب میں مبتلا ہے۔ اس کے عذاب کی کمی کے لیئے بڑی توجہ کرتا ہوں لیکن اثر بہت کم ہوتا ہے۔ القصہ آنحضرت تاج محمود کے قتل کے بعد سرہند تشریف لائے۔

اسی سال مروج الشریعت کے دوسرے فرزند خواجہ محمد پارسا پیدا ہوئے۔ اور اسی سال سرہند کا ایک رئیس فوت ہو گیا۔ بعض امور کی مخالفت کی وجہ سے آنجناب اس کی عزاداری پر نہ گئے۔ حتیٰ کہ اس کے لڑکے نے بھی آکر عاجزی سے التجا کی۔ لیکن آپ نے قبول نہ فرمائی جب اس کا بیٹا ناامید ہو کر واپس چلا گیا۔ تو جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ اگر تم اس کے جنازہ میں شامل ہو تو ہم اُسے بخش دیں گے۔ آنحضرت اس کی قبر پر تشریف لے گئے جاتے ہی آپ کو الہام ہوا کہ ہم نے اُسے بخش دیا ہے۔ اس کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لائے۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے مکتوب کی دوسری جلد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ، کے نام سے حاجی عاشور علیہ الرحمہ نے جمع کی۔

حضرت قیوم ثانی کی سکھوں کی شورش کو دبانے کی پہلی کامیاب یلغار

ان دنوں ایک مسلمان بڑھیا فریاد لے کر آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ

www.maktabah.org

سکھ زبردستی میری لڑکی کو لے گئے ہیں۔ ان کفار کی مفصّل کیفیت یوں ہے۔ کہ زمانہ سابق میں ہندوستان کے کافروں میں سے ایک شخص نانک نام فقیر ہوا ہے۔ جو بہ سبب ریاضت سحر سازی شعبدہ بازی لوگوں کو استدراج دکھایا کرتا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ اُسے کچھ منتر یاد تھا۔ جس کے سبب شیطان اُسے آکر غیب کی کچھ خبریں بتلا جایا کرتا تھا۔ اس لئے ہندوستان کے اکثر چھوٹے بڑے وضیع و شریف اور بادشاہ و غلام سبھی اس کے معتقد تھے۔ اور اس کی بہت ہی تعظیم کیا کرتے تھے۔ یعنی اُسے گُرو اور مُرشد کہتے تھے۔ اور اس کے چیلوں کو سنگھ یعنی شیر کہتے ہیں۔ اور مشہور کر دیا گیا کہ بابا نانک مصدق الدمعین تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ایک شخص اس کا قائم مقام ہوا۔ اسی طرح ہر زمانہ میں ایک نہ ایک اس کا جانشین ہوتا رہا اور لوگوں کو راہِ اسلام سے بھٹکاتا رہا۔

حتیٰ کہ ایک شخص گرو بندا[۱] نامی کو جو نانک صاحب کا خلیفہ تھا۔ اُٹھا۔ سکھ اُسے خدا جان

۱؎ گورو گوبند سنگھ سکھوں کا دسواں گورو مانا جاتا ہے یہ گورو تیغ بہادر کا بیٹا تھا ۱۶۶۶ء میں پیدا ہوا۔ وقت کے ممتاز پنڈتوں سے تعلیم حاصل کی فن سپاہ گری میں کمال پیدا کیا۔ آٹھ نو سال کی عمر میں گدی نشیں ہوا۔ اس کے باپ کو ایک ہندو رائے رام نے اورنگ زیب کے زمانہ اقتدار میں قتل کر دیا تھا اگرچہ گورو گوبند سنگھ عمر میں چھوٹا تھا مگر اس نے اپنی ذہانت سے سکھوں کے اختلافات ختم کر کے انھیں پہلی بار سیاسی قوت بنا دیا۔ سکھوں میں مذہبی جذبہ بیدار کیا۔ پھر مسلمانوں کے خلاف اور مُغل حکومت کے خلاف انتقامی جذبات کو ابھارا۔ اس نے پہلی بار انبالہ کے قریب سرمور کے پہاڑی سلسلے میں جنگ جو سکھوں کے دستے منظم کئے۔ اور مغل حکمرانوں کے احکام کی دسترس سے باہر چلا گیا۔ وہ پورے بیس سال سکھوں کو منظم کرنے میں مصروف رہا اور اس نے ایک لاکھ لڑاکے سکھ تیار کئے۔

یہ پہلا گورو تھا جس نے سکھوں کو مسلمانوں اور ہندوؤں سے ممتاز بنانے کے لئے ہر سکھ کے نام کے ساتھ "سنگھ" (شیر) کا لفظ استعمال کرنے کا رواج دیا۔ اور ہر سکھ کو کیس، کڑا، کرپان

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

کر اس کی پرستش کرنے لگے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت میں گرو تیغ بہادر بابا نانک صاحب کے جانشین ہوئے۔ ہزاروں کافر اور بے دین اس کے مرید تھے اُس نے سرہند کے قریب اپنی رہائش کے لئے دامنِ کوہ میں ایک نہایت عظیم الشان قلعہ بنوایا اب گردو نواح کے مسلمانوں کو اُن کے ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑتا۔ سب لوگوں نے آنحضرت

(سابقہ صفحہ سے آگے)

کنگھا اور کچھا (پانچ ککوں) سے ملبوس کیا۔ "واہ گورو جی کا خالصہ" اور "واہ گورو جی کی فتح" کا نعرہ دیا اس نے اپنے دفاع میں جابجا قلعے تعمیر کرلئے۔ چنانچہ سرہند کے اردگرد پونٹہ، چمکور۔ انند پور اور لکھوال میں قلعے بنوائے۔

گورو گوبند سنگھ نے ۱۶۹۹ء میں بیساکھی کے اجتماع میں امرتسر کے قریب سکھوں کو خطاب کیا اور اپنی روحانی اور ناقابل تسخیر قوتوں کا اظہار کرکے سارے پنجاب کے سکھوں کو لڑنے مرنے پر تیار کرلیا۔ اس نے سکھوں کو یقین دلایا کہ آج کے بعد دنیا کی کوئی قوت سکھوں کو شکست نہیں دے سکے گی۔ گورو گوبند سنگھ نے اپنے اردگرد کی ہندو ریاستوں کو اپنے ساتھ ملانے کا اعلان کیا۔ مگر جب ہندو فرمانرواؤں نے اس کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کردیا تو اس نے سکھ جتھوں کو منظم کرکے ان ریاستوں پر حملے شروع کردیئے۔ چنانچہ ریاست باہمن۔ اندور۔ نالہ گڑھ اور کانگڑھ کی ریاستوں پر ہلے بول دیئے گئے۔ سکھ منظم اور مذہبی جنون کا مجسمہ تھے۔ جہاں جاتے فتح پاتے۔ اب سکھوں کے جتھے قلعہ لوہ گڑھ۔ فتح گڑھ اور انند گڑھ میں ہر وقت جنگ کی تیاریاں کرتے رہتے۔ یہ علاقہ سرہند شہر کے لئے مستقل خطرہ تھا۔ ان دنوں سادھوڑا کے سادات کو سکھوں نے اتنا ڈرایا کہ ان میں چند کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ ہوگیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب اورنگ زیب دکن کی مہمات میں الجھا ہوا تھا۔ ہندو راجاؤں نے اس

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر ہو کر ان شورش پسند سکھوں کی طرف سے فریاد کی۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

سے مدد مانگی سرہند کے مجددی بزرگوں نے اُسے اس خطرہ سے آگاہ کیا۔ مگر اورنگ زیب پنجاب میں نہ آسکا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے جانشینوں نے خود اپنے مریدوں کو ساتھ لیا اور آگے بڑھ کر سکھوں کے دستوں کو کئی مقامات پر شکست دی۔

جب سکھوں کی چیرہ دستیاں بہت بڑھ گئیں تو اورنگ زیب نے لاہور کے حاکم زبردست خاں اور سرہند کے حاکم شمس الدین خاں کو گورو گوبند سنگھ کے دستوں کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ دونوں لشکروں نے انند پور کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور بیرونی علاقوں میں سکھوں کی قوت کو توڑ کر رکھ دیا۔ ۱۷۰۳ء میں ایک زبردست معرکہ میں سکھوں اور مسلمانوں نے قوت آزمائی کی۔ گورو گوبند سنگھ کے دو لڑکے اجیت سنگھ اور جوہر سنگھ مارے گئے۔ خود گورو گوبند سنگھ بھیس بدل کر قلعہ سے نکل گیا۔ اور اس کی ماں ماتا گجری اس کے دو بیٹوں فتح سنگھ اور زور آور سنگھ کو لے کر سرہند چلی گئی۔

گورو گوبند بھاگ کر اپنے فارسی استاد پیر محمد کے پاس بہلول پور لدھیانہ میں پناہ گیر ہو گیا۔ اور جب اس علاقہ سے مغل فوج واپس چلی گئی۔ تو وہ بھٹنڈا میں آگیا۔ سکھوں کو جمع کیا۔ اور فیروز پور کے قریب مکتسر میں اجتماع کرنے لگا۔ اس نے یہاں بارہ ہزار سکھ فوج تیار کر لی۔ سرہند کے گورنر نے ان سکھوں کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیجا۔ مگر سکھوں کو فتح ہوئی۔ اس فتح یابی پر گورو گوبند کے حوصلے بلند ہو گئے۔ وہ فیروز پور سے مالوہ چلا گیا۔ اور کچھ عرصہ پُرامن اور خاموش رہ کر انند پور آگیا۔ گورو گوبند سنگھ نے مغل حکومت سے خیر سگالی اور صلح وصفائی کے تعلقات قائم کئے۔ چودہ سو اشعار پر مشتمل "ظفر نامہ" تیار کیا۔ اور اورنگ زیب کو دکن کے قیام کے دوران یقین دلایا کہ سابقہ غلطیوں کو نظر انداز کر کے سکھ قوم کو اعتماد میں لیا جائے۔ اور نگ زیب نے

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

آپ نے حمیتِ اسلامی کے پیشِ نظر بادشاہ کو لکھا کہ اس ملعون سے جہاد کرنا ضروری ہے ہم بھی تمھارے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ اس صورت حال کے سامنے آتے ہی داراشکوہ آگے بڑھا اور اس نے بادشاہ سے کہا۔ کہ گرد تیغ بہادر ایک فقیر آدمی ہے اور فقیر سے جنگ نہیں کرنی چاہیئے۔ بادشاہ داراشکوہ کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا تھا۔ اس لیے آنحضرت کو کہلا بھیجا کہ عنقریب ہم کافروں سے جہاد کریں گے۔ جب چند روز گذر گئے اور سلطان نے غفلت کی تو آپ نے پھر بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ تم اس معاملہ میں تساہل کرتے ہو اس مہم

(سابقہ صفحہ سے آگے)

اس معذرت کو قبول کر کے گورو گوبند سنگھ کو دکن بلا لیا۔ وہ پنجاب سے روانہ ہوا تو راجپوتانہ میں اُسے اورنگ زیب کی وفات کی خبر ملی۔ وہ آگے جانے سے رُک گیا۔ دہلی آیا۔ شاہزادہ محمد معظم سے مِلا جس نے اس وقت شاہ عالم بہادر شاہ کے نام سے حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی تھی شہزادہ معظم جب جنگ اقتدار میں اپنے بھائی شہزادہ اعظم سے جاجو کے مقام پر آگرے کے قریب لڑا تو گورو گوبند سنگھ اس کی حمایت میں زیر کمان تھا۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ شہزادہ اعظم کو جس تیر نے گھائل کیا وہ گورو گوبند سنگھ کی کمان سے نکلا تھا۔ بادشاہ بہادر شاہ نے گورو گوبند کو انعامات سے نوازا۔ ایک عرصہ تک گورو گوبند سنگھ بہادر شاہ کے زیر کمان مغلوں کے اقتدار کی جنگوں میں شریک رہا۔ گورو گوبند شاہی لشکر میں حیدرآباد دکن میں تھا۔ کہ کسی پٹھان نے اپنے باپ کے قتل کے انتقام میں گورو گوبند سنگھ کو قتل کر دیا۔

۱۷۰۸ء میں ناندیڑ کے قریب گورو گوبند سنگھ نے بندہ بیراگی کو اپنا جانشین بنایا۔ جس نے آگے چل کر سکھوں کو پنجاب میں اکٹھا کر کے مسلمان بستیوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اور سکھ اقتدار کے لئے پنجاب کے میدانوں کو ہموار کر دیا۔

www.maktabah.org

کو جلدی سرانجام دینا چاہیئے۔ بادشاہ نے پہلا سا جواب دیا۔ جب آپؒ نے دیکھا کہ بادشاہ اس معاملہ میں غفلت کرتا ہے۔ تو خود بہ نفس نفیس شاہجہان آباد تشریف لے گئے۔ بادشاہ آپ کا استقبال کر کے بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لے گیا۔ آپؒ نے بادشاہ کو سختی سے فرمایا کہ آج کافروں کے ساتھ جہاد کرنے سے غفلت کرتے ہو۔ قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا جواب دو گے۔؟ بادشاہ نے شرمندہ ہو کر کہا کہ آپ جس طرح فرمائیں میں حاضر ہوں۔ آنحضرتؒ نے فرمایا

ضرور است شاہ راز برخاستن ⁂ کمر بستن و لشکر آراستن

اپنے تمام کاموں کو چھوڑ کر کافروں سے جنگ کرو۔ بادشاہ نے حضرت کی بات قبول کر کے تیاری شروع کی لیکن داراشکوہ بادشاہ کو کافروں سے جنگ کے لئے نہیں جانے دیتا تھا۔ ہر روز نیا ہی حیلہ اور عذر پیش کر دیتا۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی کام لے بیٹھتا کہ پہلے اس کو سرانجام دے کر پھر جنگ کریں گے چونکہ بادشاہ ہر طرح سے اس کے اختیار میں تھا۔

گورو تیغ بہادر قلعہ چھوڑ کر فرار ہو گیا

جب آنحضرت نے دیکھا کہ بادشاہ جہاد کے لئے نہیں جائے گا۔ تو ناخوش ہو کر واپس آئے شاہی لشکر میں جتنے مرید تھے سب آپؒ کے ساتھ سرہند آئے۔ آنحضرتؒ نے خود مریدوں سمیت گورو تیغ بہادر کے قلعہ کا رخ کیا۔ جب گورو کو آنحضرتؒ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو ڈر کر بھاگا۔ اور قلعہ چھوڑ گیا۔ اور ساتھ ہی اپنے چیلے چانٹے لے گیا آنحضرتؒ نے حکم دیا کہ قلعہ گرا دیا جائے۔ جو چیلے چانٹے باقی رہ گئے تھے۔ انھیں بے دریغ قتل کر دیا گیا۔ تیغ بہادر کی بڑی تلاش کی گئی لیکن وہ پہاڑوں کی غاروں میں اس طرح چھپا کہ کہیں نام و نشان تک نہ ملا۔ اس کے جتنے ہمراہی ہاتھ آئے۔ ایک ایک کو قتل کر دیا گیا۔ بعد ازاں آنحضرت بطور فاتح سرہند میں داخل ہوئے۔ لیکن داراشکوہ کی دین اسلام

www.maktabah.org

میں سستی کی وجہ سے اس پر بہت ناراض ہوئے اور اس کے حق میں بد دعا کی۔ کہ "اے پروردگار! اس کافر نواز حکمران سے سلطنت لے لے۔"

اسی وقت جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی ہے ہم نے اُسے نہ صرف سلطنت سے معزول کیا ہے۔ بلکہ عنقریب دنیا سے بھی اُسے رخصت کیا جائے گا۔ اور سلطنت تمہارے مرید اورنگ زیب کو دی جائے گی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ، نے اُسی وقت یہ مکاشفہ لوگوں پر ظاہر فرمایا۔ جسے سُن کر سبھی خوش ہوئے۔

داراشکوہ کی کفر نوازی کی وجہ سے ہندوستان میں

اسلامی اقدار گرنے لگیں

داراشکوہ کی اسلام دشمنی اور کُفریہ نظریات کی وجہ سے ہندوستان میں بدعت کا بہت زور ہو گیا۔ اور دین اسلام کو بہت نقصان پہنچا۔ داراشکوہ ولی عہد تھا اور بادشاہ کا وصی عصر تھا وہ بدعتیوں کی صُحبتوں میں زیادہ وقت رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ بدعتیوں اور ملحدوں کا ملک ہند میں دور دورہ تھا لیکن اس بات کے سبب داراشکوہ کو اورنگ زیب سے خطرہ تھا کہ کہیں شورش نہ کر دے کیونکہ ایک تو اس کی بہادری اور دلیری کی دھاک سارے ہند میں تھی۔ داراشکوہ کیا سارے بھائی اس سے کانپتے تھے۔ دوسرے یہ کہ چونکہ داراشکوہ اہل بدعت کا ہم صحبت تھا جو حضرت کے طریقہ کے سراسر خلاف تھے۔ اُسے اس لئے بھی ڈر تھا کہ اورنگ زیب حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کا مرید ہے کہیں طیش میں آکر فساد برپا نہ کرے۔

داراشکوہ ہندو راجاؤں سے امداد طلب کرنے لگا

ایک روز باپ سے کہنے لگا۔ کہ میرے کام کو راجگانِ ہند کی مدد سے

www.maktabah.org

مضبوط بنا۔ بادشاہ نے ہندوستان کے راجاؤں کے سردار کو بلاکر داراشکوہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا کہ اس کی ہر طرح سے مدد کرنا۔ اس نے بڑی خوشی سے قبول کیا داراشکوہ نے اس کو راضی کرنے کے لئے کافروں سے جزیہ لینا بند کر دیا۔

پھر تو داراشکوہ کے پاس برہمنوں اور جوگیوں کا جمگھٹا رہنے لگا۔ اور وہ اُن سے سنسکرت کی تعلیم حاصل کر کے ہندی کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ کافروں کے طریق پر چلنے سے بھی انسان اللہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جیسا کہ دینِ اسلام میں اولیاء اور اصفیاء ہیں۔ کفار میں بھی رشی اور اوتار ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر جھوٹ تھا۔ اس لئے ہندوستان میں کافروں کا ایک بار پھر غلبہ ہوگیا۔ جو ہر طرح سے مسلمانوں کو دکھ دینے لگے اب اہلِ اسلام کی جرأت نہ تھی۔ کہ کسی کافر کے آگے دم ماریں۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت سخت نازک تھی۔ کوئی ان کی فریاد سننے والا نہیں تھا۔

داراشکوہ کی فتنہ پردازیوں سے مسلمان تنگ آ گئے

داراشکوہ نے اپنے باپ شاہجہاں بادشاہ کو نظر بند کر رکھا تھا۔ اُنکے دروازے پر اپنے آدمی بطور پہرہ بٹھا دیئے تھے۔ کہ کسی کو بادشاہ سے ملاقات کرنے نہ دی جائے۔ اور کوئی بات داراشکوہ کی مرضی کے خلاف بادشاہ تک نہ پہنچائی جائے۔ ہر ایک حکم اپنی مرضی کے موافق لکھتا۔ اور بادشاہ کی طرف سے لوگوں میں نافذ کرتا حالانکہ بادشاہ کو ان حکموں کی بالکل خبر نہ ہوتی۔ ملک میں آئے دن ان ملحدوں اور بدعتیوں اور خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، کے خلفاء میں جنگ ہوتی۔ کیونکہ ان کے طریق عمل سے سخت ناراض ہوتے تھے اور انہیں منع کرتے تھے۔ اور جب وہ باز نہ آتے تو اُن سے جنگ کرتے اور بفضل خدا کامیاب ہوتے

داراشکوہ انھیں خون آلود حالت میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر کرتا۔ کہ دیکھو حضرت عروۃ الوثقے رضی اللہ عنہ، کے مرید احکامِ سلطنت کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اس لئے

www.maktabah.org

شاہی آدمیوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور کہنے لگا" مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے دل میں سلطنت کی خواہش ہے۔ بادشاہ دارا شکوہ کی ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کرتا۔ ایک روز موقعہ پاکر پھر بادشاہ سے کہا کہ جہان بھر کے بادشاہ اپنی اپنی فوجیں لے کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہیں اور لشکرِ شاہی کے افسر بھی ان کے مرید ہیں۔ جس شخص کے پاس اس قدر جمعیت ہو اس سے فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ علاوہ ازیں میں نے معتبر آدمیوں سے سنا ہے کہ قیوم ثانی محمد معصوم سرہندی کا دلی ارادہ ہے کہ کسی طرح سلطنت ہاتھ آئے۔ چنانچہ اس کے آثار بھی ظاہر ہیں کہ ان کے مرید ہر روز شاہی آدمیوں سے جنگ کرتے ہیں۔ اور بادشاہی احکام کی مطلق پرواہ نہیں کرتے ایسا نہ ہو کہ فساد عظیم برپا ہو۔ جس کا علاج بعد از وقت محال ہو۔ اس کا بندوبست ابھی کرنا چاہیئے۔ بہتر ہے کہ شیخ صاحب کو بیچ سے اٹھا ہی دیا جائے۔ تاکہ یہ آئے دن کا فساد مٹ جائے نہیں تو سلطنتِ مغلیہ ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

بادشاہ نے سخت جھنجلا کر دارا شکوہ کو کہا" ارے بدبخت! تو قیوم زمان اور قطبِ جہان کے بارے میں ایسی بات کرتا ہے۔ تجھ پر خدا کی مار۔ بس معلوم ہو گیا کہ تو سلطنت کے لائق نہیں اور بادشاہی تیرے نصیب میں نہیں۔ کیونکہ تمام جہان کے بادشاہ قطبِ وقت کے حکم سے سلطنت کرتے ہیں۔ تیرے اس خیال کی شامت مجھ پہ عائد ہوگی اور جانتا ہے جو تیرے دل میں سمایا ہوا ہے۔ کہ آنحضرت یہاں سے اٹھایا جائے یا نکال دیا جائے۔ ناممکن ہے کیونکہ تو خود قائل ہے اور جانتا ہے کہ شاہی لشکر کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آپ کے مرید ہیں۔ جب ان کا پیشوا اور مقتدا، مارا جائے گا۔ تو کیا وہ انتقام کے لئے کمر بستہ نہ ہوں گے۔ اور ہم سے ناراض نہ ہوں گے۔ بلکہ جس طرح ہو سکا ہمیں ضرور قتل کریں گے۔ اور سلطنت و جان کھو کر ہم عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے اس سے بچو، ڈرو اگر تم اپنی جان اور ایمان کی خیریت چاہتے ہو تو اس بیہودہ خیال سے

www.maktabah.org

توبہ کرو۔ اس تنبیہہ کے بعد دوبارہ داراشکوہ نے کبھی بادشاہ سے اس قسم کے خیال کا اظہار نہ کیا۔ دوسری طرف اسلام کی بے حرمتی کو دیکھ کر حضرت قیوم ثانی کا دل بہت کڑھتا تھا چنانچہ آپ نے فیصلہ کر لیا کہ ہندوستان کو چھوڑ کر کسی اور ملک میں تشریف لے جائیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم حج بیت اللہ کو روانہ ہوئے

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہٗ یاقوت احمر میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے میں مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر ظاہر ہوا کہ تمام جہان اہل جہان جن آدم وغیرہ ساری مخلوقات مجھے سجدہ کر رہے ہیں میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ آخر یہ بھید کھلا کہ کعبہ میری ملاقات کو آیا جس نے مجھے گھیر لیا۔ دراصل جو شخص کعبہ کو سجدہ کرتا تھا۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ مجھے سجدہ کر رہا ہے۔

یہ دیکھ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی زیارت کا اشتیاق بدرجہ غایت ہوا حتیٰ کہ بے قرار ہو گئے کہ حج کا مصمم ارادہ کر لیا۔ آپ کے اکثر مخلصوں اور دوستوں نے اس ارادے سے باز رکھنا چاہا لیکن بے سود۔ آپ نے کسی کی ذرا پرواہ نہ کی۔

ایک روز مروج الشریعت رضی اللہ عنہٗ نماز ضحیٰ کے بعد آنحضرت کی خدمت میں آئے تو آپ کو بہت خوش حالت میں پایا۔ آپ نے فرمایا کہ آج میں سفر حج کی کیفیت کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے اپنے آپ کو تمام بھائیوں کو عین طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے لوگ جو رکاوٹیں اور مشکلات سفر حج کی بیان کرتے ہیں میں نے کوئی بھی نہیں دیکھی۔

حضرت قیوم ثانی کی عدم موجودگی میں ہندوستان انتشار اور فساد کا شکار ہو گیا۔

اسی اثناء میں آنحضرت پر ظاہر ہوا کہ آنجناب کے چلے جانے سے سلطنت ہند میں فتنہ و فساد برپا ہو گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا جب آنحضرت ہندوستان سے باہر سمندر طے کر چکے

www.maktabah.org

تو ہندوستان میں جا بجا فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہو گئی ۔ وبائیں بھی ایسی پھوٹ پڑیں ۔ کہ ہزاروں آدمی روزمرہ مرنے شروع ہو گئے ۔ صرف سرہند شہر سے ایک ہزار آدمی روزانہ وبا سے ہلاک ہوتے ۔ آپ کی غیر حاضری میں اہل سرہند نے طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کیں اور صعوبتیں جھیلیں ۔ ملک بھر میں قتل عام مچ گیا ۔ اور سلطنت میں پوری پوری کھلبلی مچ گئی ۔ سخت قحط پڑا ۔ اور بہت سے لوگ بے خانماں ہو گئے ۔ اور رہے سہے ہلاک ہو گئے اور ان کا نام و نشان تک مٹ گیا ۔

حضرت مجددؒ کی قبر مبارک سے اورنگ زیبؒ کی کامیابی کی بشارت

جب آنحضرتؓ نے حج کا عزم بالجزم کر لیا تو رخصت ہونے کے لئے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے حضرت قیوم اوّل نے کمال بشاشت سے رخصت کر کے فرمایا کہ داراشکوہ دنیا سے عنقریب رخصت ہوگا اور سلطنت تمہارے مرید اورنگ زیب کے ہاتھ آئے گی تم واپس آؤ گے تو اس کی سلطنت میں ہو گے ۔ آپؓ نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی تو سب کے سب پھولے نہ سمائے ۔

حضرت عروۃ الوثقٰی امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ معہ اپنے دونوں بھائیوں حضرت خازن الرحمت اور حضرت شیخ محمد یحییٰ اور سات ہزار خاص مریدوں کے جن میں سے دو ہزار آپؓ کے خلفاء اور سات سو حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے جن میں سو بڑے خلفاء تھے ۔ حرمین الشریفین زادہم اللہ شرفاً کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے ۔ جب یہ یہ کاروانِ مجددیہ اکبر آباد پہنچا تو بادشاہ نے استقبال کیا لیکن حضورؓ نے کوئی توجہ نہ فرمائی ۔ بادشاہ تاڑ گیا کہ آپؓ ناراض جا رہے ہیں ۔ اس لئے بہت منت سماجت کی کہ جانا ملتوی کر دیں ۔ لیکن آنحضرت نے اس کی التماس کو شرف قبولیت نہ بخشا ۔ جب بادشاہ مایوس ہو کر پھرا ۔ تو سخت ناراض ہو کر داراشکوہ کو کہا کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ حضرت خواجہ

www.maktabah.org

محمد معصوم کی مرضی کے خلاف نہ کرنا ورنہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہوگا جو ہر طرح سے لاعلاج ہوگی۔ اب موقعہ ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ نہ تو رہے گا نہ تیری سلطنت۔ اب بھی جہاں تک ہو سکے یہ کوشش کرنا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ملک سے باہر نہ جائیں ورنہ مصائب کا منتظر رہو۔

داراشکوہ نے باپ کے کہنے کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑی منت وسماجت کی بلکہ صبح وشام آنحضرت کی خدمت میں رہ کر غایت درجہ کوشش کی کہ کسی طرح آپ اس سے راضی ہو جائیں۔ اور اپنا جانا موقوف کردیں لیکن اس کی عاجزی اور حاضری مفید نہ پڑی۔ اس لئے جو قدرے قلیل اخلاص تھا۔ وہ بھی نفاق سے بدل گیا۔ نہایت کمینہ پن سے گھر میں بیٹھ کر کہنے لگا۔ کہ کوئی شیخ کو اتنا نہیں سمجھاتا کہ کیوں ڈوبنے جاتا ہے۔ ایک شخص نے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی۔ آپ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا "دیکھا جائے گا چند روز میں کون غرق ہوتا ہے آیا میں یا وہ"؟ ایک اور روایت یہ ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں غرق کرنے جا رہا ہوں۔

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ، حرمین الشریفین کی زیارت کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ اور داراشکوہ دونوں آنجناب کو رخصت کرنے آئے اور بہت سا روپیہ بطور زاد راہ نذر کیا۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ نے قبول نہ فرمایا۔ آخر جب بہت منت سماجت کی تو بادشاہ کے پیش کردہ روپے میں سے تھوڑا سا لیا۔ لیکن داراشکوہ کے روپے سے پھوٹی کوڑی بھی منظور نہ فرمائی۔ اس سے تمام آدمیوں کو یقین ہو گیا کہ اب داراشکوہ کے ہاتھ سے سلطنت ضرور جائے گی اور مصیبت میں گرفتار ہوگا۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ راہ حرمین الشریفین میں

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے اکبرآباد سے دکن کا رخ کیا۔ تو جس گاؤں

www.maktabah.org

یا شہر سے آپ کا گذر ہوتا وہاں کے رہنے والے اور حاکم آنجناب کے استقبال کے لیے آتے اور بڑی تعظیم و تکریم اور خاطر و مدارات سے اپنی دوسری سرحد تک وداع کر آتے۔ اور بہت سے گھر بار چھوڑ کر آپؒ کے ہمراہ ہو لیتے۔ پھر دوسری حدود کے لوگ حاضر خدمت ہو کر آگے پہنچا آتے۔ سمندر کے کنارے تک یہی کیفیت رہی۔

سرہند سے لے کر ساحل سمندر تک چالیس ہزار آدمی حج کے ارادے سے آنجناب کی خدمت میں جمع ہو گیا۔ چونکہ اورنگ زیب راستے میں تھا اور دارا شکوہ کو ڈر تھا۔ کہ کہیں آپ اورنگ زیب کو مجھ پر چڑھائی کرنے کا حکم نہ دیں۔ اس واسطے بادشاہ کی طرف سے اورنگ زیب کو لکھوا دیا کہ فلاں مقام پر شورش ہے اُسے جا کر فرو کرو۔ اور وہ مقام آنحضرتؒ کی راہ سے بہت دور تھا۔ جب اورنگ زیب نے آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر سنی کہ دکن، تشریف لا رہے ہیں۔ تو اس موقع کو غنیمت جان کر سر کے بل دریائے نربدا سے عبور کر کے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔ آپؒ نے اپنے ہاتھ سے ازراہِ لطف و کرم تاجِ سلطنت اورنگزیب کے سر پر رکھا۔ اور اپنی خاص ٹوپی عنایت کر کے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے کہ اب ہم اس وقت ہندوستان میں داخل ہوں گے۔ جب سارے ملک کی سلطنت تمہارے ہاتھ آ جائے گی۔ جاؤ جا کر ہندوستان سے تاریکی اور گمراہی کو دور کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں گمراہوں اور بدعتیوں پر فتح دے گا۔ اور تم شاہجہان آباد وغیرہ تمام ہندوستان کی بادشاہی حاصل کرو گے۔ جب ہم واپس آئیں گے۔ اس وقت تمام ہندوستان میں تمہاری حکومت ہو گی۔

اورنگ زیب اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا اور آداب قیومیت بجا لا کر عرض کیا کہ اگر اپنے ایک فرزند کو میرے ساتھ رہنے کی اجازت عنایت فرمائیں تو میری تقویت کا باعث ہو گا۔ آپؒ نے اس کی التماس کے مطابق حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین کو جو حضرت قیوم رابعؒ کے نانا تھے۔ اس کے پاس چھوڑا۔ اس نے دوبارہ عرض کیا کہ آنجناب کے صلبی فرزندوں میں سے بھی ایک میرے ساتھ ہونا چاہیئے۔ آپؒ نے

www.maktabah.org

ازراہ لطف وکرم اپنے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف کو اس کا رفیق بنایا۔ داراشکوہ پر غالب آجانے کے بعد حضرت محمد اشرف اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں پہنچ گئے۔ بعدازاں آنحضرت اورنگ زیب کو ہندوستان کی طرف روانہ کر کے خود جہاز پر سوار ہوئے۔ حج کے لئے دس جہاز اورنگ زیب نے بھی آپ کے مریدوں کے لئے دیئے تھے۔ اور پانچ خود حضرت قیوم ثانی نے کرایہ پر لئے تھے۔ جن میں غربا اور فقرار کو مفت سفر کرایا گیا۔ اور جو صاحب مال و دولت آپ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے اپنے خرچ پر خود بندوبست کیا۔

کہتے ہیں اس سفر میں ہندوستان کے امرا اور روٗسا سوداگر اور مشہور آدمی مل ملاکر تین ہزار آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ ان میں سے سو ایسے تھے جنہوں نے سینکڑوں آدمی اپنے ساتھ لئے تھے۔ تین ہزار علما اور مشائخ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ان سب میں سے پانسو آدمی ایسے تھے۔ جن کے ہزار ہا مرید اور شاگرد ہندوستان اور دوسرے ممالک میں موجود تھے۔ روایت ہے کہ جتنے جہاز بندر سورت میں تھے۔ سب آپؓ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ جب آپ جہاز پر سوار ہوئے تو فرمایا کہ کعبہ معظمہ کے انوار نظر آرہے ہیں۔ آنحضرت کو جہاز میں درد مفاصل ہوا۔ اور یہ مرض پہلے بھی کبھی کبھی غلبہ کیا کرتا تھا۔ ایک روز جب بیماری سے افاقہ ہوا تو دیر تک مراقبہ کیا اور آنجناب کے چہرہ مبارک پر فرحت اور خوشی کے آثار نظر آئے۔ اور شوق کے مارے آنحضرت رونے لگے۔

حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروج الشریعت وغیرہ بڑے فرزندوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آنحضرتؓ نے تھوڑی خاموشی کے بعد فرمایا کہ اس مراقبہ میں وہ عنایت الٰہی معلوم ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ ایک بار مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا۔ لیکن اس وقت مجھے خیال نہ آیا۔ یہ خوشخبری ذات بحت کے وصول کے متعلق ہے۔ جو نسبت اور اعتبارات سے بالکل معرا ہے۔ اور اس مقام پر سوائے صحابہ کرام کے کوئی نہیں پہنچا۔ اب مجھے الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت تمھیں

www.maktabah.org

ہماری درگاہ میں حاصل ہے۔ اس سے پہلے سوائے تمہارے والدِ بزرگوار کے اور کسی ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ نیز جن دنوں حضرت قیوم ثانی ؒ جہاز میں سوار تھے تو آنحضرت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور میرے بڑے بھائی عارفِ ربانی خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ ہیں۔ میں اور زبدۃ العارفین خواجہ محمد سعید خازن الرحمت بھی موجود ہیں۔ حضرت قیومِ اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے پہلے ہم تینوں بھائیوں کو پشمینے کی تین چادریں عنایت فرمائی تھیں۔ خواجہ محمد صادق نے اپنی چادر لپیٹ کر رکھ دی۔ خواجہ خازن الرحمت ؒ نے تھوڑی سی اوڑھی اور باقی لپیٹ کر رکھدی۔ میں نے اپنی چادر خوب کھول کر اوڑھی۔

مؤلف کتاب عرض پرداز ہے کہ چادر سے مراد ارشاد ہے۔ چنانچہ جیسا ارشاد کو آنحضرت ؒ سے رواج ہوا کسی سے نہ ہوا بلکہ اس کا عشرِ عشیر بھی کسی گذشتہ ولی سے نہ ہوا۔

والیِ یمن نے قافلہ کا استقبال کیا

جب جہاز یمن کی بندرگاہ مخّہ پر پہنچا۔ تو والیِ یمن نے ارکانِ سلطنت کو آنحضرت کے استقبال کے لیئے بھیجا۔ آنجناب مخّہ سے حرم محترم کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرماتے تھے کہ تمام جنگل بیابان اور نشیب و فراز انوار میں درخشاں نظر آئے۔ اور میں بھی اس بحرِ پر نور میں غرق ہوں۔ آپ ۲۳، شعبان جمعہ کی رات کو اونٹ پر سوار ہوئے۔ کجاوے کی ایک طرف آنحضرت تھے اور دوسری طرف حضرت مروّج الشریعت ؒ۔

کعبۃ اللہ آگے بڑھ کر آیا

فرماتے تھے کہ آج کل کعبہ کے انوار بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ جب سے جہاز پر سوار ہوئے ہیں اب تک یہی کیفیت ہے اور آج تو پہلے دنوں کی نسبت زیادہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کعبہ معظمہ اپنے مکان شریف سے حرکت میں ہے ایک ساعت بعد معلوم ہوا کہ کعبہ میری طرف آ رہا ہے۔ اس وقت کعبہ کی ہیئت یہ تھی کہ بڑی بشاشت سے مسکراتا ہوا

www.maktabah.org

سفید رنگ دراز قد شخص کی صورت میں سُرخ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہوا۔ نماز مغرب کے وقت نورِ اسم ظاہر ہوا بلکہ بات کرتے وقت تک اسی شکل و ہیئت میں نظر آتا رہا

ابن عربی کا ایک مکاشفہ

یہ مکاشفہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاشفہ سے ملتا جلتا ہے۔ جو اس رسالے میں درج فرمایا ہے۔ جس میں اس گفتگو کا ذکر کیا ہے جو کعبہ اور آپ کے درمیان ہوئی۔ آپ لکھتے ہیں کہ جن دنوں میں کعبہ میں رہتا تھا۔ ایک رات چاند کی چاندنی تھی اور کچھ کچھ کہیں بادل کے ٹکڑے بھی نظر آرہے تھے۔ میں طواف کے لئے نکلا، جب میں حجرِ اسود کے پاس پہنچا (اس سے پہلے میں اپنے آپ کو کعبہ سے اچھا سمجھا کرتا تھا کیونکہ میرا خیال تھا کہ حقیقتِ انسانی حقیقتِ حجری (پتھر) سے افضل ہے۔) تو اس رات میں نے کعبہ کو ایک نہایت خوبصورت عورت کے روپ میں دیکھا۔ کہ اس سے پہلے کبھی ایسی شکل میں نے نہیں دیکھی تھی۔ کہ دامن چُنے ہوئے ہاتھ میں آلۂ حرب لئے مجھ پر حملہ آور ہوئی ہے اور کہتی ہے کہ کب تک تم میری قدر کو کم خیال کرتے رہو گے بخدا میں تمہیں اُپنا طواف نہیں کرنے دوں گی۔ اگر میں حطم میں پناہ گزیں نہ ہوتا تو وہ ضرور مجھ پر وار کرتی۔

اس حکایت کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ مجھے ہوش آگیا۔

راہِ حجاز مقدس میں

رونما ہونے والے واقعات

بادشاہانِ عصر اور مشائخ زمانہ استقبال کرتے ہیں

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ جہاز پر سے اُترے تو عرب و یمن کے لوگ خصوصاً کعبہ کے رہنے والے۔ شریفِ مکہ اور بادشاہ یمن آنجناب رض کے استقبال کے لئے آئے اور

www.maktabah.org

آپؒ کے خلفاء جو گرد و نواح میں رہتے تھے۔ وہ بھی حاضرِ خدمت ہوئے اور شیخ مراد جسے آپ نے اپنا خلیفہ بنا کر ملک شام میں بھیجا تھا۔ کئی ہزار شامیوں کو ساتھ لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ خنگار روم جو مدت سے آنجناب کا غلام تھا۔ معہ ارکانِ سلطنت اور تحف و ھدایا قدم بوسی سے مشرف ہوا۔ صبح و شام شریفِ مکہ۔ روم۔ شام اور عرب کے امراء و بادشاہ یمن۔ روم اور شام کے تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف آپ کی خدمت میں حاضر رہتے جب عرفات میں پہنچے تو تمام حاجی کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب آپ کے ہمراہ تھے اور آپ اس قافلہ کے سردار تھے۔

عرب کے لوگ کہتے تھے کہ صحابہ کرام کے زمانے کے بعد کوئی ایسا بزرگ حج کرتے نہیں دیکھا گیا۔ حاجیوں کا جو اجتماع اس سال ہوا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔

فرشتے طوافِ کعبہ کرتے ہیں

یاقوت احمر میں لکھا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ جب ہم نے مکہ میں آ کر طواف کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت حسین مردوں اور عورتوں کی جماعت طواف میں ہماری شریک ہے۔ لیکن وہ طواف بڑے اشتیاق سے کر رہے ہیں ان کا طواف ہم لوگوں سے نہیں ملتا۔ ہر وقت شوق میں کعبہ سے بغلگیر ہوتے ہیں اور چومتے ہیں اور ان کے قدم بھی زمین سے اُوپر ہیں۔ اور سر آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اور کعبہ بھی اُن کے ساتھ آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ مذکورہ بالا آدمی فرشتے ہیں اور عورتیں حُوریں۔

مسجدِ خیف کے منارہ کے سایہ میں حضرت آدم کا مزار ہے۔

آنحضرت فرماتے تھے کہ جب عرفات کے ارادے سے نکلے تو نماز کے لئے مسجدِ خیف میں گئے اس مسجد میں ایک قبہ ہے جس کے نزدیک کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ نصب کر کے اسے منزل قرار دیا تھا۔ نیز یہ پیغمبروں کا مقام ہے انھیں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون ہیں۔ اسی

www.maktabah.org

مسجد میں ایک منارہ ہے جس کے تلے حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مبارک ہے مسجد مذکورہ میں ہم بیٹھے تھے کہ الوہیت اور ابہت جلالی سے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا۔ تمام چیزیں انوار میں مستغرق ہو گئیں۔

قبولیتِ حج کی تحریری قبولیت

روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تشریف آوری شکرِ خدا کے مشاہدہ کے لیے تھی اور نیز اس واسطے کہ آنحضرت کا مکان و مرتبہ معلوم ہو جائے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، ایام تشریق میں منزل منٰے میں گئے جب زیارت کے لیے شہر میں آئے تو فرمایا کہ جب ہم طواف سے فارغ ہوئے تو ظاہر ہوا کہ فرشتہ نے حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت کیا۔ اگرچہ کچھ رسومات باقی تھیں۔ لیکن ارکان کے ادا کرنے کی وجہ سے دراصل حج ختم ہو چکا تھا۔ حضرت قیوم ثانی رضؓ جن دنوں مکہ میں تھے اکثر طوافِ کعبہ میں مشغول رہتے تھے۔ اور ان دنوں اسی طواف کو ہی بہترین عبادت خیال کرتے اور فرماتے کہ عجیب و غریب باتوں کا انکشاف ہوتا ہے اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ مجھ سے گلے ملتا ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔

انہی دنوں ایک روز ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکل رہے ہیں کہ انہوں نے تمام چیزوں کو گھیر لیا ہے اور جنگل و بیابان ان انوار و برکات سے پُر ہو گیا ہے اور اُن کے مقابلے میں تمام انوار چھپ گئے ہیں۔ جب اس کی حقیقت کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ مجھ سے میری حقیقت دُور کر کے کعبہ کی حقیقت سے مشرف فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھ سے یہ انوار ظاہر ہوتے تھے میں نے دیکھا۔ کہ بہت سے فرشتے کعبہ کا اسطرح طواف کر رہے ہیں جیسے کوئی بادشاہوں کی خدمت کرتا ہے۔

www.maktabah.org

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر کی زیارت

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محرّم کی تیسری تاریخ کو اہلِ معلّٰے کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے آنجناب فرماتے تھے۔ کہ یہ مقبرہ بہ سبب بلندی درجہ اور کثرتِ انوار تمام مقبروں سے افضل ہے۔ جب عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر جوکہ وہیں واقع ہے پہنچے تو توقف کے بعد فرمایا کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس ہونے کی وجہ سے اس قبر کے انوار موجزن ہیں۔

اس کے بعد جناب اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر پہنچ کر معہ تمام اصحاب مراقبہ طویل کر کے فرمایا کہ مادرم خدیجہؓ نے اس قدر مہربانی فرمائی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ جنابہ از روئے کمال اہتمام اور کثرت اعتنا جو مجھ غریب کی حالت پر آپ کو ہے۔ سرا وقاتِ حجاب سے نکل کر باہر کھڑی ہوئی ہیں۔ اور انعام و کرام کے لئے فرماتی ہیں کہ فلاں شخص کو یہ عطیہ دے دو۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم فاتحہ سے فارغ ہوئے تو امّ المومنین سراوقات میں تشریف لے گئیں۔

بعدازاں فضیل بن عیاضؒ اور سفیان، عتبہؓ وغیرہ مشائخ کے مرقدوں پر جو وہاں پر واقع ہیں فاتحہ پڑھی۔ اور ان کے حق میں تعریفی کلمات بیان فرمائے۔ اس کے بعد اُس شخص کی قبر پر گئے جو ہندوستان میں آپ کا مرید ہوا تھا لیکن بعد میں شیطان نے اُسے درغلا کر آنجناب سے مردود کر دیا تھا۔ اور وہ دوسرے لوگوں سے مل گیا تھا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد فرمایا، اس پر بہت توجہ کی گئی ہے لیکن کچھ اثر نہیں ہوا وہ بدستور عذاب میں مبتلا رہا۔ بعدازاں آپ ایک شیخ کی قبر پر گئے جو ہندوستان سے یہاں آ کر آباد ہوا تھا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مخصوص دوست تھا۔ لیکن حضرت قیوم اوّل، مجدد الف ثانی نے اسے خلافِ شرع امور کے ظہور کے باعث ہندوستان سے نکال دیا تھا۔ اور اپنے یاروں سمیت فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ فلاں شخص عجب حالت میں ظاہر ہوا

www.maktabah.org

ہے شرمندگی کے مارے سر نہیں اٹھا سکتا۔ اور نہ میری طرف دیکھ سکتا ہے۔ اس سے میں نے سبب پوچھا تو کہا کہ میری یہ حالت حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کی عدم توجہی سے ہوئی ہے۔

حقیقتِ کعبہ اور حقیقتِ محمدیؐ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام میں حقیقتِ کعبہ کو حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی گئی ہے۔ حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، اس بارے میں غور فرماتے تھے۔ کہ ایک روز اثنائے اقامت مکہ میں فرمایا کہ جب ہم نے اس مسئلہ پر زیادہ غور و فکر کیا۔ تو کعبہ کی حقیقت کو تمام حقائق سے فائق پایا۔ اور محسوس ہوا کہ تمام چیزیں اُسے سجدہ کر رہی ہیں۔ عبودیت کے تمام مراتب حتیٰ کہ نبوت اور رسالت بھی اس سے نیچے ہیں۔ اس سے پرے معبودیت صرف ہے۔ کیونکہ حقیقت کعبہ سے مراد آٹھوں طرف کی صفات کا مقام ہے اور پہلا نور جو ان صفات سے ذات بحت پر قرار پکڑے ہوئے ہے۔ اور جس میں حدوث و امکان کی ملاوٹ نہیں اُسے حقیقتِ کعبہ کہتے ہیں۔ سو اس لحاظ سے ضروری ہے کہ یہ حقیقت حقیقتِ امکان سے اوپر ہو۔ اگرچہ حقیقتِ کعبہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہے لیکن حقیقت کعبہ کو اپنے مقام سے اوپر عروج حاصل نہیں۔ مگر حقیقت محمدی کو وہ عروج ہو سکتا ہے کہ حقیقتِ کعبہ اس سے کئی درجے نیچے رہ جاتی ہے۔

کعبۃ اللہ بغل گیر ہو گیا

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ پہلے پہل عاشورہ کے روز بیتِ عتیق میں داخل ہوئے۔ آپ فرماتے تھے کہ اس گھر کے اندر وعجیب و غریب اسرار ظاہر ہوئے جن کا باہر نام و نشان تک نہ تھا۔

حضرت قیوم رابعؒ اپنے جد امجد حضرت حجت اللہ قیوم ثالث کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت خازن الرحمت مکہ میں تھے تو ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے کعبہ میں جا کر دفع مرض کے لیے توجہ کی اور نہایت عاجزی سے

www.maktabah.org

دست بدعا ہوئے ۔ آپ فرماتے تھے کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ ممکنات کی ہر ایک چیز میرے ساتھ دست بدعا ہے ۔ مختلف قسم کی ان گنت مخلوق فرشتے جن انسان آسمان زمین عرش کرسی سبھی عاجزی کر رہے ہیں ۔ بلکہ تمام چیزوں کی حقائق اسمار ۔ صفات ۔ اصول ۔ ظلال ۔ شیونات اور اعتبارات تک میرے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں ۔ حتیٰ کہ قبولیت کا اثر ظاہر ہوا ۔ اور انھیں شفا ہوئی ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ۔ کہ دعا سے فارغ ہو کر میں نے طواف کیا ۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ میرے گلے ملتا ہے اور شوق سے مجھے بغل میں لے کر دباتا ہے ۔

رُکن یمانی کے ستر ہزار فرشتوں سے ملاقات

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ ، فرماتے ہیں کہ ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ طواف کے بعد رکنِ یمانی کے مقابل اس مقام پر جہاں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تھی ۔ وتر کی نماز پڑھ رہے تھے ۔ کہ فرمایا رکنِ یمانی کے نزدیک بہت سے فرشتے موجود ہیں ۔ چنانچہ حدیث بھی وارد ہے ۔ کہ ستر ہزار فرشتے رکن یمانی میں رہتے ہیں ۔ دیکھنے میں آیا کہ وہ فرشتے اپنی جگہ سے سرک کر میرے گرداگرد جمع ہو گئے اور ان کے ہاتھوں میں قلم دوات ہے میری حقیقت لکھ کر چلے گئے ۔

آپ نے فرمایا کہ سحر کے وقت میں نے بعض کمالات کے واسطے التجا کی تو ایک گھڑی بعد آواز آئی کہ تمھارا قرب تمام گذشتہ اور آئندہ اولیاء سے زیادہ ہے پھر مجھے ایک نہایت عالیشان خلعت عطا فرمائی معلوم ہوا کہ یہ خلعتِ عبودیت ہے ۔

خواجہ محمد معصوم حضورؐ کی اُمت کے وزیرِ اعظم مقرر ہوئے

حضرت عروۃ الوثقٰیؒ ایک روز حلقہ ذکر میں بیٹھے تھے ۔ کہ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج مجلس سکوت میں ارشاد کی نہایت عالیشان خلعت عنایت ہوئی ہے اور

www.maktabah.org

اور اپنے آپ کو ارشاد کے اس قدر مناسب پایا ہے۔ کہ اس سے زیادہ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن مقتضائے وقت اور قرب قیامت کی وجہ سے میں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ نیز اسی مجلس میں فرمایا کہ مجھے قلم دوات عنایت ہوئی۔ گویا مجھے منصبِ وزارت عطا ہوتا ہے۔ اور مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے تمام مخلوقات پر وزیرِ اعظم بنایا۔

آنجناب دوبارہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو فرمایا اس گھر میں اللہ تعالےٰ کی لا انتہا عنایت میرے حق میں ہوئی۔ اور سبز رنگ کی خاص خلعت عطا ہوئی آپ فرماتے تھے کہ میں اس گھر کے اردگرد فرشتوں کا مجمع دیکھتا ہوں اور طواف میں عموماً حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ اور بھائی خواجہ محمد صادق۔ اور بعض انبیائے کرام کو دیکھتا ہوں۔

ساتویں صفر کو آپؒ بابِ ابراہیم علیہ السلام کے قریب بیٹھے تھے اور اپنے فرزندوں کو شرکِ خفی سے بچنے اور فنا اتم کی تحقیق کے بارے میں چند کلمات فرما رہے اسی اثنا میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ سے نقل فرمائی کہ کسی شخص کی تسبیح اللہ تعالےٰ تک نہیں پہنچتی واپس اسی پر پھینکی جاتی ہے۔ گویا وہ اپنی تسبیح کرتا ہے۔ کیونکہ گو وہ شرک کے وقائع سے تو نکلا ہے۔ لیکن ابھی اس کا نفس درمیان میں ہے۔ اس لیے اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق نہیں ہوتی۔ بعد ازاں فرمایا کہ جب میں نے کشفی نظر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اور کوئی اس درجہ پر نہیں پہنچا۔ کہ اس کی تسبیح جناب الٰہی کے لائق ہو۔ میری تسبیح بھی ذات بحت تک پہنچتی تھی۔ بعد ازاں از روئے لطف و کرم مجھے یہ درجہ عطا ہوا۔ اب جو تسبیح میں پڑھتا ہوں ذاتِ باری تک پہنچتی ہے اس وقت میں کلمہ طیبہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ محسوس ہوا کہ کعبہ اپنی صورت اور حقیقت سے میری طرف متوجہ ہوا ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ اس مقام میں اس کا نقصان

www.maktabah.org

تک نہیں۔ چھت دیوار وغیرہ آکر مجھ سے بغل گیر ہوئے۔ اور مجھے بوسے دیئے۔ اور جب میں ذکر کرتا مجھے بوسہ دیتا۔ چونکہ کعبہ پروردگار کے مقام واجب سے آغوش کا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ میری تسبیح ضرور جناب باری تک پہنچتی ہے گیارہویں ربیع الاوّل کو آنجناب فرماتے تھے کہ آج چاہِ زمزم کے قریب ارشاد کے بارے میں بارگاہِ الٰہی میں ملتجی ہوا۔ کہ اس بارے میں اللہ تعالےٰ کی کیا مرضی ہے۔ الہام ہوا کہ تمہیں محض خلقت کے ارشاد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منوّرہ کو روانہ ہوتے ہیں

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، ماہ ربیع الاوّل میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے۔ آنحضرت مدینہ کی راہ میں صحابہؓ کے مزارات۔ اور مساجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلاش کرتے اور جہاں کہیں سن پاتے زیارت کے لئے جاتے جب وادی بدر میں پہنچے تو راستے سے ہٹ کر جنگ بدر کے شہید عبیدہ ابن حارث کی زیارت کے لئے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں اُن کی قبر کے پاس بیٹھا تو آپ نے قبر سے نکل کر نہایت بشاشت سے ملاقات کی۔

جب مدینہ کے نزدیک پہنچے تو اس رات کثرت شوق اور ظہور انوار کے سبب تمام رات بیٹھے رہے۔ صبح مدینہ آئے تو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے تین چار روز بعد اہل مدینہ نے آنحضرت کا مرید بننا چاہا۔ لیکن آنحضرت کو پاس ادب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس

www.maktabah.org

کام میں تامل تھا۔ اسی اثنا میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ظاہر ہوکر فرمایا کہ میری خاص امت تو وہی ہے جو تمہاری مرید ہے۔ پھر خلعت ارشاد پہنائی بعد ازاں حضرت شیخین رضی اللہ عنہما نے بھی بہت سی مہربانی کی۔

چند روز بعد بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ تو فرمایا کہ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ صدیقہ نے بہت بہت مہربانی فرمائی۔ آنجناب فرماتے تھے کہ اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہ کا مدفن بقیعہ میں ہے لیکن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے حجرہ میں دیکھا ہے۔ آپ نے ایک کام میں شیخین کی سفارش کرائی۔ تو اس کی قبولیت کا اثر ظاہر نہ ہوا۔ لیکن جب اس معاملہ میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مدد کی درخواست کی تو جنابہ سنتے ہی جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ بلکہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال کر دہ کام منوا ہی لیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے تھے کہ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا، خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے معہ تمام اہلبیت ظاہر ہوکر مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کو معہ اصحاب کثیر روضہ مبارک کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ روضہ منورہ کے اندر جاکر بے خودی طاری ہوگئی۔ ایک طویل مراقبہ کیا۔ بعد ازاں کمال انکسار سے سر اور چہرہ پردہ خاص کے اندر مل کر اپنا معراج سمجھ کر باہر آئے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روضہ مبارک پر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کے قریب ہے۔ بیٹھے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب ہم اس مقام عالی سے نکلے تو جناب سرور کائنات حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خلعت عطا فرمائی جس میں جواہرات ٹکے ہوئے تھے۔ جوں جوں روضہ منورہ سے میں دور جاتا تھا۔ اس خلعت کا نور زیادہ ہوجاتا تھا۔ ایک روز مدینہ میں کسی شخص نے آنجناب کے سامنے بعض مشائخ کا ذکر کیا تو مجھے ان سے معزز ہونے کا خیال آیا۔ اسی وقت الہام ہوا کہ اس نسبت والے کو

www.maktabah.org

شایاں ہے کہ وہ کسی سے اپنے آپ کو معزز خیال کرے۔
ایک روز حضرت قیوم ثانی نے شافعی جماعت کے ساتھ عشار کی نماز ادا کی۔ اُسی وقت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آکر خوشی و سرور کا اظہار کیا۔ اس موافقت سے آنجناب رضؓ نے تین دن رات روضہ منورہ میں اعتکاف کیا۔ جب عشار کی نماز سے فارغ ہوئے۔ تو تمام وضیع و شریف کو وہاں سے باہر کر دیا جیساکہ دستور ہے پھر آپ نے تن تنہا جا کر بالموجہہ بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم از روئے لطف و کرم حجرہ سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوتے اور مجھے خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا میسّر ہوا۔

جنّت البقیعہ کی خصوصی زیارت

جمادی الاوّل کے شروع میں بقیعہ کی زیارت کو گئے فرمایا۔ کہ حضرت عثمان حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت کمال اہمیت میں ظاہر ہوئی۔ ہر ایک نے مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ جب بقیعہ سے واپس آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت نے ظہور کیا۔ اور مجھے اپنی طرف کھینچا بعد ازاں حضرت فاطمۃ الزہرا جنّت خاتون رضی اللہ عنہا کی نسبت ظاہر ہوئی اور مجھے اپنی طرف کھینچا۔ بعد ازاں ہر دو نے ظاہر ہو کر مجھے اپنی اپنی طرف کھینچا۔ حضرت فاطمہ الزہرا دائیں طرف تھیں۔ اور ان کی نسبت سُرخی مائل تھی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ اب تک تو اسی قسم کا معاملہ ہے کہ میں ان دونوں کی کثرت عنایت سے فرح و سرور میں ہوں۔

بارگاہِ مصطفیٰ کی خصوصی حاضری

جمعہ کے بعد آپ رضؓ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کے لئے گئے۔ وہاں سے آکر فرمایا کہ روضہ کے بالمقابل مجھے سُرخ رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عطیہ ہے بعد ازاں اس خلعت پر ایک زرد خلعت دکھائی دی ظاہر ہوا کہ

www.maktabah.org

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عنایت ہے۔ واپس آتے وقت ایک نہایت گہرے سبز رنگ کی خلعت عطا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ یہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مرحمت کردہ ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ باوجود استغنائے محبوبیت جنابؐ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت عرش سے فرش تک تمام مخلوقات ملائک جن انسان اور تمام ممکنات کو ہے سبھی آنحضرتؐ کے محتاج ہیں۔ اور ہر فرد بشر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کے فیض سے پہنچتا ہے۔

منگل کی رات یکم جمادی الاوّل کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند کو فرمایا کہ آج ہم پر وہ اسرار ظاہر ہوتے ہیں کہ اگر ان میں سے کچھ بھی بیان کیا جائے۔ تو گلا کٹ جانے کی نوبت آجائے۔ البتہ بعض میں تمہیں اشارتًا بتلاتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ بعض مشائخ نے 'کمون و بروز' مقرر کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب کامل شیخ چاہے کہ اپنے بعض کمالات مرید صادق میں القا کرے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو جاتا ہے اور مرید کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت مُرید بالکل شیخ کا ہم رنگ اور اس کا دقائق و حقائق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی صورت بھی شیخ کی صورت ہو جاتی ہے۔

حضور کی نعت اور درود میں سے حضرت قیوم ثانی کو حصہ ملتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یہی معاملہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے میں منسوب فرمایا ہے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو نعتیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں یا درود بھیجے جاتے ہیں۔ ان میں سے مجھے بھی حصہ ملتا ہے۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا "کمون و بروز" یہی فنا اور بقا ہے یا کچھ اور؟ فرمایا "یہ معاملہ فناء و بقا کے علاوہ ہے۔ یہ ان خصائص سے ممتاز ہے جو فنا و بقا میں نہیں پائے جاتے۔ یہ بات سوائے حضرت مجدد الف ثانی

www.maktabah.org

کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی"۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر روحانی اہلِ سموات وغیرہ الٰہی لشکر دیکھنے جاتے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ، فرماتے تھے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے خفیہ اسرار کی سیر کرائی اور اسرار اپنے آپ ہیں مجھے معلوم بھی ہوتے تھے لیکن ان کے بارے میں طبیعت کو تردّد ضرور ہوتا تھا۔ سو وہ تردّد بھی جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے حضور میں دُور ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ مطلوب تک پہنچنے کے دو راستے ہیں۔ ایک اصالت جو خاص نبیوں کا حصّہ ہے دوسرا ضمنیت۔ ان میں سے پہلا بہت قریب ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، ۶، جمادی الثانی کو اہلِ بقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے وہاں سے واپس آکر فرمایا کہ اصحاب میں سے جس کی قبر پر میں بیٹھتا تو۔ دوسرے صاحب میرے آنے کے منتظر رہتے۔ بلکہ اپنی قبروں سے آگر میرے لئے کھڑے رہتے۔ اور وہ میری ملاقات کو اس طرح اکٹھے ہوتے جیسے کسی عزیز مہمان کے لئے۔ یہ ایک غیر مترقبہ رعایت تھی۔ تمام صحابہ اہلِ قبور کہتے تھے کہ جب سے ہمیں دفن کیا گیا ہے۔ اب تک کوئی ایسا عزیز بزرگ حق تعالیٰ کا مقرب ہمارے فاتحہ کے لئے نہیں آیا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کی زیارت سے فارغ ہوئے تو آنجناب رضؓ کو خلعت عنایت ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں سیّدنا ابراھیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گیا دیکھا کہ آنحضرت روضہ منوّرہ سے تشریف لا کر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں۔ آنجنابؓ محض نور معلوم ہوتے تھے کیونکہ آنجناب کے حق میں وارد ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابراہیم ہوتا۔ اس کے بعد میں دُوسرے اصحاب کی قبروں کی زیارت کو گیا تمام نے آکر مجھ

www.maktabah.org

پر بہت مہربانی کی۔ جب میں اُمہات کی قبروں پر گیا۔ تو سب نے مجھ پر اس طرح شفقت کی جیسے مائیں بیٹوں پر کرتی ہیں۔

بعد ازاں حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مرقدوں پر گیا تو ان دونوں صاحبوں نے کمال مہربانی سے ملاقات کی۔ پھر میں نے امام مالک بن انس رحؒ اور خواجہ پارسا کی قبروں پر جاکر فاتحہ پڑھی۔ امام مالک کی شان نہایت اعلیٰ ہے۔ اور خواجہ پارسا بھی ولایت قدیم میں راسخ ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم شیخ آدم بنوری کی قبر پر

بعد ازاں آپ حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ شیخ آدم رحؒ کی قبر پر گئے۔ جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کے روضہ مبارک کے برابر ہے۔ تو دیر تک کھڑے رہ کر مراقبہ کیا۔ پھر فاتحہ پڑھ کر ان کے حق میں توجہ باطنی کی۔ اور جب کبھی آپ بقیع میں جاتے تو شیخ آدم کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے۔ اور فاتحہ پڑھ کر فرماتے کہ شیخ ہم سے بہت شرم کرتے ہیں لیکن ہم نے شیخ کی ندامت کو توجہ باطنی سے رفع کر دیا ہے اب ہم ان کے باطن کے ممد و معاون ہیں جب قلعہ میں گئے تو امام اسمٰعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ، کی قبر پر فاتحہ پڑھا۔ اور ان کے حق میں کلمات مدحیّہ فرمائے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اصحاب کرام کے مزارات میں میری نسبت نے عجب ظہور کیا۔ مجھے جو قرب و منزلت بارگاہِ الٰہی میں ہے اس کا مشاہدہ کیا معلوم ہوا کہ عرش سے فرش تک تمام جہان میرے نور سے پُر ہے۔ اور تمام مخلوقات صفیں باندھ کر میرے پیچھے کھڑی ہے۔ اور میں ان کا امام ہوں اور اللہ سے جو فیوض و برکات مخلوقات کو پہنچتے ہیں وہ میرے وسیلے سے پہنچتے ہیں اور تمام گذشتہ موجودہ اور آئندہ اولیا مجھ سے ترقیات و برکات کے حصول کے خواہشمند ہیں۔ اکثر اوقات قلم دوات اپنے پاس موجود پاتا ہوں۔ تاکہ اس سے فرمان ٹھیک کروں جیسا کہ بارگاہ سلطانی کے وزیر اعظم کیا کرتے ہیں گویا میں بارگاہِ الٰہی کا وزیر اعظم ہوں۔ اس خدمت کے علاوہ اصالت و محبوبیت وغیرہ

www.maktabah.org

مراتب جو مجھے مراحمت فرمائے ہیں۔ ان کا کیا بیان کرو۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ جو قرب و منزلت ہم نے تمہیں دی ہے۔ وہ تمہارے باپ کے سوائے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ جوں جوں میری نسبت کا ظہور ہوتا۔ میں مسیحی ہوتا جاتا۔ کیونکہ صحابہ کے حضور میں اور کی گنجائش نہیں معلوم ہوا کہ یہ نسبت ان بزرگوں کی برکات و کمالات کا ایک شمّہ ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، جبلِ اُحد کے قریب جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے ہندوستان کے مشائخ کیساتھ حمزہ اور دوسرے شہدا کی زیارت کے لئے دو مرتبہ گئے۔ ان کی نسبت کا ظہور آنجناب پر ہوا۔ ہر ایک نے آپ پر مہربانی کی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے اپنے دونوں فرزندوں حضرت قیوم ثالث حجت اللہ اور مروّج الشریعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم دونو کو جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ درجے کی خلعت جواہر اور یاقوتوں سے جڑی ہوئی عطا ہوئی ہے۔

قیام مدینہ میں ہر روز جناب سرورِ کائنات کی زیارت کا شرف ملتا تھا۔

آنجناب ہر روز فجر کی نماز کے بعد جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حلقہ مراقبہ کرتے۔ ایک روز مراقبہ کے بعد فرمایا کہ آج جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ حشم و خدام روضہ مبارک سے نکل کر اس حلقہ میں تشریف لائے چند ایک خاص مقرب جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے۔ ان کے سردار میرے فرزند محمد عبداللہ مروّج الشریعت تھے اسی اثنار میں جناب سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" محمد معصوم! فرزند محمد عبداللہ ان خواص کا سردار ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیار فرماتے تھے کہ جب کبھی میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ تو حضرت مروّج الشریعت کو پہلے ہی وہاں موجود پاتا۔

www.maktabah.org

بارگاہِ نبوی ؐ سے جُدائی

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ وداع کے وقت غم و گریہ مجھ پر غالب آئے اسی غم میں تھا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روضۂ مبارک سے نکل کر نہایت لطف و کرم سے ایک خلعت اور ایک شاہانہ تاج مجھے عنایت فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاج پر ایک طرّہ ہے اور طرّہ پر ایک لعل ہے۔ جس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ خلعتِ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی ہے۔ یہ اور خلعتوں کی طرح نہیں۔

بعدازاں آپؓ کے دونوں فرزندوں کو بھی اسی طرح کی خلعتیں عطا ہوئیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ایک بھائی میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ اس کے لیے التجا کی تو قبول نہ ہوئی۔ دوبارہ جب التماس کی تو ایک سر پیچ عنایت ہوا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خلعت جو مجھے عطا ہوئی۔ وہ ایک گذشتہ خواب کی تعبیر تھی اور وہ یہ ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نماز میں امام بنے ہوئے ہیں۔ اور تمام خلقت آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑی ہے۔ میں اور میرے دو نو بھائی خواجہ محمد صادق اور خواجہ محمد سعید پہلی صف میں کھڑے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ عین نماز میں فرماتے ہیں کہ محمد معصوم سے ہمیں یہ ملا اور کچھ گن رہے ہیں۔ اور دو نو بھائی کہتے ہیں۔ کہ محمد معصوم سے حضرت مجدد الف ثانیؓ کو یہ یہ چیز ملی ہے۔

اسی اثنار میں حق تعالےٰ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خطاب ہوا۔ کہ محمد معصوم کی آرائش کرو۔ آنحضرتؓ نے پوچھا کس قسم کی آرائش۔ حکم ہوا کہ اس کے سر پر تاج رکھو اور اس تاج میں ایک لعل ٹانک دو۔ جس کی روشنی سر سے قدم تک پہنچے اور جس سے یہ ہمہ تن نور ہو جائے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خلعت

www.maktabah.org

جو عطا ہوئی ہے اس سے مراد یہ ہے جو مجھے نسبت خاص اور معاملہ مخصوص کا فیض عطا ہوا ہے۔ کشف میں وہ خلعت ہی معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مخصوص خلعتیں آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئیں اور فیض و برکت دوسرے یاروں کو۔

ہندوستان واپسی کا حکم

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے بر سبب غلبہ محبت مدینہ میں اقامت کا ارادہ کیا تو جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان جاؤ کیونکہ وہ تمہارے بغیر ظلماتی رہے گا۔

اسی اثناء میں خبر آئی کہ داراشکوہ نے اورنگ زیب کو قتل کر دیا ہے۔ اور خود سارے ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت بہت حیران ہوئے۔ اور جناب سرورکائنات کی خدمت میں التجا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک میں ننگی تلوار پکڑے ہوئے سخت غصے میں فرمایا کہ داراشکوہ کو حاضر کرو۔ جب حاضر کیا گیا تو خود دستِ مبارک سے اس کا سر قلم کیا اور فرمایا کہ محمد معصوم! میں نے تمہاری خاطر اسے قتل کیا ہے اب بفراغ خاطر جاؤ۔ کیونکہ تمہارا مُرید اب بادشاہ ہے۔

بعدازاں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے سر اور مُنہ پر بوسہ دیا اور رُخصت فرمایا۔

حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ

مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں آنجناب کو وجع المفاصل کا عارضہ لاحق ہوا۔ ایک روز شدتِ مرض میں فرمایا کہ مجھ پر حضراتِ عالیات۔ بتول۔ صدیقہ۔ حبیبہ وغیرہ نے بہت کچھ مہربانیاں کیں۔ جب

www.maktabah.org

وادیٔ صفراء میں پہنچے تو ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے مزار پہ جاکر فاتحہ پڑھی۔ ابو ذرؓ نے آپؒ کو خلعت دی۔ جب تخلیص میں پہنچے تو فرمایا کہ ساری جگہ کعبہ کے انوار سے پُر ہے اور یہاں پر ملائک اور روحانیوں کا ہجوم معلوم ہوتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ کعبہ ہمارے استقبال کے لیئے آیا ہے جب خانہ کعبہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تشریف فرما کر بہت مہربانی فرمائی اور مجھ سے بغل گیر ہو کر خاص خلعت عنایت فرمائی ہے جب آپ مدینہ منورہ سے دوبارہ مکہ معظمہ میں آئے تو آپ کو کعبہ کے اندر داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ یہ داخلہ وداعی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اپنے حق میں لاانتہا دیکھتا ہوں۔ اور مجھے ایک نہایت فاخرہ اور جواہرات سے جڑی ہوئی خلعت عطا ہوئی ہے معلوم ہوا کہ یہ خلعتِ الوداعی ہے۔ بعد ازاں آپ کے فرزندوں کو بھی خلعتِ فاخرہ عطا ہوئی۔

آپ فرماتے تھے کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا کہ مجھے ایک خلعت فاخرہ پہنائی گئی۔ جسے ہم کثرتِ نور در وشنی کے باعث کسی سے تشبیہہ نہیں دے سکتے۔ گویا وہ محض نور تھی۔ ساتھ ہی مجھے الہام ہوا کہ حق تعالےٰ یہی لباس پہنتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ "الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری۔" کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہ بند ہے۔

بحرین کا ایک ولی اللہ جسے قطب بنا دیا

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، مکہ سے جدہ پہنچے تو فرماتے تھے کہ جس قدر انوار و اسرار حرم کے اندر دکھائی دیتے تھے اس سے کہیں زیادہ باہر نظر آتے ہیں۔ کیونکہ حضور میں غلبۂ انوار کی وجہ سے آنکھ کام نہیں کرتی۔ اسی اثناء میں آنحضرت ایک جنگل میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں سر پاؤں سے ننگا اور بکھرے بالوں والا ایک درویش آکر کھڑا ہوا ایک گھڑی بعد بیٹھ کر مراقبہ کرنے لگا۔ آنجناب بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور مراقبہ

www.maktabah.org

کیا۔ جب دیر بعد مراقبہ سے فارغ ہوا تو آنحضرتؓ سے رخصت ہوا۔ فرزندوں نے آپؓ سے اس درویش کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یہ شخص بحرین کا ولی ہے وہاں کا قطب فوت ہوگیا۔ اس لئے آیا تھا کہ میں کس کو اس آسامی کے لئے تجویز کروں۔ سو میں نے اسے ہی کردیا اور وہ مجھ سے رخصت ہوا۔

اتنے میں امام یمن یعنی بادشاہ یمن نے جو آنحضرت کا مرید تھا۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ کہ ملک یمن یہاں سے اب بہت قریب ہے۔ امید ہے کہ جناب چند روز اس ولایت میں اقامت فرما کر اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائیں گے۔ آنجناب نے اس کی التماس کے مطابق چند روز یمن میں قیام کیا۔ بعد ازاں ہندوستان کا رُخ کیا۔ اب ان حادثات سلطنت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن میں آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی کرامات کا اظہار ہوا۔

شاہزادہ اورنگ زیب سے دارا شکوہ

اور دوسرے بھائیوں کی جنگ

جب دارا شکوہ سارے ہندوستان پورے طور پر غالب آگیا۔ تو شاہجہان کے پاس سلطنت اور رعایا کی خبریں پہنچنا بند کردی گئیں۔ اور نہ بادشاہ کی خبر رعایا کو دیتا دارا شکوہ نے شاہجہان پر اتنی پابندی عائد کردی کہ شاہزادوں کے خطوط بھی بادشاہ تک نہ پہنچنے دیتا۔ بلکہ اپنی طرف سے ہی حسب منشا احکام جاری کر دیتا۔ اس کے غلبہ کے باعث جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ہندوستان میں اسلام کا دوبارہ مذاق اُڑایا جانے لگا۔ اورنگ زیب یہ حالت دیکھ کر سخت پریشان ہوا۔ حالانکہ حضرت قیوم ثانیؓ نے اسے فتح ہند کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ اس واسطے مراد بخش کو ساتھ ملا کر چالیس ہزار سوار

www.maktabah.org

لے کر دارالسلطنت کا رُخ کیا۔ مراد بخش بھی گجرات سے آکر اس کے ساتھ مل گیا۔ دونوں نے دریائے نربدا پار کیا۔ جب ان کی آمد کی خبر سُنی تو بادشاہ کی طرف سے ان کو حکم امتناہی لکھا لیکن اورنگ زیب نے کہلا بھیجا کہ تم اتنی مدت باپ کی خدمت میں رہے ہو اب ہمیں اس کی خدمت میں رہنے دو۔ اور تم کسی اور علاقہ میں چلے جاؤ۔ ؎۱

داراشکوہ نے دوبارہ حکم بھیجا لیکن اورنگ زیب نے پرواہ نہ کی۔ اور اکبر آباد کا رُخ کیا۔ جہاں بادشاہ رہتا تھا۔ داراشکوہ نے جب دیکھا کہ اورنگ زیب نہیں رُکتا۔ تو مجبوراً ہندوستان کے راجاؤں کے رئیس راجہ کو کہا کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب کو دارالسلطنت آنے سے روکو۔ مہاراجہ نے ایک کثیر لشکر کے ساتھ دکن کا رُخ کیا۔ داراشکوہ نے قاسم خاں نامی ایک رُکن سلطنت کو فوج کثیر دے کر مہاراجہ کے ساتھ کیا ابھی یہ دونوں مالوہ ہی پہنچے تھے کہ اورنگ زیب دکن سے آپہنچا۔

اورنگ زیب اور راجۂ ہند میدان جنگ میں

مہاراجہ نے اسے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ ورنہ میں تمھیں آگے نہیں بڑھنے دوں گا۔ اورنگ زیب جنگ پر آمادہ تھا۔ مہاراجہ نے بھی جنگ کی تیاری کی۔ اور جنگ کے دو ستون کھڑے کئے جنھیں ہندی میں رن کھیت کہتے ہیں یعنی لکڑی کے دو لمبے ستون میدانِ جنگ میں کھڑے کر کے ان کے تلے جنگ کرتے ہیں جب تک فریقین میں سے ایک کو نمایاں فتح نہ ہو لڑائی بدستور جاری رہتی ہے۔

اورنگ زیب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے فرزند حضرت محمد اشرف کی خدمت میں (جنھیں آنحضرت نے اس کی تسلی کے لئے اس کے پاس مقرر کیا ہوا تھا) ملتمس ہوا۔ آپؒ نے توجہ باطنی کے بعد فرمایا کہ انشاء اللہ فتح تمھاری ہے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کا باطن تمھاری طرف متوجہ ہے۔ اس لئے نہ صرف یہ فتح بلکہ اور بہت سی فتوحات کی امید قوی ہے۔ اورنگ زیب یہ خوشخبری سن کر نہایت خوش و خرم ہوا۔ فاتحہ پڑھ کر جنگ

www.maktabah.org

کے لئے سوار ہوا۔ اس طرف سے مہاراجہ بھی لشکر لے کر اس کے مقابلے پر آیا۔ دونوں طرف سے بدرجہ غایت کوشش ہوئی ہنگامہ گرم ہوا اور جنگ کی چنگاری بھڑک اٹھی۔

دہادہ خروش آمد و دار و گیر — ہوا دام کرگس شدہ از بہ تیر
فسردہ زخوں پنجۂ دست و تیغ — چکاں قطرۂ خوں چو تاریک میغ
تو گفتنی زمیں موج خواہد زدن — درے موج براوج خواہد زدن
زہر سو چکا چاک تیغ و تبر — چو اندر دریں چرخ نیلی سپہر

پہلے معرکے میں ہی اورنگ زیب کو فتح ہوئی

آخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی برکت سے فتح و نصرت کی نسیم اورنگ زیب ہی پھر یرے پر چلی اور مہاراجہ کا تمام لشکر تہ تیغ ہوا۔ خود راجہ بیک بینی و دو گوش میدان جنگ سے بھاگا۔ اورنگ زیب شکر الٰہی بجالایا۔ جب اورنگ زیب دکن سے آیا تھا تو اس وقت شجاع بھی بنگال سے روانہ ہوا تھا۔ دارا شکوہ نے اس کے مقابلے پر اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو روانہ کیا تھا۔ اتفاقاً سلیمان شکوہ اس پر غالب آیا اور شجاع بھاگ گیا۔

جب اس فتح کی خبر دارا شکوہ نے سُنی تو باپ سے کہا کہ حکم ہو تاکہ خوشی کا نقارہ بجایا جائے کیونکہ سلیمان شکوہ نے شجاع پر فتح پائی۔ شاہجہان نے کہا تمہارے بیٹے کو فتح نصیب ہوئی ہے تم خوشی کے نقارے بجاؤ۔ میرے بیٹے کو تو شکست ہوئی ہے میں کیونکر خوشی کے نقارے بجاؤں۔ اتنے میں اورنگ زیب کی فتح اور راجہ کی شکست کی خبر پہنچ گئی تو دارا شکوہ بہت گھبرایا۔ چاروں طرف سے لشکر جمع کیا۔ ۱۸۱

اورنگ زیب اور دارا شکوہ کا آمنا سامنا

جب اورنگ زیب اکبر آباد کے قریب آ پہنچا تو اُدھر سے دارا شکوہ نے بھی تمام فوجوں سمیت اس کا مقابلہ کیا۔ شاہجہان نے دارا شکوہ سے کہا کہ تمہارا اورنگ زیب کے

www.maktabah.org

مقابلے پر جانا مناسب نہیں. کیونکہ وہ تم سے ضرور لڑے گا. اس واسطے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کی باطنی توجہ اس کے شامل حال ہے اور اغلب ہے کہ وہ تجھ پر فتح پائے. مجھے اس کے مقابلے پر جانے دو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا. اور میں اُسے دم دلاسا دے کر تیرا مطیع بنا دوں گا. دارا شکوہ نے کہا کہ آپ اس بات سے نہ ڈریں. کہ میں آپکے بیٹے کو قتل کروں گا. خاطر جمع رکھیں میں اُسے گوشۂ کمان سے زندہ پکڑ کر لاؤں گا.

شاہجہان نے بہتیرا منع کیا لیکن بے سود. دارا شکوہ تمام لشکر اور ارکانِ سلطنت کو لے کر مقابلہ پر آیا. اورنگ زیب نے اپنے لشکر کو تاکید کر رکھی تھی. کہ خبردار جنگ کی ابتدار تمھاری طرف سے نہ ہو. جب مخالف تم پر ہاتھ اٹھائیں. تو تم بھی پھر کسر نہ اٹھا رکھنا. جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے. تو دارا شکوہ کی طرف سے ابتدار ہوئی. پھر اورنگ زیبی لشکر بھی مشغول جنگ ہوا. بڑے گھمسان کا رَن پڑا.

خروش سوارانِ آوازِ کوس	ہوا قیر گوں شد زمیں آبنوس
زِ دو لشکر آوازِ سنبور نائے	برآمد دھلیز پردہ سرائے
شُدہ روئے میدان چو باغ جناں	گل رو سر غنچۂ داستاں
چمنہائے او شد صف کارزار	ہمہ دار او مردم جنگ دار
ہمہ میوہ اش خنجر و تیغ د تیز	بہ بر باغ بود آں یکے رستخیز
جہاں گشتہ چوں روئے دیگِ سیاہ	در آمیختہ یک بدیگر سپاہ
دو لشکر چو مور و ملخ تاختند	نبرد جہاں در جہاں یاختند
بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند	گذرگاہ کردند بر مور تنگ
شد از سم اسپاں زمیں لعل رنگ	زِ تیرہ ہوا شد چو پشتِ پلنگ
زبس کشتہ افتاد بر خاک راہ	شدہ عرصۂ رزم گہ قتل گاہ

کہتے ہیں اس قدر کشت و خون ہوا کہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا تھا. اِسی

www.maktabah.org

گھمسان میں اورنگ زیب کے لشکر کی طرف سے ایک بارُود کا گولہ داراشکوہ کے ہاتھ پر پڑا۔ جس سے فیل بان جل گیا۔ اتنے میں ایک اور گولہ لگا جس سے فدائی جو فیل بان کے پیچھے تھا۔ مر گیا۔ تیسرا ہاتھی کی عماری پر پڑا۔ جب داراشکوہ نے یہ حالت دیکھی تو مجبور ہو کر ہاتھی پر سے اترا اور گھوڑے پر سوار ہو لیا۔ جب اس کے لشکر نے اُسے ہاتھی پر نہ دیکھا۔ تو خیال کیا کہ وہ مر گیا ہے۔ اس لئے اس کا سارا لشکر بھاگ اُٹھا۔ ؎۱

؎۱ داراشکوہ اور اورنگ زیب کے درمیان اقتدار کی جو آخری جنگ لڑی گئی وہ سامو گڑھ میں ۲۹ مئی ۱۶۵۸ء کو لڑی گئی تھی۔ داراشکوہ کے پاس شاہی لشکر تھا۔ اسلحہ خانہ تھا۔ بارود خانے اور ہاتھی تھے۔ پھر مغلیہ سلطنت کے مشہور سپہ سالار تھے۔ ہندو راجپوتوں کی حمایت حاصل تھی۔ راؤ ساتر سال ہدی۔ روپ سنگھ راٹھور۔ رام سنگھ راٹھور۔ راجہ شیو رام گرڑھ۔ راجہ بھتل داس کا بیٹا بھیم سنگھ۔ رام کشن گر۔ بہرام دیو۔ کنور رام سنگھ اور دوسرے راجپوت جرنیل داراشکوہ کے وفادار تھے۔ دوسری طرف سادات بارہ بھی داراشکوہ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سید شیر خاں بارا۔ منور شاہ بارہ۔ نور العین بارہ۔ مغل بارہ۔ رستم خاں فیروز جنگ (جو اپنے وقت کا بہترین جرنیل مانا جاتا تھا۔) جیسے شیعہ جنگ جُو بھی داراشکوہ کی حمایت میں تھے۔

داراشکوہ پچاس ہزار سے زائد شاہی فوج لے کر اپنے بھائی کے مقابلہ پر کھڑا تھا اُسے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کی فوجوں کا بھی انتظار تھا۔ اور اس کی خواہش تھی کہ اورنگ زیب کچھ دن دریائے چنبل کو عبور نہ کر سکے۔ مگر اورنگ زیب جیسا جری جرنیل اپنی صف شکن فوجوں کے ساتھ دریا عبور کر کے میدان جنگ میں ڈٹ گیا۔

میدان جنگ میں پہنچنے کے بعد بھی اورنگ زیب نے صلح کی ایک اور کوشش کی۔ اور اپنے باپ شاہجہان کو خط لکھا کہ داراشکوہ کی زیادتیوں کو دور کیا جائے۔ اس کے علاقے واپس کیے جائیں۔ اور داراشکوہ کو بادشاہ کے احکام جاری کرنے کی بجائے اُسے اپنے

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

www.maktabah.org

جب دارا شکوہ نے دیکھا کہ تمام لشکر کو شکست ہوئی۔ تو خود بھی بھاگا۔ اورنگ زیب نے اس کے پیچھے لشکر کو روانہ کیا۔ آخر وہ شاہجہان آباد سے بھی بھاگ گیا۔

دارا شکوہ میدان سے بھاگ گیا اور اورنگ زیب کی فتح

اورنگ زیب نے فتح کے بعد باپ کی ملاقات کے بارے میں عرضی لکھی اور ملاقات کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ اسی اثنا میں ایک جاسوس شاہجہان کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط اورنگ زیب کے پاس لایا جو اس نے دارا شکوہ کے ایما پر دارا شکوہ کے نام لکھا تھا کہ تو شاہجہان آباد کے گرد و نواح میں رہ۔ فلاں روز اورنگ زیب میری ملاقات کو آئے گا۔ تو میں اسے پکڑ کر قید کر لوں گا اور تجھے بلا کر تخت پر بٹھاؤں گا۔

اورنگ زیب نے یہ خط پڑھ کر باپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ جب مقررہ دن آیا تو شاہجہان نے تمام شہر سجوایا اور تمام قلعہ کی آرائش اور بیٹے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن جب اورنگ زیب نہ گیا۔ تو شاہجہان کو بڑا تعجب ہوا۔ دوسرے دن اپنی بڑی بیٹی جہان آرا بیگم کو اس کے پاس بھیج کر نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ اورنگ زیب نے اس کے جواب میں شاہجہان کا وہی خط پیش کر دیا۔ خط کو دیکھ کر جہان آرا بیگم اپنا سا منہ لے کر واپس آ گئی۔ اور باپ سے سارا حال بیان کیا۔

بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو شاہجہان کے پاس بھیجا اور نصیحت کی کہ دادا جان کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لانا اور اپنی حفاظت کا

(سابقہ صفحہ سے آگے)

صوبہ پنجاب میں بھیج دیا جائے۔ اورنگ زیب نے ایک ایسا ہی خط جعفر خان وکیل سلطنت کو بھی لکھا۔ مگر نہ تو بادشاہ شاہجہان نے ان صلح ناموں کا کوئی جواب دیا اور نہ جعفر خان نے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت کی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.maktabah.org

خود انتظام کرنا۔ تمام قلعہ اور شہر میں اپنے آدمی بٹھانا۔ چنانچہ وہ جاکر آداب بجا لایا۔ اور شہر اور قلعہ پر اپنے آدمی مقرر کر گیا۔ گو اورنگ زیب نے شاہجہان کو باہر نکلنے سے روک دیا تھا۔ لیکن وہ بدستور تخت پر بیٹھتا اور بڑے بڑے امراء آکر اُسے شاہانہ سلام کرتے اور ہر کام کے متعلق وہ حکم احکام جاری کرتا۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

دارا شکوہ کی فوج اندر سے کمزور تھی۔ دارا شکوہ کی اعتقادی اور اخلاقی سوچ نے مسلمان فوج کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ دارا شکوہ کے ذاتی دستے اور ہندو راجاؤں کی فوجیں تو ٹھیک تھیں۔ مگر عام مسلمان سپاہی اس سے بددل تھے۔ مسلمان جرنیل یا تو شاہجہان کی وفاداری میں دارا شکوہ کا ساتھ دے رہے تھے۔ یا وہ دارالسلطنت میں رہنے کے لیئے اس لشکر میں کھڑے تھے۔ ورنہ اعتقادی اور نظریاتی طور پر وہ مشائخ سرہند کے تربیت یافتہ تھے۔ اور انھیں اورنگزیب کے دینی افکار سے زیادہ دلچسپی تھی۔ وہ زبانی طور پر دارا شکوہ کے ساتھ تھے۔ مگر باطنی طور ان کے دل اورنگ زیب کو چاہتے تھے۔ خلیل اللہ خاں جرنیل کا یہ مشورہ کہ عین لڑائی میں دارا شکوہ ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر آجائے۔ اس کی غداری کی بے مثال علامت تھی جس نے جنگ کی صورت ہی بدل دی تھی۔ دارا شکوہ دوسرے مسلمان جرنیلوں سے بھی مایوس ہو گیا۔ راجپوتوں کے جیالے میدان جنگ میں مارے گئے۔ چنانچہ دارا شکوہ میدان سے بھاگ نکلا۔ خلیل اللہ خان کے علاوہ قاسم خان جو میسرہ افواج کا سپہ سالار تھا۔ خاموش کھڑا رہا۔ اسی طرح مہا سنگھ بہادریہ کا کردار بھی مشکوک تھا۔ یہ فوجی سپہ سالار بھی دارا شکوہ کی شکست کا سبب بنے تھے۔

دارا شکوہ کی ہندو دوستی اور شیعہ نوازی نے ساری مغل فوج کو میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھانے سے روک دیا تھا۔ ہندوؤں راجاؤں یا شیعہ جرنیلوں کے علاوہ کوئی بھی اس کا جانثار نہ

(جاری ہے)

www.maktabah.org

اسی اثنار میں ایک شخص نے مراد بخش کی فتنہ انگیزی اورنگ زیب پر ظاہر کر دی۔ اس لئے اورنگ زیب نے مراد بخش کو گرفتار کر لیا۔

شجاع کی ایک اور کوشش

اب ہم شجاع کا قصہ بیان کرتے ہیں جب اس نے سلیمان شکوہ سے شکست کھائی تو دوبارہ لشکر لے کر چڑھ آیا۔ اورنگ زیب نے بھی کافی لشکر سے اس کا مقابلہ کیا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے اور تیر و تلوار کی نوبت آئی۔ تو بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ طرفین کے بے شمار آدمی میدان میں کام آئے۔ اسی اثنا میں وہ مہاراجہ جو پہلے اورنگ زیب سے شکست کھا چکا تھا۔ دوبارہ لشکر لے کر پیچھے سے حملہ آور ہوا۔ اب مخالفین نے اورنگزیب کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس کی فوج کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا۔ اور بعض بھاگ بھی گئے صرف گنتی کے آدمی اسکے پاس رہ گئے۔

چو کردند دشمن برو دست برد　　رُخ نامداراں اوگشت زرد
دگر بارہ چرخش چہ بازی نمود　　جہانش چہ نیرنگ سازی نمود
بنو واست در لشکر او شکیب　　کہ دست از عناں رفت و پا از رکیب

قریب تھا کہ اورنگ زیب کی جان پر آبنے اس وقت حضرت خازن الرحمت کے فرزند سے کہا کہ یہ حالت کیا ہے آپ کے چچا صاحب نے فتح و سلطنت کی خوشخبری دی تھی۔ انھوں نے فرمایا کہ جو کچھ چچا جان نے فرمایا ہے حق ہے تم قائم رہو اور میدان میں ڈٹے رہو۔ اور آنحضرت نے جو کلاہ تمھیں عنایت کی ہے وہ مخالفوں کو دکھاؤ اورنگ زیب باطن میں حضرت عروۃ الوثقٰی کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آپؓ کی کلاہ مبارک دشمنوں

(سابقہ صفحہ سے آگے)

تھا۔ سادات بارہ نے اس کی پوری پوری حمایت کی۔ داراشکوہ کے شیعہ جرنیل ظفر خان احسن۔ فخر خان نجم ثانی۔ حسین بیگ خان۔ (علی مردان کا داماد) ابراہیم خان۔ اسماعیل خان اور اسحاق بیگ تینوں

(جاری ہے)

www.maktabah.org

کو دکھائی۔ دشمن دیکھتے ہی تتر بتر ہو گئے۔ ان کی شکست کا باعث بھی دار اشکوہ والا ہوا یعنی ہاتھیوں سے اتر کر جب وہ گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ تو فوج پراگندہ ہو کر بھاگ گئی۔ اور آخر وہ خود بھی بھاگ اٹھے۔

شجاع کا حشر

اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو ان کے پیچھے بھیجا لیکن شجاع ایسا گم ہوا کہ آج تک اس کا پتہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس

(سابقہ صفحہ سے آگے)

بھائی (علی مردان کے بیٹے) غضنفر خان جیسے شیعہ جرنیل تو جان توڑ کر لڑے۔ ایک اور شیعہ جرنیل رستم خان تو دار اشکوہ کا دستِ راست تھا۔ یہ سارے جرنیل دار اشکوہ کی شیعہ نواز پالیسی کی حفاظت کے لئے جانبازی سے لڑے انھیں اورنگ زیب کی سُنیت پھر مجددی مشائخ مجددیہ کی قربت قطعاً پسند نہ تھی۔

دوسری طرف اورنگ زیب کے ساتھی جن میں ملا عبدالقوی۔ ہوشدار خان (تو محض اور محض دین کی حفاظت کی خاطر لڑتے تھے) جیسے مفتی اور مولوی بھی اورنگ زیب پر جان فدا کرنے میدان جنگ میں کھڑے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جنگ کی تلواروں کے پیچھے نظریات اور عقائد کے ہاتھ کام کر رہے تھے۔ پھر اورنگ زیب کا ایک ایک جرنیل اپنے فنی امور میں بڑی مہارت کے ساتھ لڑا۔

اگرچہ اورنگ زیب کے سپہ سالار نئے جذبہ کے ساتھ میدان میں کھڑے تھے۔ مگر اورنگزیب کی دین پسندی اور خصوصاً سُنیت نے ہر ایک کو جاں باز بنا دیا تھا۔ اعتقاد کی یہ قوت پہاڑ بن کر شاہی فوج سے نبرد آزما رہی۔ دار اشکوہ کے بہادر راجپوتوں کی بہادری اور شجاعت ضرب المثل تھی مگر ایمان کی قوت نے ان بہادروں کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔ شاہی لشکر کٹ گیا۔ دار اشکوہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ اور اورنگ زیب کے لئے دہلی کا راستہ صاف ہو گیا۔ وہ نہایت کامیابی کے ساتھ تخت پر قابض ہو گیا۔

www.maktabah.org

نے کابل میں آکر سکونت اختیار کی. شجاع نعمت اللہ ولی کا مرید تھا شکست کے وقت ایک شخص نے اُسے کہا کہ تم شاہ نعمت اللہ ولی کے مُرید تھے اور رنگ زیب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کا مرید تھا. اورنگ زیب کو اپنے پیر کی توجہ سے سلطنت ملی لیکن تمہارے پیر کی توجہ نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا. شجاع نے کہا سلطنت تو مجھ سے چھن گئی. اب میرے دین میں کیوں خلل ڈالتے ہو. میں خدا کی خاطر مرید ہوا تھا. کچھ سلطنت کی خاطر تو نہیں ہوا تھا.

www.maktabah.org

داراشکوہ سے آخری جنگ اور اورنگ زیب کی تخت نشینی

داراشکوہ ہندو راجاؤں سے مدد مانگنے لگا

جب داراشکوہ اورنگ زیب سے شکست کھاکر پنجاب پہنچا۔ تو دوبارہ لشکر کے جمع کرنے کی فکر میں ہوا۔ اس بارے میں ایک خط راجہ کی طرف لکھا۔ راجہ نے جواب میں لکھا کہ اگر آپ میرے ملک میں آئیں تو حتے المقدور جانفشانی کی جائے گی۔ داراشکوہ اپنی جمع کردہ فوج لے کر اجمیر گیا۔ جہاں سے مہاراجہ کا ملک قریب تھا۔

اس اثنا میں راجہ کے بعض دوستوں نے اسے سمجھایا کہ اس بھگوڑے کا کیا ساتھ دیتے ہو مستقل بادشاہ تو اورنگ زیب ہو گیا ہے۔ جب سارے ہندوستان کا لشکر جمع تھا۔ تو اس فوج سے نیچا دیکھ چکی ہے۔ اس کے مقابلے کی تاب کیونکر لا سکتی ہے۔ اگر اب کی مرتبہ جاؤ گے تو اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ پھر بھاگ آؤ گے اور جہاں جاؤ گے شاہی آدمی تمہیں تلاش کر کے ذلیل و خوار کریں گے۔ اور بادشاہ کے پاس لے جاکر تمہیں قتل کر دیں گے۔ تیری اولاد کا نام و نشان تک نہیں رہے گا۔ بہتر یہی ہے کہ جس طرح ہو سکے اورنگ زیب سے اپنے گذشتہ قصور معاف کرانے کی کوشش کرو۔ مہاراجہ نے اس بات کو قبول کیا اور ایک عرضی معافی تقصیرات کے بارے میں اورنگ زیب کی خدمت میں بھیجی بادشاہ نے اس کے گذشتہ قصور معاف کر دیئے۔

حضرت شیخ سعد الدین مجددی کی ایک جنگی تدبیر

جب اورنگ زیب نے سنا کہ داراشکوہ لشکر جمع کر کے اجمیر پہنچ چکا ہے تو یہ بھی لڑائی کے لیئے تیار ہوا۔ اب شیخ سعد الدین نے اورنگ زیب کو فرمایا کہ اس جنگ کا مہتمم اور سپہ سالار کوئی اور شخص مقرر ہونا چاہیئے کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ

www.maktabah.org

میں سپہ سالار پر سخت مصیبت آئے گی۔ تو اورنگ زیب نے اپنے ایک رکن سلطنت شیخ میر کو اپنی فوج کا افسر مقرر کر کے دارا شکوہ سے لڑنے کے لئے بھیجا اور خود بھی اس کے پیچھے پُشت پناہ بن کر روانہ ہوا۔

جب دارا شکوہ کو معلوم ہوا۔ کہ اورنگ زیب خود لڑائی کے لئے آ رہا ہے تو اپنے دوسرے بیٹے سپہر شکوہ کو مہاراجہ کے پاس بھیج کر مدد کی درخواست کی لیکن مہاراجہ نہایت سرد مہری سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا کہ میری فوج کا اکثر حصّہ قتل ہو چکا ہے اور کچھ متفرق ہو گئی ہے۔ سر دست مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ سپہر شکوہ نا اُمید ہو کر واپس آیا۔ اور حقیقت حال سے باپ کو آگاہ کیا۔ دارا شکوہ اپنی جمع کردہ فوج ساتھ لے کر آمادہ جنگ ہوا۔ اورنگ زیب نے مہاراجہ کو حکم دیا۔ کہ وہ بھی شیخ میر کی فوج کے ساتھ مل جائے چنانچہ وہ آ ملا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ اور لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ ؎

سپہ ہر دو سو در خروش آمدند ۔۔۔ دو دریائے آتش بجوش آمدند

ز سم ستوران ہر دو سپاہ ۔۔۔ تزلزل در آمد بہ ناورد گاہ

رواں گرد دریائے چوں مرد جنگ ۔۔۔ شناور ہزاراں در آنجا نہنگ

طرفین کے ہزارہا آدمی ہلاک ہوئے۔ اس وقت دارا شکوہ کی فوج نے اورنگ زیب لشکر میں گھس کر بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ حتّٰی کہ شیخ میر کے ہاتھی کے قریب پہنچ کر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جب وہ تیروں کے نشانوں سے قریب المرگ ہو گیا اور اُسے اپنی موت کا یقین ہو گیا تو تکیہ منگا کر پیٹھ کو سہارا دیا۔ تاکہ لوگوں کو یہی معلوم ہو کہ شیخ میر زندہ ہے۔ جو فدائی پیچھے کی طرف بیٹھا تھا۔ اُسے کہدیا کہ میرے مرنے کے بعد میرے ہاتھ کو پکڑ کر اس سے اشارہ کرتے رہنا تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ میں زندہ ہوں۔

اس فدائی نے شیخ میر کے مرنے کے بعد ایسا ہی کیا سب کو معلوم ہو گیا کہ شیخ میر ابھی زندہ ہے۔ اس لئے خوب جان توڑ کر لڑے اتنے میں اور فوج بھی مدد کے لئے

www.maktabah.org

آپہنچی۔ پھر گیا تھا۔ اور نگ زیب کو فتح نصیب ہوئی۔

داراشکوہ بھاگ کر ملتان کے ایک سوداگر کے پاس پناہ گزیں ہو گیا۔

داراشکوہ حسبِ عادت بھاگ کھڑا ہوا۔ اورنگزیب نے اس کے پیچھے لشکر بھیجا۔ داراشکوہ شہر شہر اور گاؤں گاؤں مارا مارا پھرتا تھا۔ ملتان کے ایک سوداگر کے ہاں جو اس کا مخلص تھا اور جس کی آشنائی پر اُسے بھروسہ تھا۔ جا نکلا۔ پہلے تو وہ اس کی مدد پر آمادہ ہوا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ بادشاہی آدمی اس کے تعاقب میں آگئے ہیں تو خود شہزادے کو ان کے حوالے کر دیا اور کہا کہ میں نے بڑی تلاش سے اِسے پکڑا ہے تاکہ بادشاہ کے سپرد کر دوں۔

جب تاجر خوشی خوشی انعام واکرام کی امید پر اورنگ زیب کے پاس آیا تو بادشاہ نے سوداگر سے کہا کیا تیرے لیے یہ مناسب تھا کہ وہ تجھ پر بھروسہ کر کے تیرے پاس پناہ لینے آئے اور تو اُسے پکڑ کر میرے حوالے کر دے تو نے سخت بے وفائی کی ہے۔ بخدا میں تجھے کچھ نہ دوں گا۔ سوداگر شرمندہ ہو کر بادشاہ کے ہاں سے نکلا۔ لوگوں نے بادشاہ کے اشارے سے اُسے پتھروں سے ہلاک کر دیا۔

داراشکوہ گرفتار ہو گیا

داراشکوہ کو ایک مضبوط مقام پر نظر بند کر دیا گیا۔ اورنگزیب نے اسے کہلا بھیجا کہ اپنے باطل عقیدے سے توبہ کرو۔ داراشکوہ نے کہا میں تمہارے کہنے سے توبہ نہیں کروں گا۔ جن عقائد پر ہوں قائم رہوں گا۔

اورنگ زیب نے علماء کو بلا کر اس کے عقائد باطلہ سے (جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) انھیں واقف کیا اور فتوے کی درخواست کی۔ تمام علماء نے اس کے قتل کا فتوے دیا۔[1]

---

[1] اگرچہ اورنگ زیب کے بعض ناقدین اور معاندین نے الزام لگائے ہیں کہ علماءِ وقت نے اورنگ زیب کی خوشنودی کے لئے داراشکوہ کو زندیق قرار دے کر اس کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ مگر اس وقت کے دینی معاشرہ کے حالات کے محققین نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ داراشکوہ کی بے راہ روی

(جاری ہے)

www.maktabah.org

اورنگ زیب نے ایک امیر کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ کہتے ہیں اس وقت وہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا۔ پہلے قرآن شریف کو اس کے پاس سے اٹھالیا۔ اور پھر اس کے بیٹے کو اس سے جدا کیا۔ جب داراشکوہ کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے قتل کرنے

(سابقہ صفحہ سے آگے)

نے مسلم معاشرہ میں جو خرابیاں پیدا کر دی تھیں۔ اس کا حل داراشکوہ کی پھانسی ہی تھا۔

تاریخ شاہجہانی کے موئلف نے اس موضوع کی وضاحت کرتے ہوئے تفصیل سے لکھا ہے کہ پہلے تو اورنگ زیب نے اپنے تمام ملکی اور جنگی مشیروں کے مشورے سے داراشکوہ کو قلعہ گوالیار میں نظر بند کر دیا تھا۔ اسی قلعہ میں شاہزادہ مراد بھی پس دیوار زندان دن گذار رہا تھا جسے دارا نے قید میں ڈالا ہوا تھا۔ لیکن جب دارا کے کفریہ کردار پر علماء وقت نے فیصلہ کر دیا۔ تو داراشکوہ کی بہن روشن آرا بیگم اور دوسرے رشتہ داروں نے بھی داراشکوہ کے قتل پر صاد کیا اور سفارش کی کہ اسے ہمایوں کے مقبرہ میں دفن کیا جائے۔

اس وقت کی تاریخیں جن میں تذکرہ سلاطین چغتائی، واقعات عالمگیری، نسخۂ دلکشا (بھیمن سین) اور فتوحات عالمگیری (ایشر داس نگر) تمام نے لکھا ہے۔ کہ داراشکوہ کے قتل سے پہلے علماء کرام سے قانونی فتویٰ حاصل کر لیا گیا تھا۔ ہاں داراشکوہ کو ہمایوں کے مقبرہ میں دفن کرنے کا فیصلہ خاندان مغلیہ کا اپنا فیصلہ تھا۔ اس میں علماء کرام نے کوئی فتویٰ نہیں دیا تھا۔ برنیر نے بھی اپنے سفرنامہ میں انہی حقائق کو بیان کیا ہے۔ یہ سیاح داراشکوہ کی موت کے وقت دہلی میں موجود تھا۔ جن امراء۔ علماء اور مغل اساطین نے داراشکوہ کی موت پر خصوصی زور دیا تھا۔ ان میں روشن آرا بیگم۔ حکیم داؤد (تقرب خان) سائیشتہ خان۔ خلیل اللہ خان اور محمد امین خان اور دہلی اور سرہند کے علماء کرام کے نام قابل ذکر ہیں۔ داراشکوہ کی ہندو نوازیاں ان صوفیوں کے زیر اثر احکامات۔ بعض جوگیوں کے اشارے پر اسلام اور اہل اسلام پر ناروا سختیاں۔ پھر شعائر اسلام کے خلاف برملا احکامات داراشکوہ کی موت کا سبب بنے۔ ان تمام عادات کی تفصیلات کتاب کے دیباچے اور دوسرے صفحات پر بیان کی گئی ہیں۔

www.maktabah.org

کے لیئے آئے ہیں تو ایک چھوٹی سی چھری سے قاتلوں پر تین مرتبہ حملہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کو کہا بابا سپہر شکوہ یہ ہمیں قتل کرنے کو آئے ہیں بعدازاں اسے قتل کر کے اس کا سر اورنگزیب کے پاس لائے جو بادشاہ کے حکم سے دفن کیا گیا۔

ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ، کے حضور میں عرض کیا کہ داراشکوہ مرگیا ہے۔ آنحضرتؓ نے فرمایا "ایمان لے گیا"۔

مراد بخش بھی کسی کے دعوٰے کی وجہ سے قتل ہوا۔ بعدازاں اورنگ زیب نے اپنی لڑکیاں داراشکوہ اور مراد بخش کے لڑکوں کو دے کر ان کے باپوں کے خون معاف کرائے شاہجہان نے اپنے فرزندوں کے قتل کی خبر سن کر سخت افسوس کیا اور کہا۔ یہ حضرت قیوم ثانی کی بددعا سے شہریار کے بیٹوں کا بدلہ لیا گیا ہے۔

اورنگ زیب تختِ ہندوستان پر

بعدازاں اورنگ زیب بے دھڑک ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ تخت پر جلوس کیا۔ اپنا خطاب عالمگیر مقرر کیا۔ اللہ تعالٰے کا شکر بجالایا۔ اور تمام ملحدوں اور بے دینوں کو جنھیں داراشکوہ کے وقت میں بڑی قدرومنزلت حاصل تھی۔ قتل کر دیا گیا۔

سرمد کو قتل کر دیا گیا

سرمد کو قتل کیا۔ سرمد بالکل مادرزاد ننگا رہا کرتا تھا۔ بادشاہ نے مُلا عبدالقوی کے ہاتھ کہلا بھیجا۔ کہ ستر ڈھانپو سرمد نے کہا شیطان قوی ہے۔ مُلا نے بادشاہ سے کہا کہ اس نے کفر کا کلمہ کہا ہے اس لئے واجب القتل ہے بادشاہ اس کے قتل کے لیئے راضی ہو گیا۔ کہتے ہیں جب جلاد نے سرمد پر تلوار کا وار کیا تو اس نے ابھی صرف لاالٰہ الا اللہ پڑھا تھا جب اس کا سر تن سے جدا ہو کر گرا تو محمد رسول اللہ۔ کہا۔ بادشاہ کو اس کے قتل کا بڑا افسوس ہوا۔[۱]

---

[۱] سرمد آرمینہ کا یہودی تھا۔ ایک عرصہ تک کاشان میں مقیم رہا۔ اسرائیلی علوم کا ماہر تھا۔ ملاصدرالدین

(جاری ہے۔)

www.maktabah.org

اورنگ زیب نے تمام شرعی احکام جاری کئے اور بدعت اور گمراہی کو جڑ سے اکھاڑ دیا تمام سرکشوں اور گمراہوں کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

شیرازی ابوالقاسم فندرسکی جیسے مشہور حکماء سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ ہندوستان آ کر ٹھٹھہ ٹھہرا، عبداللہ قطب شاہ کا دوست بنا۔ ننگا پھرتا اسلام کے خلاف گفتگو کرتا رہتا۔ دبستانِ مذاہب کے مصنف نے لکھا ہے کہ اس نے ۱۰۴۲ھ/ ۱۶۳۲ء میں اسلام قبول کیا تھا مگر وہ ہمیشہ وحدتِ ادیان کا قائل رہا۔ اس کے نزدیک کفر و ایمان یکساں نظریات تھے۔ داراشکوہ نے اسے اپنے نظریات کا ہمنوا پا کر اپنا معتمد بنا لیا۔ اسے حکمران وقت کا سہارا ملا تو اپنے خیالات عام کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ داراشکوہ اُسے ننگ دھڑنگ ملنگ دیکھ کر قلندر اور عارف خیال کرتا تھا۔ دہلی پہنچا تو امرائے سلطنت کے اور قریب ہوگیا۔ داراشکوہ کی تخت نشینی میں الحاد پھیلاتا رہا۔ مگر اورنگ زیب کی آمد پر داراشکوہ کی فتح کی پیش گوئیاں کرتا رہا۔

اورنگ زیب کی تخت نشینی پر علماء اہلسنت نے ایسے تمام بے دین اور بے لگام ملنگوں کے محاسبہ کا مطالبہ کیا۔ سرمد بھی محاسبہ کی زد میں آگیا۔ اعتماد خان مُلا عبدالقوی نے اس کی کفریہ باتوں کے خلاف ارتداد کا فتویٰ دیا۔ علماء نے اورنگ زیب کے دربار میں محضر نامہ پیش کر کے اسے قتل کرا دیا۔

سرمد کی شخصیت آج تک متنازعہ رہی ہے۔ بعض اسے شہید اور بعض مقتول کہتے ہیں۔ بعض اُسے عارف باللہ کہتے ہیں۔ اور بعض ملحد اور زندیق قرار دیتے ہیں۔ داراشکوہ کے نظریات کے حامی اسے اورنگ زیب کی سیاست کا شکار کہتے ہیں۔ مگر اورنگ زیب کے معتقد اس کے قتل کو برحق قرار دیتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام جو وحدت ادیان کے حامی تھے۔ سرمد کو اورنگ زیب کے ظلم کا نشانہ قرار دے کر بڑا افسانوی رنگ دیتے ہیں۔

www.maktabah.org

عروۃ الوثقیٰ امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

کی حرمین الشریفین سے ہندوستان واپسی

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے عرب۔ یمن۔ روم اور شام کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ اور اپنے بڑے بڑے خلفاء مثلاً شیخ مراد شامی اور شیخ عبداللہ حجازی وغیرہ کو بھی واپس جانے کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور خود ہندوستانی آدمیوں سمیت جہاز پر سوار ہوئے۔ آپ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت مروج الشریعت سے فرمایا کہ سفر مبارک میں اللہ تعالےٰ کی عنایات اس قدر ظاہر ہوئی ہیں جن کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ نیز اللہ تعالےٰ نے تم بھائیوں کو تمام اولیائے اُمت سے ممتاز فرمایا ہے۔ اور مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ تیرے فرزند اولیائے اُمت سے ممتاز ہیں اور تیرے خلفاء ہمارے بڑے مقرب ہیں۔

یہ قافلہ آپؓ کی رفاقت میں سمندر عبور کر کے بندرگاہ سورت میں پہنچا۔ یہاں ہر روز ہزاروں آدمی مرید ہونے لگے۔ صُبح شام قریباً تیس ہزار آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔ ایک روز اپنے فرزندوں کو فرمایا کہ آج صُبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں میں اس فکر میں تھا کہ اس قدر بندگانِ خدا پر تصرف کرنا اللہ کو پسند ہے یا نہیں؟ چنانچہ میں نے اس سلسلے کو حتیٰ کہ تمہیں بھی چھوڑنا چاہا اتنے میں عنایتِ الٰہی سے غیب سے آواز آئی۔ یہ حق تعالےٰ کا فضل و کرم ہوا کہ ہم خود اپنے بندوں کو تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور ارشاد و ھدایت کا ہنگامہ تو ہم خود برپا کرتے ہیں۔ تمہارے سارے مرید ہمارے مقبول ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ جب کبھی کلاہ اور شجرہ طالبوں کو دیتے ہیں تو اُسے بھی حق تعالیٰ سے منسوب پاتے ہیں۔

عالمگیر نے علماء و مشائخ کو آپ کے استقبال کے لیے بھیجا

جب عالمگیر کو جناب کی واپسی کی خبر ملی تو اس نے حکم دیا کہ ہندوستان کے تمام علماء مشائخ اور امراء وغیرہ آپ کے استقبال کے لئے جائیں۔ آپؓ

www.maktabah.org

جس گاؤں یا شہر میں آتے تھے وہاں کے تمام اعلےٰ وادنیٰ اور چھوٹے بڑے آپؒ کے استقبال کے لئے چشم براہ ہوتے تھے۔ اسی طرح اکبر آباد پہنچے تو شاہجہان نے ضیافت کے انتظامات کئے۔ اور داراشکوہ کی سابقہ حرکات سے شرمندہ ہوکر عرض کیا اگر جناب دوبارہ مجھے تخت سلطنت پر بٹھائیں تو جو کچھ جناب کی مرضی ہوگی اسی طرح عمل کروں گا۔ اور جو باعث فساد ہوگی اس کو نکال دوں گا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اب تو موقع ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جو ہونا تھا ہو چکا۔

عالمگیر شاہجہان آباد سے اکبر آباد تک آنحضرتؓ کے استقبال کو آیا اور شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا۔ آپؒ نے بھی اس پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اس کے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ کہتے ہیں جس وقت آپؒ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ علاوہ ان آدمیوں کے جو صرف استقبال کے لئے آئے تھے۔ پچاس ہزار آدمی آپ کے مرید اس وقت حاضر خدمت تھے۔ جن میں سے تین ہزار سات سو خلفاء تھے۔ ان کی سواری کے لیے ایک ہزار اونٹ، چار ہزار گھوڑے خچر ٹٹو۔ چند ایک پالکیاں اور سات سو رتھ اور بہلیاں ساتھ تھیں۔

اورنگ زیب عالمگیر نے حضرت قیوم ثانی سے بذات خود تخت پر بٹھانے کی التجا کی

عالمگیر نے عرض کیا کہ آنجناب خود دست مبارک سے مجھے تخت پر بٹھائیں۔ چنانچہ آپ بہ نفس نفیس قلعہ میں تشریف فرما ہوئے اور عالمگیر کا ہاتھ پکڑ کر اُسے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ نے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اور سرہند معہ مضافات بطور اخراجات خانقاہ نذر کیا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت خازن الرحمت نے بھی قبول نہ فرمایا۔ آپؒ کے فرزندوں نے بھی انکار کر دیا۔ لیکن آپؒ کے چھوٹے بھائی حضرت شیخ محمد یحییٰ نے اس جاگیر میں سے تھوڑا سا حصہ لے لیا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم کی سرہند میں تشریف آوری

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ دارالارشاد سرہند کی طرف روانہ ہوئے

www.maktabah.org

جب شہر کے قریب پہنچے تو سرہند کے تمام لوگ استقبال کے لئے آئے۔ شہر کی آرائش کی گئی۔ خوشیاں منائی گئیں اور اہلِ شہر مارے خوشی کے جھوم جھوم جاتے تھے۔ آپ پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے روضہ منورّہ کی زیارت کو گئے۔ تھوڑی دیر خانقاہ میں ٹھہر کر محل میں تشریف لے گئے۔

اسی سال ایک روز آنحضرت خانقاہ میں بیٹھے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے اترے جس سے تمام جہان منور ہو گیا۔ نہایت لطف وکرم سے آپؓ کے سر اور چہرہ پر بوسہ دے کر پھر آسمان پر چلے گئے۔

اسی سال آنحضرت نے مراقبہ میں دیکھا کہ جناب اشرف کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، بھی کھڑے ہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دونو باپ بیٹوں یعنی حضرت قیوم اوّل اور حضرت قیوم ثانی کے حق میں فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ اس شہر میں حق تعالیٰ نے اپنے دو ایسے بندے پیدا کئے ہیں کہ فرشتے آسمان سے ان کے پاس آتے ہیں۔ لیکن وہ ان کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔

حسنات الحرمین کی تالیف

عرب و ہند کے اکثر آدمیوں کی التماس کے مطابق آنحضرتؓ کے الہامات اور مکاشفات عربی زبان میں جمع کئے گئے۔ اور اس کتاب کا نام "حسنات الحرمین یاقوتِ احمر" رکھا گیا۔ یاقوت احمر نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے حضرت مروّج الشریعت کو فرمایا کہ میں اس کتاب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے روضہ مبارک میں لے جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

جب یہ رسالہ آنحضرت کے روضہ مبارک میں لے گئے تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے بڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ مراقبہ کے بعد فرمایا کہ جس قسم کا فضلِ ربّی تم پر ہوا ہے کسی

www.maktabah.org

پرکم ہوا ہے۔ اور یہ مکاشفات بالکل صحیح اور سچے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت قیوم اوّل کمال مرحمت سے میرے گرد پھرتے ہیں۔ اور خوشی اور سرور کا اظہار کرتے ہیں بعد ازاں دو آدمی دو خوان ہاتھ میں لیے ہوئے آئے۔ ایک کی حقیقت تو معلوم نہ ہوئی۔ دوسرے نے ہمارے سامنے تھال لا رکھا۔ جس میں نہایت آبدار جواہر اور یاقوت تھے۔ جن کی روشنی سے تمام مجلس روشن ہو گئی الہام ہوا کہ یہ یواقیت و جواہرات تمہارے مکاشفات ہیں۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے آ کر جواہرات اور یاقوت کا جڑاؤ تاج میرے سر پر رکھا۔ اس واسطے حضرت مروج الشریعت نے حسنات الحرمین کا نام یاقوتِ احمر رکھا۔

حضرت قیومِ اوّل کے خلیفہ ملا بدرالدین کے فرزند ارجمند محمد شاکر نے اس یاقوتِ احمر کا ترجمہ عربی سے فارسی میں حضرت مروج الشریعت کے ایما سے کیا۔ جن مکاشفات کا ذکر "روضۃ القیومیہ" میں ہے وہ یاقوتِ احمر سے لیے گئے ہیں۔

سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی

بارگاہِ قیومِ ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ میں حاضری

آپ کی قیومیت کا سینتیسواں سال تھا عالمگیر بادشاہ نے حضرت قیومِ ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ حضور اپنے کسی فرزند یا بھائی کو بھیج دیں۔ اور ایک خط حضرت خازن الرحمت کے نام لکھا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ آنجناب نے اپنے بھائی سے فرمایا کہ بادشاہ نے اس مضمون کا خط لکھا ہے۔ سو حضرت خازن الرحمت بادشاہ کی التماس اور حضرت قیومِ ثانی رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق شاہجہان آباد کو روانہ ہوئے بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امیروں کو استقبال کے لیے بھیجا۔ جو آپ کو بڑی عزت اور شان و شوکت سے شہر میں لائے۔ آپ مدت تک شاہجہان آباد میں رہے۔

www.maktabah.org

خازن الرحمت کی رحلت

بعد ازاں حضرت خازن الرحمت بیمار ہو گئے بیماری روز بروز بڑھتی گئی حتیٰ کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو رخصت ہے کر وطن کی طرف لوٹے راستہ میں سنبھالکہ مقام پر داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ کی وفات کا حال سُن کر بہت غمگین ہوئے۔ جب لاش سرہند میں آئی تو آپ نے فرمایا کہ اُسے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے قبہ میں دفن کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ جب آنحضرتؓ نے سخت تاکید فرمائی کہ ضرور قبہ کے اندر دفن کرو۔ تو لوگوں نے مجبوراً قبہ کے اندر خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے برابر کدال زمین پر مارا۔ پڑتے ہی قبہ کی دیوار چاروں طرف پیچھے ہٹ گئی۔ اور قبہ کے اندر کا فرش گم ہو گیا۔ اور قبر کے لئے جگہ نکل آئی حضرت خازن الرحمت کو قبہ کے اندر دفن کیا گیا۔ جب قبر میں رکھا۔ تو آنحضرتؓ نے اپنے بھائی کی طرف دیکھا انھوں نے بھی آنکھیں کھول لیں۔ دیر تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ اِسی اثنار میں لوگوں میں شور مچ گیا۔ تو آپ نے حضرت خازن الرحمت کو آنکھیں بند کرنے کا اشارہ کیا پھر مٹی ڈال دی گئی۔

مؤلف کتاب کا مشاہدہ

آج کل ایک روز کسی طرح قبر کا دہانہ کھل گیا۔ تو دیکھا کہ حضرت خازن الرحمت کا بدن و کفن بدستور سلامت ہیں گویا ابھی دفن کئے گئے ہیں۔ آپ کی قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ مولوی فرخ شاہ نے اپنی مریدی کے لئے اذن کے واسطے حضرت مجدد الف ثانیؓ کے روضہ منورہ میں جاکر مراقبہ کیا تو حضرت خازن الرحمت نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ جاکر اپنے چچا کے مرید ہو جاؤ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ، کے قائم مقام ہیں۔

حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ، اپنے ایام زندگی میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیعہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام معصوم کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے۔ سو ہمیں امام معصوم مل گیا ہے انھیں کہہ دو کہ آکر اس امام کے مقتدی بنیں۔

نیز حضرت خازن الرحمت فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے بھائی کے کمالات لاانتہا ہیں۔ جب حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں نے آنحضرت سے رجوع کیا۔ تو آپؒ نے انھیں شروع سے سلوک سکھایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس قدر تو اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر لیا ہے آپ نے فرمایا میری عادت ہے کہ میں شروع سے سلوک کی تعلیم دیتا ہوں سب نے اس بات کو قبول کیا۔ اور ابتدا سے سلوک شروع کیا۔

حضرت قیوم ثانی پر ایک الزام

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے بعض مخالفوں نے اپنی طرف سے بادشاہ سے منسوب کر کے ایک خط لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کہ سُنا جاتا ہے تم جب عورتوں کو مرید کرتے ہو تو اُن کے پستانوں پر ہاتھ رکھ کر انھیں قلبی ذکر سکھاتے ہو۔

جب یہ خط آنحضرت کو مِلا آپ کو سخت ملال ہوا۔ آپکے چہرہ مُبارک کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ اس کے جواب میں بادشاہ کو لکھا کہ ہم ایسا نہیں کرتے نہ کر سکتے ہیں کسی نے تمھیں جھوٹ کہا ہے۔ کیا تم خدا کے غضب سے نہیں ڈرتے ہم نے تمھارے لئے کس قدر توجہ اور کوشش کی ہے۔ حق تعالیٰ نے تمھیں سارے ہندوستان کا بادشاہ بنا دیا ہے تمھارے دشمنوں کو ذلیل و خوار کیا ہے۔ داراشکوہ تخت سلطنت سے پایہ ذلت کو پہنچا تھا۔ اب تم ایسے خیالات فاسدہ کی پرورش کر کے داراشکوہ کی طرح بننا چاہتے ہو۔

بادشاہ یہ خط دیکھ کر بہت گھبرایا قسم کھائی کہ مجھے اس خط کی خبر نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کس نے یہ خط لکھا ہے۔ جو آپ کی ناراضگی کا باعث ہوا ہے۔ میں آنجنابؓ کا

www.maktabah.org

سب سے ادنیٰ مُرید ہوں۔ میری کیا ہستی کہ ایسی گستاخی کروں۔ یہ محض افترا ہے برائے خدا مجھ پر ناراض نہ ہوں۔ ورنہ میری دنیا اور دین دونو خراب ہو جائیں گے۔"

آنحضرت بھی سمجھ گئے کہ بادشاہ اس معاملہ میں بے قصور ہے۔ یہ یار لوگوں کی افترا پردازی ہے۔ بادشاہ نے بہر حال مفتریوں کی تفتیش کر کے سزا دی اور خود عذر خواہی کے لیئے آپؓ کی خدمت میں سرہند پہنچا۔ اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے قصرِ قدیم کو جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے بطور ورثہ ملا تھا۔ چھوڑ کر صندل پورہ کے نئے محل میں جو آپؓ نے خود بنوایا تھا۔ آباد ہوئے۔ اب وہ محل آنجناب کے روضہ مبارک کے برابر ہے۔ اور وہیں اپنے فرزندوں کو محل تقسیم فرمائے اور وہ پرانا محل شیخ سیف الدین کو عنایت فرمایا۔ لیکن پانچوں وقت نماز فریضہ اسی خانقاہ میں آکر پڑھتے۔

عالمگیر بادشاہِ ہندوستان سرہند میں

جب سُلطان عالمگیر کو معلوم ہوا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا خط کی وجہ سے ناراض ہیں تو بہت گھبرایا اور معافی مانگنے کے لیئے بذاتِ خود سرہند میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آدابِ قیومیت بجا لایا اور عرض کرنے لگا کہ میں جان و دل سے آنجناب کا مرید اور نیاز مند ہوں۔ مجھے اس خط کی بالکل خبر نہیں۔ جنھوں نے وہ خط لکھا تھا میں نے انھیں سزا دی ہے۔

آپؓ نے اس معذرت کے بعد اس پر بہت مہربانی کی اور فرمایا کہ معلوم ہوا کہ واقعی تمھیں اس کا علم نہیں تھا۔ خاطر جمع رکھو ہم تم سے ناراض نہیں جن لوگوں نے یہ خط لکھا تھا انھیں سزا نہ دی جائے ہم درویش آدمی ہیں ہمیں کسی سے کیا دشمنی۔ بادشاہ اس محل میں اُترا جو شاہجہان نے یہاں بنوا رکھا تھا۔ فجر کے حلقہ کے وقت اکثر آپؓ کی خدمت

www.maktabah.org

میں حاضر ہوتا. طرح طرح کے عجز و انکسار سے پیش آتا۔ آنحضرت بھی کبھی کبھی شاہی محل میں تشریف فرما ہوتے ایک روز آپؒ ازراہِ محبت بادشاہ کے پاس شاہی محل میں تشریف فرما تھے. چاروں طرف سے ہدیئے اور تحائف نذر و نیاز کی آمد تھی. ہزار ہا روپیہ نقد اور مال و اسباب آپ کی خدمت میں لوگ لا رہے تھے. اس وقت کئی مستحق لوگ بھی بیٹھے تھے. ایک ان میں سے اکیلا ہی سارے تحفے اور ہدیئے سمیٹتا گیا. دوسرے خالی بیٹھے تھے. حتیٰ کہ اس قدر روپیہ اس نے لیا کہ اس سے اٹھایا نہیں جا سکتا تھا.

آپؒ نے سب کچھ جاننے کے باوجود بھی کچھ نہ فرمایا لیکن وہ اتنا روپیہ لینے کے باوجود بھی سیر نہ ہوا. اتنے میں ایک شخص دو ہزار اشرفی بطور نذر لایا. وہ بھی اس شخص نے لینی چاہی تو آپؒ نے فرمایا کہ اے عزیز! ابھی تک دل نہیں بھرا اتنا لے چکے ہو. اب یہ روپیہ اور دل کا حق ہے. یہ کہہ کر آپ نے وہ روپیہ دوسرے مستحقوں میں تقسیم کیا.

حضرت شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ

ابھی بادشاہ سرہند ہی میں تھا کہ بعض کور باطن مخالفوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت شاہ جیو شیخ محمد یحییٰ پر ایک جھوٹا مقدمہ بنایا اس کا سبب یہ تھا. کہ بادشاہ نے آپ کے مکان کے قریب کی زمین آپ کو عمارت کے لئے دے رکھی تھی. جس میں پہلے کھیتی باڑی ہوا کرتی تھی, اس زمین کا مالک بعض مخالفوں کے ورغلانے پر اس، زمین کے دینے میں ٹال مٹول کرتا تھا. آپ نے آدمیوں کو بھیجا جو اُسے پکڑ لائے. اتنے میں مخالفوں نے ایک شخص کو کہا کہ زمین کے مالک کو مار ڈالو اور کہو کہ شاہ جیو نے مارا ہے.

ایک شخص نے اس وقت آ کر اس کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا جب کہ شاہ جیو کے آدمی اسے پکڑ کر لے جا رہے تھے. وہ مر گیا اور قاتل غائب ہو گیا. مخالفین جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے کہ شاہ جیو کے آدمیوں نے اُسے راستہ میں قتل کیا ہے. حالانکہ شاہ جیو کے آدمیوں میں سے ایک کے پاس بھی اس وقت کوئی چھری یا چاقو وغیرہ نہ تھا مخالفوں

www.maktabah.org

نے اس کے وارثوں کو بھی بھڑکایا کہ تم دعوےٰ کرو۔ اس کے وارث اس وقت فریاد کر آئے جب کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ، اور بادشاہ دونو اکٹھے بیٹھے تھے۔ انھوں نے دعوےٰ کیا کہ شاہ جیو نے فلاں شخص کو فلاں وقت اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ اس وقت شاہ جیو میرے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے ناراض ہوکر کہا کہ ان کو نکال دو۔ آپؒ نے فرمایا کیوں نکالتے ہو؛ ان کی حق رسی کرو۔ اور شریعت کے مطابق کارروائی کرو۔ بادشاہ نے یہ بات مان لی۔ اور اس مقدمہ کی شنوائی کے لیئے ایک دن مقرر ہوگیا۔ اس روز تمام ارکانِ شرع، قاضی مفتی وغیرہ جمع ہوئے آنحضرت نے مروج الشریعت کو فرمایا کہ اس مجلس میں بیٹھ کر اس مقدمے کا فیصلہ آپ کریں۔ حضرت مروج الشریعت اور شاہ جیو دونوں وہاں تشریف لے گئے۔ بادشاہ کا وکیل بھی آیا جو مخالفوں سے ملا ہوا تھا۔ مقتول کے وارث بھی آئے۔ بہتیرا غور کیا لیکن جرم ثابت نہ کر سکے اتنے میں چند آدمیوں نے آکر گواہی دی کہ اُسے تو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ جب قاتل کو بلایا گیا۔ تو اس نے کہا مجھے فلاں فلاں آدمی نے ایسا کرنے کے لیئے کہا تھا۔ بادشاہ نے ان سب کو قتل کرادیا۔

عالمگیرؒ نے حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات مروج الشریعت سے سُنے

انھیں دنوں ایک روز بادشاہ آنحضرت رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت مروج الشریعت حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے مکتوبات پڑھ رہے تھے۔ بادشاہ نے جب حضرت مروج الشریعت کا رنگ ڈھنگ دیکھا اور اُن کے پڑھنے کا طریقہ ملاحظہ کیا تو بے اختیار شیفتہ و فریفتہ ہوگیا۔ آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ میں چند روز حضرت مروج الشریعت کی ہمنشینی سے مشرف ہوں۔ آنحضرت نے آپ سے پوچھا کہ بادشاہ کی یہ خواہش ہے آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں عرض کیا اگر جناب کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ اگر میری مرضی پوچھیں تو میں اس کی شکل تک

www.maktabah.org

دیکھنا گوارا نہیں کرتا۔ آنحضرت اس بات سے بہت خوش ہوئے اور بادشاہ کو فرمایا کہ اُن کا دِل مجھ سے جدا ہونے کو نہیں چاہتا۔ بعدازاں بادشاہ آنحضرت سے رُخصت ہو کر کشمیر گیا چند روز وہاں رہ کر پھر لوٹا۔ لوٹتے وقت آنحضرت بیمار تھے اس واسطے بادشاہ پھر سرہند آیا اور آپ کے صحت مند ہونے تک وہیں رہا۔ بعدازاں رُخصت لے کر شاہجہاں آباد چلا گیا۔

معصُومیوں اور سعیدیوں کا مناظرہ

اس سال معصومیوں اور سعیدیوں میں مناظرہ ہوا۔ اس واقعہ کی اصل کیفیت یوں ہے کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت ؓ کے فرزند مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ بادشاہی محل واقع سرہند میں تھے اس وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے پوتے حضرت سبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم معہ لواحقین وہاں گئے۔ وہاں پر حضرت امام عروۃ الوثقےؓ اور حضرت خازن الرحمت کا ذکرِ خیر ہوا۔ تو اس شیخ ابوالقاسم سعیدیوں سے ناراض ہو گئے۔

حضرت قیوم رابعہ خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، بیٹھے تھے کہ اتنے میں شیخ ابوالقاسم نے آ کر عرض کیا کہ آپ اپنے بھتیجوں کو بیٹوں کے برابر جانتے ہیں اور وہ آپ کے مرید بھی ہیں لیکن پھر بھی وہ آپ کو کچھ نہیں سمجھتے اور اپنے باپ کو آپ سے بدرجہا افضل کہتے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا" اچھا اگر یہ حالت ہے تو مجھ سے کچھ حاصل نہیں کریں گے۔ خصوصاً شیخ عبدالاحد پر سخت ناراض ہوئے۔ جب کبھی شیخ عبدالاحد سامنے آتے آپ بالکل پرواہ نہ کرتے۔

میرے (مؤلف کے) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالاحد نے مجھ سے کہا کہ مجھ سے اور تو کوئی قصور نہیں ہوا صرف اتنا ہوا ہے کہ شیخ ابوالقاسم حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی تعریف کر رہے تھے تو میں نے حضرت خازن الرحمت کے اوصاف بیان کئے سعیدی

www.maktabah.org

حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ کے برابر جانتے ہیں. اس لئے معصومی اُن سے جھگڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، نے حضرت قیوم ثانی کو اپنا ولیعہد مطلق بنایا۔ اور ان کے حق میں فرمایا کہ انھیں تمام کمالاتِ الٰہی بطریق اصالت عطا ہوئے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمت کو بطریق ضمنیت اصالت۔ اور ضمنیت کا فرق ظاہر ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثانیؒ کے مرید ہیں۔ مرید کو لازم ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے۔ اگر وہ یہ کہیں۔ کہ حضرت خازن الرحمت بھی ہمارے پیر ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آخری پیر پہلے پیر کی نسبت معتبر ہوتا ہے چنانچہ شروع شروع میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کئی جگہ مرید ہوئے۔ لیکن آخری پیر آپ کے شیخ ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ سو شجرہ میں شیخ ابو سعید مخزومیؒ کا اسم مبارک لکھا جاتا ہے اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، پہلے اپنے باپ کے مرید تھے بعد ازاں خواجہ باقی اللہ رضی اللہ عنہ، کے مرید ہوئے سو آنحضرت کے معتبر پیر خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ، ہیں۔ اور یہی سلسلہ اب تک چلا آتا ہے اسی وجہ سے معصومیوں اور سعیدیوں میں نزاع چلی آتی ہے۔

شیخ عبدالاحد پر نظر شفقت

جب حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ، کا مزاج شیخ عبدالاحد سے پھر گیا تو شیخ صاحب بہت گھبرائے۔ صبح و شام آنحضرتؒ کی خانقاہ کے گرد روتے پھرتے تھے۔ حضرت مروج الشریعت کو شیخ صاحب سے خصوصیت تھی۔ ایک روز آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ عبدالاحد کے حق میں ایک لڑکے کی بات کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ شیخ صاحب کو کئی مرتبہ تہجد کے وقت آنحضرت کی خدمت میں لائے اور حد سے زیادہ سفارش کی۔ حتےٰ کہ آنحضرت شیخ صاحب پر پھر مہربان ہوئے۔ آنحضرت اس مکتوب میں حضرت مروج الشریعت کے نام لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ عبدالاحد بہت مقید ہے۔ اور خانقاہ میں ایک حجرہ بھی اس واسطے لیا ہے آنحضرت شیخ صاحب پر حضرت مروج الشریعت کی طفیل سے نہایت مہربان تھے۔ اُن

www.maktabah.org

کے حق میں عمدہ خوشخبریاں سنائیں۔ ایک سال تک آنحضرت شیخ صاحب سے ناراض رہے۔

شیخ ابوالقاسم اور شیخ سعدالدین کی صلح

اسی سال ایک دفعہ شیخ ابوالقاسم اور شیخ سعدالدین آپس میں جھگڑے حتیٰ کہ دونوں کی مدد پر بہت آدمی جمع ہو گئے قریب تھا کہ ہنگامہ برپا ہو لیکن حضرت مروج الشریعت نے جاکر دونو کو ٹھنڈا کیا اور شیخ سعدالدین کی تقصیر آنحضرت سے معاف کرائی۔

اسی سال توران کے بادشاہ نے اپنے ایلچی کو معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔ جب وہ ایلچی سرہند میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نہایت شفقت سے پیش آئے۔ بخارا کا حال پوچھا۔ تو ایلچی کے ہمراہیوں نے نہایت افسوس سے عرض کیا کہ تمام بخارا رافضی ہو گیا ہے۔ آنحضرت نے غمگین ہو کر پوچھا وہ کیونکر؟ عرض کیا بخارا کے بازاروں میں اعلانیہ پنیر اور خربوزہ جو رافضیوں کی خوراک ہے۔ فروخت ہوتے ہیں۔ آنحضرتؓ نے فرمایا کہ اس خوراک سے کوئی رافضی نہیں ہو جاتا۔

حافظ صادق کو تنبیہ

اسی سال بادشاہ نے آپؓ سے التماس کی۔ کہ کوئی خلیفہ ارسال فرمائیں۔ تاکہ میں اس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ آپؓ نے اپنے بڑے خلفاء میں سے حافظ صادق کو بھیجا۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ صاحب بھی شاہجہان آباد جا نکلے۔ ایک روز شیخ صاحب بادشاہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ حافظ صادق آکر شیخ صاحب کے پاس آکر بیٹھ گئے اس پر شیخ ابوالقاسم سخت ناراض ہوئے۔ کہ میری اجازت کے بغیر میرے برابر بیٹھ گیا ہے۔ آپ نے یہ گلہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا۔ آنحضرتؓ نے حافظ صاحب کو جھڑکا کہ تم نے ابوالقاسم کا ادب کیوں نہ ملحوظ رکھا۔ کیونکہ وہ میرا فرزند ہے اس کا آستانہ ہے۔ حافظ صاحب نے شیخ صاحب سے بہت بہت معافی مانگی اور کئی ہزار روپیہ نذر کیا۔

شیخ ابوالقاسم حافظ صاحب پر مہربان ہوئے اور آنحضرت کی طرف لکھا۔ کہ اب میں اُس سے راضی ہوں۔ آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔ آنحضرت نے شیخ ابوالقاسم کو لکھا۔ کہ تم بھی عجیب

www.maktabah.org

قسم کے آدمی ہو کر پہلے اس کی شکایت لکھی۔ اب اس کی سفارش کرتے ہو پہلے اس کا کام بگڑوا دیا۔ اب بنوانے کے لئے کہتے ہو۔ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔

حضرت عروۃ الوثقٰی امام معصوم زمانی

قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض عام

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی کثرت ارشاد و مشیخیت بیان سے باہر ہے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد اور مشیخیت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاریخ "مرات العالم" و "جہاں نما" جو عالمگیر کے حکم سے لکھی گئی ہیں اور جن میں تمام جہان کے انبیاء۔ اولیاء۔ بادشاہ۔ حکماء اور شعراء وغیرہ کے حالات ابتدائے خلقت سے لے کر عالمگیر کی ابتدائی دس سالہ حکومت تک کے مندرج ہیں لکھا ہے کہ مشیخیت کی مسند پر کوئی ایسا شیخ نہیں بیٹھا جیسا کہ شیخ محمد معصوم رضی اللہ عنہ۔ جہان کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ۔ علماء۔ مشائخ۔ چھوٹے بڑے۔ وضیع و شریف مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے آپؒ کے مرید و مطیع تھے۔

لاانتہا خاص و عام بندگان خدا، صبح و شام پروانوں کی طرح آپؒ پر جان فدا کرتے ہندوستان توران۔ ترکستان۔ بدخشان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ ختا۔ روم۔ شام اور یمن کے بادشاہ آپؒ کے مرید ہوئے۔ وقت کے بڑے بڑے شیخ اور علماء گروہ در گروہ اپنی اپنی مشیخیت ترک کر کے آنجناب کے مرید ہوئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں سے لوگ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھ کر اور انبیاء و اولیاء سے خوشخبری پا کر حاضر خدمت ہوتے اور شرف بیعت حاصل کرتے مختلف ممالک میں آپؒ کے خلفاء کی خدمت میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں نئے مرید حاضر خدمت ہوتے اور فناء و بقاء، اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔

www.maktabah.org

آنحضرت کی مجلس کا رُعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفت گو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آنحضرت بدرجۂ غایت مہربان تھے لیکن پھر بھی بہ سبب غایت ادب اس نے آنجناب کے حضور میں کبھی کسی سے گفتگو نہ کی اور بغیر اجازت نہ بیٹھا۔ امراء وسلاطین کے آداب بالکل ادا نہ فرمایا کرتے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ کا جاہ و جلال میں اگر لکھوں تو ایک علیحدہ جلد درکار ہے صرف اسی قدر لکھنے پر اکتفار کی گئی ہے۔

سفرِ حج سے واپس آکر آنحضرت کے ارشاد اور ہجوم خلق کی یہ کیفیت ہوئی کہ امراء و سلاطین کو جناب کی زیارت بہزار دقت نصیب ہوتی کیونکہ آپؓ کے حضور میں اعلیٰ وادنےٰ سبھی برابر تھے۔ ہر روز ہزاروں آدمی مختلف ممالک سے جناب کی زیارت کو آتے۔ آپؓ کی عادت تھی۔ کہ براہ راست کسی کو آپؓ سے ملاقات نصیب نہ ہوتی۔ بلکہ آپؓ کے کسی فرزند کے وسیلہ سے زیارت نصیب ہوتی اور وہی لاکر مرید کرواتے اور جو مخدوم زادہ جس کو اس طرح مرید کرواتا۔ وہ اسی کے مریدوں میں شامل ہوتا۔

ایک دفعہ کوئی مہینہ بھر یہ حالت رہی کہ صرف شیخ سیف الدین فرزند خامس ہی لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے دوسرے فرزند بالکل بے کار تھے۔ ایک روز آنحضرت نے پوچھا۔ کہ کیا وجہ ہے کہ محمد سیف الدین لوگوں کو مرید کرانے کے لئے لاتے ہیں اور باقی فرزند کسی کو نہیں لاتے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت شیخ سیف الدین کے مرید شہر کے باہر چاروں طرف بیٹھے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آتے ہیں۔ انھیں وہ مرید کہتے ہیں کہ آنجناب کی زیارت بلا وساطت فرزندوں کے حاصل نہیں ہو سکتی

حضرت قیوم ثانی کے چھ ۶ بیٹے

آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے چھ فرزند ہیں:

(۱) حضرت صبغۃ اللہ اکثر سیر میں رہتے ہیں شاذو نادر ہی

www.maktabah.org

والدِ بزرگوار کی خدمت میں رہتے ہیں۔

(۲)۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ اکثر مریض رہتے ہیں یہ بھی والدِ بزرگوار کی خدمت سے دُور رہتے ہیں۔

(۳) حضرت خواجہ محمد عبداللہ معروف بہ حضرت جیو صاحب خانقاہ اور اہل وعیال کا تمام انتظام ان کے متعلق ہے۔ اس لیے آنحضرت ان کی طرف کم توجہ فرماتے ہیں۔

(۴)۔ حضرت محمد اشرف یہ بہت عیاش ہیں۔

(۵)۔ حضرت محمد صدیق ابھی خورد سال ہیں۔

(۶)۔ حضرت محمد سیف الدین ہیں۔

جو کمال ہے وہ حضرت سیف الدین میں ہے بڑے باکمال ہیں۔ عقیدتمند کہتے۔ "آؤ! ہم تمھیں ان کے پاس لے چلیں وہ تمھیں حضرت خواجہ محمد معصوم کی خدمت میں پہنچادیں گے۔ جو تمھارا مطلب ہے اللہ تعالیٰ پورا کرے گا۔"

آنحضرت یہ سُن کر سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ محمد نقشبند کی نسبت جو کہتے ہیں کہ وہ بیمار رہتے ہیں اور ان میں کمالاتِ الٰہی بہت کم ہیں۔ اور محمد عبداللہ کی نسبت جو کہتے ہیں کہ ان سے اس واسطے توجہ کم کرتے ہیں کہ خانقاہ کا کاروبار اُن کے ذمہ ہے۔ بخدا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات ان دونوں بھائیوں میں موجود ہیں۔

اس بھید کے کھُلنے پر حضرت شیخ سیف الدین چند روز شرمسار رہے۔ اس سال آپؒ کی خدمت میں اس قدر مرید آئے کہ اتنا بڑا شہر ہونے کے باوجود شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے۔ خصوصاً اس سال تمام روئے زمین پر کے خلفاء معہ اپنے مریدوں کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے بادشاہ اور امیر اپنی اپنی سلطنت اور امارت چھوڑ کر جناب قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آئے۔ چنانچہ خانِ توران وترکستان۔ والیانِ دشتِ قبچاق وبدخشان۔ فرمانروایانِ خطا وخراسان۔ تخت نشینانِ کاشغر وطبرستان۔ حاکمانِ قہستان و

www.maktabah.org

گرجستان سب کے سب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار کے لئے شہر سرہند میں حاضر ہوئے شہر کے ارد گرد ایک ایک میل تک نیاز مندوں کا لشکر تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا مجمع نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی بعد میں ایسا ہوا۔ نماز کے وقت اس قدر ہجوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے۔ بلکہ کھڑا ہونے کو بھی کافی جگہ نہ ملتی۔

ہندوستان کا وزیر اعظم جعفر خاں آنجناب کی زیارت کے لئے آیا۔ بسبب ادب اپنے آدمی دور باہر چھوڑ آیا تھا۔ کثرت ہجوم کے باعث زیارت نہ کر سکا دوسرے دن آیا۔ تو بھی زیارت نصیب نہ ہوئی۔ تیسرے روز آیا تو بھی یہی حالت دیکھی۔ چوتھے روز بڑی مشکل سے زیارت نصیب ہوئی لیکن بیٹھنے کے لئے جگہ نہ ملی۔ اسی طرح کھڑا رہا۔ کیونکہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں امراء و روساء بھی عام لوگوں کی طرح کھڑے رہتے۔

چنانچہ ناصر علی شاعر کہتا ہے ؎

چراغ ہفت محفل خواجہ معصوم — منور از فروغش ہند تا روم
رود جائے کہ جا آنجا نہ گنجد — نظر بے کار ماند پا نہ گنجد
ردائے ماہتابی شرع بردوش — چو صبح از پاکئے باطن قطب پوش
دو عالم گرد خود را فرش راہش — کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
فقیران درش شاہان درویش — شکوہ مملکت را رانده از پیش
گدائش خندہ بر ظل ہما زد — ہمہ روئے زمیں بر پشت پا زد
بہ بالا گر شود زیں نہ دوا بر — گزد پایان بال نسر طائر
ہدایت کار اہل دین اکا نرا — بود کار نہایت دیگر انرا
سریر معرفت را بادشاہے — بفرق از فرق درویشے کلاہے
حیات صدق راصدیق ثانی — ز نخل باغ فاروق ارمغانی
ز علم و حلم فضل نیل عثمان — خمیرش کاشف اسرار قرآں

www.maktabah.org

زروئے جود و احسان و کرامت ‏ قبائے حیدریؓ بر قدِ قامت
ستونِ بارگاہِ شرعِ اسلام ‏ بہ افعالِ پیمبر گام برگام
نہ ہے عزت کہ ربّ العزتش داد ‏ کہ بر سر تاجِ قیومیش بنہاد
جہاں قائم باو او با خداوند ‏ زخود بگسستہ با حق کرد پیوند
گرم شد منصبِ قیومی اُو را ‏ علم شد نام در معصومی او را
جہاں روشن ز روئے انور او ‏ سرِ خورشید بگذشت در اُو
چرا گردش فلک را گشت پیشہ ‏ کہ بر گرد سرش گردد ہمیشہ
فروتر طفلگانِ آں گذرگار ‏ قدم بر مسلکِ پیرانِ آگاہ
چہ گویم مدحتِ پیرانِ آں در ‏ کہ آمد طفلِ آں در پیرِ رہبر
بزرگئے بزرگانش ازیں داں ‏ کہ با خود آں بزرگی داد یزداں
علی اے بے ادب زیں حرف بس کن ‏ دعا را با اجابت ہم نفس کن
جہاں در سایہ احسان او باد ‏ فلک قائم بہ فرزندانِ او باد
بزرگ و خورد ایں پاکیزہ رویاں ‏ بخلوت گاہِ عصمت پارسایاں
زصاحبزادہائے پاک گوہر ‏ چہ گویم چوں زہر وصف اند برتر
فلک را گرچہ در عظمت رسائی است ‏ ازیشاں کردہ کسبِ پارسائی است

ایک دن کی فتوحات سے ایک مرید کی لڑکی کا جہیز تیار ہو گیا

خواجہ محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد رسل اپنے والد بزرگوار کی نسبت فرماتے ہیں کہ ایک روز کسی شخص نے آپ کی خدمت میں کاغذ پیش کیا۔ جس میں اس نے لڑکی کی شادی کا تمام سازوسامان درج کیا تھا۔ آپؒ نے فرمایا کل جو کچھ آئے وہ سب اسی کو دے دینا۔ عصر کے وقت وہ سائل پھر آیا۔ آنحضرت نے پوچھا تمام چیزیں مل گئی ہیں یا کچھ باقی ہیں؟" عرض کیا اور تو سب کچھ مل گیا ہے۔ مہندی نہیں آئی۔ فرمایا "پھر دیکھو ضرور آئی ہو گی"۔

www.maktabah.org

آخر معلوم ہوا کہ مہندی بھی نیاز میں آئی تھی لیکن تحویلدار اس کا دینا بھول گیا تھا۔ وہ بھی سائل کو دے دی گئی۔ سائل کا بیان ہے کہ ان اشیاء سے میں نے پُر تکلف شادی کی اور اتنی چیزیں باقی بچیں کہ انھیں فروخت کر کے اس قدر روپیہ حاصل کیا کہ میری ساری عمر کے لئے کافی تھا۔ اس سے آنحضرت کے اثرات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر روز بطور نیاز اس قدر چیزیں آنجناب کی خدمت میں آتی تھیں۔ نقدی اس کے علاوہ تھی۔

حضرت قیوم ثانی کے دسترخوان سے پانچ ہزار افراد پر تکلف کھانا کھاتے تھے

میرے (مؤلف کے) دادا جان "کواکب دریہ" میں لکھتے ہیں کہ ہم چار آدمیوں نے ٹھانی کہ آج جس قدر نیاز آئے۔ اس کا اندازہ کرنا چاہیے چنانچہ ہم نے صرف نقدی کا اندازہ اس طرح کیا۔ کہ ہر نیاز کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتے گئے صبح سے عصر تک اس قدر کنکروں کا ڈھیر لگ گیا۔ جن کا شمار کرنا مشکل تھا۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ ہر نیاز میں سو روپیہ تھا کہ ہزار۔ اکثر نیازیں سینکڑوں روپیہ کی تھیں۔ ہر صبح و شام پانچ ہزار آدمی آنحضرت کی خانقاہ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور کھانا بھی نفیس ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی۔ بکرے کا گوشت ملتا۔ بڑے بڑے خلفاء کے لیے دو دو ہزار خوان تیار ہوتے۔ جن میں طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے وغیرہ ہوتے۔

حضرت قیوم ثانی کے نو لاکھ مرید ہوئے

کہتے ہیں کہ خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہ راست نو لاکھ آدمی آنحضرت کے مرید ہوئے آنحضرت کے خلفا کی تعداد سات ہزار ہے جو سب کے سب صاحب کمالات ہیں اور جن میں سے ہر ایک کا ارشاد آنجناب کی طرح روشن تھا۔ اور جن کا سلسلہ آج تک موجود ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں زکریا ملتانی کے سجادہ نشین حضرت قیوم ثانی سے بیعت ہوئے

اسی سال مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین شیخ محمد یوسف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے آپ کے

www.maktabah.org

مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ اپنے جدّ بزرگوار کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد یوسف تم قیوم وقت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ! وہاں تمہیں بہت سی نعمت ملے گی ہمارے حق میں بھی ان سے دُعا کے لئے التماس کرنا۔

آپ دوسرے روز اپنی مشیخیت کو ترک کر کے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ پر بدرجہ کمال مہربانی کی۔

عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

کی طرف سے خواجہ محمدؒ نقشبند کو منصبِ قیومیتؒ کی بشارت

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو منصبِ قیومیت عنایت فرمایا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اپنے جد بزرگوار قیوم ثالث کی بابت فرماتے ہیں۔ میں (قیوم ثالث رضی اللہ عنہ) نے جب بعض علوم و معارف اور اسرار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کئے۔ تو فرمایا کہ یہ علوم و معارف جو تم بیان کرتے ہو وہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خلوت میں فرماتے تھے۔ بعد ازاں دوسرے روز مجھے خلوت میں بُلا کر منصب قیومیت کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا کہ جو تاج مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب پیغمبر خُدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مجھے عنایت فرمایا تھا۔ اب وہی تاج تمہیں عنایت ہُوا ہے پھر میں نے عرض کیا کہ وہ تاجِ طینت۔ اصالت قیومیت اور محبوبیت ذاتی پر مشتمل تھا فرمایا بعینہٖ وہی تاج ہے جو مجھے عنایت ہوا تھا۔ اب وہی تمہیں دیا گیا ہے۔

حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے تھے کہ حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کے قائل نہ ہوں گے تو میں حضرت قیوم ثانی سے عرض کرتا

www.maktabah.org

کہ یہ خوشخبری بھائیوں کے رُوبرو مجھے عنایت فرماتے۔

حضرت حجۃ اللہ پر الہامات کی بارش

اِس سال ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کی خدمت میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ، نے ایک عرضی لکھی کہ حضرت سلامت! آج کل مجھے عجیب و غریب الہامات اور خطابات سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے انت من اولیائی تو میرے اولیاء سے ہے کبھی "انت من عبادی الصالحین" تو میرا صالح بندہ ہے کبھی "انت لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون" تو ان لوگوں سے ہے جنہیں کوئی ڈر نہیں۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور کبھی یہ جو قرب تجھے حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔

کل میں بالاخانہ پر بیٹھا تھا ایک طرح کی غنودگی ہوئی کہ کعبہ مقصود پر نظر جا پڑی دیکھا۔ کہ میں جناب مقدس میں بلاواسطہ غیرے پہنچ گیا ہوں۔ اسی اثنا میں باخیر و برکت نزول ہوا۔ معلوم ہوا کہ اجابتِ دعا کا وقت ہے۔ پہلے میں نے آنجناب کے لئے دعا مانگی۔ تو آنجناب کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ الہام ہوا کہ آج تجھے باپ سے مِلا کر ایک کر دیا گیا ہے۔ کل سے برابر توجہ کرتا ہوں لیکن اس واقعہ کو خلاف نہیں پاتا اُمید وار ہوں کہ آپؓ اس معاملہ کی تصدیق فرمائیں گے۔

آنحضرتؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ کیا لکھوں کہ مجھے اس واقعہ شریفہ کے مطالعہ سے جس میں الہامات عجیبہ اور خطابات غریبہ مندرج تھے کیا کچھ خوشی ہوئی کام میں یہاں تک ترقی کی کہ معاملات میں شراکت پیدا ہوگئی۔ ہمارے روبرو یہ الہام ہوا ہے پھر ہماری تصدیق کی کیا ضرورت ہے۔ باوجود اس کے میں تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔ یہ مکتوب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں ہے۔

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے فرزند محمد نقشبندؓ کو آتے دیکھتا ہوں تو اس کی تعظیم کو دل چاہتا ہے۔ لیکن باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنا ہندوستان میں معیوب

www.maktabah.org

خیال کیا جاتا ہے۔ اس سے نہیں کرتا۔ محمد نقشبند وہ شخص ہے جس کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ محمد معصوم! اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو کمالات الٰہی میں میری طرح ہوگا۔

مرضی سے بارش رک گئی

اسی سال شیخ ابوالقاسم کی شادی حضرت حجۃ اللہ کی بیٹی سے ہوئی۔ میرے بھائی شیخ اسمٰعیل کی شادی حضرت مروج الشریعت کی لڑکی سے ہوئی۔ کہتے ہیں شیخ اسمٰعیل کی شادی کے دنوں میں ہر روز شام کے وقت بارش ہوتی تھی۔ جب برات کا دن آیا تو صبح کے وقت لوگوں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آج کل شام کے وقت ہر روز بارش ہوتی ہے اگر آج شام بھی بارش ہوئی تو برات کا لطف نہیں آئے گا آنحضرت نے لوگوں کی التماس کے بموجب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک کالی گھٹا اٹھی اور اس قدر برسی جتنی ہر روز شام کو برسا کرتی تھی۔ بعد ازاں مطلع صاف ہوگیا اور شام تک تمام گلی کوچے خشک ہوگئے۔ اور برات وغیرہ بفراغ خاطر روانہ ہوئی۔ اور شب نکاح بھی خیریت سے گذری۔

اسی سال شیخ آدم بھکری رحمۃ اللہ علیہ بہت سے آدمیوں سمیت آکر مرید ہوئے۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ تھا۔ کہ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں تاریکی پھیل گئی ہے ایک شخص لوگوں کو تاریکی سے نکال کر راہ روشن پر لاتا ہے۔ آپ نے کسی سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے کہا یہ حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقٰے ہیں۔ دوسرے دن آپ نے یہ خواب لوگوں کو سنایا اور کہا میں اس بزرگ کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہولئے۔ سب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے۔

متھرا کا بت خانہ زمین بوس ہوگیا

اسی سال عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے حکم سے متھرا کا بت خانہ جو کفار کا سب سے بڑا تیرتھ ہے گرا دیا۔ اس کے گراتے وقت بے شمار کفار نے لڑائی کی لیکن بادشاہ نے سب کے قتل کا حکم

www.maktabah.org

دیا۔ اس واسطے کفار نے بھی تلوار اٹھائی۔ چنانچہ بارہ ہزار بڑے بڑے برہمن غازیوں کی تلوار کے گھاٹ جہنم وارد ہوئے۔ جب کافروں کو شکست ہوئی تو اہلِ اسلام نے مندر کو مسمار کرنا چاہا۔ اتنے میں ایک شخص نکلا جس نے پانچ سیر اکسیر کی ڈبیا اورنگ زیب بادشاہ کو پیش کی کہ یہ لے لو اور بت خانہ کو مت گراؤ۔ بادشاہ نے وہ ڈبیا برہمن سے لے کر دریا میں پھینک دی اور بت خانہ کو گرا کر عالیشان مسجد بنوائی۔ اور اس کا نام متھرا اسلام آباد رکھا۔

ایک برہمن تخلص کافر شاعر نے اس مسجد اور بت خانہ کے بارے میں یہ شعر کہا ؎

بہ بین کرامت بتخانہ مرا اے شیخ ۔۔۔ کہ چوں خراب شود خانہ خدا گردد[۱]

روحی تخلص ایک مسلمان شاعر نے اس کے جواب میں مندرجہ ذیل شعر کہا ؎

بہ بین کرامتِ شیخ مرا کہ بت خانہ ۔۔۔ بمین پیر منش خانہ خدا گردد[۲]

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

اپنے پوتوں کو بشارتیں دیتے ہیں

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تیسرے فرزند حضرت خواجہ محمد عبد اللہ مروج الشریعت کو طینت واصالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی۔ چنانچہ جناب مروج الشریعت اپنے بیاض میں لکھتے ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے خلوت میں بلا کر فرمایا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو جو حق تعالیٰ نے تمام اولیائے امت پر فضیلت دی ہے۔ اس کا سبب بھی محمدی طینت واصالت ہے

---

[۱] اے شیخ میرے بت خانہ کی کرامت دیکھو وہ برباد ہو کر بھی اللہ کا گھر بن جاتا ہے۔

[۲] میرے پیر و مرشد کی کرامت ملاحظہ ہو کہ اس کے پاؤں کی برکت سے بتکدے خانۂ خدا بن جاتے ہیں۔

www.maktabah.org

کہ آنجناب کا بدنِ مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنا۔ اسی لئے حضرت قیوم ثانی کو مقام اصالت نصیب ہوا اور تمام اولیائے امت پر فضیلت عنایت ہوئی۔ مجھے بھی طینت و اصالت سے مشرف کیا گیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ کمالات تمہیں عنایت فرمائے ہیں یعنی طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عطا فرمائی ہے تمہارے بدن کے بعض اعضاء طینتِ محمدی کے بنے ہوئے ہیں اس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔

حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ
اپنے پوتوں کی روحانی تربیت فرماتے ہیں

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معزز پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا بڑا صالح اور متقی تھا۔ القائے نسبت کے لئے بلایا۔ سب سے پہلے حضرت حجۃ اللہ کے فرزند ابوالعلیٰ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے نسبت خاص کا القاء کر کے فرمایا۔ کہ جن کمالات کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ وہ تمہیں مل گئے ہیں۔ بعد ازاں دوسرے پوتے حاضر خدمت ہوئے آپ نے سب پر مہربانی کر کے توجہ دی۔

دوسرے روز آنحضرت رضی اللہ عنہ قصر سلطانی میں تشریف فرما تھے حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ ہم تینوں بھائی شیخ محمد ہادی شیخ محمد سالم اور میں اور ہمارے چچوں کے بیٹے حضرت ابوالعلیٰ۔ شیخ محمد ابوالقاسم شیخ محمد اسمٰعیل۔ شیخ محمد اعظم شعیب۔ شیخ محمد قطب بن شیخ سعد الدین۔ اور علی رضا بن مولوی فرخ شاہ وغیرہ سب حاضر تھے۔ آنحضرت نے ہم سب کو توجہ دی۔ اور ہر ایک کو نسبت خاص القاء فرمائی۔ توجہ سے فارغ ہو کر سب کو کمال قرب حق کی خوشخبری دی۔ حضرت ابوالعلیٰ کے حق میں فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی کی نسبت اور کمالات مخصوصہ اس فرزند میں معلوم ہوتے ہیں۔ امید ہے کہ کسی وقت ان کا ظہور ہو گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا یعنی اس نسبت اور کمال کا ظہور حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ میں ہوا

www.maktabah.org

جن کے ارشاد سے تمام جہان مغرب سے مشرق تک منور ہوگیا۔

حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا کہ یہ ہمارے کمالات کا وارثِ کامل ہوگا۔ محمد قطب کی ٹھوڑی کو پکڑ کر تین مرتبہ قطب قطب قطب قطب فرمایا۔ مجھے کچھ فرمایا جس کو میں بیان نہیں کر سکتا علی رضا کے حق میں فرمایا کہ اس میں شورشِ عظیم معلوم ہوتی ہے۔ مولوی صاحب کو فرمایا کہ بیٹے کی خبر رکھنا یہ بلائے عظیم میں گرفتار ہوگا۔ آپؒ کے وصال کے بعد علی رضا واقعی ایک بلائے عظیم میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ بدعتوں اور گمراہیوں میں پڑکر گمراہ ہوگیا۔ اور تمام حضرات سرہند اس سے بیزار ہوگئے۔ باپ نے اس کو عاق کر دیا۔ جیساکہ اس کتاب کے پہلے حصّہ میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔

خواجہ محمد حنیف کابلیؒ سے ناراضگی

اسی سال خواجہ محمد حنیف کابلی رحمۃ اللہ علیہ (آنحضرت کے پہلے خلیفہ) نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ جسے پڑھتے ہی آنحضرت نے سخت ناراض ہوکر فرمایا کہ خواجہ محمد حنیف کو کہہ دو کہ جو کچھ ہم سے حاصل کیا ہے وہ دے دے اور اپنا کام کسی اور جگہ سے درست کرالے۔

حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت سے پوچھا کہ اس عرضی میں کیا لکھا ہے۔ جس کی وجہ سے جناب اس قدر خفا ہوئے ہیں۔ فرمایا اس عرضی میں لکھا ہے کہ "میں آج رات حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، کے اسرار کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہو گئے بعد ازاں خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ کے اسرار کی طرف متوجہ ہوا تو وہ بھی ظاہر ہو گئے۔ پھر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، کے اسرار کی طرف توجہ کی تو دیکھا کہ آنحضرت کے اسرار بدرجہا افضل و اعلیٰ ہیں۔" حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ جہاں حضرت مجدد الف ثانی کا اسم مبارک ہو، وہاں دوسرے کی کیا گنجائش ہے اس سبب سے ناراض ہوئے۔

جب خواجہ محمد حنیف کو آنحضرت کے عتاب کی خبر ملی تو گھبرائے اور اپنا منہ کالا کر کے سرہند آئے حضرت مروج الشریعت نے سفارش کی۔ آخر آنحضرت نے خواجہ صاحب کا قصور معاف فرمایا۔

www.maktabah.org

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھٹے فرزند شیخ محمد صدیق ہانسی حصار میں جہاں جمال ہانسوی کی اولاد رہتی ہے ۔ اور جو ہندوستان میں چار قطب کے نام سے مشہور ہے۔ منسوب ہوئے ۔ آنحضرت نے حضرت مروج الشریعت کو حضرت محمد صدیق کے ہمراہ شادی کے لئے بھیجا۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے حضرت محمد صدیق کو فرمایا کہ میں حضرت جیو صاحب محمد عبداللہ کو تمھارے ساتھ بھیجتا ہوں ۔ خبردار! ان سے برادرانہ سلوک کرنا۔ کیونکہ وہ باپ کی جگہ ہیں ۔ جو ادب میرا بجالاتے ہو وہی ان کا بجالانا چاہیئے ۔ حضرت مروج الشریعت حضرت محمد صدیق کو ساتھ لے کر ہانسی پہنچے ۔ اور بڑی دھوم دھام سے شادی کی ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، برقعہ پوش ہو کر اقتدار فرماتے ہیں

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی سال ایک دفعہ حضرت امام معصوم عشار کی نماز کے بعد خانقاہ کے گوشہ میں تنہا نفل ادا کر رہے تھے کہ ایک برقعہ پوش آکر مقتدی بنا ۔ نماز سے فارغ ہو کر اس برقعہ پوش نے جانا چاہا تو آپؓ نے برقعہ پوش کا پتہ پوچھا تو کیا دیکھتے ہیں وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، ہیں۔ آنحضرت آداب بجالائے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ مجھے مقتدی بننے کا بڑا اشتیاق تھا لیکن آپؓ کو اکیلا نہیں پاتا تھا۔ آج تنہائی میں پاکر مقتدی بنا ہوں ۔ ذالک فضل اللہ

عروۃ الوثقی امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، سرہند سے دہلی تشریف لے جاتے ہیں

حضرت خواجہ محمد معصوم کی قیومیت کا تینتالیسواں سال تھا کہ شاہجہان بادشاہ فوت ہوگیا۔ شاہجہان کی لڑکی جہاں آرا بیگم جو ہمیشہ باپ کی خدمت میں رہتی تھی ۔ اور دارا شکوہ دونوں بہن بھائی اورنگ زیب کے جانی دشمن تھے ۔ اور آپس میں ان کی بڑی محبت تھی ۔ چنانچہ

www.maktabah.org

داراشکوہ کو ولیعہدی اس کی طفیل نصیب ہوئی۔ جب اورنگ زیب تخت نشین ہوا تو جہان آرار نے شاہجہان کے پاس رہنا شروع کر دیا۔ جب شاہجہان کی موت کا وقت قریب آگیا۔ تو جہان آرار نے اُسے کہا کہ اب میں تیرے بعد کیا کروں گی اور کہاں رہوں گی؟ باپ نے کہا اب میرے اختیار میں کچھ نہیں رہا۔ جہاں آرار نے کہا اگر آپ میری سفارش سے اورنگ زیب کا قصور معاف کر دیں تو میرا احسان اس پر ثابت ہو جائے گا۔ شاہجہان نے عین جاں کنی کے وقت کاغذ قلم دوات منگا کر اپنے ہاتھ سے لکھا کہ "میں نے جہاں آرار بیگم کے کہنے سے اورنگ زیب کی تمام تقصیرات معاف کیں اور اب میں اس سے راضی ہوں۔" بعدازاں مر گیا۔

جب اورنگ زیب کو باپ کی وفات کی خبر پہنچی۔ تو ماتم پرسی کے لیے شاہجہان آباد سے اکبر آباد گیا۔ جہاں آرار بیگم نے وہ کاغذ اورنگ زیب کو دیا۔ جس سے اورنگ زیب اس کا ممنون و احسانمند ہوا۔ اور اُسے اپنے ساتھ شاہجہان آباد لاکر بڑی عزت سے رکھا۔

شاہجہان کی پگڑی سے تین لعل گر کر ٹوٹ گئے

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو شاہجہان کے فوت ہونے کی اطلاع ملی تو اس کی بخشش کے لیے فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ مجھ پر کشف ہوا دیکھا کہ روز قیامت شاہجہان داراشکوہ کے افعال شنیعہ کی حمایت کی وجہ سے طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہے۔ میں نے اُسے چھڑا کر دارالامان میں پہنچا دیا۔ شاہجہان کہتا ہے کہ میری دستار میں چار لعل تھے۔ جن میں سے تین گر کر ٹوٹ گئے۔ صرف ایک رہ گیا۔ اُسے آنحضرت کے قدموں میں رکھ دیا۔ اُن چار لعل سے مراد اس کے چار لڑکے تھے جن میں سے تین قتل ہوئے۔ اور اورنگ زیب سلامت رہا۔

عوام پر ظالمانہ محصولات کے خلاف نصیحت

اسی اثنار میں آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے خلیفہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو تجارت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ آکر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ بادشاہی آدمیوں نے چالیس مقامات

www.maktabah.org

پر مجھ سے محصول لیا گیا ہے اور ہندوؤں سے جزیہ لینے میں حکام تغافل کرتے ہیں. بلکہ بادشاہ کا پس خوردہ جو امراء کو دیا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے مال سے لیا جاتا ہے اس کے عوض نقد روپیہ دیتے ہیں. آنحضرت یہ سن کر نہایت خفا ہوئے. آخر جب آنحضرت شاہجہان کی ماتم پرسی اور بادشاہ کو چند نصیحتیں کرنے کے لئے سرہند سے شاہجہان آباد روانہ ہوئے. تو بادشاہ نے مطلع ہو کر اپنے ارکانِ سلطنت کو استقبال کے لئے بھیجا. کہ ہر ایک منزل پر سامان مہیا کریں۔

سلسلۂ مجددیہ کے پاکبازوں کا عظیم الشان اجتماع

آنحضرت قیومیت کے چالیسویں سال میں جسقدر خلفاء اور مرید آئے تھے. سب کو لیکر شاہجہان آباد روانہ ہوتے. ہر منزل پر امراء اور شاہی فوجیں استقبال کو آئیں. گویا شہر کے شہر آنحضرتؒ کے ہمراہ تھے. کئی کوس تک جنگل آدمیوں سے بھرا ہوا تھا. جب شاہجہان آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر موضع سنپت میں پہنچے. تو بادشاہ خود بھی استقبال کے لئے حاضرِ خدمت ہوا روایت ہے کہ سنپت سے قلعہ تک بیس کوس کے اندر تمام آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے. پانچ ہزار سات سو خلفاء، صاحب ارشاد ہمراہ تھے. اسی سے دوسرے مریدوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم شاہجہان آباد میں خانجہان بہادر کے محل میں جو ایک نہایت وسیع عالیشان خوبصورت اور عدیم المثال عمارت ہے میں ٹھہرے. اور خلفاء اور مرید مختلف مساجد اور مدرسوں میں جا گزیں ہوئے. تمام مسجدیں اور مدرسے آپؒ کے مریدوں سے پُر ہو گئے آپؒ دوسرے روز شاہجہان کی فاتحہ کے لئے بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے. تعزیت کی رسومات ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ بادشاہی آدمی سوداگروں سے محصول زیادہ لیتے ہیں اسے روکنا چاہیئے. بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا کہ جب سوداگر سے ایک جگہ محصول لے لیا جائے تو دوسری جگہ نہ لیا جائے. پھر فرمایا کہ تم میں نہ اسلامی محبت ہے نہ شاہی کہ کفار تمہارے کھانے کو مکروہ سمجھ کر نہیں لیتے. تم اس کے عوض روپیہ دیتے ہو. عرض کیا. دارا شکوہ ایسا کیا کرتا تھا. میں نہیں کرتا. پھر فرمایا جزیہ لینے میں عمال کیوں تغافل کرتے ہیں. تعجب ہے کہ

www.maktabah.org

جو چیز واجب ہے اس کے لینے میں سستی کرتے ہیں اور جو منع ہے وہ لیتے ہیں۔ بادشاہ نے عرض کیا میں نے جزیہ لینے کے بارے میں سخت تاکید کی ہے۔ میں نہیں جانتا کیوں اس کے لینے میں سستی کرتے ہیں اور جو چیز منع ہے وہ لیتے ہیں اسی وقت حکم دیا کہ جزیہ بڑی سختی سے وصول کیا جائے۔

جن دنوں حضرت محمد معصوم قیوم ثانی شاہجہان آباد میں تھے ایک امیر کا بیٹا بیمار تھا۔ امیر کا ایک نوکر اس بچے کو اٹھائے ہر روز آنحضرت کی خدمت میں دعائے شفا کے لئے لاتا۔ ایک روز رستے میں وہ بچہ مر گیا۔ وہ نوکر امیر کے ڈر سے لڑکے کو آپؓ کی خدمت میں لایا۔ آنحضرتؓ نے ابھی چند ایک آیتیں پڑھ کر دم کی تھیں کہ بچہ زندہ ہو گیا۔ وہ شخص اُسے لے کر خوشی خوشی گھر چلا گیا اور امیر سے سارا حال بیان کیا۔

شہزادہ اعظم شاہ کو مریدوں کے ہجوم کی وجہ سے ملاقات میں دشواری

ان دنوں آنحضرتؓ کے پاس خلقت کا اس قدر ہجوم تھا کہ شہزادہ اعظم شاہ باریاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ وہ ازراہِ ادب اپنے نوکر چاکر پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ جب پہلے دن آدمیوں کی کثرت دیکھی تو واپس چلا گیا دوسرے روز بڑی تکلیف سے آدمیوں میں گھسا اور جا کر شرف باریابی حاصل کیا۔ آنحضرتؓ شاہجہان آباد میں گیارہ روز رہ کر سرہند واپس تشریف لے آئے۔ ان گیارہ دنوں میں تین دفعہ سوار ہوئے۔ ایک دفعہ بادشاہ کے ہاں جانے کیلئے۔ اور دو دفعہ جمعہ کی نماز کے لئے۔ تین مرتبہ بادشاہ خود آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رخصت کے وقت بارہ کوس تک آنحضرتؓ کیساتھ گیا۔ آپؓ نے بادشاہ کو فرمایا کہ یہ ہماری آخری رخصت ہے پھر قیامت کو ملاقات ہوگی۔ بعد ازاں کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ بادشاہ یہ خبر سُن کر بہت غمگین ہوا۔

اسی سال خواجہ محمد حنیف کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں دوبارہ حاضر خدمت ہونے کی پہنچی۔ آنحضرتؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ لوگ حاضر خدمت اس لئے ہوتے ہیں

www.maktabah.org

کہ مقامات قربِ الٰہی حاصل کریں۔ سو تمہیں عنایت کئے گئے ہیں۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ، کے دوسرے خلیفہ خواجہ محمد صدیق نے بھی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں لکھی۔ اور مقامات اصالت کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت نے جواب میں لکھا کہ تم نے کس اصالت کی بابت سوال کیا ہے۔ آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس کے حاصل کرنے میں خواجہ نقشبند نے اپنی عمر صرف کردی اور جس کے لیے مولانا عارفؒ نے کئی دفعہ سفر حج کیا۔ تاکہ اصل کی بُو ہی حاصل کرسکیں۔ سو وہ اصالت مُدّت سے خود تمہیں حاصل ہے۔ اگر اس اصالت سے مراد طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے تو یہ خیالِ خام ہے۔ یہ اصالت تمام اُمّت میں صرف تین شخصوں کو میسّر ہوئی ہے۔ مہدی موعود کو اصالتِ عیسوی علیہ السلام نصیب ہوگی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصومؒ زمانی خلفاء کو اطراف و اکناف عالم میں روانہ فرماتے ہیں

توجّہ قسری

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نے اپنے چوتھے فرزند خواجہ محمد اشرف پر توجہ قسری کی۔ توجہ قسری کا مطلب یہ ہے کہ ایک توجہ میں شیخ کامل سالک کو ابتدا سے لے کر انتہا تک پہنچا دیتا ہے حضرت خواجہ محمد اشرف اپنے بیاض میں خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، محل میں بیٹھے تھے۔ مجھے فرمایا کہ اب میری زندگی کا صرف ایک سال اور ہے آؤ! میں تم پر ایسی توجہ کروں کہ اب تک کسی نے اپنے مرید پر نہ کی ہو۔ اور نہ آئندہ کوئی کرے۔ پھر مجھے القلئے نسبت کیا اور کامل توجہ دے کر فرمایا کہ ہم نے تمہیں کمالات الٰہی کے انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ جس کے آگے وہم و خیال میں نہیں آسکتا۔

آنحضرت رضؓ نے ولایتِ صغریٰ۔ کبرٰے۔ علیا اور کمالاتِ نبوّت و کمالات رسالت۔ حقیقتِ کعبہ۔ حقیقت قرآن اور حقیقتِ صلوٰۃ اور صباحت و ملاحت وغیرہ سب کچھ ایک

www.maktabah.org

ہی وقت میں مجھے حاصل کروا دیئے۔ چنانچہ ان تمام مقامات کا احساس میں اپنے آپ میں کرنے لگا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

سلسلۂ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے انتظامات

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو حسب ذیل طور پر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کو کابل اور اس کے گرد و نواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید ہوئے حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہؒ کے سپرد بدخشاں۔ ترکستان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر۔ ختا۔ روم شام۔ یمن کے مرید اور ہند کے بعض آدمی سپرد کیے۔ حسب ذیل خلفاء بھی ان کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی۔ خواجہ محمد صدیق پشاوری۔ خواجہ عبدالصمد۔ اخون موسےٰ ننگرہاردی۔ شیخ مراد شامی۔ خواجہ ارغون ختائی وغیرہ۔ شہزادہ اورنگ زیب بھی آنجنابؒ کے سپرد ہوا۔ جب حضرت حجۃ اللہ کابل گئے تو کابل کے تمام آدمیوں نے آپ سے رجوع کیا۔

حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کو خراسان۔ ماوراء النہر۔ توران۔ دارا گنج۔ غور سد اندراب۔ قہستان۔ طبرستان اور سجستان کے علاقے سپرد کیئے اور حسب ذیل خلفاء آپؒ کے ماتحت کیے۔ شیخ ابوالمظفر برہان پوری۔ شیخ حبیب اللہ بخاری۔ صوفی پائندہ طلا۔ شیخ ابوالقاسم بلخی وغیرہ اور ہند کے اکثر امراء اور شاہزادہ معظم شاہ بھی آپ کے سپرد ہوا۔ آخر انھوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔ آنحضرت کے وصال کے بعد مروج الشریعت اور حضرت خواجہ محمد اشرف اور دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفاء کو حوالہ کیا۔

حضرت شیخ محمد سیف الدین کے سلطان اورنگ زیب۔ اعظم شاہ۔ جعفر خاں۔ وزیر شائستہ خان۔ مکرم خاں۔ محتشم خاں۔ سلطان عبدالرحمٰن سپرد کئے اور حسب ذیل خلفاء حوالے کیے۔ اخون میر محمد حسن سیالکوٹی۔ صوفی پائندہ ملاس۔ شیخ ابوالقاسم بھکری وغیرہ۔ سلطان ہند نے آخر حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صدیق کو عرب۔ بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کئے۔

www.maktabah.org

ایک ہزار سات سو خلفاء دشت قبچاق کو بھیجے گئے

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خلفاء کو جہان کے مختلف حصوں میں بھیجا۔ چالیسویں سال قیومیت میں دنیا کے مختلف حصوں سے جو مرید خلفاء حاضر خدمت ہوئے تھے۔ سب کے سب موجود تھے تمام کو رخصت کیا۔ ایک ہزار سات سو خلفاء ترکستان اور دشت قبچاق میں بھیجے۔ ان کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبدالرحمٰن کو بنایا۔ پانچ سو خلفاء کاشغر اور ختا کی طرف بھیجے۔ ان کا سردار خواجہ ارغون کو مقرر فرمایا۔ چار سو خلفاء شام اور روم کی طرف بھیج کر ان کا سردار شیخ مراد کو بنایا۔ سات سو خلفاء خراسان۔ بدخشان اور توران میں شیخ حبیب اللہ کے ماتحت کر کے بھیجے۔ ایک سو خلفاء کابل میں اور ایک سو خلفاء نواح پشاور میں بھیجے۔ بیس خلفاء ننگرہار میں ان سب کا سردار خواجہ محمد حنیف، خواجہ محمد صدیق اور اخون موسےٰ کو مقرر فرمایا۔

باقی خلفاء کو ہندوستان کے مختلف شہروں میں بھیجا۔ اس سال حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی شادی حضرت محمد اشرف کی بیٹی سے ہوئی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے شاہی لشکر گاہوں کی تربیت کے لیے خصوصی خلفاء کو مقرر فرمایا

اس سال خواجہ محمد حنیف نے اس دار فانی سے کوچ کیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کا بہت افسوس ہوا۔ اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کو کابل بھیجا وہاں کے تمام وضیع و شریف آپ کے مطیع و مرید ہوئے۔ آپ کچھ مدت وہاں رہ کر واپس سرہند حاضر خدمت ہوئے۔

شیخ سیف الدین قدس سرہٗ سلطان ہند کی نگرانی پر مقرر ہوتے ہیں

اسی سال آنحضرت رضؓ نے اپنے پانچویں فرزند شیخ سیف الدین کو سلطان ہند

www.maktabah.org

کی تربیت کے لئے شاہجہان آباد روانہ کیا۔ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع پا کر استقبال کیا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر قلعہ میں اپنے ساتھ رکھا۔

داراشکوہ نے اپنے دور اقتدار میں قلعہ کے اندر سنہری اور روپہری ہاتھی بنوائے ہوئے تھے۔ اور قلعہ کے دروازے پر بھی رنگ رنگ کی تصویریں بنوا رکھی تھیں۔ جب قلعہ میں داخل ہوتے وقت شیخ صاحب کی نگاہ ان تصویروں پر پڑی تو فرمایا کہ ہم اس بت خانے میں نہیں جاتے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا تو اسی وقت تمام تصویریں تیروں سے مٹائی گئیں۔ چنانچہ آج تک اُن کے نشان موجود ہیں۔ ان ہاتھیوں کو بھی دور کیا۔ بعد ازاں آپ قلعہ میں داخل ہوئے بادشاہ صبح و شام آپ کے حلقہ میں شامل ہوتا اور مریدانہ سلوک کرتا۔ توجہ باطنی حاصل کرتا۔

اورنگ زیب کے استاد کی مجلس مزامیر کا احتساب

ایک روز حضرت شیخ نے سنا کہ بادشاہ کا علم ظاہری کے استاد سید محمد قنوجی نے جو سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے مزار پر مجلس قائم کی ہے اور طریقہ چشتیہ کے مطابق اس مجلس میں گویّے مطرب گاتے ہیں۔ اور چنگ رباب ڈھولک اور طنبور وغیرہ بجاتے ہیں۔ کچھ لوگ رقص و سماع کرتے ہیں۔

اس وقت شہر کے اکثر گویّے اور قوال وہاں حاضر تھے۔ حضرت شیخ امر معروف کے مطابق احتساب کے لئے معہ بارہ ہزار مریدوں کے اس طرف روانہ ہوئے۔ لوگوں کے احتساب کے لئے ہر روز آپ کی سواری میں سات سو لوہے کی لاٹھیاں ہوتیں۔ جب سید محمد قنوجی نے سنا کہ حضرت شیخ محمد سیف الدین احتساب کے لئے آرہے ہیں تو خود اکیلے وہاں سے کسی طرف کو نکل گئے۔ باقی اہل مجلس بھی ایک ایک کر کے کھسک گئے۔ آپ کے مریدوں نے بدعت کے تمام ساز چنگ و رباب ڈھولک اور طنبور وغیرہ توڑ ڈالے اور جس کو وہاں پایا مار پیٹ کی۔ ؎

گم شدے اہل بدعت فتنہ اندیش نشستہ ہر یکے فارغ ز تشویش

www.maktabah.org

چو روئے فوج شیخ از دور دیدند | ہمہ لاحول خواں از جا رمیدند
درآمد آں بکار شرع ممتاز | شکیبے ساز بدعت کرد آغاز

گویّوں مغنیوں اور رقاصاؤں پر پابندی

بعدازاں جب تک حضرت سیف الدین رضی اللہ عنہ زندہ رہے۔ شاہجہان آباد کے مزارات پر ایسی مجلس کبھی منعقد نہ ہونے پائی۔ بادشاہ نے سید محمد کو بہت ملامت کی۔ کہ تم نے عالم ہو کر ایسی بدعت کی اور مجھے شیخ صاحب سے شرمندہ کروایا۔ سید محمد نے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ کسی نے یونہی میرا نام لے دیا ہوگا۔ میں تو وہاں موجود نہ تھا۔ آپ نے فرمایا" ہاں! ہم بھی جانتے ہیں کہ تم عالم ہو کر ایسا کیوں کرنے لگے؟"

شیخ صاحب نے بادشاہ کو حکم دیا کہ تمام قوالوں۔ مطربوں۔ گویّوں اور اہل بدعت کو اپنے ملک سے نکال دو۔ بادشاہ دین پناہ نے اسی وقت قطعی حکم دیا کہ تمام گویّوں۔ مطربوں، گائیوں اور بے ریش ناچنے والے لڑکوں اور تمام اہلِ بدعت کو ہندوستان کے ممالک محروسہ سے نکال دیا جائے۔ تمام حکام نے شاہی حکم کے مطابق عمل کیا۔ اہل بدعت کو دور کیا۔ اور اُن کے ساز توڑ ڈالے۔ غیر شرع فقرار نے توبہ کی۔ مخالف شرع آدمیوں کو ملک بدر کیا گیا۔ اور جو باقی بچے وہ شرع کے پابند ہو گئے۔

اورنگ زیب کے سامنے موسیقی کے جنازے کا مظاہرہ

ایک روز بادشاہ شکار کے لئے نکلا تو جنگل میں تمام مطربوں اور گویّوں نے مل کر یہ شعر گایا۔

شعر

درکوئے نیکنامی مارا گذر نہ دادند | گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را

بادشاہ نے کہا کہ حضرت شیخ سے جا کر کہو۔ انھوں نے جب شیخ صاحب کا نام سُنا تو ناامید ہو کر چلے آئے۔ ہزارہا ڈھولک۔ طنبور، چنگ رباب وغیرہ ساز بدعت لا کر توڑے گئے۔ جب مطربوں اور گویّوں کو کامل یقین ہو گیا۔ کہ اب بادشاہ بدعت کا کوئی کام

www.maktabah.org

نہیں کرتا۔ تو ایک جنازہ بنایا بادشاہ کی سواری کے آگے آگے نکالا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ کس کا جنازہ ہے؟ کہا "سرود اور نغمہ مر گیا ہے اُسے دفن کرنے جا رہے ہیں"۔ بادشاہ نے کہا ایسا دفن کرنا کہ قیامت تک نہ نِکلے۔

دکن میں بادشاہ کے ایک امیر نے پوشیدہ مجلس سرود قائم کی لیکن اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ اگر حضرت شیخ صاحب کو اطلاع ہوگئی تو میری سخت بے عزتی ہوگی۔ یہ کہہ کر گویّوں کو رخصت کر دیا۔

شاہزادہ اعظم شاہ کی شادی پر غیر شرعی رسومات بند کر دی گئیں

انہی دنوں اعظم شاہ کی شادی دارا شکوہ کی لڑکی سے ہوئی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اس مجلس میں کوئی خلافِ شرع کارروائی ہوئی تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔ شہزادہ نے کوئی بدعت کا کام نہ کیا۔ حتیٰ کہ ایک لاکھ روپیہ کے خرچ سے آتشبازی کا سامان تیار ہوا تھا۔ اُسے بھی استعمال نہ کیا۔ بادشاہ شاہزادہ کو لئے ایک مقام پر بیٹھا تھا کہ ابھی شیخ صاحب آکر اپنے ہاتھ سے سہرا باندھتے ہیں۔ جب شیخ صاحب تشریف لائے اور ایک اور جگہ ہو بیٹھے تو بادشاہ اور شہزادہ دونوں وہیں حاضر خدمت ہوئے۔ آنجناب نے خود دستِ مبارک سے سہرہ باندھا۔ شیخ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف ان تمام امور کی شکر گذاری لکھی اور بادشاہ کے بعض باطنی امور بھی عرض کئے۔ آنحضرت نے شیخ صاحب کی طرف لکھا۔ جس میں بادشاہ کی حالت یوں بیان فرمائی۔ کہ بادشاہ فنائے قلب میں جو ولایت کا پہلا قدم ہے پہنچ چکا ہے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ حق تعالیٰ کا شکر بجا لایا پھر شیخ صاحب سرہند تشریف لائے اور اپنے والد بزرگوار کے فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔

کہتے ہیں کہ حضرت شیخ صاحب کے لیئے سرہند میں دیبا کا ایک خیمہ جواہرات اور مروارید سے سجا ہوا نصب ہوتا۔ جس کی چوبوں پر یاقوت جڑے ہوتے اور اس خیمہ کے اندر ایک جڑاؤ کرسی رکھی جاتی جس پر آنجناب جلوہ افروز ہوتے اور جن کے گرداگرد نقیب اور

www.maktabah.org

چوبدار ہاتھوں میں سُنہری اور روپہری عصلے لئے ہوئے کھڑے ہوتے ۔ بادشاہ، شہزادے اور امرار حاضرِ خدمت ہو کر کھڑے رہتے ، جب تک حکم نہ ہوتا نہ بیٹھتے ۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ، نے حضرت مروج الشریعت ؓ کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کو القائے نسبت خاص اور توجہ سے سرفراز فرما کر حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ یہ فرزند جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا میر سامان ہوگا ۔ قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حضور یہی اہتمام کرے گا ۔ اور باقی تمام اہلِ اہتمام اس کے ماتحت ہوں گے ۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ ، نے اس جہانِ فانی سے اپنے ارتحال کے قریب ہونے کی خبر دی ۔ لوگ یہ سُن کر سخت غمگین ہوئے ۔

اسی سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ، کے مکتوبات کی تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کی ۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ
کے چند کمالات اور تصرفات

جنگل میں جِنّ آپ کے مرید کی حفاظت کرتے ہیں

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، کی جلالت و قدرت اس قدر نہیں کہ میں چند ایک کرامتیں بیان کر کے اُسے ادا کر سکوں ۔ میں نے تاریخ نویسوں کے قاعدہ کے مطابق جو اکثر اولیار انبیا کے حالات لکھتے وقت ان کی کرامتوں اور معجزوں کا ذکر کرتے ہیں ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ ، کی چند ایک کرامتوں کا ذکر تبرّکاً لکھ دیا ہے جو میں نے آنجناب کے معتبر فرزندوں سے سُنی ہیں ۔

میرے (مصنف کے) جدِ بزرگوار حضرت شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ ، کواکب درّیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو مالوہ کے جنگل میں رات آگئی ۔ جہاں کوسوں تک آبادی کا نام و

www.maktabah.org

نشان تک نہ تھا۔ بہت گھبرایا اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرف متوجہ ہوا۔ اتنے میں ایک لشکر عظیم دکھائی دیا۔ لشکر کو دیکھنے سے قدرے تسلی ہوئی۔ جب لشکر میں آیا تو لوگوں نے بڑی آؤ بھگت کی بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ اُٹھ کر بغل گیر ہوا۔ اور خوب ضیافت کے سامان کئے۔ ان میں سے ایک شخص نے کام کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ کئی گز لمبا ہو گیا۔ جسے دیکھ کر وہ شخص ڈرا۔ جب انھیں معلوم ہوا کہ وہ ڈر گیا ہے۔ تو اس سے پوچھا۔ کیا تم ڈر گئے ہو؟ کہا ہاں بادشاہ نے کہا میں جنوں کا بادشاہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کا مرید ہوں اس ملک میں رہتا ہوں آنحضرت نے اس وقت مجھے حکم دیا ہے کہ میرا فلاں مرید جنگل میں ہے اس کی خبر گیری کرو۔ اس لئے میں نے تمھیں بلایا ہے تم میرے پیر بھائی ہو آج رات ہمارے پاس رہو! کسی قسم کا وسواس نہ کرو کل جہاں چاہو گے تمھیں پہنچا دیں گے۔

وہ رات بھر عیش میں رہا صبح انھیں کہا کہ مجھے شہر سرونج میں کچھ کام ہے مجھے وہاں پہنچا دو۔ جنوں کے بادشاہ نے کہا "تمھاری مہمانداری میں ہم سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے یہ لو روپیہ تمھارے کام آئے گا۔ اور آنکھیں بند کرو"! اس نے بدرہ ہاتھ میں لے کر آنکھیں بند کیں۔ تو ایک گھڑی بعد جب آنکھیں کھولیں تو سرونج کے پاس تھا۔ بدرہ کھول کر جب روپیہ گنا تو پانچ ہزار اشرفی تھی جس سے وہ فارغ البال ہو گیا۔

غرق ہوتے ہوئے جہاز کو کنارے لگا دیا

طبقات معصومی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ اچانک جناب کا دست مبارک اور آستین تر ہو گئے۔ لوگ حیران رہ گئے۔ وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا ایک سوداگر مرید غرق ہونے کو تھا اس نے میری طرف توجہ کی اور اپنی نجات کے لئے مجھ سے مدد طلب کی۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس کے جہاز کو غرقاب سے نکال کر ساحل پر پہنچا دیا ہے۔ مدت بعد وہ سوداگر نذر لے کر حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے غرقابی سے اپنے بچنے کا حال بیان کیا۔

www.maktabah.org

تبرّکات کی عنائتیں

خواجہ عبدالرحمٰن ترمذی فرماتے ہیں کہ ترمذ سے بہت سے لوگ آنحضرت کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ آنحضرت نے ہر ایک کے حال پر مہربانی کی اور سب کو بطور تبرک کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا اور مجھے کچھ بھی نہ دیا۔ میرے دل میں تبرک کی آرزو ہی رہی۔

جب ہم وطن کو لوٹے تو مجھے اس بات کا بہت قلق تھا۔ کہ اوروں کو تو تبرک مل گیا اور میں محروم رہ گیا۔ شائد میں بدنصیب ہوں۔ اتنے میں شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ تشریف لائے ہیں۔ لوگ آپؓ کے استقبال کے لیئے جا رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ شہر کے باہر آکر دیکھا کہ آنحضرتؓ ابلق گھوڑے پر سوار آ رہے ہیں۔ آنجنابؓ نے ازراہ لطف وکرم مجھے فرمایا کہ "عبدالرحمٰن! کیوں خفا ہو۔ یہ لو کلاہ!" جب میں نے کلاہ لی تو آپؓ نظر سے غائب ہو گئے اور جو آدمی ہمراہ تھے اُن میں سے بھی کوئی نظر نہ آیا۔

ایک سیّد کا احساس

شیخ محمد شاہ کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آنحضرتؓ کی سواری کے وقت ایک سید بپاس ادب پاپیادہ جا رہا تھا۔ انبوہ کے باعث وہ سیّد ایک کوچے میں جا پڑا۔ اور دل میں کہا کہ میں سیّد ہو کر آنحضرتؓ کی سواری میں ایسا ذلیل ہوں۔ یہ خیال آتے ہی حضرت نے فرمایا" سیّد صاحب! میں نے آپ کو کب کہا تھا کہ ضرور میری سواری میں پیدل چلو اور ذلیل بنو۔ اس نے اپنے خیال سے توبہ کی۔

لاعلاج مرید کا علاج

مقاماتِ معصومی میں لکھا ہے کہ آنحضرت کا ایک مخلص امیر بیمار ہو گیا۔ جسے تمام اطبائے ہند نے لاعلاج قرار دیا۔ مرض دن بدن ترقی پر تھا زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ آخر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں اطبا کے علاج کی وجہ سے زندگی سے ناامید ہو چکا ہوں۔ اگر جناب توجہ فرمائیں۔ تو زیست کی امید قوی ہے۔ آنجنابؓ نے فرمایا تسلی رکھو اس مرض سے شفائے کُلی نصیب ہوگی۔ اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کو دیا۔ جس کے پیتے ہی کامل شفا پائی اور وہ امیر

www.maktabah.org

تندرست و توانا ہوگیا۔

مفلسی دُور ہوگئی

آنجناب کا ایک خاص مرید بیان کرتا ہے کہ مَیں حد درجے کا مفلس ہوگیا حتیٰ کہ نانِ شبینہ کا محتاج ہوگیا۔ روٹی کھانے کو نہ ملتی۔ میں نے اپنی حالت آپؒ سے عرض کی کہ مجھے افلاس سے بچایا جائے۔ آنحضرت نے پوچھا "دنیوی جمعیت چاہتے ہو یا دینی؟" میں نے عرض کیا "دینی اور دُنیوی دونو!" مسکرا کر میرے حق میں دعا کی۔ اور پھر خوشخبری دی کہ حق تعالیٰ نے تجھے دین اور دنیا کی جمعیت عطا فرمائی ہے ابھی ایک مہینہ نہیں گذرنے پایا تھا کہ دنیوی مال و اسباب بکثرت مل گیا۔ امید ہے کہ قیامت کے دن بھی مجھے جمعیت حاصل ہوگی۔

آنکھیں روشن ہوگئیں

آنجنابؒ کے ایک عزیز مخلص نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میری آنکھ میں دَرد ہُوا۔ بہت علاج کیا۔ لیکن بے سود۔ ایک شخص ایک دوائی لایا جس کی اس نے بڑی تعریف کی جب وہ میری آنکھ میں ڈالی گئی۔ تو میں اندھا ہوگیا چند روز اِسی حالت میں رہا۔ اِنہی دنوں حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ، سفرِ حج سے واپس تشریف لائے۔ ایک شخص میرا ہاتھ پکڑ کر آپؒ کی خدمت میں لے گیا اور حال بیان کیا آپؒ نے سخت افسوس کیا اور اپنا لعابِ دہن میری آنکھوں پر لگا کر فرمایا کہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کر کے گھر جا کر کھولنا۔ حسب الحکم گھر جا کر آنکھیں کھولیں۔ تو دونو بالکل روشن تھیں۔

حج اور حفظِ قرآن

حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے خاص مرید حافظ حامد بیان کرتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا تو مجھے بھی حج کا حد سے زیادہ شوق ہوا بسفر کی تیاری کی۔ اور ضرورت سفر بہم پہنچائیں۔

اسی اثنار میں ایک روز آپؒ نے فرمایا "حامد! ہم تو حج کو جاتے ہیں مگر تمہارا جانا معلوم نہیں ہوتا۔ اچھا! ہم حج سے ہو آئیں۔ اتنے میں تم قرآن پاک حفظ کر لو۔" میں حیران رہ گیا۔ کہ ہر طرح سے ساز و سامان کر چکا ہوں۔ پھر میرا جانا کیونکر نہ ہوگا۔ چند روز بعد میں ایسا بیمار اور لاغر

www.maktabah.org

ہوگیا کہ چلنے کی طاقت نہ تھی۔ آنحضرت حج کے لیے روانہ ہو گئے اور میں کمزوری کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔ جب اس مرض سے افاقہ ہوا تو آنحضرت سمندر پار تھے میں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حج سے فارغ ہوئے اور قرآن شریف کے حفظ سے۔

جماعت میں سو صفیں

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ، نماز کے وقت قرأت پڑھتے تو آنجناب رضی اللہ عنہ کے پیچھے بعض اوقات سفر یا سیر میں سو سو صف بھی ہوتیں لیکن آواز اس قسم کی تھی کہ جتنی اونچی آواز پہلی صف والوں کو سنائی دیتی اتنی ہی آخری صف والوں کو۔

ناصر علی سرہندی کی شاعری خواجہ محمد معصوم کے وضو کے پانی کا ثمرہ تھی۔

ناصر علی شاعر کا بیان ہے کہ مجھے شعر کہنے کا از حد شوق تھا۔ لیکن کہنا نہیں آتا تھا۔ ایک روز میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپؒ وضو کر رہے تھے۔ از راہ عنایت مجھے فرمایا کہ علی! جو چاہو، مانگ لو۔" میں نے عرض کیا "زبان چاہتا ہوں"۔ فرمایا "ارے کم ہمت! اچھا، یہ لو میرے وضو کا پانی پی لو۔ کافی ہو گا۔ میں نے حسب الارشاد وضو کا پانی پیا۔ پیتے ہی میرا سینہ معرفت الٰہی سے منور اور میرا دل مظہر فیض الٰہی ہو گیا۔ میری زبان سے اس قسم کے شعر نکلنے لگے کہ جن سے بڑھ کر وہم و قیاس میں بھی نہیں آ سکتے۔ میرا شعر بلحاظ فصاحت و بلاغت اور نزاکت و لطافت کے تمام جہان کے شاعروں سے بڑھ کر تھا۔ ؎

بایں شوخی غزل گفتن علی از کس نمے آید
بایراں مے فرسیم تاکہ مے گوید جوابش را

حسب ذیل دو شعروں میں اپنے عرفان کا اظہار کیا ہے۔ ؎

بترس از من کہ مقبولِ الٰہم　　نیم شاعر گدائے بادشاہم

www.maktabah.org

زتیغ غیرتم جاں رانگہدار   سپر کن شرم وایماں رانگہدار

مُردہ زندہ ہوگیا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک مرید کا بیٹا بیمار ہوگیا۔ بہتیرا علاج کیا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ ماں باپ نااُمید ہوکر لڑکے کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے۔ لڑکا مرگیا اور باپ بھی بے قراری کی وجہ سے زمین پر گر پڑا اور قریب المرگ ہوگیا۔ جب آنحضرت نے آکر لڑکے کو مرا ہوا اور باپ کو بھی مُردوں کی طرح پڑا ہوا دیکھا تو اس کے حال پر رحم آیا۔

آپ نے اس لڑکے پر توجہ فرمائی اور دیر تک کھڑے رہ کر مراقبہ کیا۔ دیر بعد تھوڑا سا پانی لے کر کچھ آیتیں پڑھیں۔ دم کر کے وہ پانی لڑکے پر چھڑکا۔ جس کے چھڑکتے ہی لڑکا اٹھ بیٹھا گویا مرض کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حاضرین یہ حال دیکھ کر حیران رہ گئے اور ان کا اعتقاد پہلے کی نسبت زیادہ ہوگیا۔

ایک علاج حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ایک بھتیجے نے جو آنجناب کا داماد بھی تھا پوشیدہ طور پر ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ناراض اور دل گرفتہ تھی۔ اس نے دوسری بہنوں کو اکٹھا کر کے آپ رضی اللہ عنہ سے خاوند کی شکایت کی آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے بے اختیار نکلا "ضرور مر جائے گی" اب اس کے لئے دعائے خیر کرو تاکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اس بات کے تیسرے روز وہ عورت مرگئی۔

شاہِ کاشغر کی دستگیری ایک دفعہ کاشغر کا بادشاہ جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ کی غرغر کے کافروں سے سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں شاہِ کاشغر مغلوب ہوا۔ فوج بھاگ گئی صرف چند ایک آدمی ساتھ رہ گئے۔ غنیم بہت قریب آگیا اور قریب تھا کہ اُسے پکڑ کرلے جائے۔ اس وقت اُس نے آنحضرت کی طرف توجہ کی اور مدد کا خواستگار ہوا۔ اسی اثنا میں ایک فوج نمودار ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ سلطان کاشغر کی مدد کے لئے آئے ہیں۔ آنحضرت فوج میں گھوڑے پر سوار ہیں۔ اس فوج کو دیکھتے ہی

www.maktabah.org

دشمن بھاگ اُٹھا۔ بادشاہ نے اس کا تعاقب کیا اور اُن کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ غزنویوں کو قتل کیا۔ جب فتح کرکے لوٹا تو آنحضرت کی زیارت کے لیئے فوج کے قریب آیا تو فوج مذکور غائب ہو گئی۔

لاہور کے گورنر کی نجات

ایک دفعہ والیئے لاہور سے کوئی خطا سرزد ہوئی دارا شکوہ ولیعہد اس پر سخت ناراض ہوا۔ شاہی آدمیوں کو بھیجا کہ اُسے پکڑ کر لے آؤ۔ جب شاہی آدمی اُسے لاہور سے بادشاہ کے پاس لے جا رہے تھے۔ تو راستے میں سرہند پہنچ کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی حالت عرض کی۔ آنحضرت نے فرمایا "تسلی رکھو! تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اس نے عرض کیا کہ دارا شکوہ نے میرے قتل کی ٹھان لی ہے فرمایا تمہیں ذرہ بھر تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ بلکہ تیرا قرب اور بھی زیادہ ہو جائے گا۔ آنجناب ؒ کے فرمانے سے اس کی تسلی ہوئی۔

جب اُسے دارا شکوہ کے پاس لے گئے تو اس نے کہا "گو میں نے اس کے قتل کا ارادہ کر لیا تھا لیکن اب جو میں نے اُسے دیکھا تو بے اختیار میرے دل میں اس کی محبت ہو گئی ہے اس وقت مہربان ہو کر ملتان اور لاہور کی حکومت اُسے دے کر رخصت کیا۔ جب وہ سرہند پہنچا تو آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کامل اعتقاد سے مرید ہوا۔

لڑکے کی ولادت کے لئے دعا

آنحضرت کے ایک مرید کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی۔ ایک روز اس نے آپؒ سے التماس کی کہ میں نے عورت بھی کی لونڈیاں بھی رکھیں لیکن کسی سے اولاد نہیں ہوئی۔ آنحضرت نے فرمایا "جاؤ! اس سال تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو صاحب معنیٰ ہوگا۔

اسی سال اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ سنِ رشید و تمیز کو پہنچا تو آنحضرت کا مرید بنا اور سلوک حاصل کرکے اعلیٰ مقامات پر فائز ہوا۔ واقعی جیسا آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

www.maktabah.org

زندگی بھر کیلئے وظیفہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ایک مرید نے بیان کیا کہ مجھے افلاس نے تنگ کیا تو میں نے گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ افلاس کے ہاتھوں سخت لاچار ہوں. آنحضرت نے مجھے روپوں کا بدرہ دیا اور فرمایا کہ اسے گِننا مت جس قدر چاہو خرچ کئے جاؤ. میں حسب ضرورت اس میں سے وقتاً فوقتاً خرچ کرتا رہا حتّٰے کہ ایک لاکھ روپیہ میں اس میں سے صَرف کر چکا لیکن وہ اُتنے کا اتنا ہی تھا.

ایک روز میری بیوی نے وہ روپیہ گِنا تو سات سو نکلا. اس کے بعد جب ہم نے خرچ کیا تو ختم ہو گیا.

انگوروں سے مریضوں کو شفاء

ایک دفعہ آنحضرت کو مرض لاحق ہوا. بادشاہ نے آنحضرت کے واسطے انگور بھیجے جب آنحضرت نے انگور دیکھے تو فرمایا یہ انگور بارگاہِ الٰہی میں عاجزی اور منت وسماجت کرتے ہیں کہ ان میں شفا رکھی جائے حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان دانوں میں شفا رکھ دی ہے جو مریض ان دانوں کو کھائے گا. شفا پائے گا. پہلے چند دانے آنحضرت نے تناول فرمائے بعد میں باقی اور مریضوں کو تقسیم کئے جس جس نے کھائے وہی تندرست ہو گیا.

صحابہ کے گستاخ کو سزا

ایک شخص نے آپؒ کے حضور میں ایک شیعہ کے بعض بدعقیدوں کا ذکر کیا کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کو بُرا بھلا کہتا ہے آنحضرت سُن کر سخت ناراض ہوئے. خربوزہ کھا رہے تھے. آپ نے چھری ہاتھ میں لے کر خربوزے کو دو ٹکڑے کیا اسی روز رافضی مرگِ مفاجات سے مرگیا.

ایک گستاخ کا حشر

ایک مجلس میں آنحضرت کا ذکر خیر ہوا. تو آپؒ کا ایک دشمن جو اس مجلس میں موجود تھا. آپ کے حق میں نامناسب کلمات کہنے لگا. جنہیں آپؒ کے ایک موجودہ مخلص نے سُن کر سخت ناراض ہو کر کہا کیا تو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے نہیں ڈرتا. کہ امام معصوم کے حق میں ایسی باتیں کرتا ہے. اسی رات تجھ پر

www.maktabah.org

مصیبت نازل ہوگی۔ اسی رات اس مخالف نے گولر بکثرت کھائے جس سے اس کا پیٹ پھول گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر پیٹنا شروع کیا۔ ابھی صبح نہ ہوئی تھی کہ اس دنیا سے چل بسا۔

طبیب کا کام چل نکلا

آنحضرت کے ایک مرید نے کسی امیر کو دوائی دی۔ جو اتفاقیہ مخالف پڑی۔ وہ امیر اس کے دکھ دینے کے درپے ہوا۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں طبیب ہوں۔ میں نے یہ دوا کسی شخص کی زبانی سُن کر اُسے دی جو اُس کے مزاج کے موافق نہیں آئی۔ اب وہ مجھے تکلیف دیتا ہے۔

آنحضرت نے مسکرا کر فرمایا "تو پہلے طبیب نہ تھا۔ اب ہمارے کہنے سے طبیب ہُوا ہے اُسے جاکر دوا دو! تندرست ہو جائے گا۔ اور جسے بھی دوائی دو گے شفا پائے گا۔"

اُس نے بازار سے دوائی لے کر اُسے دی جس سے وہ بفضل خدا و بتوجہ خواجہ محمد معصوم صحت یاب ہوا۔ اس روز سے جو دوا وہ کسی مریض کو دیتا۔ شفائے کاملہ نصیب ہوتی۔

ایک دُنیادار مرید کی آرزو

آنحضرتؒ کے ایک مرید کا بیان ہے کہ ایک حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہند و توران کے میوے کھا رہے تھے۔ اورنگزیب بادشاہ ان میووں کو اپنے ہاتھ سے صاف کر کے آنحضرتؒ کے دستِ مبارک میں دے رہا تھا بے اختیار میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ بارگاہِ الٰہی کے مقرب ہیں انھیں دنیوی میوے کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ میوے جو بادشاہ انھیں دے رہا ہے اگر مجھے عنایت کر دیں تو بادشاہ کے ہاں میری عزت زیادہ ہو جائے گی۔

یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو کچھ میں کھاتا ہوں، یا پہنتا ہوں اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق کرتا ہوں۔ نہ کہ اپنے نفس کی رضامندی کے لئے۔ بعد میں جو میوے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنجناب کی خاطر صاف کئے تھے مجھے مرحمت فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ دنیوی بادشاہوں کے ہاں عزت کی کیا خواہش کرتے ہو، کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پاؤ۔

www.maktabah.org

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی کرامات اسقدر نہیں کہ حیطہ تحریر میں آسکیں۔ یہ چند ایک کرامتیں بطور تبرک و تیمناً لکھ دی ہیں۔ بہت سی کرامات آپ کے حالات سنوات میں لکھ دی ہیں۔

مکاشفاتِ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

علماء اور اولیاء حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کشف میں ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اس آخری زمانے میں باطنی احوال بھی شریعت غرا کے تابع ہیں۔ اس بات کی کوشش کرو کہ سرِ مُو شرع کی مخالفت نہ کرو۔ سُنّت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔ جو کچھ علمائے مجتہدین نے مقرر کیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ تمام علمائے مجتہدین بہر وجوہ تمام اولیاء سے افضل ہیں۔ عہدِ نبوّت کا قرب اُن کے حق میں ثابت ہے۔

اس بارے میں حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وارد ہے "خیر القرون قرنی ثم الّذین یلونھم ثم الذین یلونھم" سب سے اچھا زمانہ میرا ہے اس سے کم ان کا جو مجھ سے ملتے ہیں اس سے کم ان کا جو ان سے ملتے ہیں۔

اکثر مجتہد تابعین اور تبع تابعین میں داخل ہیں۔ اس واسطے اُن کا کہنا سند کلی اور حجت کامل ہے۔ اور اس کا قبول کرنا خلقت پر واجب ہے۔ جس نے قیامت تک شریعت کی مخالفت کی ہے۔ انھوں نے مجتہدین کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ وہ گمراہ ہوئے اور باطن سے محض بے نصیب رہے۔ اگر ایسے شخصوں سے بطور خرق عادات کچھ ظاہر ہو تو اُسے استدراج سمجھو۔

www.maktabah.org

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ جلد اوّل کے دسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عجب معاملہ ہے ظاہر میں باطنی خدمات کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کی ترقی کے لئے کوشاں رہتا ہے لیکن باطن اس سے بیگانہ رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے ظاہری طاعت اور مجاہدات سے حسن و طراوت زیادہ ہوتے ہیں۔ نہ کہ اس کی معشوقیت کا وصف جو ناز اور استغنا ہے۔ کمال کو پہنچتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ انتہا میں نسبت باطنی کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ یہ معاملہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک بدن عنصری موجود ہے۔ جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے۔ تو پھر باطن بڑی آب و تاب سے پردہ خلوت میں ظہور کرتا ہے اس وقت اس کا ادراک بھی ہو جاتا ہے کیونکہ پہلے ظاہر اس کے لئے بمنزلہ حجاب ہوتا ہے۔ چونکہ موت قیامت کے مقدمات سے ہے اس لئے مشہود وہاں پر اتم و اکمل ہے۔ چونکہ موت اور نیند آپس میں بہنیں ہیں۔ اس لئے بعض کمالات نیند کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں اور جو موت کی حالت کے مشابہ ہوتے ہیں۔

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مکتوبات کی پہلی جلد میں لکھتے ہیں۔ کہ حق تعالےٰ کی طرف سے فیض و انعام دائمی ہے۔ بندے پر اگر صوری اور معنوی فیض ایک گھڑی یا ایک لمحہ کے لئے منقطع ہو جائیں۔ تو بندے کا نام و نشان تک مٹ جائے کیونکہ موجود اور کمالات اس کے وجود کی تابع ہیں۔ اس واسطے انسان کو لازم ہے کہ ایک لحظہ بھی اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ دوام حضور سے موصوف ہو۔ نہایت نقصان اور شرمندگی ہے کہ منعم حقیقی تو نعمت دینے کے درپے ہو اور نعمت لینے والا اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ اس سے مُنہ پھیرے۔

مکاشفہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ عوام کا ایمان غیب ظلماتی اور نورانی پردوں کے پیچھے ہے چند ایک خواص کا ایمان ظلماتی حجاب سے مبرّا ہے۔ لیکن نورانی پردوں سے بالکل نہیں نکلا سو وہ اسی میں گرفتار رہتے

www.maktabah.org

ہیں اور وہ اس کے شہود کو شہود و مطلوب تصور کر لیتے ہیں۔ اور جو عاشقی نفس مطلوب سے ہو سکتی ہے کرتے ہیں۔ اغص الخاص نے دوسرے گروہ کے مشہود کو بھی پس پشت ڈال رکھا ہے اور وراء الوراء میں گرفتار ہیں۔ یقین کیا ہے۔ یقیناً انھیں اس نشہ میں مرتبہ مقدسیہ سے سوائے ایقان کے کچھ نصیب نہیں۔ کیونکہ رُویت کا وعدہ آخرت کا ہے۔ اگرچہ کسی قسم کا حجاب مائل نہیں لیکن ضُعفِ بصیرت و مانع درک و شہود ہے۔ ان دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔

مکاشفہ

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں کہ جو زندگی دنیا کے متعلق ہے اس کے لئے دو چیزیں مطلوب ہیں حرکت اور حس۔ اور جو نشاء برزخ کے متعلق ہے۔ حس بغیر حرکت کے ہے۔ حق تعالےٰ نے ہر مقام کے موافق زندگی دی ہے برزخ میں حس ضروری ہے تاکہ درد اور لذت نہ ہو۔ حرکت کی کوئی ضرورت نہیں لیکن دنیوی اور اُخروی نشاء میں دونو ضروری ہیں۔

حضرت قیوم ثانی کے مکتوبات

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مکاشفات کو کہاں تک لکھوں۔ ان کے لکھنے کے لئے دفتر درکار ہیں صرف اتنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ بعض مکاشفاتِ حج کے دنوں میں زیادہ لکھے ہیں۔

اگر آپؓ کے مکاشفات دیکھنا ہوں تو آپؓ کے مکتوبات کی تین جلدیں ہیں۔ پہلی جلد کو حضرت مروج الشریعت نے جمع کیا ہے دوسری جلد کو حاجی جاشور نے حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث کے نام سے جمع کئے ہیں۔ تیسری جلد میر شرف الدین حسین نے حضرت شیخ سیف الدین کے نام سے جمع کئے ہیں۔

www.maktabah.org

عبادات وشمائل حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

سُنّتِ نبویّ کی پابندی

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عمل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق تھا. نہایت محتاط روایت کے مطابق عمل کرتے تھے. رخصت کو اعمال میں ہرگز دخل نہ دیتے تھے. مریدوں کو بھی اِس بات کی سخت تاکید کرتے تھے. کہ سُنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور بال بھر بھی بدعت کو دخل نہ دو. آنحضرت کا تقویٰ طاقت بشری سے بڑھ کر تھا.

انتہائی احتیاط

کتاب نجم الہدیٰ میں لکھا ہے کہ ایک روز ایک شخص نے آپؒ کی عالم پناہ خانقاہ سے استنجا کیا. ہاتھ دھوئے بغیر ہی ڈول کو پکڑ کر کنویں میں ڈالا. اور پانی نکال کر وضو کیا. تین چار روز تک لوگ اس کنویں کا پانی استعمال کرتے رہے. بعد میں جب آنحضرت کو اطلاع ہوئی. تو فرمایا ممکن ہے کہ اس کے ہاتھ پر بول کے چھینٹے پڑے ہوں. اس لیئے ڈول اور کنواں دونوں ناپاک ہو گئے. جن جن لوگوں نے اس کنویں کا پانی استعمال کیا ہے ان کے بدن برتن اور لباس ناپاک ہو گئے ہیں. سب لوگ غسل کریں اور برتنوں اور کپڑوں کو پاک کریں. ہمارے کپڑے اور برتن بھی صاف کریں.

آنحضرت کے حکم کے مطابق عمل کیا گیا. خود آنحضرت نے غسل کیا اور نیا لباس زیبِ تن فرمایا. کہتے ہیں کہ اس دن نصف سے زیادہ شہر نے غسل کیا. تمام شہر میں جا بجا کنوؤں پر لوگوں کا ہجوم تھا. جو غسل کے لیئے کھڑے تھے. اس دن کنویں سے پانی بھرنا موقوف کیا. لوگ جوق در جوق بیرونی کنووں پر غسل کے لیئے گئے. جہاں جہاں پانی تھا وہاں ہزار کا ٹھٹھ موجود تھا. مشتبہ کنویں کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا کہ اس کنویں کا سارا پانی نکال دو. اس بات

www.maktabah.org

سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

رات کے معمولات سفر و حضر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ تھا کہ تیسرا حصہ رات سے کر بیدار ہوتے۔ کمال احتیاط سے جس سے زیادہ ممکن نہیں وضو کر کے تہجد ادا کرتے اور اس نماز میں سورۃ یٰسین پڑھتے۔ بعد ازاں تھوڑی دیر بعد سو جاتے۔ تاکہ دو خواب کے درمیان تہجد ہو۔ نماز تہجد میں آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے۔

صُبح کے معمولات فجر کی نماز بہت سویرے ادا کر کے اصحاب سمیت حلقہ کر کے مراقبہ فرماتے۔ جب دن اچھی طرح نکل آتا۔ تو مراقبہ سے فارغ ہو کر دو سلام سے چار رکعت نماز پڑھتے۔ بعد میں خاص مریدوں کو القائے نسبت اور توجہ باطنی فرماتے۔ ایک ایک کو بلا کر زانو سے زانو ملا کر بٹھلاتے۔ اور مراقبہ فرماتے اور مراقبہ کے بعد ہر ایک کو اس کے کمالات باطنی کی خوشخبری دیتے۔

چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز چار سلام سے ادا کر کے قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت آنجناب پر عجیب ظہورات ہوتے تھے۔

تلاوتِ قرآن کوکب دُریہ میں لکھا ہے کہ جس وقت آنحضرت قرآن شریف کی تلاوت کرتے اس وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ پر تمام قرآن شریف کے تمام اسرار و معانی منکشف ہوتے۔ ایک آدمی آنحضرت کے سامنے تکیہ لگائے ورق گردانی کرتا رہتا اور آنجناب بڑے وقار سے تلاوت کرتے۔ اس وقت تمام مرید آنجناب رضی اللہ عنہ کے اردگرد مراقبہ کئے بیٹھے رہتے۔

تلاوت کی منازل آنحضرت کی منازل تلاوت یہ ہیں۔ منزل اوّل تا آیت کنتم خیر اُمّۃ۔ دوم سورۃ انعام سوم تا آیت وقالت الیھود عزیر ابن اللہ چہارم سورۃ ابراھیم پنجم سورۃ انبیاء ششم سورۃ قصص ہفتم سورۃ ص

www.maktabah.org

ہشتم سورۃ محمد نہم سورۃ مُلک دہم اخیر تک۔

اہل خانہ کیساتھ کھانا کھاتے

تلاوت کے تقریباً آدھا دن محل کے اندر تشریف لے جاتے اور اہل وعیال سے مل کر کھانا تناول فرماتے آنحضرت کے دسترخوان پر بادشاہوں کی طرح کھانے چنے جاتے۔ آنحضرت کو مٹھائی اور حلوے وغیرہ میٹھی چیزوں کا بہت شوق تھا۔ آنحضرت کے باورچی خانے میں دن رات کھانا پکتا رہتا۔ لوگ جو کھانا تقسیم کرنے پر مقرر تھے۔ وہ صبح سے ظہر تک طعام تقسیم کرتے۔ رات کا کھانا شام سے آدھی رات تک تقسیم کرتے رہتے۔

حضرت قیوم ثانی کے دسترخوان سے ہر روز پانچ ہزار آدمی کھانا کھاتے۔

کہتے ہیں کہ ہر صبح وشام آپ کے باورچی خانے سے پانچ ہزار آدمی کھانا کھاتے۔ ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی چاول اور گوشت ملتا۔ آنحضرتؒ کے خلفا کے لئے دو ہزار دسترخوان جاتے۔ جن میں طرح طرح کے کھانے میوے اور حلوہ جات ہوتے تھے روایت ہے کہ چالیس آدمی صرف برتن جمع کرنے پر مقرر تھے۔

نماز ظہر کے بعد کے معمولات

آنحضرت رضی اللہ عنہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دوپہر کے وقت تھوڑی دیر خواب قیلولہ کرتے۔ بعد ازاں اٹھ کر وضو کرتے چار رکعت نماز فی الزوال ادا کر کے نماز ظہر ادا کرتے ظہر کے بعد خاص مریدوں کو القائے نسبت فرماتے بعد ازاں کبھی فقہ کلام۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں کا سبق پڑھاتے اور کبھی چار رکعت طویل عصر کی نماز تک پڑھتے۔ عصر کے بعد دربار عام ہوتا۔ عصر اور مغرب کی نماز کے مابین لوگوں کو عمدہ عمدہ وعظ ونصیحت فرماتے پھر نماز مغرب ادا کر کے چھ رکعت نماز تین سلام سے ادا فرماتے اس نماز میں سورۃ واقعہ بار بار پڑھتے بعد ازاں یاروں کو بلا کر صحبت سکوت میں ان کی احوال پرسی کرتے۔ جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو عشاء کی نماز ادا کرتے۔ سنت کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل ادا

www.maktabah.org

کرتے۔ پہلی رکعت میں "سورۃ الم سجدۃ" پڑھتے دوسری میں سورۃ حٰم، دخان تیسری میں، سورۃ ملک اور چوتھی رکعت میں سورۃ قیامت پڑھتے۔ بعد ازاں وتر ادا کر کے پوری مد سے "سبحان الملک القدوس" پڑھتے پھر دیر تک فاتحہ پڑھتے۔

اس کے بعد محل کے اندر تشریف لے جا کر کھانا تناول فرماتے۔ طعام کے بعد وظائف پڑھ کر آرام فرماتے آنحضرت کے مختلف اوقات کے وظائف مثلاً وضو کرنا۔ کھانا۔ سونا اور اور دن رات کے ورد و وظائف الگ کتاب میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ جس کا نام "وظائفِ معصومی" رکھا گیا ہے۔ آنحضرتؒ کے وظائف دیکھنے کے شوقین اس کتاب کا مطالعہ کریں۔

متفرق وظائف

آنحضرت منتہی سالک کو کلمہ طیبہ کے تکرار کی تاکید کرتے تھے۔ اور خود بھی پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز فریضہ اور مغرب کی سنّتوں کے بعد التحیات کے جلسہ پر بیٹھے دس مرتبہ کلمہ تمجید پڑھتے۔ اور مریدوں کو بھی اس کے پڑھنے کا حکم دیتے۔ آنحضرت رضؓ نے سات درود جمع کئے ہیں جسے درودِ ہفتہ کہتے ہیں۔ اُن میں سے ہر روز ایک پڑھتے ہیں۔ ذکر۔ وظائف اور تسبیحات کو کبھی بھی ترک نہ کرتے۔

جمعہ کی نماز اپنی مسجد میں پڑھتے۔ سنت احتیاط کو بھی ادا کرتے۔ نماز جمعہ سے پہلے سورۃ کہف۔ سورۃ ہود اور سورۃ آلِ عمران پڑھتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے بعد شہر کے باہر سیر کے لیے تشریف لے جاتے اور وہاں پر لوگوں کو طرح طرح کے میوے اور مٹھائیاں تقسیم کرتے۔ باغ کی سیر کے لیے بکثرت جایا کرتے۔ دونوں عیدوں کی نماز کے لیے ہزاروں آدمیوں کے ساتھ عید گاہ میں جاتے۔ عید الضحیٰ کو خود دستِ مبارک سے اونٹ اور بھیڑ بکری کو نحر یا ذبح کرتے۔ ماہ رمضان میں نماز تراویح میں تین مرتبہ قرآن شریف ختم کرتے پہلے دس دن اپنی مسجد میں خود پڑھتے۔ تیسرے عشرے میں حضرت مروج الشریعت پڑھتے اور آنحضرت رضؓ سنا کرتے۔ آنحضرتؒ ہر نماز کے وقت خود امام بنتے اور رمضان المبارک کے آخری عشرے میں معتکف ہوتے۔

www.maktabah.org

سال میں دو عُرس کرتے

آنحضرت رضی اللہ عنہ مریض کی بیمار پرسی اور مُردہ کی تعزیّت کے لیئے تشریف لے جایا کرتے۔ ہر سال دو عُرس کرتے ایک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اور دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا۔ ان دونوں عُرسوں پر حافظ لوگ قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔ طرح طرح کے کھانے حلوے میوے اور مٹھائیاں لوگوں میں بانٹی جاتیں۔

جسم کا تناسُب

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا قد خاصہ تھا۔ اور بدن مبارک پُر گوشت، رنگ گندمی، ابرو کشادہ، ناک اونچی، آنکھیں بڑی بڑی، داڑھی سفید اور تمام اعضاء نہایت متناسب اور خوش شکل تھے۔ آنحضرت کا لباس نہایت لطیف بلکہ الطف ہوتا۔ عمامہ سر پر ہوتا، کبھی ہندی لباس زیب تن فرماتے۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن رات کے حالات اور اوضاع و اطوار بجنسہٖ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار کی طرح تھے۔ جو اس کتاب کے پہلے حصّے میں لکھے گئے ہیں۔ اس واسطے اس حصّہ میں مجملاً اور مختصراً لکھے گئے ہیں۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خصائص

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خصائص بے شمار ہیں۔ یہاں پر صرف مشہور لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ: آنحضرت رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر طینت کے بقیہ سے بنایا گیا۔

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو تمام مخلوقات کا قیوم بنایا۔

www.maktabah.org

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو محبوبیتِ ذاتی جو حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاصہ ہے عطا فرمائی۔

خاصہ:۔ آنحضرت کو خلعتِ ابراہیمی علیہ السلام مرحمت ہوئی۔

خاصہ:۔ آنحضرت کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کمون و بروز نصیب ہوا۔

خاصہ:۔ مقطعاتِ قرآنی کے اسرار آپؓ پر منکشف ہوئے۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنجنابؓ کو "والسابقون اُولٰئک المقربون" کے زمرہ میں داخل کیا۔

خاصہ:۔ باوجود ضمنیت آنحضرت کو اصالت بھی عطا ہوئی۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بلند قدر مناصب و کمالاتِ باطنی عطا فرمائے۔

خاصہ:۔ سالک آنحضرت کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا حاصل کر لیتا اور ایک ماہ میں باطنی سلوک ختم کر کے خلافت لے لیتا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا۔

خاصہ:۔ آنحضرت کو ولایت صغریٰ، کبریٰ علیا، کمالات نبوت و رسالت، حقیقتِ کعبہ، حقیقتِ قرآن، حقیقتِ صلوٰت عطا ہوئیں۔

خاصہ:۔ تمام کمالات۔ مقامات اور مناصب آنحضرت کے فرزندوں کو عنایت ہوئے۔ اب تک وہ کمالات ان کے مریدوں میں پائے جاتے ہیں۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی دنیا کو بمنزلہ آخرت بنایا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو ولایت کے انتہائی مقام۔ مقامِ رضا سے مشرف فرمایا۔

خاصہ:۔ آنحضرت کی ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور آپؓ خالص محمدی المشرب ہیں۔

www.maktabah.org

خاصہ:۔ آپؒ کو علمِ لدنی حاصل ہوا۔

خاصہ:۔ کعبہ شریف آنحضرتؒ کی زیارت کے لئے سرہند میں آیا۔

خاصہ:۔ کعبہ شریف آپؒ کے استقبال کے لئے آیا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کے فرزندوں کو تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کے فرزندوں کو قیومیت اصالت اور محبوبیت ذاتی عنایت فرمائی۔

خاصہ:۔ آنحضرت کا ارشاد اس قدر ہوا کہ اس سے پہلے کسی ولی یا بزرگ کا نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ سات لاکھ آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اور سات ہزار خلفاء صاحبِ ارشاد ہوئے۔

خاصہ:۔ مہدیٔ موعود آنجناب کے طریقہ میں مبعوث ہوں گے۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آپؒ کے حق میں فرمایا ہے کہ حقائقِ اشیاء میری قیومیت کی نسبت خواجہ محمد معصوم کی قیومیت پر زیادہ راضی ہیں۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجنابؒ کے حق میں فرمایا ہے۔ کہ جو استعداد میرے فرزند محمد معصوم کو عطا ہوئی ہے اگر مجھے مرحمت ہوتی تو میں اس پر فخر کرتا۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کو فرمایا۔ کہ تمہارے فرزند میری طرح ہوں گے۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؒ کو فرمایا کہ میرے جیسے تمہارے ہم نشیں ہوں گے۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرتؒ کے بارے میں فرمایا کہ محمد معصوم میں اس دولت کی ذاتی قابلیت ہے۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت کے حق میں فرمایا کہ

www.maktabah.org

محمد معصوم نے ہماری نسبتوں کا اس طرح اقتباس کیا جیسے شرح وقایہ والے نے وقایہ کے حفظ و تعلیم میں کہ اس کے دادا تصنیف کر کے اُسے پڑھاتے تو وہ ساتھ ساتھ حفظ کرتا جاتا۔ حتیٰ کہ اتنے میں انھوں نے تصنیف کیا۔ اتنے میں اس نے حفظ کر لیا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عروۃ الوثقیٰ کا خطاب دیا۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی نے دیر تک آپ کا انتظار دھوپ میں کھڑے رہ کر کیا۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب کے بارے میں محبوبیت ذاتی کی وجہ سے نکاح کا حکم نہ ہوا۔

خاصہ:۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آنحضرت کو بارہ سال کی عمر میں قطبیت کی خوشخبری دی۔

خاصہ:۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت کو خلعتِ قیومیت پہنائی۔ اور طینیت واصالت اور محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دی اور اپنے تمام مریدوں اور خلفاء کو آنجناب کا تابع کیا۔

خاصہ:۔ پہلے پہل جب آنحضرتؒ نے بات چیت کرنا شروع کی تو توحید فنا اور بقا کی گفتگو کی اور حقیقت جامع اور تجلی ذات کی خبر دی۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؒ کو تین برس کی عمر میں اولیائے اُمّت کے تمام کمالات عنایت فرمائے۔

خاصہ:۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت پر ظاہر کیا کہ جہان کی قطبیت قیامت تک آنجناب کی اولاد میں رہے گی۔

خاصہ:۔ حضرت قیومِ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں آنجناب "قطب الاقطاب" اور "قیوم" نماں ہوئے۔

www.maktabah.org

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو "امامِ معصوم" کا خطاب اور اسمِ بامسمیٰ عنایت فرمایا۔

خاصہ:۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گنہگاروں کو دوزخ سے چھڑانے کی خدمت سپرد کی۔

آنحضرتؓ کے خصائص کہاں تک لکھوں؟ قلم ان کی تحریر سے عاجز ہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وفاتِ حسرت آیات

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو ایک عرصہ سے وجع المفاصل کا مرض تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

قیومیت کے پینتالیسویں سال اس مرض کا غلبہ بہت ہو گیا۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ جب لوگ علاج کرتے تھے۔ تو آنحضرت فرماتے تھے کہ اس مرض کو کوئی دوا فائدہ نہیں دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اثر اٹھا لیا ہے اور یہ میری آخری بیماری ہے۔ میں عنقریب اس جہانِ فانی سے عالمِ بقا کو سدھاروں گا۔ کیونکہ دنیا میں میرے رہنے کی غرض صرف ارشاد تھی۔ سو اب ارشاد کا معاملہ آخری حد تک پہنچ گیا ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا سلسلہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک تمام دنیا میں پھیل چکا ہے۔ جہان بھر کے سرکش اور سردار اس سلسلہ کے مطیع ہو چکے ہیں۔ ساتوں ولایتوں کے بادشاہ مرید ہو چکے ہیں۔ تمام بڑے بڑے علماء مشائخ وضیع وشریف

www.maktabah.org

بادشاہ اور اہلِ جہان غلام بن چکے ہیں۔ اب مجھے الہام ہوا ہے کہ تمہارے ارشاد کا سلسلہ انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ اس قسم کا ارشاد نہ اس سے پہلے کسی کو نصیب ہوا ہے اور نہ اس کے بعد کسی کو ہوگا۔ ہم نے تمھیں اس بات کا اختیار دیا ہے۔ کہ اگر چاہو تو آجاؤ۔ اگر چاہو تو حسبِ منشا دنیا میں رہ لو۔ سو میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔

یہ سُن کر تمام لوگ رونے لگے اور بہت پریشان ہوئے۔

کتب خانہ کی تقسیم

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات فرمانے کے بعد اپنا تمام کُتب خانہ اپنے چھ فرزندوں میں بانٹ دیا۔ کتب خانہ کی تقسیم سے سب کو یقین ہو گیا کہ آنجناب کا وصال اب قریب ہے۔ بہت غمگین ہوئے۔

طبیب عاجز آگئے

جب آنحضرت کو گھٹنے کا درد شدت سے ہوا۔ تو تپ بھی ہو گیا۔ تمام طبیب حاضرِ خدمت ہو کر علاج کرنے لگے۔ لیکن کوئی علاج بھی مفید نہ پڑا۔ اورنگ زیب نے انگریز ڈاکٹروں کو علاج کے لئے بلایا۔ انھوں نے حتی المقدور تدبیریں کیں حتےٰ کہ زانوئے مبارک چیر پھاڑ کر اس میں دوائی رکھی۔ آنحضرت اس قدر تکلیف کے باوجود بڑے وقار و تمکن سے بیٹھے وظیفہ پڑھتے رہے۔ کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آنحضرت کو اس چیر پھاڑ کا درد محسوس ہوا ہے۔

آخر آنجناب فرنگیوں کی ہم نشینی سے بیزار ہو گئے۔ لیکن لوگوں کی خاطر کچھ نہ فرمایا حضرت مروج الشریعت نے آنحضرت کی بیزاری کو تاڑ کر انگریز ڈاکٹروں کو اجازت دے دی اور کہا۔ کہ آئندہ علاج کے لئے نہ آنا۔ آنحضرت نے ان کے حق میں دُعا کر کے فرمایا کہ سوائے حضرت میاں جیو صاحب کے کوئی مرض شناس اور میرا محب نہیں۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے تمام اطبا کو فرمایا کہ آنحضرتؓ کا علاج جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے ہو جائے گا۔ آئندہ کوئی شخص علاج کے لئے نہ آئے۔

www.maktabah.org

عاشورہ محرم کو آخری خطاب

عاشورہ کے دن دسویں محرم کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اشراق کی نماز کے بعد لوگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ شہر اور مفصلات کے تمام وضیع و شریف آنحضرت کی خانقاہ میں جمع ہوئے۔ آنحضرت رضؓ نے نہایت عمدہ وعظ و نصیحت کے بعد فرمایا کہ میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ اب میں دنیا سے جانے والا ہوں۔ سو اب میرے ارتحال کے دن قریب آگئے ہیں میں تمہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ قرآن حدیث اجماع اور اقوال مجتہدین پر عمل کرنا۔ خلاف شرع فقراء سے بچنا۔ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں جو شخص بھی بال بھر بھی شرع کے خلاف ہو اُسے نہ مانو۔ کیونکہ اگر اس کی پیروی کرو گے تو تمہارے دین کو نقصان ہوگا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات مثلاً تجدید الف۔ قیومیت۔ طینت۔ اصالت وغیرہ کے قبول کرنے کو واجب جانو۔ جو شخص آنحضرت رضی اللہ عنہ کے کمالات کا منکر ہوگا۔ وہ گمراہی اور غضب خدا میں گرفتار ہوگا۔ کیونکہ حق تعالے نے قیامت تک دین و دنیا کا کارخانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا ہے۔ مہدیٔ موعود بھی آنحضرت کے طریقہ میں مبعوث ہوں گے۔ عرفان الٰہی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔ اگر آنحضرت رضؓ کی امداد کی ضرورت ہو تو قیوم وقت کو مانو۔

بیٹوں کو ہدایات

بعد ازاں فرزندوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ قیامت تک جتنے اقطاب ہوں گے۔ سب تمہاری اولاد سے ہوں گے۔ حضرت محمد پارسا کے فرزند شاہ محمد پارسا اپنے والد بزرگوار کی زبانی بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کی اولاد سے قطب ہوا کریں گے۔

حضرت قیوم ثانی کی آخری باتیں

بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اب میں تو تم سے جا رہا ہوں لیکن اپنے چھ فرزندوں کو جن میں ہر ایک بزرگی اور قربِ حق میں میری طرح ہے تمہارے پاس چھوڑتا ہوں یہ چھیوں تمام اولیائے اُمت سے

www.maktabah.org

افضل ہیں۔ تم ان کی متابعت کرنا؛ تاکہ نجات پاسکو۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کی عزت و حرمت کرنا۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے انھیں تمام اہلِ عالم پر شرف دیا ہے۔ حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر کاربند رہو گے تو تمھیں کسی قسم کی دینی یا دنیوی تکلیف نہ ہوگی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وصیتیں بکثرت ہیں یہاں پر تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں تاکہ کلام طویل نہ ہو جائے۔

مزارات کی آخری زیارت

یہ باتیں سُن کر لوگ زار و قطار رونے لگے اور آنحضرتؒ محل کے اندر تشریف لے گئے۔ دوسرے دن حضرت مخدوم کی زیارت کے لئے گئے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ اور دوسرے مقبروں پر بھی متوجہ ہوئے۔ فرمایا کہ ان قبروں والوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طفیل بہت نعمت عطا فرمائی ہے۔

بعد ازاں حضرت امام رفیع الدین کے مزار پر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی یہی معاملہ ہوا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ ان دنوں اکثر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر رہتے۔ اور فرماتے کہ حضرت قیوم اوّلؒ بار بار ظاہر ہو کر فرماتے ہیں کہ آجاؤ! ۔ ان دنوں آنحضرت نے بہت سے مشائخ کو رقعے لکھے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ تم لوگ میرے ایمان کے لئے دعا کرو سب نے آنحضرت کی خدمت میں لکھا کہ ہمارے لئے دعا کریں کہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔

ایک نے آپ کے رقعہ کے جواب میں لکھا۔ ؎

یقیں میداں کہ شیران شکاری — دریں راہ خواستند از مور یاری

حضرت مجدد الف ثانی کا آخری عُرس

ماہ صفر کے اخیر میں جب حضرت مجدد الف ثانی کے عُرس کا موقعہ آیا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حسبِ سابق عرس کیا۔ طرح طرح کے کھانے میوے اور حلوہ جات حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کے لئے لوگوں میں تقسیم کئے۔ عین عرس کے موقعہ پر آنحضرتؒ نے

www.maktabah.org

پھر لوگوں کو وصیت فرمائی کہ ہمارا دل بے اختیار اس بات پر مائل ہے کہ ربیع الاوّل کے پہلے ہفتے ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مدعا کو پورا کرے گا۔ عرس کے بعد آپؒ پر مرض کا زیادہ غلبہ ہو گیا۔

اورنگ زیب قیوم ثانی کا تیماردار

اورنگ زیب صبح و شام آنحضرت کی صحت کی خبر منگاتا۔ اس خبر رسانی کا سلسلہ اس طرح قائم تھا کہ شاہجہان آباد سے سرہند تک ہر کوس پر ایک ایک آدمی بیٹھا تھا۔ جو ایک دوسرے کو اطلاع دیتے تھے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے بادشاہ کو خبر پہنچتی تھی۔

بادشاہ آپؒ کی بیماری کے سبب سخت بے قرار تھا کئی مرتبہ آپ کی بیمار پرسی کے لئے آنا چاہا لیکن آنحضرت نے منع فرمایا۔ بادشاہ نے اپنے تمام ارکانِ سلطنت کو آپؒ کی خدمت میں بھیجا۔ تپ اور دیگر امراض کا آنحضرت پر اس قدر غلبہ ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی سکت نہ رہی۔ لیکن آپ بدستور عبادت قدیم و وظائف میں مشغول رہتے۔ فریضہ نماز باجماعت ادا کرتے اس شدت مرض میں کبھی بے قرار نہ ہوئے۔ کبھی اُف تک نہ کیا۔ بلکہ بڑے وقار سے عبادت میں مشغول رہے۔ کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا۔ کہ آپؒ بیمار بھی ہیں یا نہیں۔

موت کے دروازے پر

بیسویں ربیع الاوّل کے دن مسجد میں نماز جمعہ پڑھ کر فرمایا۔ کہ ہم کل اس وقت تک دنیا میں رہیں گے۔ پھر چند ایک نصیحتیں کر کے خلوت میں تشریف لے گئے۔ اس اثنا میں سخت آندھی آئی اور اس شدت کا زلزلہ آیا۔ کہ درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ اکثر عمارتیں گر گئیں۔ "ان زلزلۃ الساعۃ لشئ عظیم" کا ظہور ہوا لیکن یہ زلزلہ کبھی زیادہ ہوتا تھا کبھی کم۔ شام تک یہی کیفیت رہی۔ مغرب کے وقت عین زلزلہ کی شدت کے وقت کوچہ بکوچہ اور گھر گھر ایک شخص منادی کرتا تھا لوگو! خبردار ہو جاؤ کہ قطب وقت اور قیوم زمان دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اس کے جانے کی وجہ سے زمین کانپ رہی ہے۔ لوگوں نے اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ آنحضرت

www.maktabah.org

نے یہ خبر سُنی تو فرمایا کہ کیوں معترض ہوتے ہو وہ فرشتہ ہے۔

تمام رات زلزلہ رہا۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت نے صُبح کی نماز تعدیل ارکان سے ادا فرمائی۔ بعد میں مراقبہ کیا۔ نماز اشراق بڑے خشوع و خضوع سے ادا فرمائی۔ پھر آنحضرت پر سکرات موت کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ سانس اسقدر جلدی آتا تھا کہ بات بھی ٹھیک طور پر نہیں کر سکتے تھے۔

کواکب دریہ میں میرے (مصنف علیہ الرحمۃ) جد امجد لکھتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک آخری وقت بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی۔ جب میں کان لگا کر سُنا تو آنحضرت سورۃ یٰسین پڑھ رہے تھے۔

زبان مبارک پر آخری لفظ السلام علیک یا نبی اللہ! تھا۔

مرأت جہاں نما میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری وقت میں "السلام علیک یا نبی اللہ!" فرمایا۔ صحیح روایت ہے کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مروج الشریعت نے اپنے وصال کے وقت یہی کہا۔ ممکن ہے کہ دونو بزرگوں سے ایک ہی بات ظہور میں آئی ہو۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری نماز ادا کی تو فرمایا کہ اس وقت مجھ پر عرش کا انکشاف ہوا ہے میری اور میرے موجودہ یاروں کی نماز عرش پر واقع ہوئی ہے۔ آنحضرت کی نماز از روئے باطن ہمیشہ عرش پر ادا ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ بشارت اسوقت اور یاروں کے حق میں بھی فرمائی۔

چو مرگ آید تبسم بر لب اُوست

آنحضرت رضی اللہ عنہ پیر کے دن دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ کو اس جہان سے فردوس اعلےٰ میں تشریف فرما ہوئے وصال کے وقت آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ چاروں طرف سے آہ و فغاں ہونے لگی ؎

فغاں افتاد در عالم ز ہر سو   کہ ختم اولیا از اولیا رفت

www.maktabah.org

درارشاد بستہ شد ہدایت | چو آں راہِ حقیقت رہنما رفت
بخاتِ طالباں چوں بود مقصود | ہماناں، ہمراہِ نزدِ خدا رفت
دل اندر سینہ ام دیوانہ اش بود | ز دستِ غم ندانم کجا رفت
زختم اولیا نہ سال افگند | پس آنگہ گفت ختم اولیا رفت
مہیں فرزند احمد خواجہ معصوم | نسیم آسا باں گلشن سرا رفت
چرا صبح قیامت بر نیاید | کزیں ظلمت کدہ شمعِ ہدا رفت
بقا باللہ فانی بود فی اللہ | ازیں دار الفنا سوئے بقا رفت
بسال تسع تسعین زالف ثانی | چنیں فرزند شاہِ اولیا رفت

لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال مبارک کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ اُن میں سے چند ایک یہاں پر لکھ دی جاتی ہیں۔

نصف شنبہ نہم ربیع الاول۔ مسیح دینا رحلت نمود۔ بخدا پیوست۔ بجنّت خوابید خلوت بگزید۔ از صحبت مایان ملول شد ماہ باخلوت۔ آہ بکہ شد مقام قیومیت۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے یہ تاریخ کہی "ہو عند ملیک مقتدر"۔

عالمگیر بادشاہ نے یہ تاریخ کہی ہے۔ "نور عالم برفت۔ عالم تاریک شد"۔

میر مفاخر حسین نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے۔

مرشدے گر عصمتش کلک قضا | نام پاکش را بمعصومی رقم
لے کہ در سایہ نشیند آفتاب | قد او آنجا کہ افراز د علم
میسزد ذکرے بروئے احسان او | کاسۂ دریوزہ گردد جام جم
چشم ہمت را ز دنیا بست و زد | چوں فراے گلبنِ رضوان قدم
خواند تاریخش ز دل اُمّ الکتاب | نو بہاری شد بہ گلزار ارم

ناصر علی سرہندی شاعر نے حسب ذیل تاریخ کہی ہے:۔

www.maktabah.org

چراغِ خاندان شرعِ اسلام فروغ دین احمد خواجہ معصوم
بسوئے گلشنِ جنت قدم زد ازیں ویرانہ آباد کہن بوم
دلم ار گفتم از سالِ وصالش ندا آمد ز عالم رفت معصوم

شیخ عبدالاحد نے حسب ذیل تاریخ لکھی ہے:۔

قیوم زماں خلیفۃ اللہ دانندۂ سرہائے مکتوم
در دائرہ وجود نا بود بودش بجہاں مثال معدوم
نقاش ازل بصفحۂ کون نقشے بہ از و نکردہ مرقوم
اسرار صفات ذاتِ والا حقا کہ جز او نکردہ مفہوم
خورد او بربیع اوّل ماہ چوں شاہ رسل رحیق مختوم
چابک قدم بکوہ وحدت ہرگز بہ از و نگشتہ معلوم
تاریخ وصال او خرد گفت رفتہ زجہاں امام معصوم

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین

حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ارتحال کے بعد موسلا دھار بارش ہوئی۔ بارش کے دوران ہی آپؓ کو اسی محل میں غسل دیا گیا جس کے اندر آپ کا وصال ہوا تھا۔ فوت ہوتے وقت بھی آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ غسل کے وقت بھی آنجناب کے مبارک لبوں پر تبسم تھا۔ غسل کے وقت حاجی عاشور۔ خواجہ عبدالرحمٰن۔ صوفی احمد اور شیخ النور وغیرہ پانی ڈالتے تھے اور بدن مبارک پر ہاتھ سے ملتے تھے۔ لیکن بدن پر کسی قسم کا میل نہ تھا۔ کسی

www.maktabah.org

کی نگاہ آپؒ کے ستر پر نہ پڑی ۔ پہلے ناف سے لے کر زانو تک چادر باندھ کر پھر لباس دُور کیا ۔ آنحضرت کے کفن میں تین سفید چادریں تھیں ۔ لفافہ ۔ تہ بند اور قمیص قمیص کندھوں پر سے پھاڑی ہوئی تھی ۔ پھر نعش مبارک اٹھا کر عین بارش میں نماز جنازہ کے لئے محل سے باہر لے گئے ۔

جنازے پر سارا سرہند رو دیا

جس وقت آنجناب کا جنازہ اٹھایا گیا ۔ تمام چھوٹے بڑوں امیروں بادشاہوں اور وضیع و شریف نے گریبان چاک کئے سر پاؤں سے ننگے سر پیٹتے تھے ۔ کثرت گریہ و زاری اور شور و فغاں کی وجہ سے زمین و زمان میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا ۔ بعض حضرات تو شدتِ غم سے بیہوش ہو گئے ۔ جنھیں اپنا ہوش بھی نہ تھا مردے کی طرح پڑے تھے ۔ بعض مرغ نیم بسمل کی طرح بارش کے کیچڑ میں تڑپ رہے تھے بعض درد و الم کیوجہ سے حواس باختہ ہو کر دیوانہ وار جنگل میں نکل گئے ۔ بعض قطب عالم قیوم زمان کے حادثہ سے بنات النعش اور فرقدان کی طرح متفرق اور پراگندہ ہو گئے ۔

اس حادثہ کی کیفیت قلم لکھنے سے قاصر ہے زبان بیان کرنے سے عاجز ہے ۔ ہماری آنکھوں نے ایسا سخت ماتم اس سے بیشتر کبھی نہ دیکھا تھا ۔ اگرچہ مشائخ کا بہت ماتم ہوتا ہے لیکن خلقت کا اس قدر ہجوم اور اس کی اسقدر بے قراری کبھی نظر نہ آئی ظن غالب ہے کہ آئندہ بھی کبھی ایسا نہ ہوگا ۔ شیخ عبد الاحد نے اس ماتم کے احوال کا ایک منظر حسب ذیل نظم میں بیان کیا ہے ۔ ؎

ازیں زندانِ فانی در گذشتہ — شہے کیں نہ طبق را بود سرپوش
غریو از ششش جہت برخواست آندم — کہ مرغ گلشن حق گشتہ خاموش
ز داغ غم بہ صحرا رُو نہادہ — چو لالہ نازنیناں خانہ بر دوش
جہاں را آتش اندر خرمن افگند — خود اندر خلوت وصلش ہم آغوش
بسا کیں خاناں برباد دادہ — بسا کیں رفتہ رفتہ رفتہ از ہوش
پئے تابوت آں قطب زمانہ — چو رعد نعرہ زن احباب در جوش

www.maktabah.org

بنات النعش شد امروز ہیہات — ہماں مجمع کہ سرایں دیدش دوش

در پیر مغاں بستند افسوس — کنوں کو رند کو میخانہ کو نوش

گواکب دریہ ہیں میرے (مصنف کے) جدامجد تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک اٹھانے والوں کے کندھوں کے اوپر خود بخود چلتی تھی۔ لوگ بہتیرا پکڑنا چاہتے لیکن کسی کے ہاتھ نہ آتی۔ قصر معصومی کے شمال کی طرف ایک وسیع میدان تھا۔ جہاں اب عمارات بکثرت بن گئی ہیں۔ نماز جنازہ ادا کی گئی صفوں کی لمبائی قلعہ شاہی سے لے کر ملک حیدر آباد تک تھی۔ جن کا باہمی فاصلہ تقریباً دو کوس ہے۔ پھر بھی لوگ تنگ کھڑے تھے۔ بہت سے لوگ تو آپ کے جنازہ کے شرف سے محروم رہ گئے تھے۔

حضرت مروج الشریعت نے آپؒ کی نماز جنازہ کی امامت کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بارش بھی تھم گئی۔ مطلع صاف ہوگیا۔ اور سورج نکل آیا۔ بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جہاں پر آنحضرت کی نعش مبارک نماز کے لئے رکھی گئی وہاں پتھر اور چونے کا ایک چبوترہ بنا دیا۔ اور قبلہ کی طرف بطور مسجد ایک دیوار بنائی۔ اب یہ چبوترہ صندل پورہ کے بازار میں ہے۔ جو خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔

بعد میں آپؒ کی نعش مبارک کو لاکر اس زمین دفن کیا گیا جو آنحضرت کے قصر کے جنوب کی طرف حضرت مروج الشریعت کی ملکیت تھی۔ آپؒ کے فرزندوں نے آنجناب کے جسد مبارک کو مرقد میں رکھا۔ جب دفن کر چکے تو ناصر علی شاعر سرہندی دیدار کے لئے آئے۔ شیخ عبدالاحد نے کہا ؎

بے خبر دیر رسیدی در منزل

اس نے کہا "مخدوم زادہ! یہ مصرع میرا ہے۔ سو میں نے ایسے موقع پر آپؒ کا نیاز کیا۔

حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کا وصال دوپہر کے وقت ہوا تھا۔ تجہیز و تکفین میں شام کا وقت ہوگیا۔ لوگوں کی نماز عصر قضا ہوگئی۔ حضرت مروج الشریعت نے آسمان کی طرف

www.maktabah.org

رُخ کرکے حسب ذیل شعر پڑھا۔ ؎

اے فلک آہستہ رَو کائے کہ بر ما کردۂ
ماہِ سیمین مرا در خاک پنہاں کردۂ

ترجمہ: اے آسمان! اپنی رفتار کو روک دے تو نے ہم پر وہ ظلم کیا ہے کہ ہمارے چاند کو زمین میں دفن کردیا ہے۔

یہ شعر پڑھتے ہی آفتاب پھر نکل آیا۔ اور لوگوں نے نماز عصر ادا کی۔

ردِ شمس کے واقعات غروب آفتاب کے بعد دوبارہ سورج کا نکلنا اس سے بیشتر دو دفعہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مبارک میں جب کہ آپ اُڑنے والے گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خفا ہو کر گھوڑوں کے پَر کاٹ دیئے۔ چنانچہ گھوڑوں کے زانوؤں پر اب تک وہ نشان قائم ہے اللہ تعالیٰ نے پھر آفتاب کو نکالا۔

دوسرے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے۔ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معروف تھے۔ کہ سورج غروب ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تو سورج پھر نکل آیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز ادا کی۔

تیسرے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت چونکہ حضرت خواجہ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائبِ اتم و وارثِ کامل تھے اس لیئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق آنحضرتؓ کی وفات کے بعد آفتاب دوبارہ نکلا۔

قبر میں پہلی رات حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے وفات کے دوسرے دن حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے منکر نکیر کی بابت سوال کیا کہ ان سے کیونکر معاملہ ہوا۔ فرمایا نہایت خوبصورت فرشتے جو خوبصورتی اور رعنائی میں عدیم المثال تھے۔

www.maktabah.org

نہایت پُرتکلف لباس میں میرے پاس آکر نہایت ادب سے کھڑے ہوئے لیکن مجھ سے کوئی سوال نہ کیا۔ ایک گھڑی بعد چلے گئے۔

پھر حضرت مروج الشریعت نے پوچھا کہ کیا پہلی رات اولیائے اکمل کو قبر میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ فرمایا "مجھے تو سوائے راحت اور خوشی کے اور کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی جب میں دُنیا سے دارالبقاء میں آیا۔ اسی وقت مجھے الہام ہوا کہ بیٹھ جاؤ! پھر مجھے اختیار دیا گیا کہ چاہو تو گھر چلے جاؤ۔ سو اگر میں چاہوں تو میں اس طرح گھر چلا جاؤں جیسے بحالت زندگی جایا کرتا تھا۔ لیکن ایسا کرنے سے اُمّت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں فتنۂ عظیم پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ کیونکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

وصال کے بعد زیارت

حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وصال کے بعد حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ مجھ پر ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا کہ کارخانہ خدائی کی کیفیت آنجناب نے کیا دیکھی فرمایا تمام کارخانہ الٰہی میں سوائے رحمت کے اور مجھے کچھ نہیں ملا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعتؒ اپنے والد بزرگوار کے فراق میں آنحضرت کے روضہ منوّرہ میں جاکر روتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔ ؎

بگرد روضہ ات گشتیم گُستاخ
دِلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

ترجمہ: ہم آپ کے روضہ کے گرد دیوانہ وار گھومتے ہیں۔ ہمارے دل درد و فراق سے پارہ پارہ ہو گئے ہیں۔

بعد ازاں روضہ مبارک کو کھول کر اندر گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں روضہ مبارک میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت کی قبر شق ہو گئی ہے اور قبر سے نکل کر مجھ سے بغل گیر ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم اس قدر غمگین کیوں ہو۔ اگر کہو تو میں ابھی تمہارے ساتھ گھر چلا جاؤں لیکن ایسا کرنے سے اُمّت محمدی میں فساد برپا ہوگا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے تسلی ہوئی

www.maktabah.org

یہ واقعہ مَیں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضرت مروّج الشریعت فرماتے ہیں کہ مَیں ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گیا۔ جب اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ قبر پر سوار ہیں اور فرما رہے ہیں۔ "الانبیاء یمیلون اِلیّ والاولیاء یقبلون اقدامی۔" انبیاء میری طرف مائل ہیں اور اولیاء میرے قدم چومتے ہیں۔ یہ معاملہ بھی میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔

مزار پر پانی کے کوزے شفائے امراض بن گئے

حضرت محمد اشرف فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا کہ آنحضرت نے روضہ مبارک کے محراب میں پڑے ہوئے کوزوں کے پانی پر دم کر کے فرمایا کہ یہ فلاں فلاں مریض کو دے دینا۔ اگر پئیں گے تو شفا پائیں گے۔

صبح میں نے وہ کوزے مریضوں کو بھیجے اور خوشخبری سنائی انھوں نے پانی پیا۔ تو پیتے ہی انھوں نے کامل شفا پائی۔ اس روز سے لوگ پانی کے کوزے بھر کر روضہ منورّہ کے محراب میں رات کے وقت رکھ دیتے صبح وہ پانی مریضوں کو پلا دیتے۔ مشہور ہے کہ آنحضرت ہر رات ان کوزوں پر دم کرتے ہیں۔

وصال کے بعد شیخ عبدالاحد کے سوال کا جواب لکھ کر دیا۔

شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ کی زندگی میں اپنے بیاض میں دس سوال لکھ کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجے۔ آنحضرت نے ان میں سے نوٗ کا جواب لکھا۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ جناب نے نو سوالوں کا جواب لکھا ایک کا نہیں لکھا۔ آپؓ نے فرمایا کہ غلطی سے رہ گیا ہوگا۔ بیاض بھیج دینا اسے لکھ دوں گا۔

بیاض بھیجنے کا اتفاق نہ ہوا اتنے میں آپؓ کا وصال ہوگیا۔ سخت افسوس ہوا۔ آنحضرتؓ کی طرف متوجہ ہو کر التجا کی کہ اس دسویں سوال کا جواب مطلوب ہے۔ ایک رات آنحضرتؓ کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں کہ عبدالاحد! میں نے اب تمھارے دسویں سوال کا جواب

www.maktabah.org

لکھ دیا ہے اپنے بیاض میں دیکھو۔ جب صبح کو دیکھا تو بیاض میں دسویں سوال کا جواب بھی اسی قسم سے لکھا تھا جس سے پہلے نو کے جواب لکھے تھے۔ شیخ صاحب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لوگوں میں یہ واقعہ عام طور پر مشہور ہو گیا۔

آنحضرت کے ایک امیر مخصوص مرید کئی ہزار اشرفیاں بطور نیاز شیخ صاحب کی خدمت میں لایا۔ کہ وہ بیاض جس میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں۔ مجھے عنایت فرما دیں شیخ صاحب نے فرمایا کہ اگر تمام دنیا بھی مجھے دو گے تو بھی میں آنحضرت کے دستخط نہیں دوں گا۔ پھر وہ حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں گیا۔ جو آنحضرتؓ کے ہمراہیوں میں سے تھے۔ حضرت شیخ نے خود آ کر بیاض شیخ صاحب کے حوالے کیا۔

بادشاہ اورنگزیب کی تعزیت کیلئے سرہند میں حاضری

شیخ محمد تقی سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شاہجہان آباد میں بادشاہ کے دربار سے اٹھ کر ابھی آیا ہی تھا۔ کہ ایک شخص نے مجھے کہا کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے۔ یہ وہی وقت تھا جب سرہند میں آنحضرت کا وصال ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ خبر دینے والا شخص کوئی فرشتہ تھا۔ میں گھبرایا ہوا بادشاہ کے پاس گیا اور اطلاع دی بادشاہ نے کہا میرے آدمی کوس بکوس بیٹھے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پہلے مجھے اطلاع ہوتی۔

رات کے وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر پہنچی۔ بادشاہ کی زبان سے بے اختیار نکلا "نورِ عالم برفت" جہاں کا نور جاتا رہا۔ "عالم تاریک شد" جہان سیاہ ہو گیا۔ دونوں جملوں سے آنحضرت کی تاریخ وفات نکلتی ہے۔

بادشاہ آپؒ کی ماتم پرسی کے لئے سرہند آیا۔ پہلے آنحضرت کے روضہ مبارک پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھی۔ بعد ازاں آپ کے فرزندوں کے پاس جدا جدا ماتم پرسی کی۔ فرزندوں نے قطب الاقطابی اور ولیعہدی کا دعوے کیا۔ کیونکہ آنحضرت نے حضرت حجت اللہ کو خلوت میں قیومیت اور قطبیت کی خوشخبری دی تھی۔ اس واسطے بھائیوں میں اختلاف ہوا۔ مناظرہ

www.maktabah.org

اور اختلاف کی نوبت آپہنچی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جو جو آدمی اپنی زندگی میں اپنے فرزندوں کے سپرد کئے تھے وہ انہیں قطب الاقطاب اور حضرت خواجہ محمد معصوم کا واحد قائم مقام مانتے تھے۔

آپؒ کے مرید اور خلفاء جو جہان کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب آپؒ کی فاتحہ خوانی اور ماتم پرسی کے لئے حاضر ہوئے۔ تمام ملکوں کے بادشاہوں نے مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک جو آپؒ کے مرید تھے۔ اپنے اپنے نمائندوں کو معہ تحف و ہدایا نیاز تعزیت اور فاتحہ کے لئے سرہند بھیجا۔ ہزاروں امیر بادشاہ خان۔ بادشاہوں کے ایلچی۔ چھوٹے بڑے۔ بوڑھے۔ جوان فاتحہ کے واسطے آتے تھے۔ جس جس فرزند کے ماتحت تھے۔ اسی سے تجدید بیعت کی۔ کئی سال تک آپؒ کے مرید اور خلفاء۔ بادشاہ اور اُن کے وکلاء آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے آتے رہے۔

شیروں کی لڑائی

جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں اختلاف ہوا اور مناظرہ عظیم ہوا۔ تو آپؒ کے خلیفہ اخون میر حسن سیالکوٹی نے سرہند جانا ترک کر دیا۔ لوگوں نے اخون صاحب سے وجہ پوچھی کہ آپ سرہند کیوں نہیں جاتے؟ فرمایا "وہاں شیروں کی لڑائی ہے میں ڈرتا ہوں کہ کسی شیر سے مجھے گزند نہ پہنچ جائے۔"

حضرتؒ کے دونوں فرزند حضرت حجۃ اللہ اور حضرت مروج الشریعت اپنے آپؒ کو قیوم اور قطب کہتے تھے۔ دوسرے چاروں قیومیت کا انکار کرتے تھے۔ لیکن اپنے آپؒ کو قطب بتلاتے تھے۔ آخر حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد اشرف نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کا اقرار کر لیا۔ ان دونوں بزرگوں کی اولاد حضرت حجۃ اللہ کی مرید ہوئی۔ اب بھی وہ آنجناب کی مرید ہیں۔ لیکن باقی تین بزرگ تا دم مرگ اپنے آپ کو قطب کہلاتے رہے۔ ان کی اولاد اور ان کے مرید تا دمِ حال اسی اعتقاد پر قائم ہیں۔ لیکن اس بات پر سب متفق ہیں کہ آنحضرت کے تمام فرزند تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کتاب

www.maktabah.org

کے تیسرے حصہ میں اس کا حال لکھا جائے گا۔

حضرت عروۃ الوثقٰے امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کے روضہ مبارک کی تعمیر

جہاں پر اب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا روضہ مبارک ہے۔ وہ جگہ حضرت مروج الشریعت کی ملکیت تھی۔ جب آنحضرت کا وصال ہوا تو حضرت مروج الشریعت نے آپؓ کو اپنی جگہ میں دفن کر کے نہایت عالیشان روضہ بنانا چاہا۔ شاہجہان کی لڑکی روشن آرا نے عرض کیا کہ یہ سعادت عظمیٰ میں حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ آنجناب نے اسے منظور فرمایا اور تعمیر روضہ کی اجازت دے دی۔ اس باپردہ بیگم نے ایران سے نہایت اعلیٰ درجہ کے معمار اور استاد منگائے۔

اس خاتون نے مرید ہونے سے پہلے ایک اعلےٰ قسم کا محل خواب میں دیکھا جس پر آنحضرت کھڑے تھے۔ وہ محل اُسے بڑا پسند آیا۔ اسی کا نقشہ کاغذ پر بنا کر معماروں کو دیا کہ اس قسم کا محل بناؤ۔ پہلے پتھر اور چونے کا ایک قدِ آدم چبوترہ بنایا مرقد شریف پر جو چبوترہ میں تھی مٹی ڈال کر چبوترہ کے برابر کر دیا۔ آنحضرتؓ نے حضرت مروج الشریعت پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ اسقدر مٹی کا بوجھ میرے سینے پر کیوں رکھا ہے؟ اس کو ہٹاؤ! ۔ اسی وقت حضرت مروج الشریعت نے حسب الارشاد صفہ کے درمیان سے جگہ خالی کروائی۔ اور تہ خانہ میں مرقد اعلےٰ بنایا۔ اس کے مقابلہ میں چبوترے پر بھی ایک مرقد بنایا پھر اس چبوترے پر نہایت عالیشان محل بنایا جو آئینہ کی طرح چمکتا تھا۔ اور جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش تھا۔ چین و انگلستان کے نقوش سے آراستہ تھا۔ پھر اس محل پر سنگِ رخام کا نہایت اونچا گنبد بنوایا۔ اس محل کے چاروں کونوں میں چار بُرج بنائے گئے۔ یہ گنبد اور چاروں بُرج سنہری بنوائے گئے۔ اس محل کے چاروں طرف بڑے محراب بنوائے۔ ہر محراب میں دو حجرے بنوائے۔ محل کے اندر نقاشی کا کام بکثرت

www.maktabah.org

کیا۔ دیبا کی قسم کے فرش بنوائے بعض نے وعدہ کیا۔ کہ ہم نوبت بنوبت مہیا کرائیں گے۔ دروازوں کے پردے شامیانے اور مزار پوش زربفت کے تھے۔ شامیانہ کے لئے اور سامان قبر کے فرش کے لئے پتھر۔ اور عود جلانے کے لئے۔ سونے چاندی کی انگیٹھیاں۔ غرضیکہ ہر قسم کا اعلیٰ سے اعلیٰ شاہانہ سامان وہاں لگایا گیا۔

اس قسم کی خوبصورت اور عالیشان عمارت پورے ہندوستان میں نہیں۔ ناصر علی سرہندی نے ایک قصیدہ میں اس روضہ کی بابت لکھا ہے۔ ؎

اے زمیں مولد قدسی نسب و ہفت سما رفعت بام تو از عالم ایجاد درا
مغربی روضہ تو ہست چو بیت المعمور گشت فردوس بریں مرقدش دہر آرا
مظہر نور خدا است مزار ملکوت مرقد خواجہ کنم نام تو با عرش خدا

اپنے دیوان میں جو غزل اس روضہ کی شان میں لکھی ہے اس کا مطلع یہ ہے ؎

در فیض است منشیں از کشا کش ناامید اینجا
برنگ دانہ از ہر قفل مے روید کلید اینجا

اس روضہ کی تاریخ تعمیر جو دیوار روضہ پر لکھی ہے۔ یہ ہے۔ "مرقد محبوب حق قطب زماں"۔ ایک اور شخص نے یوں تاریخ بنا رکھی ہے۔ "بہشتے بنا شد"۔

آنحضرت کے خلیفہ شیخ عطاء اللہ نے اپنے ہاتھ سے نہایت جلی قلم سے جس کا قطر تقریباً دو انگل چوڑا ہے۔ قرآن شریف لکھ کر روضہ مبارک میں رکھا ہوا ہے۔ اس قرآن شریف کا جلد کا طول دو گز اور عرض ایک گز ہے۔

آپ کے فرزندوں نے اپنے حلقہ اور مراقبہ کے لئے روضہ مبارک کے گرداگرد چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنوائی ہیں۔ حضرت مروج الشریعت نے اپنے لئے مغرب کی طرف روضہ مبارک کے بالمقابل ایک چھوٹا سا محل بنوایا۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو دے دیا اور حضرت شیخ سیف الدین نے حضرت مروج الشریعت سے اجازت لے کر مشرق کی طرف محل بنوایا۔ دوسرے فرزندوں

www.maktabah.org

نے بھی اپنے اپنے لئے عمارتیں بنوائیں۔

حضرت مروج الشریعت نے روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنوائی اور اُسی مسجد پر اونچے مینار بنوائے۔ ایک بڑا وسیع حوض لوگوں کے وضو کے لئے بنوایا۔ روضہ مبارک اور مسجد کی عمارت اس قدر مضبوط بنوائی کہ کئی مرتبہ روضہ مبارک کے گنبد پر بجلی گری لیکن نقصان نہ پہنچا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ کے وقت میں جب سرہند پر غیر مسلم غالب آئے۔ تو کئی ہزار بدکار کافر آنحضرت کے روضہ مبارک پر چڑھ گئے اور گنبد کو گرانا چاہا لیکن گرا نہ سکے۔ تین سو کافر گنبد سے گر گر کر ہلاک ہوئے۔ مجبور ہو کر روضہ سے بھاگ گئے [1]

حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ مبارک میں دوسرے افراد خاندان کی قبریں

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر آٹھ قبریں ہیں۔ (۱) آنحضرت رضی اللہ عنہ کی۔ (۲) حضرت مروج الشریعت کی۔ (۳) حضرت قیوم رابع کے والد ماجد حضرت ابو العلی کی۔ (۴) حضرت محمد اشرف کی۔ (۵) حضرت محمد صبغۃ اللہ کی۔ (۶) میرے (مصنف کے) دادا حضرت شیخ محمد ہادی کی۔ (۷) حضرت محمد پارسا کے فرزند شیخ الاسلام کی۔ (۸) حضرت محمد پارسا کے پوتے نور معصوم کی۔ یہ تینوں قبریں پانچ قبروں کی پائنتی کی طرف ہیں۔ روضہ مبارک کے باہر چبوترہ کے ایک کونے میں حضرت محمد پارسا کا گنبد ہے۔ حضرت محمد صدیق کا مزار مبارک آنحضرت کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف ہے۔ مسجد کے مقابل حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ کی بلندی اس قدر ہے کہ کئی میلوں سے نظر آتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس روضہ مبارک کی عمارت اور سامان فرش فروش پر ایک لاکھ روپیہ سے

---

[1] : یہ سکھا شاہی کا زمانہ تھا جب مغلیہ سلطنت زوال پذیر ہوئی۔ مسلمانوں کی دفاعی صلاحتیں جواب دے گئیں تو سکھ مختلف مسلوں میں سارے پنجاب میں طوفان بپا تھے۔ سرہند شریف کو خصوصاً نشانہ ستم بنایا گیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔ تفصیل جلد سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

www.maktabah.org

زیادہ خرچ ہوا۔ پانچ ہزار اشرفی گنبدوں پر صرف ہوئیں۔ چالیس ہزار روپیہ مسجد پر خرچ ہوا۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم زمانی قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی اولاد کے حالات

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد بے واسطہ چھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندانِ نرینہ کے اسماء یہ ہیں:۔

(۱)۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ
(۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ
(۳)۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ
(۴) حضرت محمد اشرف
(۵) حضرت شیخ محمد صدیق
(۶) حضرت شیخ سیف الدین۔

رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ان چھ بیٹوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ یہ تمام اولیائے اُمت سے افضل ہیں۔ آنجناب کی صاحبزادیوں کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:۔

امت اللہ۔ عائشہ۔ عارفہ۔ عاقلہ۔ صفیہ۔ رحم اللہ علیہن۔

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۳۲ھ ہجری کو حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی میں پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں حضرت قیوم ثانی کو فرمایا کہ محمد معصوم! اس فرزند میں اصلی نور دکھائی دیتا ہے۔ اس کا نام صبغۃ اللہ رکھو۔

میرے (مصنف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میں بھائیوں سمیت بیٹھا تھا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی حضرت صبغۃ اللہ کو بشارت دینے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ بعض نے کہا اصل سے مراد طینت ہے بعض نے کہا اصل سے مراد اسماء و صفات کے

www.maktabah.org

کمالاتِ عین ہیں ۔ اس اثنار میں حضرت صبغۃ اللہ کی سواری آ پہنچی ۔ لوگوں نے کہا کہ آؤ انھیں سے پوچھ لیں ۔ آنحضرت کی خدمت میں آکر اس بارے میں سوال کیا ۔ اُنھوں نے فرمایا "اصل سے مراد ظلال سے اوپر کے کمالات ہیں جو عین اسمار و صفات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ سوائے حضرت قیوم ثانی کے اور کسی کو یہ طینت حاصل نہیں "۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی موجودگی میں بیمار ہوئے ۔ مرض اس قدر غالب آیا کہ زیست کی اُمید باقی نہ رہی ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اپنے فرزند کی شفا کے لئے دعا کی التجا کی ۔ تو حضرت قیوم اوّل نے فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو ۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے ۔ اور ہزاروں مرید اس کے گرد کھڑے ہیں ۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی یہ خوشخبری واقعی پوری ہوئی جو انھوں نے حضرت صبغۃ اللہ کے بارے میں دی تھی ۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کی عمر تقریباً سو سال ہوئی ۔ ہزاروں لوگ مرید ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے تو انھیں دیکھ کر فرمایا "السلام علیکم یا صبغۃ اللہ ۔" حضرت صبغۃ اللہ نے علوم معقول منقول ۔ فروع اور اصول انتہائی درجے تک حاصل کئے ۔ بعد میں والد امجد کی خدمت میں باطنی علم حاصل کیا ۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات حاصل کئے ۔ آپ نے اس فرزند کو ولایتِ کامل اور غور کی خلافت مطلق دے کر رخصت فرمایا تھا ۔ اس علاقہ کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی طرف رجوع ہوئے ۔ آپ کے حلقہ میں ہر صبح و شام ہزاروں آدمی شامل ہوا کرتے ۔

میرے (مؤلف کے) حضرت قبلہ گاہ فرماتے تھے کہ کابل میں ایک روز حضرت صبغۃ اللہ استنجا کرنے کے بعد ایک کونے میں پھر رہے تھے ۔ ہاتھ میں اسی طرح استنجا کا ڈھیلا تھا ۔ اتنے میں ایک فقیر نے آکر سوال کیا ۔ آپ نے وہی ڈھیلا اسے عنایت کیا ۔ فقیر نے کہا گیا آپ مجھے استنجا کا ڈھیلا دیتے ہیں ؟ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ یہ لو ! اس

www.maktabah.org

نے مجبور اُسے لیا۔ جب غور سے دیکھا تو وہ خالص سونا تھا۔

آپ پیٹ کے درد کے وقت چنوں کی روٹی جو سراسر مرض کے مخالف ہے کھایا کرتے تو پیٹ کا درد رفع ہو جاتا۔

تمباکو کی بجائے چنبیلی کے پھول

ایک روز آپ حقہ پی رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک شخص آپ کی زیارت کے لیئے آیا۔ لیکن وہ ادب کی وجہ سے کچھ نہ کہہ سکا۔ آپ نے اس کے خیال سے واقف ہو کر فرمایا" دیکھ اس حقہ میں کیا بھرا ہے۔" جب چلم اُلٹ کر دیکھا تو بجائے تمباکو کے چنبیلی کے پھول تھے۔ جن پر آگ کا اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ شخص آپؒ کا بہت معتقد ہو گیا۔

حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تین آدمی افضل تھے۔ ایک حضرت حجۃ اللہ، دوسرے حضرت مروج الشریعت، تیسرے حضرت محمد صبغۃ اللہؒ۔ میں نے ان میں سے دو کو دیکھا ہے۔ ایک حضرت حجۃ اللہ دوسرے حضرت محمد صبغۃ اللہ حضرت محمد صبغۃ اللہ کا وصال ۹ ربیع الثانی ۱۰۲۱ھ ہجری جمعہ کے دن عصر کے وقت غلبہ کفار میں شہر سرہند کے اندر ہوا۔ باوجود کفار کے غلبہ کے آنجناب کا جنازہ نہایت بلند آواز سے صلوٰۃ و تکبیرات کہہ کر ہزاروں مسلمانوں کی موجودگی میں ہوا۔ اور بڑی عزت اور دھوم دھام سے حضرت عروۃ الوثقےٰ کے روضہ مبارک میں لا کر دفن کیا۔ لیکن کافروں نے دم نہ مارا یہ آنحضرت کا تصرف تھا۔ حضرت صبغۃ اللہ کی قبر مبارک حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے گنبد میں مغربی دروازہ کے اندر حضرت محمد اشرف کی مرقد کے پہلو میں واقع ہے۔

آپ کی اولاد چار لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں۔

حضرت شیخ ابو القاسم

آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ کی عمر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں پچیس سال کی تھی۔ باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔

www.maktabah.org

ظاہری علم اپنے والد بزرگوار اور چچوں سے انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ شیخ ابوالقاسم حضرت محمد صبغۃ اللہ کے سارے فرزندوں سے بڑھ کر مقبول و منظور تھے۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے داماد اور حضرت مروج الشریعت کے متبنٰے اور حضرت محمد اشرف کے شاگرد تھے۔ تمام کتابیں تحصیل کر کے حضرت شیخ سیف الدین کی خانقاہ کے میر سامان ہوئے۔ حضرت محمد صدیق کے ہم عمر تھے۔ ۱۰۸۱ھ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں چبوترے کے باہر جنوب کی طرف دفن ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں سب سے پہلی قبر جو بنی تھی وہ یہی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت مروج الشریعت نے اپنے دستِ مبارک سے شیخ ابوالقاسم کو قبر میں اتارا۔ بہت غمگین ہوئے۔ آنحضرت کے تمام فرزندوں نے آپ کی وفات پر اظہارِ افسوس کیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔

حضرت شیخ محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ

آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ پہلے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں باطنی سلوک طے کر کے خلافت پائی۔ والد بزرگوار نے شیخ محمد اسمٰعیل کو اپنے فرزندوں سے اپنا قائم مقام بنایا اور تمام مریدوں پر خلیفہ مقرر فرمایا۔ ایک سال خود حضرت شیخ کابل تشریف لے جاتے اور ایک سال شیخ محمد اسمٰعیل کو اپنا قائم مقام بنا کر کابل بھیجا کرتے تھے۔ تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی وفات کے بعد تمام مریدوں نے آپ سے بیعت کی شیخ محمد اسمٰعیل بھی اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر ثابت قدم رہے۔ آپ حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے منسوب تھے ۱۱۳۶ھ ہجری میں وفات پائی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالٰے عنہ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔

آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ

آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے بڑے بیٹے اور اپنے دادا کے مرید تھے سلوک باطنی بھی انہی سے حاصل کیا۔ میرے (مصنف کے) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ شیخ محمد صبغۃ اللہ حضرت حجۃ اللہ کی اولاد میں ممتاز ہیں۔

لڑکپن میں ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے۔ حتیٰ کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ آپ کی والدہ نے جو حضرت مروج الشریعت کی صاحبزادی تھیں۔ باپ کے پاس آکر التجا کی۔ آنحضرت ؒ نے ظاہر ہوکر اس کا مرض اپنے آپ پر لیا آپ کو شفا ہوئی۔ آنجناب بیمار ہوئے اور اسی مرض میں وفات پائی۔ شیخ صبغۃ اللہ ورع۔ تقوےٰ اور استقامتِ حضراتِ سرہند سے موصوف تھے۔ لیکن آپ کی اولاد میں سے کوئی زندہ نہ رہا۔

حضرت شیخ غلام معصوم رضی اللہ عنہ

آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے دوسرے فرزند اپنے دادا کے مرید ہیں۔ سلوک باطنی بھی انہی سے حاصل کرکے خلافت سے مشرف ہوئے۔ دادا صاحب کے تمام مریدوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے قائم مقام ہوئے اکثر اصحاب کو خلافت عطا فرمائی۔ احمدیہ معصومیہ طریقہ پر ثابت قدم رہے آپ اپنے وقت کے مشہور آدمی تھے۔ آپ کی مشیخیت اس زمانے ابنائے جنس میں ممتاز تھی۔ آپ حضرت قیوم رابع کی بہن اور حضرت ابوالعلی کی بیٹی سے منسوب ہیں۔

آپ کے نو لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت غلام احمد قدس سرہٗ

آپ حضرت قیوم رابع کے بھانجے اور شیخ معصوم کے بڑے بیٹے ہیں صالح اور متقی مرد تھے۔

حضرت غلام محمد قدس سرہٗ

آپ شیخ غلام معصوم کے دوسرے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی والد ماجد سے حاصل کرکے خلافت پائی۔ آپ کو والد بزرگوار نے اپنا قائم اور خلیفہ بنایا۔ آپ کے سات لڑکے ہیں اور ان کے نام معلوم نہیں۔ آپ ؒ کے سات اور بھی لڑکے ہیں ان کے نام بھی معلوم نہیں۔ آپ کی صرف ایک لڑکی ہے جو حضرت

www.maktabah.org

یشیخ محمد ہادی کے پوتے نور سُبحان سے منسوبہ تھیں۔شیخ محمد اسمٰعیل کی مذکورہ بالا اولاد حضرت مروج الشریعت کی بیٹی سے ہوئی۔

حضرت محمد اسحاق رحمۃ اللہ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے تیسرے فرزند اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے۔اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر ثابت قدم رہے۔

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ آپ شیخ محمد اسمٰعیل کے چوتھے فرزند اور اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح اور اپنے آباؤاجداد کے طریقے پر قائم تھے۔

شیخ محمد اسمٰعیل کی پانچ لڑکیاں تھیں ایک منور خانم جو شیخ حسام الدین سے منسوب رہے۔ دوسری منیرہ مخدومہ۔تیسری منیرہ جو شیخ کلمۃ اللہ سے منسوب تھی۔چوتھی خدیجہ خانم جو محمد فاروق کی منسوب تھی۔پانچویں فاطمہ خانم جو محمد معاذ کی منسوبہ تھی۔

حضرت شیخ اہل اللہ رحمۃ اللہ آپ حضرت صبغۃ اللہ کے تیسرے فرزند نہایت قابل اور نیک سیرت تھے۔آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے آپ کی اولاد میں سے صرف ایک بیٹی تھی جو شیخ محمد سے منسوب تھی۔

حضرت شیخ پیر رحمۃ اللہ آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے چوتھے فرزند تھے اپنے والد ماجد کی خدمت میں باطنی سلوک طے کر کے خلافت پائی۔آپؒ اپنے اباؤاجداد کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ کی ایک بیٹی صائمہ شیخ محمد کاظم قدس سرہٗ سے منسوب تھی۔دوسری راضیہ جو نہایت عالمہ اور محدثہ تھیں۔شیخ محمد کاظم کی منسوبہ تھیں۔تیسری عالیہ، شیخ محمد مولے سے منسوب تھیں۔چوتھی ماریہ،صفر احمد کی منسوبہ تھیں۔پانچویں رافعہ جو شیخ عبدالحی کی منسوبہ تھیں۔چھٹی باقیہ المشہور بہ بودنہ بیگم جو شاہ گدا سے منسوب تھیں۔ساتویں روشن آرا، جو شیخ محمد برکت اللہ کی منسوبہ تھیں۔

www.maktabah.org

حضرت صوفی عبدالرشید رحمۃ اللہ

آپ حضرت صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی آنجناب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرت خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اکثر آیا کرتے تھے۔ مستقیم الاحوال تھے۔ شجرہ نقشبندی کو آپ نے منظوم کیا۔ جس کا مقطع یہ ہے۔ ؎

رشیدی کلب ایشاں را اُمید است　　که یابد لقمہ از اخوان ایشاں

حضرت صوفی عبداللطیف رحمہ اللہ

آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں طریقہ احمدیہ مجددیہ پر پورے پورے ثابت قدم تھے۔ بہت لوگوں کو آپ سے فائدہ ہوا۔

حضرت سرہ شاہ عالم رحمہ اللہ

آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے خلیفہ ہیں۔ کہتے ہیں آپ نے شیخ غلام معصوم سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی بہت سے پٹھان آپ کے مرید ہوئے۔ آپ ملک مالوہ میں رہتے تھے۔ حضرت صبغۃ اللہ کے خلفاء بکثرت ہیں۔ کہاں تک اُن کے حالات لکھوں۔

حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دوسرے فرزند تھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے حالات اور آپ کے فرزندوں اور خلفاء کے حالات اس کتاب کے تیسرے حصے میں بیان کئے جائیں گے۔

حضرت امام الطریقت مروج الشریعت خواجہ محمد عبداللہ رضی اللہ عنہ

کے مجمل حالات

زساز دگر پردہ بنیاد کن　　زنقش عبید اللہی یاد کن

www.maktabah.org

ولادتِ دہ گلشنِ خاکیاں — معطر کن بزمِ افلاکیاں
شریعت ازدیافت زیب و ذکر — طریقت ازویافت تازہ زسر
بدو گفت آں والدِ نامدار — کہ اے درطریقت شہ کامگار
بقطبیت گر بخواہم سزاست — بقیومیت گر بگویم رواست

آنجناب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں. آپ ۲۱ شعبان ۱۰۳۷ھ ہجری کو پیدا ہوئے.

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زبانی فرماتے ہیں. کہ حضرت مروج الشریعت کی ولادت کے دن فرشتے آسمان سے اُترے. جن سے تمام روئے زمین پُر ہو گیا. فرشتے بحکمِ خدا یہ آیت پڑھتے تھے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے۔ "یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا[1]" اور حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کو مبارک باد دیتے ہیں۔

ترویحہ میں لکھا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے فرزند محمد عبید اللہ کی ولادت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معہ دوسرے انبیاء علیہ السلام تشریف آور ہوئے. اور اس فرزند کے دائیں کان میں اذان بائیں کان میں تکبیر پڑھ کر فرمایا کہ یہ فرزند صاحبِ طینت واصالت ہے. اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمّت سے افضل ہوگا.

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کا اسم محمد عبید اللہ، لقب بہاؤالدین. اور کنیت ابوالعباس مقرر فرمائی. حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آپ سے اس طرح محبت تھی جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی. کبھی ان کے پلنگ

---

[1] جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرا اور جس دن اُٹھے گا زندہ ہو کر. پ ۱۶ ۔ ع ۴

www.maktabah.org

کو اپنے سے جدا نہ کیا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت باغ کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ اتفاقاً وہیں رات ہوگئی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خود دست مبارک سے رقعہ لکھا کہ اے فرزند! جلدی جلدی پہنچو! کیونکہ میری طبیعت تمہاری طرف متوجہ ہے۔ دین و دنیا کے کام تمہارے آنے پر موقوف ہیں۔ چونکہ قیوم زمان تھے اس لئے آپ کے کسی اور طرف متوجہ ہونے سے اہلِ زمانہ کے کاروبار میں فرق پڑتا تھا۔ حضرت مروج الشریعت خط کو دیکھتے ہی والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آنحضرت کثرت محبت کی وجہ سے اس فرزند کو حضرت جیو صاحب کہا کرتے تھے اسی لئے حضرت مروج الشریعت کو حضراتِ سرہند حضرت جیو صاحب کے نام سے پکارتے تھے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

حضرت صاحب کہ شاہِ دلبران است — او سراپا دلبراں را دلبراں است
چو عناصر نہ فلک سرگشتہ او — بر جسم و روح و عقل اول آں است
نہ علم و حلم او آخر چہ گویم — علی وقت زین عارفان است
ہمہ احرار علم بندۂ او — عبید اللّٰہش فخر جہان است
حضرت صاحب کہ مہرش در دلِ من — نہ جسم و جان بل خود جانِ جان است
میاں بوستان شرع اسلام — خراماں ہمچو سرورِ بوستان است
بہارش را خزاں ہرگز مبادا — کہ او سرور وانس و جان است

حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ مجھ پر حضرت جیو صاحب کا احسان ہے کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان کی ولادت کے بعد مجھ سے فرمایا کہ تو نے ایسا بچہ جنا ہے کہ آئندہ تمہاری زندگی میں اور کسی عورت سے نکاح نہیں کروں گا۔ ایک لونڈی جو اس سے پہلے موجود تھی اسے بھی جواب دے دیا۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے

www.maktabah.org

مجھے فرمایا تھا کہ تیرے فرزند میری طرح ہوں گے۔ ان فرزندوں سے مراد محمد نقشبند اور محمدؒ عبید اللہ ہیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو طینت واصالت محمدی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خوشخبری دی تھی۔ نیز آنحضرت اس فرزند کو فرماتے تھے کہ تم میرے ساتھ برابر جاتے ہو۔ بیچ کی انگلی سبابہ سے اشارہ کرکے فرماتے تھے کہ میرا اور تیرا عروج برابر ہے اور میرا اور تیرا نزول عدم صرف کے نقطہ میں ہے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت جیو صاحب کو خاص حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری دی۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب کبھی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں وہاں پہلے ہی مروج الشریعت کو موجود پاتا ہوں۔

خواجہ محمد عبید اللہ رضی اللہ عنہ

مسندِ ارشاد پر تشریف فرماتے ہیں

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت جیو خواجہ محمد عبید اللہ نے سوموار کے دن ۱۱، ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ ہجری کو مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے اکثر مرید اور خلفاء نے آپ سے بیعت کی۔ بہت سے بڑے بڑے علماء اور مشائخ نے اپنی مشیخیت ترک کرکے آپ ہی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ ہر روز گروہوں کے گروہ اطراف وجوانب عالم سے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوتے۔ اور اس قدر ہجوم ہو جاتا۔ کہ مراقبہ کے لیئے بیٹھنے کو مجلس میں جگہ نہ ملتی۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے جس خلیفہ نے سب سے پہلے آپ سے بیعت کی۔ وہ شیخ ابوالمظفر برہانپوری تھے۔ بعد ازاں باقی کے مرید اور خلفاء بھی حاضر خدمت ہوئے آپؒ نے خلفائے معصومی کو از سرِ نو خلافت عنایت فرمائی۔ اور باقی مریدوں کو اپنی طرف سے

www.maktabah.org

خلافت عنایت کر کے روئے زمین کے مختلف حصّوں میں بھیج دیا۔ جہاں جہاں آپؒ کے خلفائے گئے۔ ہزاروں آدمی ان کے مرید ہوئے۔

حضرت عروۃ الوثقٰیؒ کی خانقاہ کی رونق و شوکت حضرت جیو صاحب سے بدستور قائم رہی۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نائب اتم اور قائم مقام بنے۔ ؎

عبید اللہ شاہِ اولیاء بود	مہیں فرزند قیومِ زماں بود
زمعصوم ازل محبوبیت یافت	زنورِ فیض بر عالم ازاں تافت
جبینش از اصالت گشتہ پرنور	چو در مصحف نمایاں آیتے نور
زہر جامش جہاں مست و مدہوش	بہر کشور زفیض جوشش در جوش

حضرت جیو صاحب کے چچا کے بیٹے شیخ سعد الدین، شیخ عبد الاحد اور شیخ خلیل اللہ بھی آپ کے مرید ہوئے۔ شیخ سعد الدّین فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات مَیں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد عبید اللہ قرب الٰہی میں میری طرح ہیں۔ جو شخص میرے خاص کمالات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُسے لازم ہے کہ محمد عبید اللہ سے رجوع کرے۔ صبح آکر میں آپؒ کا مرید ہوگیا۔

شیخ عبد الاحد کو قدیم سے حضرت جیو صاحب سے خصوصیت تھی۔ جیسا کہ پنتیسویں[۳۵] سالِ قیومیت میں بیان ہو چکا ہے۔ سو وہ امام معصوم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت جیو صاحب کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی میں آنجناب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو حضرت امام معصوم اور حضرت جیو صاحب کو کمالات الٰہی میں یکساں دیکھتا ہوں۔

خواجہ محمد عبید اللہ قیوم اوّل اور قیوم ثانی کے حقیقی قائم مقام تھے

شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت قیوم ثانیؒ سے پوچھا کہ آنجناب کے بعد بھی کوئی صاحب طینت اصالت ہے یا نہیں؟

www.maktabah.org

فرمایا میرے فرزند محمد معصوم عبید اللہ میں طینت و اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور وہ میرا قائم مقام ہے۔ میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی وفات کے حضرت جیو صاحب سے رجوع کیا۔ جس قسم کا فیض حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے حاصل کرتا تھا۔ اسی طرح کا حضرت جیو صاحب سے حاصل کیا۔

میں (مصنف) نے شیخ خلیل اللہ کی زبانی سنا ہے جو فرماتے تھے۔ کہ اگر حضرت صاحب زندہ ہوتے تو میں کسی اور کی طرف رجوع نہ کرتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد نے باطنی رجوع حضرت سے کیا۔ اور فیض حاصل کیا حتیٰ کہ حضرت امام معصوم کے فرزندوں نے بھی آنحضرت کے کمالات کا اقرار کیا۔

خواجہ محمد عبید اللہ کو مروّج الشریعت کا خطاب

میرے (مصنف کے) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت شیخ سیف الدین کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت کو طینت و اصالت حاصل ہے۔ پھر حضرت شیخ نے پوچھا یہ کیونکر معلوم ہوا؛ میں نے کہا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مروج الشریعت کو طینت کی خوشخبری دی ہے حضرت صاحب نے اس خوشخبری کو اپنے دست مبارک سے لکھا ہے۔ اگر آپ اپنے بھائی کے دستخط پہچان سکتے ہیں تو میں لاؤں۔ فرمایا "ہاں؛ میں پہچانتا ہوں۔ وہ کاغذ لاؤ"۔

دوسرے روز میں وہ کاغذ لایا۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ فلاں روز حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری دی ہے۔ اور بعض اعضار بھی مقرر فرمائے۔ "اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔" جب حضرت شیخ صاحب نے اس کاغذ کو دیکھا۔ تو مطالعہ کے بعد فرمایا کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد شیخینِ فکر میں اس لائق ہیں کہ انھیں طینت و اصالت حاصل ہو۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت ہیں۔ اس سال حق تعالیٰ نے حضرت صاحب کو مروج الشریعت کا خطاب دیا۔

www.maktabah.org

آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کئے بیٹھا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا جس میں دو محل ہیں. ایک چھوٹا دوسرا اونچا میں نیچے کے محل میں بیٹھ گیا۔ کہ اچانک مجھے اُونچے محل میں لے گیا۔ الہام ہوا کہ تجھے تمھارے محل سے تمھارے جدامجد کے محل میں پہنچا یا گیا ہے۔ جدامجد سے مراد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ یعنی حضرت صاحب کے کمالات حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کمالات کی طرح ہیں۔

بعدازاں الہام ہوا کہ تمھیں مروج الشریعت کا خطاب دیا گیا ہے چنانچہ حضرت صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تم مروج الشریعت ہو۔

سرہند میں

ایک عالی شان مسجد کی بنیاد

اس سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا۔ آپ کے ہر مرید و مخلص نے اپنے حسب مقدور اس سفر کی تیاری کے لئے روپیہ بطور ہدیہ و نذرانہ پیش کیا۔ اتفاقاً بعض وجوہات سے سفر کا ارادہ ملتوی ہو گیا۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ روپیہ سفر حج کے لئے جمع کیا ہوا ہے۔ یہ روپیہ میں اپنے مصرف میں نہیں لانا چاہتا۔ بہتر یہ ہے کہ اس روپیہ سے ایک عالیشان مسجد بنوائی جائے حکم دیا کہ روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالیشان مسجد بنائیں. تھوڑے عرصہ میں اینٹ پتھر اور چونے کی ایک نہایت خوبصورت اور عظیم الشان مسجد بن کر تیار ہو گئی۔ دیواریں اور محراب کچے بنائے گئے۔ دونوں اطراف دو اونچے مینار اور تین بڑے گنبد اس مسجد پر بنائے گئے اور ان کے اندر بیل بوٹے کا نہایت عجیب و غریب کام کردایا۔ مسجد کے شمال میں ساٹھ گز مربع ایک حوض بنوایا۔ آپؒ کے وصال کے بعد قدیم حوض کو بند کر دیا گیا۔ اور ایک اور عمارت بنائی

www.maktabah.org

گئی اور مسجد کے جنوب کی طرف روضہ مبارک اور محل کے درمیان تعمیر کیا گیا۔

ایک چالاک خرقہ پوش سے ملاقات

اسی سال حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی دوسری شادی کے لئے آنجناب کے ساتھ کابل تشریف لے گئے اس سفر میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تین فرزند ہمراہ تھے۔ یعنی حضرت حجۃ اللہ حضرت مروج الشریعت اور حضرت محمد صدیق۔

حضرت مروج الشریعت کا یہ طریقہ تھا کہ اپنے خاص مریدوں سمیت آدھی رات کو سفر کرتے اور صبح ہونے تک منزل تک پہنچ جاتے۔ باقی کے ہمراہی فجر کے وقت روانہ ہو کر دوپہر کو منزل پر پہنچتے۔ اثنائے راہ میں ایک رات ایک خرقہ پوش نے آکر سلام کیا۔ اور کہا کہ آپ نے کابل میں مجھ سے ایک ہزار روپیہ قرض لیا تھا۔ اب ادا کر دیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ "مَیں کبھی کابل نہیں گیا اور نہ پہلے تیری صورت کا آشنا ہوں۔" اس نے کہا "ضرور بالضرور آپ ہی نے مجھ سے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر ہزار روپیہ لینا چاہتے ہو تو منزل پر پہنچ کر دے دیں گے۔ اس نے کہا میں ایک قدم آگے نہیں جانے دوں گا۔ اسی جگہ لوں گا۔

آنحضرت ازراہِ خلق وہیں کھڑے ہو گئے اور ایک شخص کو پیچھے بھیجا تاکہ ہزار روپیہ لے آئے۔ جب روپیہ لایا گیا تو اس مکار نے روپیہ لینے کے بعد کہا جب آپ نے مجھ سے قرض لیا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کا وزن اس سے زیادہ تھا یا کم۔ اگر کم و بیش ہے۔ تو میں نے بخشا۔ اور روپیہ مجھے بخشو۔ حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا میں نے بخش دیا۔ بعد ازاں اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس مرد نے اپنی عاقبت کو بھی پاک کر لیا ہے۔

لوحِ محفوظ پر نگاہ

اسی سفر کے دوران ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کیا اور فرمایا کہ لوحِ محفوظ مجھ پر منکشف ہوئی۔ وہاں میں نے لکھا دیکھا۔ کہ محمد معصوم صدیق دلی۔ ایک شخص نے کہا اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصوم

www.maktabah.org

ولی صادق ہے۔ آنحضرت نے فرمایا نہیں ! بلکہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن خوارزمی بیعت ہوئے

حاجی عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت حضرت حجۃ اللہ کا نکاح پشاور میں کر کے واپس لاہور پہنچے تھے۔ کہ خوارزم کے مشہور شیخ۔ شیخ عبدالرحمٰن خوارزمی آپ کی خدمت میں مرید ہوئے انھوں نے کہا مرید ہونے کا سبب یہ ہے کہ رات تہجد کی نماز کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ان کے گرد ہزاروں آدمی کھڑے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں ؟ اور یہ گرد و نواح کھڑے ہونے والے کون ہیں ؟ جواب ملا" یہ بزرگ محمد عبیداللہ مروج الشریعت ہیں اور یہ لوگ شریعت اور طریقت کے رُکن ہیں جنھیں حق تعالیٰ نے ان کے تابع کیا ہے۔ اس خواب کو دیکھنے کے بعد آنحضرت کی زیارت کا شوق بڑھ گیا۔ حتیٰ کہ بے قرار ہو کر سفر سہند کا ارادہ کیا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو خواب والا نظارہ دیکھا۔

شیخ عبدالرحمٰن آنحضرت کے بڑے خلفاء سے ہیں جب تینوں بھائی سرہند میں آئے تو حضرت صاحب اور حضرت محمد صدیق کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ دونوں لڑکیوں کو حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لایا گیا کہ اپنی نسل کو پہچانتے ہیں یا نہیں۔ آنحضرت نے اپنی بیٹی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ہماری بیٹی ہے۔ اس کا نام حسن النساء مقرر فرمایا۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو اورنگ زیب عالمگیر نے دعوت دی

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے سلطان عالمگیر کو حضرت شیخ سیف الدین کے حوالے کیا۔ ان دنوں حضرت شیخ بعض دشمنوں کے کہنے سے بادشاہ

www.maktabah.org

سے ناراض ہو گئے تھے ۔ حالانکہ بادشاہ بے قصور تھا ۔ بادشاہ نے بہت کہا کہ کسی نے میری طرف سے آپ کی خدمت میں جھوٹی باتیں کہی ہیں ۔ لیکن حضرت شیخ سیف الدین نے بادشاہ کی طرف ذرا توجہ نہ کی ۔

بادشاہ اس بات سے بہت گھبرایا ۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہوا ۔ ایک رات خواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا ۔ جو فرماتے ہیں کہ میرا فرزند محمد عبید اللہ صاحب طینت و اصالت ہے اور قرب الٰہی میں میرے برابر ہے ۔ جا کر اس کے مرید ہو جاؤ ۔ بادشاہ یہ خواب دیکھ کر بہت خوش ہوا ۔ اپنے ہاتھ سے ایک عرضی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لکھی کہ آنجناب کی ملازمت کا اشتیاق حد سے زیادہ ہے ۔ طبیعت بے اختیار چاہتی ہے کہ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں لیکن بعض امور سلطنت کیوجہ سے میرا وہاں آنا مشکل ہے ۔ اگر آپ از راہ کرم اس طرف قدم رنجہ فرمائیں تو بہت سے لوگ گرداب ضلالت سے نکل کر ساحل نجات پر پہنچیں گے ۔ اور مذکورہ بالا خواب بھی لکھ دیا ۔

آنجناب نے اس عرضی کے جواب میں لکھا ۔ کہ میرا شاہجہان آباد آنا سخت مشکل ہے ہم غائبانہ دعا میں مشغول ہیں جو بے حد سریع الاثر ہے ۔ بادشاہ نے دوبارہ آنحضرت کی طلب کے لئے عرضی لکھی ۔ آپؒ نے بھی ویسا ہی جواب لکھا ۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے خود چودہ خط لکھے ۔ لیکن ایک بھی مفید نہ پڑا ۔ آپؒ نے بادشاہ کے پاس جانا منظور نہ فرمایا ۔

ایک بلا تکلف دعوت

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہی دنوں ایک رات عشاء کی نماز کے حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا ۔ میں نے دونوں بزرگوں کی دعوت کی ہے میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں ۔ دونوں اصحاب نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دعوت قبول فرمائی ۔ اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے ۔ لوگوں سے اس کے گھر کا پتہ پوچھا ۔ کہا

www.maktabah.org

پاس ہی ہے۔ دونوں بزرگ پیدل چل پڑے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مجھ میں اتنے آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں۔ آپ دونوں بھائی اکیلے ہی تشریف لے چلیں۔ حضرت مروج الشریعت نے تمام دوستوں کو رخصت کر دیا۔

جب تھوڑا راستہ طے کر چکے تو پوچھا کہ تمہارا گھر کہاں ہے۔ جواب دیا آپکے سامنے" آخر شہر سے باہر ایک جھونپڑی میں لے گیا۔ اس دن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں سخت درد تھا۔ راستہ چلنے کے باعث اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ تھی لایا۔ جسے دونوں بھائی کھا کر واپس آئے حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ دعوت کرنے والا وہی شخص ہے۔ جس کی سفارش آنجناب نے بادشاہ سے کئی مرتبہ کی۔ جب کہ بادشاہ سرہند میں آیا۔ جب اس کے کام میں ذرا دیر ہوتی۔ تو وہ دعوت یاد دلاتا۔

حضرت حجۃ اللہ کی وفات

انہی دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے حضرت مروج الشریعتؒ بھی بھائی کے ساتھ گئے جب ستلج پار ہوئے۔ تو حضرت کو تپدق کا عارضہ ہوا۔ آنجناب وہیں سے سرہند میں واپس آگئے اس مرض کا اسقدر غلبہ ہوگیا۔ کہ اسی آزار سے آپ کا وصال ہوگیا۔

شیخ شاہ محمد مرید ہوئے

اسی سال شیخ شاہ محمد حضرت مروج الشریعت کے مرید ہوئے آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا کہ ایک رات جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضرت مروج الشریعت تمام اُمت کے احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں۔ اور اہل دنیا کے کام سرانجام کروا رہے ہیں۔ شیخ صاحب نے بھی اپنے مقصد کو ظاہر کیا۔ آپؒ نے اس کا کام بھی درست کروا دیا۔ اور فرمایا تو فلاں روز ہمارے پاس آئے گا تو تمھارے دوسرے کام بھی ٹھیک کر دوں گا۔

اس خواب کے دوسرے روز میں نے آنحضرت کی زیارت کا ارادہ کیا۔ حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ عرصہ پاس رکھا اور خلافت

www.maktabah.org

دے کر رخصت کیا۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

سرہند سے شاہجہان آباد گئے

مسندِ ارشاد پر یہ آپؓ کا چوتھا سال تھا۔ اس سال خراسان اور ماوراءالنہر کے بہت سے لوگ آکر آپؓ کے مرید ہوئے۔ وجہ یہ ہوئی کہ بخارا کے جیّد عالم خواجہ ابراہیم خراسانی نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک بڑے وسیع دریا کے کنارے کھڑے ہیں لیکن گذرنے کا کوئی رستہ نہیں ملتا۔ اتنے میں ایک مردِ خدا تخت پر بیٹھا ہوا ظاہر ہوا۔ دریا بیچ میں سے پھٹ گیا۔ اور اس مردِ خدا کو رستہ دے دیا۔ کھڑے ہوئے لوگ سب اس کے پیچھے ہو لیئے۔ ایک شخص نے منادی کی کہ جو شخص دریا پار کرنا چاہتا ہے وہ اس بزرگ کے پیچھے دریا پار کرلے۔ لوگ اس بزرگ کے پیچھے دریا پار کر گئے اور دریا کا پانی پھر مل گیا۔

خواجہ صاحب نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ مردِ خدا کون ہے؟ جواب ملا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعت ہیں۔ حق تعالےٰ نے انھیں باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ اور طینیت و اصالتِ محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائی ہے۔ دوسرے دن خواجہ صاحب آپؓ کی زیارت کے لیئے روانہ ہوئے خواجہ صاحب خراسان اور ماوراءالنہر میں بہت معتبر تھے۔ اس لیئے بہت سے لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے۔ شیخ حبیب اللہ بخاری نے بھی ان کے ہاتھ ایک عرضی مع تحف و ہدایا حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں بھیجی۔ جب یہ لوگ سرہند شریف پہنچے تو آنجناب نے اُن پر بہت مہربانی کی انھیں مرید کیا اور خواجہ ابراہیم کو ایک عرصہ اپنے پاس رکھ کر خلافت عنایت فرمائی اور رخصت کیا۔

www.maktabah.org

اسی سال حضرت حجۃ اللہ نے کابل سے ایک خط آنجناب کی خدمت میں لکھا جس میں انھوں نے اپنی قیومیت کا اظہار کیا۔ آنحضرت نے اس خط کو جمعہ کی نماز کے بعد جبکہ تمام وضیع و شریف موجود تھے۔ بلند آواز سے پڑھا اور فرمایا کہ سب سے پہلے خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی قیومیت کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ سبحان اللہ! حضرت مروج الشریعت کا انصاف دیکھیئے! کہ باوجود ان کمالات کے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کا اقرار کرنے میں ذرا بھی بخل سے کام نہیں لیا۔ آپ کی عظمت کی یہ واضح دلیل ہے۔

اورنگزیب کی دوبارہ دعوت پر شاہجہان آباد کو روانگی سے گریز

اسی سال آنحضرت رضی اللہ عنہ پر مرض کا بہت غلبہ ہوا بادشاہ نے پھر آنحضرت کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ کہ اس تپ دق کے مرض میں سیر کرنا بہت مفید ہے۔ اگر بطور سیر اس طرف تشریف لائیں تو یہاں اس مرض کا علاج بھی عمدہ طور پر کیا جائے گا لیکن آنجناب نے شاہجہان آباد جانا منظور نہ فرمایا۔

والدہ ماجدہ کے حکم پر شاہجہان آباد کو روانگی

بادشاہ نے اسی مضمون کا ایک خط حضرت مروج الشریعت کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں ارسال کیا۔ کہ آنجناب کو یہاں بھیج دیں۔ چونکہ والدہ صاحبہ آپ کی تیمارداری میں دن رات مشغول تھیں دل میں خیال آیا کہ شاید اسی طرح مرض زائل ہو جائے۔ اپنے فرزند حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ شاہجہان آباد چلے جاؤ۔ حضرت صاحب والدہ صاحبہ کے فرمان سے مجبور ہو کر شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔

جب بادشاہ کو حضرت مروج الشریعت کی آمد کی اطلاع ہوئی تو ارکان سلطنت کو مع شاہزادہ معظم بہادر شاہ آنحضرت کے استقبال کے لئے بھیجا۔ خود بھی بارہ میل تک استقبال کے لئے گیا۔ اور بڑی تعظیم و تکریم سے شہر میں لایا۔ اور خاص قلعہ میں اپنے محل کے قریب آپ کو ٹھہرایا۔

www.maktabah.org

اورنگ زیب حضرت مروج الشریعت سے بیعت ہوئے

عالمگیر نے آنحضرت سے تجدید بیعت اور اخذ فیض کیا۔ جب حضرت صاحب نے بادشاہ کو القائے نسبت اور توجہ باطنی سے مشرف فرمایا تو بادشاہ کے دل کی کیفیت دگرگوں ہوگئی۔ توجہ لینے کے بعد بادشاہ نے کہا مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ حالت کبھی کبھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت مجھ پر طاری ہوتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ آج آسمان تلے آپ جیسا کوئی نہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے بڑے بھائی حجۃ اللہ سے توجہ لو تو ان حالات سے بھی زیادہ ترقی کروگے۔

اس روز سے بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی زیارت کا بہت شوق ہوگیا۔ صبح و شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا۔ ہر روز آپ کی خدمت میں ہزاروں آدمی حاضر ہوتے تمام شاہی آدمیوں۔ ارکانِ سلطنت اور وضیع و شریف نے حضرت مروج الشریعت سے بیعت کی۔ اور آپ کے مرید ہوئے۔

ایک روز آنحضرت شاہجہان آباد میں اشراق کی نماز کے بعد مسجد چوبین سے جو کہ قلعہ کے اندر ہے محل کے اندر چلے گئے۔ اتنے میں ایک فقیر سر پاؤں سے ننگا بدن کو آلودہ کئے ہوئے آیا۔ اور آنجناب سے بڑے زور سے بغل گیر ہوا۔ لوگوں نے اُسے دور کرنا چاہا لیکن آنحضرت نے لوگوں کو تاکیداً منع فرمایا۔ وہ فقیر دیر تک آپ کو پکڑے کھڑا رہا۔ پھر چھوڑ کر چل دیا کسی نے معلوم نہ کیا کہ وہ کون تھا۔ میرے (مصنف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ وہ فرشتہ آزمائش تھا۔

شاہزادہ اعظم شاہ کی بیگم نے حضرت مروج الشریعت کی بیعت کی

شاہزادہ اعظم شاہ کی بیگم حضرت مروج الشریعت کی مرید تھی۔ آپ کی زیارت کے لئے آئی۔ اور چند روز رہ کر گھر چلی آئی۔ شاہزادہ نے اس سے پوچھا اتنے دن کہاں رہی ہو؟ کہا میں اپنے پیر کی زیارت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ شاہزادہ

www.maktabah.org

نے کہا وہ تو ہمارے دشمن ہیں۔ وہ معظم کی سلطنت کے لئے دعا کرتے ہیں یہ کہہ کر بیگم پر سخت ناراض ہوا۔

شاہزادے کے کئی لڑکے پہلے بھی مر چکے تھے اب جو باقی تھا وہ بھی اتنا بیمار ہوا کہ زندگی کی امید نہ رہی بیگم نے کہا حضرت صاحب کا تصرف دیکھا۔ شاہزادہ بولا "اب کیا کروں؟" کہا "اس کا علاج اب بادشاہ سے ہوگا۔ شہزادے نے باپ سے لڑکے کی حالت بیان کی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے آنحضرت کی خدمت میں عرضداشت لکھی کہ محمد بیدار بخت کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ اگر اس کو یہاں لایا گیا تو شک ہے کہ جو دم باقی ہے شائد وہ بھی ختم ہو جائے۔ اگر جناب کا مزاج شریف بحال ہو تو قدم رنجہ فرمائیں۔ تاکہ جناب کے قدومِ میمنت لزوم سے میرے فرزند کو اللہ تعالےٰ شفائے کاملہ نصیب فرمائے۔ چنانچہ آنحضرت سوار ہو کر مع فرزندوں کے اعظم شاہ کے گھر تشریف لے گئے۔

شہزادہ اعظم شاہ کا مُردہ بیٹا زندہ ہو گیا

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد بادی فرماتے ہیں کہ جب ہم آنحضرت کے ساتھ اعظم شاہ کے گھر گئے اس وقت وہ لڑکا پلنگ پر مردہ پڑا تھا۔ بہت غور سے دیکھا لیکن زندگی کی کوئی علامت نہ پائی جاتی تھی۔ آپؓ نے بچے پر نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ یہ مردہ ہے دیکھئے کلامِ خدا کا کیا اثر ہوتا ہے۔ آپ نے کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا۔ دم کرتے ہی لڑکے کا پلنگ ہلنے لگا۔ آپ نے دوبارہ دم کیا تو لڑکا رونے لگا۔ تیسری مرتبہ دم کیا تو لڑکا پلنگ پر سے اٹھ کر زمین پر ہو بیٹھا اور کھیلنے لگا۔ گویا بیماری کا نام ونشان تک نہ تھا۔ اعظم شاہ یہ تصرف دیکھ کر آنحضرت کے قدموں پر گر گیا اور نہایت معتقد ہو گیا۔

وزیر اعظم جعفر خاں کی دعوت سے انکار

بادشاہ کا وزیر اعظم جعفر خاں۔ ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور بڑا معتقد تھا۔ ایک روز حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ میں آنجناب کی دعوت کرنا چاہتا

www.maktabah.org

ہوں اگر قبول فرمائیں۔ آپ نے اس کی التماس کو منظور فرمایا۔ اور اس کام کے لئے ایک دن مقرر فرمایا۔ وزیر نے طرح طرح کے کھانے پکائے۔ حلوے اور میوے مہیا کئے اور اپنے گھر کو سجایا۔ لوگوں کو آنحضرت کے لانے کے لئے بھیجا۔ ایک شخص کی زبان سے نکلا کہ جعفر خاں نے ہزاروں روپیہ بطور تحفہ و ہدیہ مقرر کیا ہے۔

جب آپؒ نے یہ بات سنی تو سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ شائد جعفر خاں نے ہمیں مول لے لیا ہے۔ کہ اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔ کل کوئی اور ہمیں مول لے گا۔ ہم اس کے گھر نہیں جائیں گے۔ جعفر خاں کو پتہ چلا تو فوراً حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ یہ بات بھول سے میرے منہ سے نکل گئی تھی اس نے کہا "یہ بات مجھ سے بھول کر نکل گئی ہے آپ نے فرمایا خواہ تم نے کسی طرح کہی ہے لیکن ہم نہیں جائیں گے۔ جعفر خاں نے خود آکر منت سماجت کی لیکن آپؒ نے منظور نہ فرمایا اس کے گھر نہ گئے۔

انہی دنوں بادشاہ کا متبنٰے نوسر مرید ہونے کے لیے آیا اس وقت ظاہراً کوئی خلاف شرع بات اس میں نہ پائی جاتی تھی۔ لیکن آپؒ نے ناراض ہو کر اُسے دُور کر دیا اس نے بہت کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ پھر ایسا نہ کروں گا۔ لیکن آپؒ نے ذرا توجہ نہ کی۔

مروج الشریعۃ کے قرض کا ایک واقعہ

انہی دنوں بعض لوگوں نے بہکاوے میں آکر بادشاہ سے کہا کہ حضرت صاحب رضی اللہ عنہ قرض دار ہو گئے تھے۔ اس واسطے آئے ہیں۔ بادشاہ نے پچیس ہزار روپے ادائے قرض کے لئے بھیجا۔ جب وہ روپیہ آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ اور ساتھ ہی رقعہ کا مطالعہ کیا۔ تو روپیہ واپس کیا۔ اور بادشاہ کی طرف ایک رقعہ لکھا کہ میں قرضدار نہیں کسی نے تمھیں جھوٹ کہا ہے بادشاہ نے جب آنحضرت کا رقعہ دیکھا۔ تو جن لوگوں نے یہ بات کہی تھی انھیں اپنے پاس سے دُور کر دیا۔ ایک روز بادشاہ نے ایک نہایت نفیس دوشالہ قیمتی چار سو روپیہ بطور تحفہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ اس دوشالے کو کندھے پر ڈال کر ایک

www.maktabah.org

کونے میں نماز اوابین ادا کر رہے تھے۔ اور وہاں کوئی شخص نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص نے پیچھے سے آکر وہ دوشالہ مجھ سے کھینچ کر لینا چاہا اس دوشالے کا ایک کونہ میرے ہاتھ کے نیچے تھا۔ میں نے بھی کھینچ لیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ دیدہ دانستہ اپنا مال کسی کو کیوں دوں۔ میں نے کونہ مضبوطی سے پکڑا۔ اس نے بہتیرا زور مارا۔ لیکن نہ چھڑا سکا۔ دونو دیر تک کھینچتے رہے آنحضرت قرآن شریف کا ایک ربع نماز اوابین میں تلاوت فرمایا کرتے تھے نماز کے آخر تک وہ شخص زور آزمائی کرتا رہا جب دیکھا کہ اب سلام کا وقت ہے تو ہاتھ ڈھیلے چھوڑ دیئے دیکھا کہ اب شرمندہ ہونا پڑے گا وہ چھوٹنے ہی کو تھا۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ اس نے اتنی محنت کی ہے۔ اب وہ ضائع جا رہی ہے۔ اور یہ خالی جا رہا ہے اس لیئے میں نے وہ کونہ بھی چھوڑ دیا۔ وہ دوشالہ لے کر چلتا بنا۔

اس شخص کو میں پہچانتا ہوں۔ صبح شام میرے پاس آتا ہے۔

حضرت مروّج الشریعۃ رضی اللہ عنہ

کی کرامات اور مکاشفات

جنگل میں اژدھا سے نجات

تردیجہ میں لکھا ہے کہ آپ کے ایک مرید نے بیان کیا ہے کہ مجھے جنگل میں ایک نہایت عظیم الجثہ اژدھا ملا۔ جس نے مجھے نگلنا چاہا۔ میں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ نے اسی وقت آکر اژدھا کو عصا سے مار ڈالا۔ اور مجھے اس مصیبت سے نجات دلائی۔

کابل کے گورنر کی خطا معاف

کابل کے حاکم پر ناراض ہو کر بادشاہ نے اُسے بلا بھیجا تاکہ اُسے قتل کرائے جب امیر مذکور سرہند پہنچا۔ تو حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ آنحضرت

www.maktabah.org

نے اُسے تسلی دے کر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو تمہیں تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بلکہ بادشاہ تم پر مزید عنایت کرے گا۔ جب وہ امیر بادشاہ کے روبرو گیا۔ تو بادشاہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا" میں نے اِسے بہت غصے میں بلایا تھا کہ اُسے قتل کروں گا۔ لیکن اب میرے دل میں اس کی ایسی محبت پیدا ہو گئی ہے کہ میں اسے انعام واکرام دیتا ہوں"۔

اسی وقت اسے خلعت اور تلوار بخشی اور پھر کابل کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا۔

اوباش بیٹا نیک بن گیا

ایک امیر کا لڑکا نہایت بیباک اوباش اور خلافِ شرع امور میں مشغول تھا۔ اس امیر کے دِل میں خیال آیا کہ اگر آنحضرت میرے بیٹے کو نصیحت کریں اور وہ راہِ راست پر آجائے۔ تو میں آپ کا مرید ہو جاؤں گا۔ اتفاقاً ایک روز وہ امیر بیٹے سمیت آنحضرت کی زیارت کو آیا۔ آپؒ نے جب اس کے بیٹے کو اوباش پایا تو اُسے نصیحتاً فرمایا کہ اپنی وضع سے توبہ کرو۔ آپ کے فرماتے ہی وہ رونے لگا۔ اور توبہ کر کے آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید ہو گیا۔ نہایت صالح ہو گیا۔ باپ بھی اپنے ارادے کے مطابق مرید ہو گیا۔

مروج الشریعۃؒ کی سواری سے ہاتھی بھاگ گیا۔

ایک دفعہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی سواری شاہجہان آباد میں جا رہی تھی۔ کہ ایک مست ہاتھی سامنے سے آیا۔ جو لوگوں کو نقصان پہنچاتا چلا آرہا تھا۔ جو لوگ سواری کے اہتمام میں تھے۔ ہاتھی قریب آپہنچا اور ڈرے لیکن کنارہ کرنے کی انھیں مجال نہ تھی۔ اسی طرح اہتمام کرتے ہوئے سواری کے ساتھ چلے آرہے تھے۔ وہ ہاتھی آنجناب کی سواری کو دیکھتے ہی بھاگ اٹھا۔

ایک دفعہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ بیمار ہوئیں۔ لوگوں نے آکر آپؒ سے التجا کی۔ کہ آپ ان کی شفا کے لئے دعا کریں۔ آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا۔ کہ انشاء اللہ تین دن بعد شفا ہو گی۔ واقعی تیسرے دن شفا ہو گئی۔

www.maktabah.org

شیخ صبغۃ اللہ پر جان قربان کردی

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے نواسے شیخ صبغۃ اللہ بیمار ہوئے۔ اس بیماری کا اس قدر غلبہ ہوا کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ ان کی والدہ نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا تو آنحضرت نے اس بچے کی بیماری اپنے اوپر لی اس لڑکے نے شفا پائی اور آپ کا وصال ہو گیا۔

پیدائش سے پہلے اپنے پوتے کا حلیہ بتا دیا

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد ہادی کو فرمایا کہ میری وفات کے بعد تمھارے ہاں ایک لڑکا اس شکل وصورت کا ہوگا آپ کے وصال کے بعد فی الواقعہ ویسا ہی فرزند آپ کے ہاں پیدا ہوا جس کا نام محمد بشیر رکھا گیا۔

آپؒ نے اپنے بڑے بیٹے کو یہ خوشخبری بھی دی۔ کہ تمھارے ہاں اور لڑکے بھی پیدا ہوں گے۔ جو سب کے سب صالح اور متقی ہوں گے۔ واقعی آپ کے فرزند کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے۔ جو سب کے سب صالح متقی اور عارف باللہ ہوئے۔

وضو کے پانی سے جذامی کی صحت یابی

ایک دفعہ ایک شخص کو مرض جذام ہو گیا اس نے آنحضرت کی خدمت میں اپنی حالت بیان کی۔ آنجناب نے اپنے وضو کا پانی اُسے پینے کے لئے دیا۔ جس کے پیتے ہی اُس نے کامل شفاء پائی۔

ایک بار ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کی گستاخی کی۔ اسی رات اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت کا دن ہے اور اسے فرشتے مارتے پیٹتے دوزخ میں لے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تو ہی ہے جس نے حضرت مروج الشریعت کو برا بھلا کہا ہے۔ اس نے کہا میں نے توبہ کی تو فرشتوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ دوسرے روز وہ شخص حاضر خدمت ہو کر معافی کا خواستگار ہوا اور مرید ہو گیا۔

آنحضرت کی کرامات تاریخ کی دوسری کتابوں میں مفصل وارد ہیں۔

www.maktabah.org

مکاشفات حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

مکاشفہ: حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وہ مقام منکشف فرمایا جو کمالات نبوت کا انتہائی مقام ہے جو کوئی شخص اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اس کا ہمزاد مسلمان ہو جاتا ہے لیکن اس مقام پر پہنچنا سخت مشکل ہے۔

مکاشفہ: آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھ پر منکشف ہوا کہ جو شخص درود پڑھتا ہے۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بَعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَتَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ہ"۔ اسے دس ہزار درود کا ثواب ملتا ہے اور یہ درود تمام درودوں سے افضل ہے۔

مکاشفہ: حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اس عرضداشت میں جو آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی ہے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ حضرت سلامت! میں نے اپنے آپ کو کئی مرتبہ نورانی عریاں حالت میں رحمانی تبارک و تعالےٰ کے دونو ہاتھوں میں دیکھا ہے۔ آنحضرت کے مکاشفات آپ کے مکتوبات میں مفصل درج ہیں۔

خصائص حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

خاصہ: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص خدمت سپرد کی۔ تمام اُمت کے احوال کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا آپ کے سپرد ہوا۔

خاصہ: اللہ تعالےٰ نے آپ کو طینت و اصالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرمائی۔ آپ کا جسدِ مبارک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ خمیر سے بنا۔

www.maktabah.org

خاصہ :۔ پروردگار نے آنحضرت کو مروج الشریعت کا خطاب دیا ہے۔

خاصہ :۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ حضرت مروج الشریعت کو اپنے تمام فرزندوں کی نسبت زیادہ محبت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دم اپنے آپ سے جدا نہیں کرتے تھے۔

خاصہ :۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے بیٹے میری طرح ہوں گے۔ اِن سے مراد محمد نقشبند اور محمد عبید اللہ ہیں۔

خاصہ :۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آنجناب کو فرمایا تم ہر پہلو سے میرے برابر ہو۔

خاصہ :۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ میرا اور تمہارا عروج برابر ہے اور میرا اور تمہارا نزول عدم صرف کے نقطہ میں ہے۔

خاصہ :۔ آنحضرت کو الہام ہوا کہ تجھے تیرے محل سے تیرے جدامجد کے محل میں پہنچایا گیا ہے۔ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مقابل میں پہنچایا گیا۔

خاصہ :۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائیوں نے جو پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ بعد میں آنجناب کے مرید ہوئے۔ اور فیضِ باطنی بھی آپ سے حاصل کیا۔

خاصہ :۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لئے گئے۔ زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا مجھے معلوم نہ تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اسقدر ہے۔ مجھے حضرت مروج الشریعت اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ صرف اِتنا فرق ہے کہ وہ بیٹے ہیں اور یہ باپ۔ قربِ الٰہی میں دونو کا مرتبہ برابر ہے۔

خاصہ :۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کو مرض کا غلبہ ہوا۔ تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی صحت کے لئے دعائیں مانگیں۔ آنحضرت کو الہام ہوا۔ کہ اگر چاہو تو تمھیں شفا دی جائے۔ اور تم سے اس قدر ارشاد ہو جتنا کہ تمھارے باپ دادا سے ہوا ہے۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ نے

www.maktabah.org

باوجود اس کے تمام کام اپنے بڑے بھائی محمد نقشبند کے حوالے کئے اور خود اس مرض سے وفات پائی۔

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خصائص، کمالات باطنی اور کرامات حیطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہیں۔ یہاں پر صرف چند ایک تبرکاً و تیمناً لکھی گئی ہیں۔ آپ کا وقار و تمکین اس درجہ تھا کہ ایک دن حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ جناب کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ نہ پوچھی۔ پھر بھی ایسا ہی ہوا۔ اس مرتبہ بھی کسی نے آپ سے وجہ نہ پوچھی۔ چند مرتبہ ایسا ہی ہوا تو حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہارا رنگ بار بار کیوں بدلتا ہے؟ عرض کیا شاید میری پیٹھ میں کوئی کانٹا چبھا ہوا ہے۔ جب کرتہ ہٹا کر دیکھا تو چار بچھو تھے جنہوں نے کاٹ کاٹ کر ساری پیٹھ چھلنی کر دی تھی۔

ایک دفعہ آپؓ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص ہندی میں لکھا ہوا ایک خط امین دین کے بارے میں آنحضرت کی خدمت میں لایا حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤ جو ہندی زبان سے واقف ہو حضرت مروج الشریعتؒ نے اس خط کو پڑھا اور اس کا مطلب بیان کیا حالانکہ آپ ہندی خط کے عالم نہ تھے۔

ایک بار حضرت مروج الشریعت بیت الخلاء میں گئے جب وہاں بیٹھے تو دیوار میں سے ایک سانپ نکل کر آپ کی پیشانی کے بالمقابل آ گیا۔ آپ نے بڑے اطمینان سے پائے مبارک سے جوتی اتار کر اس سانپ کو ہلاک کر دیا۔

غصے پر برداشت

میرے (مصنف کے) قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مروج الشریعت کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور اس قسم کی یادہ گوئی کرنے لگا کہ اس کے منہ میں جھاگ آ گئی۔ آنجناب خاموش رہے۔ لوگوں

www.maktabah.org

نے اس کا منہ بند کرنا چاہا. مگر آپ نے انھیں روکا. آپ ایک شخص سے پچاس روپے لے کر اس کے پاس گئے" تاکہ اُسے وہ روپیہ دیں اور اس کا غصہ فرو کریں۔

جب اس کے قریب گئے تو اس نالائق نے منہ پھیر لیا اور نماز نفل نیت لی. آپ اسی طرح منتظر کھڑے رہے. اس نے بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ دیر تک آپ کھڑے رہے. جب سلام سے فارغ ہوتا. تو پھر نیت کر لیتا. چند دفعہ اس نے سلام سے فارغ ہو کر پھر نیت باندھ لی. آخر جب نماز سے فارغ ہوا تو آپؓ نے بڑی عاجزی سے اسے فرمایا کہ اب تو غصہ تھوک دو. اور چونکہ تمھارا دماغ خالی ہو گیا ہے. یہ لو روپیہ! اس کے بادام کھانا تاکہ تمھارے دماغ کی کمزوری رفع ہو جائے سبحان اللہ! کس درجہ کی تواضع اور فروتنی ہے۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ

کی وفات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپؓ کو تپ دق کا عارضہ لاحق تھا. مرض روز بروز بڑھتا گیا. جو دوا کی جاتی مخالف پڑتی۔ بادشاہ نے ہندوستان. ایران اور دوسرے ملکوں کے طبیبوں کو جمع کیا. سب نے متفق ہو کر علاج کرنا شروع کیا. لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔

مرأت جہاں نما و مرأت العالم میں لکھا ہے کہ جب آپ کے پاس دوا لائی جاتی تو آنجناب فرماتے کہ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ دوا فائدہ نہیں دے گی. لیکن لوگوں کے پاس خاطر کے لئے کھا لیتا ہوں. آپؓ کو براہ باطن معلوم ہو چکا تھا. کہ مرض موت ہے. تمام اطباء نے متفق ہو کر کہہ دیا. کہ ہم نے جہان بھر کے بادشاہوں کا علاج کیا اور ان کی خدمت میں رہے لیکن حضرت مروج الشریعت جیسا معتدل مزاج کسی کا نہیں دیکھا۔

کہتے ہیں جب آنحضرت بیت الخلاء میں جاتے تو بدبو بالکل نہ آتی۔ اور آنجناب کا

www.maktabah.org

بدن مبارک ایسا لطیف تھا۔ کہ جب انار کھاتے تو آپ کا منہ خون آلود ہو جاتا۔

موت کا علم تھا

میرے (مصنفؒ کے) والد ماجد فرماتے ہیں کہ لوگوں نے جب بہت منت و سماجت سے حضرت مروج الشریعت سے عرض کیا کہ آپ اپنی صحت کے لئے توجہ فرمائیں۔ جب توجہ کی۔ تو الہام ہوا۔ کہ اگر تم چاہو تو تمھاری عمر بڑھادی جائے اور تمھارے ارشاد کو تمھارے باپ دادا کی طرح کر دیا جائے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ کارخانہ اپنے بڑے بھائی حضرت محمد نقشبند کو سونپ دو اور خود دنیا سے سفر کر آؤ۔ چنانچہ آپؒ نے کارخانہ بھائی کے سپرد کیا۔ اور یہ بات اپنے ساتھیوں پر بھی ظاہر کر دی۔

حضرت حجۃ اللہ کو اس بارے میں خط لکھا جس کے آخر پر حسب ذیل دو شعر لکھے ؎

گر بمانیم زندہ بر دوزیم ۔۔۔ ور برفتیم عذر ما بپذیر
جامۂ صبر کز و چاک شدہ ۔۔۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

السلام علیک یا رسول اللہ! کہتے ہوئے موت کو پکارا۔

جب آنحضرتؒ پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو بادشاہ سے رخصت لی۔ بادشاہ کا بیان ہے کہ حضرت مروج الشریعت کو رخصت کرتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کیا بہتر ہو کہ آنحضرت مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آنحضرت نے اس خیال سے واقف ہو کر فرمایا کہ حضرت حجۃ اللہ سے باطنی رجوع کرنا۔ میری اولاد کی عزت کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ ابنائے جنس میں ذلیل ہوں۔ چند ایک اور نصیحتیں کر کے بادشاہ کو رخصت کر دیا۔

بادشاہ نے اپنے بڑے بڑے امراء آپ کے ساتھ بھیجے۔ جب آپ سنبھالکہ کی منزل پر پہنچے۔ جو شاہجہان آباد سے تینتیس ۳۳ میل کے فاصلہ پر ہے پہنچے۔ تو پوچھا کہ اس منزل کا کیا نام ہے؟ لوگوں نے عرض کیا سنبھالکہ فرمایا ہماری منزل موعودہ یہی ہے۔ خبردار ہو جاؤ! سنبھال کے معنی ہندی میں "خبردار ہو جاؤ!" کے ہیں۔ اس منزل کی سرائے کے اس برج میں جو جنوب مشرقی کونے میں ہے اُترے۔ صبح کی نماز پڑھ کر مراقبہ کیا۔ اتنے میں آنجناب کے اہلبیت

www.maktabah.org

کی سواری بھی آ پہنچی۔ چونکہ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اسی منزل میں فوت ہوئے تھے۔ اس لئے عورتوں کو وہم تھا۔ کہنے لگیں کہ یہاں سے جلدی کوچ کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا۔ اب سواری کی طاقت نہیں رہی۔ پھر لوگوں سے پوچھا کیا اشراق کا وقت ہوا ہے عرض کیا "جناب! ہوگیا ہے"۔ آنحضرت نے بڑی احتیاط سے تیمم کر کے نماز کی نیت کی۔

میرے (مصنفؒ کے) جدامجد ترویحہ میں لکھتے ہیں کہ جب آنجناب نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس وقت میں آپ کے پاس ہی تھا۔ پھر ہاتھ کھول کر تکیہ پر پیٹھ لگائی۔ لیکن لبیں متحرک تھیں۔ میں نے کان لگا کر سنا تو آپ قل ہو اللہ پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں پھر ہاتھ باندھ کر قدرے سیدھے ہو کر بیٹھے اور "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!" کہہ کر رحلت فرمائی۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔ ؎

آنحضرت اہل یقین و مرشد ارباب دیں — بربست رخت زندگی زیں تنگنائے سفلیں
از دیدہا شد خوں رواں و زماتمش اندر جہاں — پوشیدہ ہر کس در بدن پیراہن بے آستیں
افسوس زاں پیر جواں اندر دل پیر و جواں — داغ فراق او بجاں جا کردہ چوں نقش نگیں
تا شد رواں او از جہاں گشت دہ دہر و زماں — یارب شفیع ما کنی آں پیر را، روز پسیں
گفتم کہ کے شد زیں جہاں ہاتف برآورد ایں فغاں — در یک ہزار ہشتاد و سہ شد عازم خلد بریں

صوفی شاہ محمد نے کہا کہ ہم نے سنا تھا جو شخص صاحب طینت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے آخری وقت میں ضرور اس کے پاس جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف آور ہوتے ہیں۔ سو حضرت مروج الشریعت کی بابت ہم نے یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

آپ کے جنازے سے شیعوں کو ہٹا دیا گیا

اسی برج میں آپ کو غسل دے کر نعش مبارک سرہند لائی گئی۔ کفن حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت قیوم ثانی کی طرح آپ کو پہنایا گیا۔ نعش اٹھاتے وقت بعض ایسے آدمی بھی شامل تھے۔ جن پر رفض کا شبہ تھا۔ جنازہ ان کے ہاتھ سے اوپر کو اٹھا تو انہیں ہٹا دیا گیا۔ آنحضرتؓ کے

www.maktabah.org

خاص مرید اور خلفاء جنازہ اٹھا کر سرہند گئے ۔

تردیحہ میں لکھا ہے کہ جس برج میں آنحضرت کا وصال ہوا تھا ۔ لوگوں نے اس مقام کی قدر نہ کی ۔ ایک سپاہی کو وہاں ٹھہرایا گیا ۔ اور اس کے گھوڑے کو بھی وہاں باندھا ۔ حضرت مروج الشریعت نے رات کو خواب میں اس سپاہی کو ناراض ہو کر فرمایا کہ یہاں سے دور ہو جا ۔ یہ میرے نہلانے کا مقام ہے ۔ پھر اسے زمین پر دے پٹکا اور اس مکان والوں پر بہت غصے ہوئے کہ تم نے میرے مغسل کی حرمت نہیں کی ۔ آپ نے مارپیٹ بھی کی ۔ حتیٰ کہ وہ بیدار ہو گئے اور عالم بیداری میں بھی زدوکوب کا درد محسوس کرنے لگے ۔

وہ سپاہی بہت پشیمان ہوا ۔

اسی وقت اٹھ کر اور جگہ رات بسر کرنے کے لئے چلا گیا ۔ اور وہاں کے آدمیوں کو ملامت کی کہ مجھے ایسے متبرک مقام میں کیوں اتارا ۔ اور پھر اپنا خواب بیان کیا ۔ بعد میں برج کو صاف کر کے وہاں طرح طرح کی خوشبودار چیزیں رکھیں ۔ اور وہاں مزار بنا دیا ۔ اور ہر روز اس مکان کی خدمت کرنے لگے ۔ حد سے زیادہ ادب بجالانے لگے ۔

آج کل وہ مقام زیارت گاہِ خواص و عوام ہے ۔

جنازہ سرہند میں پہنچا تو کہرام مچ گیا ۔

مختصر یہ کہ آنحضرت کی میت مبارک کو سرہند لایا گیا تو آپ کے پہنچنے سے پہلے لوگ ضیافت و مہمانداری کے سامان تیار کرنے میں مشغول ہو گئے ۔ پہلے روز حضرت شیخ سیف الدین نے ضیافت کی تیاری کی ۔ والدہ صاحبہ کے پاس بیٹھ کر ضیافت کی صلاح کی ۔ کہ اتنے میں یہ دہشت ناک خبر آن پہنچی لوگوں کی خوشی کی صبح شام غم میں بدل گئی ۔

والدہ محترمہ نے خود کو کنوئیں میں گرانا چاہا ۔ لیکن حضرت شیخ سیف الدین نے پکڑ لیا ۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سن کر بے ہوش ہو گئے ۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند بھی نعش کے استقبال کے لئے آئے ۔ اور بڑی عزت سے شہر میں لائے ۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ کے

www.maktabah.org

گنبد کے اندر مشرق کی طرف دفن کیا۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ ہجری جمعہ کے دن اشراق کے وقت ہوا۔ جیسا کہ اس تاریخ سے ظاہر ہے ع

قطب عالم برفت از عالم

آنحضرت کی وفات کے تیسرے دن وصیت کے مطابق آپ کے سارے خلفاء اور مریدوں نے حضرت حجۃ اللہ سے بیعت کی اور ان کے مرید ہو گئے۔

اورنگ زیب مروج الشریعت کی وفات پر رو دیا

جب بادشاہ کو آنحضرت کے وصال کی خبر ملی۔ تو سخت افسوس کر کے کہا کہ میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " وَاَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ۔" یعنی جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے وہ زمین پر بہت دن رہتا ہے۔ جو نفع حضرت مروج الشریعت کی ذات مبارک سے پہنچا ہے۔ اس قدر کسی سے نہیں ہوگا۔ یہ جوانی کی حالت میں کیوں فوت ہو گئے۔ سبحان اللہ میں ضرور کوئی چیز ہے کہ دو جوان بزرگ یہاں فوت ہوئے۔ ایک خازن الرحمت اور دوسرے مروج الشریعت۔

شاہزادہ معظم نے سرہند میں آکر اظہار افسوس کیا

بادشاہ نے شاہزادہ معظم کو آنحضرت کی ماتم پرسی کے لئے بھیجا۔ اور آنحضرت کے فرزندوں کو بلایا۔ شاہزادہ سرہند میں آکر ماتم پرسی کے لوازمات بجالایا۔ اور آپؒ کے فرزندوں کو واپسی پر اپنے ساتھ لایا۔ اورنگ زیب نے انھیں نہایت عزت و احترام کے ساتھ خاص قلعہ کے اندر اس محل میں ٹھہرایا جہاں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ رہتے تھے اور خود مخدوم زادوں کی خدمت میں آکر فاتحہ پڑھی۔ جس طرح آنحضرت سے سلوک کرتا تھا۔ اسی طرح آپ کے فرزندوں سے کیا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرماتے تھے۔ کہ دنیا سے تین جوان عجیب گئے۔ اگر ان کی عمر زیادہ ہوتی تو جہان کو ان سے زیادہ فائدہ پہنچتا۔

www.maktabah.org

ایک میرے بھائی مروج الشریعتؒ دوسرے شیخ سیف الدینؒ تیسرے فرزند ابو العلی رضی اللہ عنہ۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بہت ہیں۔ ایک جلد مکتوبات دوسرے رَدّ فخر الدین رازی۔ ابن ہمام نے حنفی مذہب کی تقویت کے دلائل لکھے ہیں ان کا رد فخر الدین رازی نے لکھا اور فخر الدین رازی کا رَدّ آپ نے لکھا۔ اور بھی آپ کی بہت تصنیفات ہیں۔ آپ کی عمر چوالیس ۴۴ سال کی تھی۔ آنجناب کی اولاد میں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں کے اسمار یہ ہیں۔ عبدالرحمن، عبدالرحیم۔ یہ دونوں لڑکپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت شیخ محمد ہادی، حضرت خواجہ محمد پارسا۔ اور شیخ محمد سالم۔ بیٹیوں کے اسمار یہ ہیں۔ فضل النسار شائستہ بیگم اور حسن النسار۔

حضرت ابو الحسن تاج الدین شیخ محمد ہادی رضی اللہ عنہ

آپ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ۱۰۶۲ھ ہجری کو ماہ رمضان میں پیدا ہوئے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طے کیا۔ آنجناب نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی مختار بشارات عنایت کیں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری باطنی توجہ آپ کو دی۔ اس کے بعد کسی کو نہ دی۔ حدیث اور تفسیر کا سبق بھی حضرت قیوم ثانیؒ نے آپ پر ہی ختم کیا۔ پھر کسی کو سبق نہ دیا۔

ایک روز حضرت مروج الشریعت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے اس وقت اپنے پوتے محمد ہادی کو بلاکر توجہ باطنی دی۔ توجہ دینے کے بعد حضرت مروج الشریعت کے کان میں کچھ فرمایا۔ جب حضرت حجۃ اللہ حضرت ہادیٔ زمانہ کو عمدہ بشارات دے رہے تھے فرمایا کہ تمھارے بارے میں مَیں نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے وہ بات سُنی ہے جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے تمھیں تمام اولیائے اُمّت سے افضل بنایا ہے۔ سو وہ بات اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ظاہر کرے گا۔ حضرت ہادیٔ صاحبؓ حضرت قیوم ثانی کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار سے بھی خلافت پائی۔ اور والد کے بعد اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ

www.maktabah.org

قیوم ثالث کے مرید ہوئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص اور کمالات اخذ کئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو نیابت قیومیت عنایت فرمائی۔

شیخ محمد ہادی حضور نبی کریم کی سواری کے میر ساماں تھے

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری دیکھی ہے جس کے آگے آگے میرے فرزند محمد ہادی گھوڑے پر سوار ہاتھ میں سنہری عصا لئے انتظام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے محمد ہادی کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میر ساماں مقرر فرمایا ہے۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو ولایت صغریٰ، کبریٰ اور علیا۔ کمالاتِ نبوت، کمالات رسالت۔ اور حقیقتِ کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقتِ صلوٰۃ، خلعت محبوبیت ذاتی بہ ضمنیت اور حضرت قیومِ اوّل کے اور خصائص عنایت فرمائے۔ اور سرہند کے سارے علاقہ کی قطبیت سہارنپور تک عطا فرمائی۔ آپ نے علم ظاہری بدرجہ کمال حاصل کیا۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ کا علم و فضل اسلافِ مجتہدین کا ساتھا۔

شیخ محمد ہادی مجتہدِ وقت تھے

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمِ محترم شیخ محمد ہادی علمِ ظاہری میں مجتہد وقت تھے۔ اور علم باطنی میں تمام اولیائے امت سے ممتاز تھے۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے قرآن شریف کی تفسیر لکھنی چاہی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کی تفسیر میں چالیس جلدیں لکھیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی تفسیر لکھنے کو حضرت نوح علیہ السلام کی سی عمر درکار ہے صرف بسم اللہ شریف کی تفسیر پر اکتفا کر کے اس کتاب کا نام "بسمل" رکھو۔

ایک دفعہ میر محمد نعمان کے پوتے میر اسمٰعیل کو علم تصوف میں چند ایک شبہات واقع ہوئے۔ آنجناب سے اس نے ان کا جواب پوچھ بھیجا۔ آپ نے قاصد کو فرمایا "بیٹھ جاؤ!

www.maktabah.org

میں ابھی ان کا جواب لکھ دیتا ہوں۔ لکھنا شروع کیا تو پینتیس جلدیں لکھیں۔

شیخ محمد ہادی کی تصانیف

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تصانیف بکثرت ہیں۔ ایک کواکب دریہ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کے حالات لکھے ہیں۔ اس کے پانچ دفتر ہیں۔

حجۃ الاحمدیہ بھی اپنے مشائخ کے احوال میں لکھی ہے۔ تردیحہ میں حضرت مروج الشریعت کے حالات مندرج ہیں۔ تجدید احوال میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تجدید کا بیان ہے نصوص الدقائق جو نصوص الحقائق کے جواب میں لکھی ہے۔ معقول و منقول کی تمام کتابوں پر حاشئے اور ان کی شرح لکھی ہیں۔ آنحضرت اپنے مشائخ کے احوال لکھنے میں حد سے زیادہ مصروف تھے۔

آپ کا ایک سالم اعتقاد یہ ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے دوسرے سفر سے سمندر پار ہوئے تو آپ آنحضرت کے استقبال کے لئے سرہند سے روانہ ہوئے۔ اس وقت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بادشاہی لشکر میں تشریف لائے تھے۔ آپ بھی وہیں حاضر خدمت ہو گئے بادشاہ نے بڑے بڑے امراء کو آپ کے استقبال کے واسطے بھیجا۔

سلطان الاولیاء حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں کہ عم محترم شیخ محمد ہادیؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں شاہی لشکر میں داخل ہوا۔ اور لوگ میرے استقبال کے لئے آئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ تو مشیخیت کی اس شان و شوکت کے ساتھ جا رہا ہے۔ اگر حضرت حجۃ اللہ نوکروں کو حکم کر دیں کہ تجھے جوتیاں مار کر لشکر سے نکال دیں۔ تو جو اعتقاد تجھے آنحضرتؓ پر ہے۔ اس میں کچھ فرق آئے یا نہیں۔ جب خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس عقیدے میں بال برابر فرق نہیں آئے گا۔ بلکہ زیادہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہے۔ وہی میرے واسطے کرتے ہیں۔

ایک نو وارد مرید پر توجّہ

میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ حضرت ہادیؒ زمانہ کابل جا رہے تھے اور ہم بھی ساتھ تھے۔ جب خیبر کے قریب پہنچے۔ تو دُور

www.maktabah.org

سے ایک سوار دکھائی دیا۔ جس کے ہاتھ میں حلوے کا بھرا ہوا ایک تھال تھا۔ اس ہانے آکر کہا میں نے آج حضرت مجدد الف ثانی کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ کل ہمارے فرزند فلاں مقام پر آئیں گے۔ تم نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہونا ہوگا۔ پھر اس فرزند کی شکل وصورت بیان فرمائی۔ میں حسب الارشاد روانہ ہوا۔ جب آپ کو دیکھا تو وہی شکل وصورت تھی جو آپؒ نے فرمائی تھی۔ پھر اعتقاد کامل سے مرید ہوا۔ جب آنجناب نے القائے نسبت کیا۔ تو وہ اپنا سر پتھروں اور درختوں پر پٹکتا تھا۔

تاجر کا گم شدہ خچر میرے والدِ ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سفر میں ایک سوداگر آپ کے ساتھ تھا۔ اثنائے راہ میں اندھیری رات کو سونے سے لدی ہوئی ایک خچر گم ہو گئی۔ اس سوداگر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حالت عرض کی۔ آپؒ نے اس کے حق میں دعا کی۔ اور توجہ کے بعد فرمایا کہ فلاں مقام پر خچر درخت سے بندھی ہوئی ہے۔ جب اس مقام پر جا کر دیکھا۔ تو واقعی خچر ایک درخت سے بندھی ہوئی تھی۔

ایک کشتی منجدھار میں میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ایک کشتی جس میں آنجناب بھی سوار تھے۔ عین منجدھار میں ٹوٹ گئی۔ لوگ ڈوبنے کے قریب تھے۔ آنجناب نے فرمایا کہ کشتی پر سے اتر جاؤ۔ لوگ اترنے سے ڈرتے تھے لیکن آپ کے حکم سے اُترے دریا کا پانی لوگوں کو گھٹنوں تک آیا۔ آنجناب کی توجہ شریف سے لوگوں نے نجات پائی۔

میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دریائے سندھ میں آنجناب کشتی پر سوار تھے کوہِ جلالہ کے نیچے ایک بھنور میں کشتی پھنس گئی۔ جب کشتی اس مقام پر پہنچتی ہے تو ضرور بالضرور غرق ہو جاتی ہے۔ لوگ گھبرائے۔ آنجناب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ابھی دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ کشتی اس بھنور سے نکل کر کنارے پر پہنچ گئی۔

www.maktabah.org

غازی الدین کو فتح کی خوشخبری

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غازی الدین خاں سپہ سالار شاہ ہند نے غنیم پر فوج بھیجی۔ مدت گذر گئی لیکن اس فوج کی کوئی خبر نہ ملی۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں اپنی پریشانی عرض کی۔ آپؓ نے توجہ فرما کر خوشخبری دی کہ تین دن بعد فتح کی خبر آئے گی۔ جب تیسرا دن ہوا تو واقعی دوپہر کے وقت فتح کی خوشخبری پہنچ گئی۔

میرے والد محترم فرماتے ہیں کہ آنحضرتؓ نے بہادر شاہ کے بڑے لڑکے شاہزادہ معز الدین کو خوشخبری دی کہ باپ کے بعد حکمران تم ہی ہو گے۔ واقعی بہادر شاہ کے بعد معز الدین ہی تخت نشین ہوا۔

حضرت کا غصہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص خادم محمد عیسٰے کا بیان ہے کہ آنحضرت اپنی عمر کے آخری سال ایک گاؤں میں جو بطور اخراجات خانقاہ مجددیہ کو ملا ہوا تھا۔ تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے روپیہ دینے میں ٹال مٹول سے کام لیا۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ خدایا! نہ یہ گاؤں رہے نہ یں رہوں۔ اس بات کو سال بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ وہ گاؤں اس طرح اُجڑا کہ آج تک آباد نہیں ہوا۔

تین بار آواز دینے سے مُردہ زندہ ہو گیا

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ آنجناب کا ایک مرید فوت ہو گیا۔ آنحضرت نے اس کے پاس جا کر اس کا نام لے کر پکارا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ مُردہ ہے۔ آپؓ نے جھڑک کر اُسے خاموش کر دیا۔ اور پھر اُسے پکارا۔ تین دفعہ آواز دینے کے بعد وہ شخص زندہ ہو کر اٹھ بیٹھا۔

حضرت ہادیٔ زمانہ بہت رقیق القلب تھے اگر کسی بچے کو روتا دیکھتے تو خود بھی آبدیدہ ہو جاتے اور جس طرح ہو سکتا اُسے رونے سے روکتے اور بچوں کو رونے سے روکنے کے لئے کئی کئی ختم کراتے تھے۔

www.maktabah.org

چور کو سارا مال بخش دیا

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کے مال میں سے بہت سا روپیہ اور جواہرات چرا لیئے۔ جب اُسے پکڑ کر آنحضرت کے پاس لایا گیا۔ تو اس نے اقرار کیا کہ میں نے چرا کر وہ روپیہ وغیرہ فلاں جگہ رکھا ہوا ہے۔ جب اس نے اتنا کہا تو آنجناب رو دیئے اور فرمایا کہ جا میں نے تجھے وہ مال بخشا۔

جب وہ چلا گیا تو لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب اس نے اقرار کیا کہ میں نے چرایا ہے تو معلوم نہیں اس کے دل پر کیا گذری ہو گی! اسی بات کا میرے دل پر اثر ہوا۔

گورو گوبند سنگھ کی ملاقات سے انکار

ایک دفعہ گُرو گوبند سنگھ نے جسے تمام ہندو اوتار مانتے تھے۔ آنحضرت کو کہلا بھیجا کہ میں آپ کے سلام کو آنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اپنے ساتھ برابر بٹھائیں اور میرا اسلام منظور کریں تو میں ایک ہزار روپیہ نذر کے طور پر دوں گا۔ آپ نے قبول نہ کیا۔

بیماری میں دُعا

ہر سال آنجناب کی پُشت اور گردن پر آبلے ہو جایا کرتے تھے۔ اور دوا لگانے سے آرام ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ جب آبلے نکلے۔ تو علاج کے باوجود کچھ افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے دن تھے۔ کہ اس مرض کا آپ پر غلبہ ہوا۔ ہر روز بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگتے، کاش! میں ان دنوں جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف ہو جاؤں آپ کو جناب سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت حد سے زیادہ تھی۔

عید میلاد النبی کی تقریبات کا اہتمام

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا شیخ محمد ہادی نے مجھے فرمایا کہ میں حضرت مروج الشریعت کا عرس ۱۹ ربیع الاوّل کو بڑے پر تکلف انداز میں کیا کرتا تھا۔ مجھے الہام ہوا کہ اسی مہینے میں ہمارے محبوب کا عرس ہے اور اسی میں تیرے باپ کا۔ تو اپنے باپ کا عرس کرتا ہے لیکن ہمارے محبوب کا عرس نہیں کرتا۔ یہ الہام ہوتے ہی مجھ پر رعب سا چھا گیا۔ میں

www.maktabah.org

نے ۱۲، ربیع الاوّل کو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا عُرس مقرر کیا اور جو ثواب مجھے اس عرس سے حاصل ہوا اُسے میں نے اپنے والد بزرگوار سے بیان کیا۔ ۱۹، ربیع الاول کو بھی طعام پکا کر لوگوں کو تقسیم کیا۔

جب ربیع الاوّل کی گیارھویں تاریخ ہوئی۔ تو آنحضرت پر مرض کا غلبہ بہت تھا آپ کی پیشانی پر ورم ہو گیا۔ اپنے فرزند کو بلا کر فرمایا۔ کہ میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ تم جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس بدستور کرنا۔ اس کام سے جلدی فارغ ہونا کیونکہ اور کام درپیش ہے صاحبزادوں نے حسب الارشاد بارہویں ربیع الاوّل کی رات شہر کے تمام آدمیوں کو عرس کے لئے بلایا اور طرح طرح کے کھانے حلوے عطریات میوے اور سامانِ عرس مہیا کیا۔ عشاء کے بعد تیسرا حصّہ رات گذرنے پر عرس سے فارغ ہوئے تو سب وضیع و شریف آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے سب کو رخصت کیا۔

شیخ ہادی کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی

میرے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ جب لوگ چلے گئے تو آنجناب نے لباس تبدیل کیا اور پیشاب کرنے اُٹھے۔ جب پیشاب کرنے لگے تو فرمایا اللہ اکبر! اسی وقت کا ڈر تھا پیشاب نہ کیا۔ پھر چارپائی پر تکیہ لگایا۔ سورۃ یٰسین پڑھنا شروع کی۔

اتنے میں پھر بڑے بڑے حضرات احمدیہ و معصومیہ جمع ہو گئے کسی نے آپ کو ان کے آنے کی اطلاع دی۔ آنحضرت نے ان کی تعظیم کے لئے اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھے اور سورۃ یٰسین پڑھتے رہے۔ ابھی سورۃ ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنی جان کو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کا وصال مبارک بروز جمعرات ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱۱۲۱ ہجری کو ہوا۔ جیسا کہ ذیل میں دو تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے۔ "ہیہات برفت ہادی" اور "افسوس کہ رفت امام الاسلام"۔

www.maktabah.org

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے اندر جنوب کی طرف مدفون ہوئے
آپکی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں ۔

جناب محمد بشیر رحمہ اللہ
آپ حضرت شیخ محمد ہادیؒ کے پہلے فرزند ہیں ۔ جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا ۔ تو آپ شکم مادر میں تھے ۔ آنجناب نے فرمایا کہ اس شکل و صورت کا ایک لڑکا پیدا ہوگا ۔ بعینہٖ اسی شکل و صورت کا لڑکا پیدا ہوا ۔ اس لئے آپ کا نام محمد بشیر رکھا گیا ۔ لیکن آپ لڑکپن ہی میں فوت ہو گئے ۔

جناب شیخ محمد میرؒ
آپؒ حضرت شیخ محمد ہادی کے دوسرے فرزند ہیں ۔ آپ ۔ عالم عامل ۔ صالح ۔ متقی اور پرہیزگار تھے ۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا ۔ اور آنحضرت کے ساتھ حج کو گئے ۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو تینوں ولایتوں (صغرٰی کبرٰی علیا) اور کمالات نبوت کی خوشخبری دی ۔ ظاہری علم کو بھی مولویت کے درجہ تک حاصل کیا ۔ قرآن شریف تجوید سے حفظ کیا ۔ قیوم ثالث کے بعد اپنے باپ سے سلوک باطنی حاصل کیا ۔ اور فنائے اتم ۔ بے نفسی اور زوالِ عین حاصل کیا ۔

۱۱۴۹ھ ہجری کو وفات پائی ۔ اور حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے
آپ دنیا سے لاولد گئے ۔

حضرت ابو العباس بدرالدین شیخ حسن احمد قدس سرہٗ
آپ حضرت ہادی زمانہ کے تیسرے فرزند ہیں
آپ ۹ صفر ۱۰۹۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے ۔

میرے (مصنف کے) دادا صاحب اپنی بیاض میں لکھتے ہیں کہ میرے فرزند عزیز حسن احمد کی شب پیدائش کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو تمہارے بھتیجے محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے ۔ جو نہایت صاحب کمال ہوگا ۔ ہم نے اس کا نام احمد مقرر کیا ہے ۔ اس واسطے اس پر اضافہ کر کے حسن احمد ۔ نام اور ابو العباس کنیت اور بدرالدین لقب مقرر

www.maktabah.org

کیا ہے۔ آنجناب کی تاریخ ولادت شیخ حسن احمدی سے نکلتی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ انھوں نے آپ کو ولایت احمدی کی خوشخبری دی۔ آپؒ کمالات نبوت میں راسخ قدم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ حضرت قیوم اوّلؒ کے مکتوبات کے معارف جاننے میں یگانہ روزگار تھے۔

ایک مفلوک الحال مغل کی قسمت بدل دی

ایک دفعہ پشاور میں ایک مغل نے آپ کی خدمت میں اپنی تنگی کا ذکر کیا۔ اور توجہ کے لیے التماس کی۔ آنحضرتؒ نے پوری توجہ سے اس کی حاجت براری کے فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں اللہ تعالےٰ تمھیں بہت مال و دولت عنایت کرے گا۔ اور تمھارے وسیلے سے ہزاروں لوگ امیر کبیر اور صاحب دولت بن جائیں گے لیکن جتنی جلدی ہو سکے شاہجہان آباد چلے جاؤ۔ دوسرے دن حسب الارشاد شاہجہان آباد روانہ ہوا۔ جب وہاں پہنچا تو بعض آدمی اُسے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے اُسے دیکھتے ہی مہربان ہو کر بہت انعام و اکرام دیا اور اپنے امیروں میں شامل کر لیا۔ ابھی ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ بادشاہ کا ایک بڑا امیر بن گیا۔

ایک دفعہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو آپ کی خدمت میں لایا۔ جو قریب المرگ تھا۔ اور آپ سے اس کی شفا کے لئے درخواست کی۔ آپؒ نے قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھ کر دم کیا۔ تو ایک گھڑی بعد اسے آرام ہو گیا۔

امراء کی جنگوں کی نگرانی

ایک دفعہ بادشاہ کے دو امیروں میں دشمنی ہو گئی۔ اُن میں سے ایک لڑکا آپ کا مخلص تھا۔ وہ اپنے باپ کی فتح کے لئے ہر روز آنجناب کی خدمت میں عرض کرتا۔ ایک رات اس کی التماس کے مطابق توجہ فرمائی تو صبح کو فرمایا کہ میں نے فلاں شخص کے باپ کے لئے استخارہ کیا ہے معلوم ہوا ہے کہ دوسری طرف غالب رہے گی اور فتح اسی کی رہے گی۔ لیکن اس لڑکے کو اس لئے نہ کہا کہ اس کا

www.maktabah.org

دل ٹوٹ جائے گا۔ ابھی ایک مہینہ گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ اس امیر کے شہید ہونے کی خبر پہنچ گئی۔ جب کہ توران کے مغلوں اور قطب الملک عبداللہ خان اور حسین علی خاں میں سخت دشمنی تھی اور تورانیوں کی حالت بہت نازک ہو چکی تھی۔ ان دنوں بعض افراد نے آنجناب رضؓ سے عرض کیا۔ کہ اس کا انجام کیونکر ہوگا؟ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تمام ہندوستان مغلوں سے پُر ہو گیا ہے۔ اور ان کے مخالف مغلوب ہوئے ہیں۔ چند روز بعد حسین علی خاں مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور عبداللہ خاں گرفتار ہو گیا۔

بیٹی پر جان نثار کردی

آنجناب کی منجھلی لڑکی دائم المریض تھی۔ ایک دفعہ جب لڑکی پر مرض کا غلبہ ہوا۔ تو اس کے پاس جاکر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا "اے بار خدایا! اگر فی الواقعہ اس کی اجل آگئی ہے تو مجھے اس کے بدلے اٹھالے۔" یہ کہتے ہی آپ کو تپ ہو گیا۔ اسی تپ سے چھٹے روز وفات پائی۔ آپ کا وصال ۱۱۴۹ھ ہجری سوموار کی رات کو ہوا۔

جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کی خبر ملی تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ جو محبت مجھے بھائی حسن احمد سے تھی۔ اس کا عشر عشیر بھی اور کسی سے نہیں تھی۔ اچھا بھائی جان! اگر تم چلے گئے ہو، تو لو ہم بھی آئے۔ اس واقعہ کے تین سال، تین ماہ اور تین دن بعد آنحضرت کا بھی وصال ہو گیا۔ پھر شیخ حسن احمد کی نماز جنازہ ادا کر کے نعش مبارک کو سرہند بھیج دیا گیا جس کے استقبال کے لئے شہر کے تمام امیر و غریب آئے اور بڑی شان و شوکت اور عزت و احترام کے ساتھ شہر میں لائے۔ اور حضرت عروۃ الوثقٰے رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف گنبد کے اندر دفن کیا۔ میں اس وقت کوہ کمایوں کی تلیٹی میں تھا۔ کہ وحشت ناک خبر سنی گھبرا کر حواس باختہ ہو گیا۔ آنجناب کی عمر شریف ساٹھ سال تھی۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ محمد احسن سلمہٗ ربہٗ

آپ حضرت شیخ حسن احمد کے بڑے فرزند ہیں۔ آپؓ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ حضرت خلیفۃ اللہ کی آپ پر خاص نظر عنایت تھی۔ آپ ظاہری اور باطنی قابلیت عقلمندی اور دانائی میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت خواجہ محمد پارسا جن کی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ اور حضرت قیوم ثالثؓ نے پرورش کی تھی۔ اور حضرات سرہند کے سردار تھے۔ لڑکپن ہی سے آپ پر حد سے زیادہ مہربان تھے۔ انھوں نے کمال مہربانی سے آپ کو القائے نسبت کیا۔ اور توجہ باطنی عنایت فرمائی۔

حضرت محمد انور غلام زبیر رحمہ اللہ

آپؒ شیخ محمد احسن کے فرزند تھے پہلے آپ کے ہاں لڑکا ہوا تو چھٹے روز فوت ہوگیا۔ آپ بڑے غمگین ہوئے۔ مَیں (مصنف) نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا تو آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا۔ خاطر جمع رکھو تمھارے ہاں ایک اور لڑکا ہوگا۔ اسی سال آنجناب کی توجہ سے یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ اللہ اور میرے والد بزرگوار نے غلام زبیر رکھا۔

حضرت محمد منور غلام عروۃ الوثقیٰ رحمہ اللہ

آپ شیخ محمد احسن کے دوسرے فرزند تھے لیکن بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔

حضرت شیخ محمد کریم رحمہ اللہ

آپ شیخ محمد احسن کے تیسرے فرزند ہیں نہایت صالح اور صاحب کمال ہوئے۔

شیخ محمد احسن کی ایک لڑکی منورہ نام کی تھی جو جلد ہی فوت ہوگئی تھی۔

شیخ محمد محسن رحمہ اللہ

آپ حضرت شیخ حسن احمد کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے ولی اور متقی ہیں۔ سلوک باطنی حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کیا۔ آپ لڑکپن ہی سے آنحضرت کے منظورِ نظر تھے خصوصاً آخری عمر میں کوئی شخص بھی آپ کے قرب میں نہ تھا۔ آپ کے حالات اس کتاب کے

www.maktabah.org

چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا کے حالات میں لکھے جائیں گے۔

آپ کی دو لڑکیاں ہیں ایک معصومہ بیگم۔ دوسری نعیم النساء۔ محمد فاروق غلام قیوم شیخ محمد محسن کے تین بیٹے تھے۔ ایک محمد فاروق۔ دوسرے محمد۔ تیسرے محمد حسین اور چار لڑکیاں تھیں ایک عزیز النساء، دوسری زینت النساء تیسری نعیم النساء اور چوتھی کریم النساء۔ اس بیٹے کو میں نے ترک متبنیٰ کیا ہے۔ لیکن ابھی چھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور اپنے اباؤ اجداد کے کمالات کا وارث بنائے (آمین)

صاحب کتاب ابوالفیض کمال الدین محمد احسان عفی عنہ

گو اس فقیر میں اتنی لیاقت تو نہیں کہ اپنے آپ کو آنجناب کی کی اولاد میں شمار کرے لیکن کیا کروں نہ تو حقیقت سے آنکھیں بند کی جا سکتی ہیں نہ قطع نسل ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بعض بنی اسرائیل کافر ہو گئے لیکن حق تعالیٰ نے پھر بھی انھیں یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے نام سے یاد کیا ہے۔

میں شیخ حسن احمد کا سب سے نالائق اور کمترین فرزند ہوں۔ لڑکپن سے حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء، رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔ اور عرصہ دراز تک آنحضرت کی خدمت میں رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے مجھے خلافت دے کر مشرق کی طرف بھیجا۔ ایک مدت تک وہاں رہ کر پھر حاضر خدمت ہوا۔ آپؓ نے پھر دوبارہ اُسی طرف جانے کا حکم دیا۔

حسب الارشاد میں اس طرف روانہ ہوا۔ اس سفر میں معلوم ہوا کہ آنحضرت عنقریب دُنیا سے رحلت کر جائیں گے۔ گھبرا کر بہت جلدی پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ واقعی ڈیڑھ ماہ بعد امام زمان اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ میں آنجناب کی نعش مبارک کے ساتھ سرہند گیا۔ اور کچھ عرصہ آنجناب کے مزار فائض الانوار پر رہا۔ پھر ایک بار مشرقی علاقے میں چلا گیا۔ میں نے دو سال بعد جب غم والم میں قدرے تخفیف ہوئی تو اس کتاب کو تالیف کرنا شروع کیا۔ امید قوی ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ کی توجہ شریف سے ایمان سلامت لے جاؤں گا۔

www.maktabah.org

میری اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام محمد غلام مجدد ہے جو ۱۱۶۴ھ ہجری کو پیدا ہوا۔ چنانچہ اس کی تاریخ ولادت "باہزاراں برکات مبارکباد" ہے۔ اس بچے کی ولادت مسلمانوں کے حق میں نہایت مبارک ہوئی۔ کیونکہ ان دنوں کافروں نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ اس فرزند کے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو کافروں کے پنجے سے نجات دلائی۔[1] مجھ پر بھی ظاہری اور باطنی برکات کا ظہور ہوا۔ اس لئے اس کی کنیت ابوالبرکات، لقب شمس الدین اور نام محمد عرف غلام مجدد مقرر کیا گیا۔

سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار اس کی پیشانی سے نمایاں ہیں۔ پیشانی پر کا نشان نور کی طرح چمکتا ہے۔ استعداد نہایت اعلیٰ درجے کی ہے۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل سے چراغ ہوگا اور اس سے

---

[1] یہ وہ زمانہ تھا جب سکھا شاہی کے جارحانہ حملوں سے سرہند شہر کی اینٹ سے اینٹ بج چکی تھی۔ پنجاب کے مختلف علاقوں سے سکھوں کی مثلیں مسلسل سرہند پر حملہ آور ہوتیں یہ سکھ شہر کو لوٹتے مسلمانوں کو قتل کرتے حتیٰ کہ جانوروں اور مویشیوں تک کو نیست ونابود کر دیتے۔ مغلیہ حکومت دفاعی قوت سے محروم ہو چکی تھی۔ اس کے عیاش حکمران اپنی سلطنت کا تحفظ کرنے سے عاجز تھے۔ ۱۱۶۴ھ ہجری میں سکھوں کی کثیر التعداد فوج نے سرہند کا محاصرہ کر لیا۔ دور دور تک کھیتیاں ویران کر دی گئیں اور مسلمانوں کو چن چن کر قتل کیا جانے لگا۔

قاضی نور محمد مؤلف "جنگ نامہ" کے مطابق اسی سال (۱۱۶۴ھ) احمد شاہ ابدالی کے ساتویں حملہ کے لشکر کے ساتھ جب سرہند پہنچا تو اس نے دیکھا کہ سرہند کا پورا شہر کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا ہے۔ وہ ان کھنڈرات پر دیر تک گھومتا رہا۔ مگر اسے سوائے گدھوں اور اُلووں کے کوئی جانور بھی نظر نہ آیا۔ سرہند کے دیہات میں دور دور تک سکھ چھائے ہوئے تھے۔ احمد شاہ ابدالی کے آنے پر یہ حملہ آور بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ یہ وہ زمانہ پُر آشوب ہے جب ہمارے مؤلف کے ہاں غلام مجدد پیدا ہوئے۔ وہاں چند مجددیوں کے گھر خانقاہ کے اردگرد آباد تھے۔ احمد شاہ کی آمد پر چند مسلمان پھر سے سرہند میں آئے اور سکھ بھاگ گئے۔ (جنگ نامہ گنڈا سنگھ صفحہ ۱۲۸)

www.maktabah.org

ایک جہان منور ہوگا۔ اے پروردگار! اس فرزند کی عمر اپنے حبیب کے صدقے دراز کرنا اور خلق میں سے سب سے صالح اور حضرت مجدد الف ثانی کے کمالات کا وارث بنانا (آمین)

لڑکیوں میں سے ایک بادشاہ بیگم تھی جو شیر خوارگی کی حالت میں فوت ہوگئی تھی۔ دوسری حضرت بیگم اللہ تعالےٰ اس کی عمر دراز کرے۔ (آمین)

میرے قبلہ گاہ شیخ حسن احمد کی آٹھ لڑکیاں تھیں ایک ام کلثوم اختر افروز بیگم جو حضرت محمد اشرف کے پوتے محمد شاہ نور کی منسوبہ تھی۔ اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ اُمت النبی دو وجیہہ النسار۔ دوسری میمونہ جو شیخ جلال الدین سے منسوب تھی۔ تیسری ام حبیبہ۔ بشرہ جو شیخ اسد اللہ کی منسوبہ تھی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مبارک اللہ ہے۔ باقی لڑکیاں بچپن ہی میں فوت ہوگئی تھیں۔ ان کے اسمار مبارکہ یہ ہیں۔ بدر النسار نشاط۔ مبارک النسا۔ دہر آرائے۔ رابعہ۔

حضرت خواجہ نور الصمد رحمہ اللہ حضرت شیخ محمد ہادی کے چوتھے فرزند ہیں۔ سلوکِ باطنی حضرت حجۃ اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو کمالاتِ نبوت کی خوشخبری دی تھی خواجہ نور الصمد نہایت عزیز الوجود تھے۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔

جناب نور الرحمان آپ خواجہ نور الصمد کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک شیخ ضیار الدین یوسف کی خدمت سے حاصل کیا۔ اپنے آبا و اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔

جناب نور السبحان آپ خواجہ نور الصمد کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت قابل جوان تھے۔ لیکن عالمِ جوانی ہی میں فوت ہوگئے۔

جناب محمد اکبر آپ نور السبحان کے فرزند ہیں۔ لیکن بچے ہیں۔ اللہ تعالےٰ عمر دراز کرے اور نیک بنائے۔

خواجہ نور الصمد کی دو لڑکیاں تھیں۔ ایک جہاں آرا بیگم۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

www.maktabah.org

کے پوتے شیخ محمد عبد اللہ سے منسوب تھی۔ اس سے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ علیم اللہ وغیرہ دوسری لڑکی گیتی آرائے محمد احسن اللہ سے منسوب تھی۔

حضرت محمد رضا اللہ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے پانچویں فرزند ہیں۔ سات سال کی عمر میں دکن میں فوت ہو گئے۔ نعش مبارک سرہند لاکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کی گئی۔

حضرت شیخ محمد برکت اللہ آپ حضرت شیخ محمد ہادی کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت وطریقت کے سخت پابند تھے۔ سیاحت بہت کی۔ چنانچہ ایران و توران۔ یمن۔ عرب۔ روم۔ شام وغیرہ ملکوں کی سیر کی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ سے باطنی فیض حاصل کیا۔ جہاں گئے نکاح کیا۔ جب روم گئے تو بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اپنی لڑکی مجھے دو۔ بادشاہ نے بڑی تدبیریں کیں کہ آپ کو تکلیف دے لیکن اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان بارگاہ میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے اور ہزاروں آدمی ہاتھوں میں سنہری عصا لیئے ہوئے اس کے گرد کھڑے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ معصومی بارگاہ ہے۔ اور اس تخت پر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ بادشاہ نے بارگاہ کے اندر جانا چاہا لیکن حضرت امام معصوم نے فرمایا "اسے نکال دو! کیونکہ اس نے میرے فرزند کی حرمت نہیں کی۔ جب بیدار ہوا۔ تو شیخ صاحب کو بلا کر ان سے معافی مانگی۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا۔

آپ نے ملک شام میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بیت المقدس میں ہے جو عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ آپ کی دو لڑکیاں ہیں۔ ایک گوہر آرا، جو غلام معصوم کے بیٹے غلام محمد سے منسوب ہے۔ دوسری امت الرحمن جو محمد محفوظ کی منسوبہ ہے۔

حضرت شیخ محمد ہادی کی دو لڑکیاں ہیں۔ ایک زبدۃ النساء جو شیخ شہاب الدین سے منسوب تھیں اور دوسری زیب النساء جو شیخ عبد الباقی کی منسوبہ تھیں۔

www.maktabah.org

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ

آپ حضرت مروج الشریعت کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۶۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ پھر اپنے والد بزرگوار اور اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ سے بقیہ سلوک پورا کیا۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات دیں۔ جن کے ذریعہ آپ ممتاز تھے۔ حضرت حجۃ اللہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ کوئی کام اُن کے مشورے کے بغیر نہ کرتے۔ عالمگیر بادشاہ اور حضرت حجۃ اللہ کے مابین سوال وجواب کا وسیلہ آپ ہی تھے جو مقدمہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ سے چاہتا۔ اور وہ آسانی سے حاصل نہ ہوتا تو وہ آپ سے عرض کرتا۔ آپ اس مقدمہ کو اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کرواتے۔

چنانچہ ایک دفعہ حضرت قیوم ثالثؓ نے چاہا کہ ایران کی راہ سے حج کو جائیں۔ بلکہ کابل تک تشریف لے بھی گئے۔ لیکن بادشاہ کی مرضی تھی کہ دکن کے راستے حج کو تشریف لے جائیں۔ آنحضرت نے قبول نہ فرمایا۔ آخر بادشاہ نے آپؒ کو درمیان میں ڈالا۔ آپ کابل جا کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو واپس لے آئے۔ چنانچہ یہ واقعہ انشاء اللہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں مفصل لکھا جائے گا۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو حقیقتِ معصومی کی خوشخبری دی ہے۔ اور دو مرتبہ اپنے ساتھ حج کو بھی لے گئے۔ آپ ہر دلعزیز اور مقبول عام تھے۔ جو شخص ایک بار آپ کو دیکھ لیتا آپ پر مفتون ہو جاتا۔ تمام سردار اور سرکش لوگ آپ کے فرمانبردار تھے سارے امراء۔ شرفا۔ خوانین۔ خواقین سلاطین اور رعایا آپ کے فرمانبردار غلام تھے۔ ہندوستان کے بادشاہ آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتے تھے۔ عالمگیر بادشاہ نے بڑا اصرار کیا۔ کہ وزارت قبول کرلیں لیکن آپ نہ مانے۔

www.maktabah.org

خواجہ محمد پارسا کا چہرہ دیکھ کر دل سے نفرت جاتی رہی

ایک شخص نے مجھ (مؤلف کتاب) سے بیان کیا کہ میں بادشاہی قلعہ میں تھا اور بڑے بڑے امرا بھی موجود تھے کہ حضرت خواجہ محمد پارسا کا ذکرِ خیر چھڑا۔ دو امیروں نے کہا کہ انھیں دنیاوی مال و دولت بہت حاصل ہے۔ انھیں کیوں کوئی چیز دی جائے۔ بعد میں انھوں نے قسم کھائی کہ آئندہ انھیں کچھ نہیں دیں گے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ بھی تشریف لے آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی دونوں نے بہت سا روپیہ بطور نذر پیش کیا۔

مجلس برخاست ہونے کے بعد لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ تم نے تو قسم کھائی تھی کہ انھیں کچھ نہیں دیں گے پھر کیوں دیا؟ کہنے لگے ہمیں معلوم نہیں جب ہم نے انھیں دیکھا تو اُن کی محبت اس درجہ ہم پر غالب آئی کہ ہم نے بے اختیار ہو کر اُن کی خدمت کی۔ یہ سُن کر تمام اہلِ مجلس معتقد ہو گئے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا کے مخالفین سے حضرت قیوم ثانی کی ناراضگی

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میر شرف الدین حسین نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت خواجہ محمد پارسا سے اہلِ دنیا سے اختلاط کے سبب ناراض تھا۔ ایک رات میں نے حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ آنحضرت کی گود میں ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا محمد پارسا میرا فرزند ہے اس سے ناراض ہونا مجھ سے ناراض ہونا ہے۔ اس سے ناراضگی رفع کرو۔

ایک مغل حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے آیا۔ لیکن بعض مخالفین کے کہنے سننے میں آ کر حضرت خواجہ محمد پارسا سے ملاقات نہ کی۔ اسی رات اس نے خواب میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں کہ تُو نے میرے فرزند محمد پارسا سے ملاقات کیوں نہیں کی! جاؤ! اس کی زیارت کرو تاکہ تمھارے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ دوسرے دن وہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور

www.maktabah.org

اپنے رویّے پر شرمندہ ہو کر معافی مانگی۔

خواجہ عبدالصمد کو لاہور اور کشمیر کا گورنر بنا دیا گیا

مُلک مالوہ میں خواجہ احرار کے فرزند خواجہ عبدالصمد نے آپ سے ملاقات کی۔ اس وقت وہ مفلس تھا۔ اُن سے بطور قرض کچھ مانگا۔ آپ نے سو مہریں عنایت کیں۔ اور فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ ہمارے قرب و جوار میں ریاست عظیم عطا فرمائے گا۔

تھوڑی مدت کے بعد وہ لاہور، کشمیر اور ملتان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب تک زندہ رہا۔ خود حکمران رہا۔ بعد میں اس کی اولاد اس ملک پر حکمران رہی۔ آج کل اس کا بیٹا سلطنت کا سب سے بڑا رکن شمار کیا جاتا ہے۔

ایک بدخواہ سے حُسنِ سلوک

حضرت خواجہ کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ نہ کسی کو بددعا دیتے بلکہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر بھی احسان کرتے۔ ایک شخص آپ کے متعلقین میں سے تھا۔ جو تحفہ اور نعمت اطراف و جوانب سے آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ پہلے اُسے دیتے لیکن وہ نالائق ہر روز بادشاہ سے آپ کی شکایت کرتا۔ کہ محمد پارسا نے میرا اتنا روپیہ چھین لیا ہے۔ بادشاہ جانتا تھا کہ یہ سراسر جھوٹا ہے۔ اس لئے اس کی طرف توجہ نہ کرتا۔ ایک دفعہ اس نے اپنے آپ کو دریا میں بھی پھینک دیا۔ لیکن بادشاہ نے پھر بھی توجہ نہ کی۔

جب گھر سے فریاد کے لئے جاتا تو حضرت خواجہ کو تاکید کرتا کہ کھانا جلدی لاؤ کیونکہ میری فریاد کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ بہت جلدی نفیس کھانا لاتے پاس بیٹھ کر کھلاتے اور مکھیاں اڑاتے۔ ایک روز بادشاہ کے سامنے اس نے حضرت خواجہ کو بُرا بھلا کہا۔ بادشاہ نے تنگ آ کر اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب حضرت خواجہ نے سنا تو بادشاہ کے پاس جا کر اسے قتل ہونے سے بچایا۔ آخر بادشاہ نے اُسے ملک بدر کرنے کا حکم دیا۔

آپ پیر کے دن ۱۰ ربیع الاوّل ۸۴۲ھ کو فوت ہوئے۔ آپ نے دو سال پہلے

www.maktabah.org

ہی اپنی وفات کی اطلاع دے دی تھی۔

سفرِ آخرت کی تیاری

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مُبارک شان و شوکت سے مناتے تھے۔ آخری دم میں اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ آج حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہے۔ جلدی اس مہم سے فارغ ہو جاؤ کیونکہ اور ضروری کام بھی کرنے ہیں۔ بیٹے شام کے وقت عرس سے فارغ ہو کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ نے فرمایا "الحمد للہ! بڑے کام سے خلاصی ہوئی"۔

بعد ازاں تند ہوا چلی اور جہان سے شور اٹھا۔ روضہ منورہ کے گرد ہزاروں قندیلیں روشن تھیں۔ پتھر کے فرش پر ان کے گرنے سے بجلی کی طرح آواز نکلتی تھی۔ جب قندیلیں بجھ گئیں۔ تو ہوا بھی دھیمی ہو گئی۔ اسی وقت خواجہ نے اس جہانِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف کوچ کیا۔ آپ کا جنازہ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے گرد پھرا کر چبوترے کے جنوب مغربی کونے میں جہاں آپ نے جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور فرمایا تھا کہ میری قبر یہاں بنانا۔ دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر مبارک پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بزرگی یہ ہے کہ حالانکہ آپ نے حضرت قیوم ثانیؒ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے بہت کمالات حاصل کئے تھے۔ بڑے بلند آواز سے عام مجلس میں حضرتِ قیومِ رابع سلطان الاولیاء کی قیومیت اور قطب الاقطابی کا اقرار کرتے تھے۔ آپ نے علمِ تصوف پر ایک کتاب بہ اسم "فکرِ پارسا" تصنیف کی ہے۔

آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

جنابِ شیخ محمد علی

آپ خواجہ محمد پارسا کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ سے حاصل کر کے ظاہری علم کو پایۂ تحصیل تک حاصل کیا۔

www.maktabah.org

اور حضرت قیوم ثالث کے ساتھ حج کیا. شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ دنیا سے جوان ہی گئے اور لاولد بھی۔

جناب محمد شیخ الاسلام آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے فرزند ہیں. حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے. علم ظاہری انتہائی درجے تک حاصل کیا. قرآن مجید تجوید سے حفظ کیا. حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج بھی کیا. نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ سخاوت اور بخشش میں بے نظیر تھے۔

بادشاہ نے آپ کو منصب سلطانی اور سرہند کی اکثر خدمات سپرد کیں. اس ذریعہ سے ہزاروں آدمیوں کو آپ کی ذات سے فائدہ ہوا. اور آپ کے ممنونِ احسان ہوئے. آپ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آپ کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے اندر جگہ ملی۔ آپ کی اولاد صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

جناب محمد نور الاسلام آپ شیخ الاسلام کے فرزند نہایت جوان قابل اور صالح ہیں. اپنے دادا بزرگوار کے مرید ہوئے. آپ نہایت صاحبِ فطرت بلند تھے. آپ کا صرف ایک لڑکا ہے سراج الاسلام اور دو لڑکیاں اُمت نقشبند اور اُمت معصوم۔ شیخ الاسلام کی بیٹی بیگما حضرت شاہ جیو کے پوتے سعادت اللہ سے منسوب تھی۔

جناب شیخ محمد رسا ربہ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے فرزند ہیں. اوصافِ حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف تھے. سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا. حضرت خواجہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد رسا میرا نائب اتم ہے۔ آپ شاہ صاحب کے لقب سے مشہور تھے۔

شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب پیر و مرشد نے مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی نسبتِ خاص کا القا کیا. میں حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مراقبہ کر رہا تھا. کہ مجھے ایک زمرد کی خلعت عطا ہوئی. معلوم ہوا کہ یہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ کی نسبت خاص ہے۔ شیخ محمد رسا اپنے وقت کے مشائخ کے سردار ہیں۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر پورے پابند ہیں۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ محمد پارسا اہل اللہ میں سے مستثنیٰ ہیں ایک روز شاہ صاحب نے حضرت قیوم رابع کو کہا کہ میں تو قطب الاقطاب اور قیوم زماں آپ کو مانتا ہوں اور آپ سے فیوض و برکات کا امیدوار ہوں۔ آپ نے فرمایا ہم بھی تمھارے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔ آج کل حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے زینت بخش اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے خانقاہ مذکور کی ملازمت اٹھا رکھی ہے۔ ہر روز صبح و شام اپنے ساتھیوں سمیت حضرت خواجہ محمد معصوم کے روضہ مبارک میں حلقہ اور مراقبہ کرتے ہیں۔ خانقاہ کی برکت آپ کے دم سے ہے۔ آپ سے اکثر کرامات عجیبہ اور خوارق غریبہ ظہور میں آتے ہیں۔

آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔

جناب محمد احمد رسا آپ شاہ محمد رسا کے فرزند بزرگ ہیں۔ آپ اپنے باپ کے مرید ہیں۔ نہایت صالح اور قابل ہیں۔ حضرت قیوم رابع آپ پر ازحد مہربان تھے۔ آپ اپنے آبائی طریقے پر پورے پورے کاربند تھے۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ سراج معصوم اور میر احمد۔

جناب محمد فیض رسا آپ شاہ محمد رسا کے دوسرے فرزند ہیں اپنے والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ آپ کے دادا نے آپ کے حق میں بشارت عظمیٰ فرمائی۔ نہایت صالح مرد ہیں۔

خواجہ سید احمد آپ شاہ محمد رسا کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح جوان ہیں۔ سعادت کی علامتیں پیشانی سے ظاہر ہیں۔

شاہ محمد پارسا کی بیٹیوں میں سے ایک حور النسا۔ محمد بمثیل معروف بہ بھیکھو سے منسوب ہے۔ دوسری دلرس بیگم شیخ نیاز احمد کی منسوبہ ہے۔ اور تیسری جاناں بیگم صاحبزادہ والا گہر

www.maktabah.org

بلند اقبال سلالہ دودمان قیومیت فرزند حضرت قیوم رابع شیخ عبد القادر ثانی سے منسوب ہے۔ چوتھی قطبی بیگم۔

خواجہ میر محمد نعمان حق رسا سلمہ اللہ تعالیٰ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے فرزند ہیں۔ اپنے والد ماجد کے مرید تھے۔ ان کی وفات کے بعد حج کے لئے گئے وہیں آپ کو حکم ہوا کہ حضرت قیوم رابع کی خدمت میں رجوع کریں۔ جب ہندوستان میں واپس آئے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت آپ پر اس درجہ عنایت کرتے تھے کہ اور کسی پر اس کا عشر عشیر بھی نہ کرتے۔ میر صاحب خود بھی آنحضرت پر پورے طور پر فدا تھے۔

حضرت خلیفۃ اللہ نے میر صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی کے عمدہ خصائص کی بشارات دیں۔ میر صاحب شریعت اور طریقت پر پورے پورے پابند تھے۔ ان دنوں دونو بھائی شاہ محمد رسا اور میر محمد نعمان حق رسا موجود اولیاء سے ممتاز ہیں۔ میر محمد نعمان صاحب تصرفات ظاہر و کرامات باہرہ ہیں۔ آپ کے باقی احوال انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت قیوم رابع کے خلفاء کے حالات میں لکھے جائیں گے۔

آپ کی اولاد تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ نور معصوم آپ میر محمد نعمان کے بڑے فرزند ہیں سات سال کی عمر میں دنیا سے سفر کیا اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن ہوئے۔

حضرات غلام ابراہیم، حامد پارسا اور غلام قاسم یہ تینوں میر محمد نعمان کے بیٹے ہیں۔ میر صاحب کی بیٹی بخشی بیگم محمد احمد رسا سے منسوب ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کی ایک بیٹی رقیہ میرے (مؤلف کتاب کے) چچا شیخ محمد میر سے منسوب ہے اور دوسری عزت النساء مرزا محمد نجیب کی منسوبہ تھی۔ اس سے پانچ لڑکے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت محمد جان حضرت خواجہ محمد پارسا کے نواسے ہیں آپ حضرت خواجہ کے مرید ہیں نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کی اولاد ایک لڑکا چار لڑکیاں ہیں بیٹے کا نام غلام رسول اور لڑکیاں امت معصوم وغیرہ ہیں۔

حضرت محمد وجیہہ آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے دوسرے نواسے ہیں۔ نہایت صالح جوان تھے لیکن عین عالم شباب میں چل بسے آپکا ایک لڑکا باقی رہا۔

جناب احمد گل آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے تیسرے نواسے ہیں نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں۔ آپ میر محمد نعمان حق رسا کے مرید ہیں۔

حضرت محمد مجیب آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے چوتھے نواسے ہیں نہایت صالح اور پرہیزگار ہیں۔ **محمد سعید**: آپ حضرت خواجہ محمد پارسا کے پانچویں نواسے ہیں بہت قابل اور صالح نوجوان ہیں۔

حضرت شیخ محمد سالم قدس سرہٗ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت آپؒ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات و خصائص کی عمدہ عمدہ بشارات آپ کو دیں۔

شیخ صاحب کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ میں بہت راسخ قدم تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں سب سے ممتاز تھے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پورے کاربند اور طریقہ احمدیہ مجددیہ پر ثابت قدم تھے۔ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ جو چیز آپ کے پاس ہوتی اس کا خرچ کرنا آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا تمام غربا مساکین اور فقراء آپ کی خانقاہ میں پڑے رہتے۔ آپ ہر ایک کی خبر گیری اس کی حالت کے مطابق کرتے۔ آپ سے کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ اکثر ظہور میں آتے تھے آپ ۱۱۶۰ھ ہجری کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے

www.maktabah.org

روضہ منورہ کے چبوترے پر مشرق کی طرف مدفون ہوئے۔

آپ کی اولاد ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ محمد کرامت اللہ آپ شیخ محمد سالم کے فرزند ہیں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے بلکہ آنجناب نے آپ کو خوشخبری بھی دی تھی پھر حضرت محمد صدیق کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور اس طریقے کی عمدہ بشارتیں حاصل کیں آپ صبح و شام حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں رہتے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

جناب محمد نور اللہ آپ محمد کرامت اللہ کے لڑکے ہیں نہایت صالح جوان ہیں آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہیں قرآن شریف بھی حفظ کر لیا ہے۔

شیخ محمد سالم کی بیٹی نور النساء شیخ عبد اللہ سے منسوب ہے۔

حضرت مروج الشریعت کی ایک بیٹی شیخ محمد اسماعیل سے منسوب ہے۔ دوسری شائستہ بیگم میر فضل اللہ سے منسوب ہے تیسری حسن النساء شیخ اسماعیل عزیز الدین سے منسوب ہے۔

حضرت صوفی شاہ محمد آپ حضرت مروج الشریعت کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ نے آنجناب ہی سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ مجددیہ کے پکے پابند تھے۔

حضرت صوفی عبد الرحمٰن خوارزمی آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خلافت دے کر خوارزم بھیجا۔ وہاں کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور بے شمار آدمیوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

www.maktabah.org

حضرت صوفی کمال | آپ حضرت مروج الشریعت کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کرکے خلافت پائی۔

حضرت صوفی محمد کامل اندرابی | اندراب کابل کے گرد و نواح میں ایک علاقہ ہے عرصہ دراز تک حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی حاصل کیا۔ پھر خلافت دے کر اندراب بھیجے گئے وہاں کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

حضرت صوفی عبدالرزاق | آپ حضرت مروج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دی۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ حضرت مروج الشریعت کے تمام خلفاء اور فرزند آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ عنہ | آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ ۱۰۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد شانی الحال اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقےٰ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد اشرف کے سامنے فرمایا کہ میری زندگی کے دو سال باقی ہیں۔ اب میں تم پر ایسی توجہ کرتا ہوں جو اس سے پہلے کسی شیخ نے اپنے کسی مرید پر نہیں کی۔ اور آئندہ بھی نہیں کرے گا پھر انھیں پاس بلا کر القائے نسبت و توجہ باطنی کیا۔ اس ایک توجہ میں گذشتہ و آئندہ اولیا کے کمالات اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات مثلاً ہر سہ ولایت صغریٰ کبریٰ اور علیا۔ کمالاتِ نبوت، حقائق ثلاثہ یعنی حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن اور حقیقتِ نماز اور خلاصیت و صلاحیت وغیرہ القا فرمائے۔

آنجناب فرماتے تھے کہ میں نے ان تمام مقامات کو اسی وقت سمجھ لیا۔ آپ نے علوم معقول و منقول۔ فروع۔ اصول۔ فقہ۔ کلام۔ تفسیر۔ حدیث پورے طور پر حاصل کئے

www.maktabah.org

اور ان علوم کی کتب مشہورہ میں سے تقریبًا ہر ایک پر شروح و حواشی لکھے۔

ایک دفعہ کسی امیر کی لڑکی بیمار ہوگئی۔ جب قریب المرگ ہوگئی تو امیر اسے آپ کی خدمت میں لایا۔ آپ کچھ پڑھ کر دم کیا تو فی الفور صحت یاب ہوگئی۔ گویا بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ہزاروں آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بے شمار تصرفات آپ سے ظاہر ہوئے آپ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ احمدیہ پر پورے طور کاربند تھے۔

شیخ محمد سعید لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مردِ خدا کسی باغ میں تخت پر بیٹھے ہیں اور بہت سے لوگ ان کے اردگرد کھڑے ہیں ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد اشرف ہیں۔ صبح میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا آپ نے مجھے خلافت عنایت فرمائی۔

آپ ۲، صفر ۱۱۱۱ھ ہجری کو اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرقد کی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ نزع کے وقت آپ "حسبی اللہ و نعم الوکیل" بار بار پڑھتے تھے۔ آپ کی اولاد چار لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

حضرت شیخ محمد جعفر

آپ حضرت محمد اشرف کے بڑے لڑکے ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ نے اپنے مشائخ باطنی کے احوال کتاب کی صورت میں لکھے ہیں۔ جب کافر سکھ سرہند پر چڑھ آئے تو آپ نے اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن ہوئے۔

آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ محمد الیاس: آپ شیخ محمد جعفر کے فرزند ہیں آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح و متقی مرد تھے۔ محمد شاہ نور: آپ شیخ محمد جعفر کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے مرید اور صالح مرد تھے۔ آپ شیخ حسن احمد کی لڑکی (مؤلف کی بہن) سے منسوب تھے۔ آپ کے ہاں دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ایک

www.maktabah.org

امت الہٰی جو حضرت شاہ جیو کے پوتے شریف احمد کی منسوبہ تھی۔ اور دوسری وجیہہ النسار جو حضرت خازن الرحمت کی اولاد معز الحق سے منسوب تھی۔ شیخ محمد جعفر کی بیٹی امت الرسول محمد جان کی منسوبہ ہے۔

شیخ محمد روح اللہ آپ حضرت محمد اشرف کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ کی خدمت سے حاصل کر کے آنجناب سے عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پکے پابند تھے آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

حضرت شیخ نور احمد آپ حضرت شیخ روح اللہ کے فرزند نہایت صالح غریب اور مسکین مرد تھے۔ شیخ روح اللہ کی لڑکی امت النجیب ضیاء الحق سے منسوب ہے۔

حضرت شیخ محمد حیات آپ محمد اشرف کے تیسرے فرزند ہیں اپنے باپ کے مرید تھے سلوک باطنی حضرت حجۃ اللہ سے حاصل کیا، متقی اور پرہیزگار تھے۔

حضرت شیخ محمد شافی الحال آپ حضرت محمد اشرف کے چوتھے فرزند ہیں باطنی سلوک حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور بشارات عمدہ مثلاً حقیقت قرآن، حقیقت نماز، سابقیت اور خالصیت وغیرہ حاصل کیں۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے۔ آپ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ نے علمِ ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا اور انھیں اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اور سبق پڑھایا کرتے تھے۔

بعض مخالفین نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات پر جن شبہات کا اظہار کیا ہے۔ ان کا خوب رد لکھا ہے۔ حضرات احمدیہ معصومیہ کے حالات میں ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ اس وقت بڑے شیخ شمار کئے جاتے ہیں۔

آپ نے ۱۱۵۰ھ ہجری میں وفات پائی اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

www.maktabah.org

روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کے تین لڑکے تھے۔

حضرت شاہ جلالؒ آپ حضرت شیخ شانی الحال کے بڑے لڑکے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ کے مرید تھے سلوک باطنی اپنے باپ سے حاصل کیا۔ آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے۔ افغانستان میں دریائے سندھ کے قریب وفات پائی وہیں آپ کا مزار بنا دیا گیا۔ جو زیارت گاہ خواص و عام ہے۔

آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔

جناب نیاز معصوم آپ حضرت شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح جوان ہیں۔

جناب مرید معصوم آپ حضرت شاہ جلال رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ مجذوب الاحوال ہیں۔

حضرت شاہ جلالؒ کی لڑکیوں میں سے ایک نور احمد سے منسوب ہے دوسری محمد عاشق سے

حضرت شیخ محمد عبد اللہ آپ حضرت شیخ محمد شانی الحال کے دوسرے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ قرآن شریف با تجوید حفظ کیا۔ آبائی طریقے کے پکے پابند تھے۔ کسر نفسی۔ تواضع اور فروتنی آپ کا شیوہ مرضیہ ہے۔ اسی بزرگ کی زبانی سن کر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کے اسامی اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔

حضرت شیخ محمد آپ شیخ شانی الحال کے تیسرے لڑکے تھے۔ اپنے والد کے مرید نہایت صالح و متقی مرد تھے۔ قابلیت میں اپنی نظیر آپ تھے جو آپ کی ہم نشینی کرتا۔ آپ پر شیفتہ ہو جاتا۔

آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ احمد

آپ شیخ محمد کے لڑکے ہیں۔ نوجوان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے۔ آپ کی لڑکی محمد بیگم غلام احرار سے منسوب ہے۔

خواجہ محمد اشرف کی صاحبزادیوں میں سے ایک پرہیز گار زمانہ پرہیز بانو حضرت شیخ محمد بادی سے منسوب ہے۔ دوسری منیرہ بیگم حضرت محمد پارسا سے منسوب تھی۔ نجابت بانو خورشید نام اس کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام عبدالخالق اور غلام محمد اور لڑکیوں میں سے ایک محمد مشائخ سے منسوب ہے دوسری رضی الدین کے لڑکے سے۔

حضرت صوفی عبدالخالق

آپ حضرت محمد اشرفؒ کے خلیفہ ہیں نہایت صاحب استقامت اور کرامت تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔

حضرت صوفی عبدالحی

آپ حضرت محمد اشرف کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حالات بلند اور مقاماتِ ارجمند تھے۔

حضرت صوفی عبدالرحیم

آپ حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب جذبِ قوی تھے۔ آپ عجیب حالت کے مالک تھے۔

حضرت محمد اشرف کے خلفاء بہت تھے کہاں تک لکھوں۔

حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں آپ ۱۰۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات اور خصائص کی خوشخبری دی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ آپ پر بے حد مہربان تھے آپؒ نے بادشاہِ ہندوستان اورنگ زیب، شاہزادہ اعظم شاہ اور دیگر ارکان سلطنت کی دینی اور روحانی نگرانی آپ کے ذمہ لگادی۔ کہ ان سے سلوک باطنی حاصل کریں۔

آنحضرتؒ نے آپ کو شاہجہان آباد بھیجا جب آپ وہاں پہنچے تو بادشاہ خود آپ کے استقبال کے لئے آیا۔ اور نہایت عزت و احترام سے شہر میں لاکر اپنے خاص قلعہ میں

www.maktabah.org

فروکش ہونے کا اہتمام کیا۔ جب حضرت شیخ قلعہ کے دروازے میں پہنچے تو دروازے پر بہت سی تصویریں تھیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں اس وقت قلعہ میں آؤں گا جب ان تصویروں کو مٹا دیا جائے گا یا ہٹا دیا جائے گا۔

دوسرے دن آپ نے حکم دیا کہ تمام گویّوں، گانیوں اور ناچنے گانے والے لڑکوں اور اور گانے بجانے والوں کو اور بدعتیوں کو شہر سے نکال دیا جائے۔ بادشاہ نے اسی وقت قطعی حکم جاری کر دیا۔ کہ تمام اہلِ بدعت کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ ہم اس کا مفصل حال حضرت خواجہ محمد معصوم کے پینتیسویں سالِ قیومیت میں لکھ آئے ہیں۔

آپ نے امر معروف اور نہی عن المنکر پر اس طرح عمل کیا کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا تھا۔ جب تک زندہ رہے پورے ہندوستان میں کسی کو جرأت نہ تھی کہ کھلم کھلا سُرود کرے یا ڈھولک بجائے۔ آپ کے نمائندے جا بجا پھرتے جہاں کہیں بدعت کی علامت پاتے تنبیہہ کرتے۔ دکن میں ایک امیر نے خفیہ مجلسِ سرود قائم کی مگر بعد میں ساتھیوں سے کہا کہ اگر شیخ صاحب کو خبر ہو گئی تو مجھے بے عزت کر کے نکال دیں گے یہ کہہ کر گویّوں کو نکال دیا۔

یہی وجہ ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ شیخ صاحب کو محتسبِ امت کہتے تھے آپ کا دبدبہ اسقدر تھا کہ امراء و سلاطین میں جرأت نہ تھی کہ شیخ صاحب کے حضور بلا اجازت بیٹھ سکیں۔ آپ کی بارگاہ عالی اطلس کی بنی ہوئی تھی جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس بارگاہ میں سنہری کرسی جواہرات سے جڑاؤ رکھی جاتی جس پر آپ تشریف رکھتے۔ اس کے اردگرد امراء، بادشاہ اور خان نہایت ادب سے دست بستہ کھڑے رہتے۔

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میرے دل میں خیال آیا کہ شیخ صاحب درویش ہیں انہیں اس قدر شان و شوکت کی کیا ضرورت ہے؟ یہ خیال آتے ہی حضرت شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہمارا تجمّل اس کی کبریائی سے ہے۔

ایک معتبر آدمی نے بیان کیا کہ میں نے ٹھان لیا کہ آئندہ کبھی شیخ صاحب کی خدمت میں

www.maktabah.org

میں نہیں جاؤں گا کیونکہ وہ تکبر کرتے ہیں اسی رات خواب میں دیکھا کہ سپاہی مجھے پکڑ کر لاٹھیوں سے مارتے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر اپنے خیال سے توبہ کی اور حضرت شیخ کی خدمت میں آ کر مرید ہو گیا۔

ایک شخص نے کہا مجھے جذام کا مرض تھا میں نے حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر رفع مرض کے لیے التماس کی۔ انھوں نے کچھ پڑھ کر دم کیا۔ فی الفور شفا نصیب ہوئی۔

ایک دفعہ حضرت قیوم رابع کو لڑکپن میں مرض شدید لاحق ہوا۔ حضرت شیخ آنجناب کو دیکھنے کے لیے آئے۔ حضرت قیوم رابع کی خالہ جو حضرت شیخ کی کیلن ہو تھی۔ آنحضرت کی شفا کے لیے التماس کی۔ حضرت شیخ نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اس لڑکے کا اللہ تعالیٰ حافظ و مددگار ہے میں دیکھتا ہوں کہ یہ بچہ شیخ عظیم ہو گا۔ ہزاروں لوگ اس کے حلقہ میں بیٹھے ہیں۔ اللہ کو اس سے ابھی بہت سے کام لینے ہیں جن میں سے ابھی ایک کا ظہور بھی نہیں ہوا۔ واقعی حضرت شیخ کا مکاشفہ حضرت قیوم رابع کے حق میں بالکل صادق آیا۔

حضرت شیخ کو جذبہ بہت حاصل تھا۔ آپ کی توجہ سے لوگ بے اختیار ہو جاتے ہزاروں آدمیوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اور کامل و مکمل ہو گئے۔ آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ ۱۰۹۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

کہتے ہیں آخری وقت میں حضرت شیخ کی خدمت میں ایک ایسا طبیب لایا گیا جو اہل سنت و جماعت کے عقائد کا مخالف تھا۔ آنجناب نے فرمایا کہ یہ کونسا وقت ہے کہ تم مخالف مشرب کو میرے پاس لے آئے ہو اسے دور لے جاؤ۔ آپ کا مزار حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک سے جنوب کی طرف ایک تیر یا تا پرتاب کے فاصلے پر ہے۔ آپ کے مزار پر نہایت عالیشان گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے اردگرد باغ لگایا گیا ہے۔

آپ کی اولاد آٹھ لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں۔

www.maktabah.org

خواجہ شیخ محمد اعظم آپ حضرت شیخ سیف الدین کے بڑے لڑکے ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کرکے ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا بلکہ اس علم میں بہت سی کتابیں تصنیف بھی کیں۔ بے شمار آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے سلوک باطنی ختم کرکے خلافت بھی حاصل کی۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے سخت پابند تھے۔ آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

خواجہ شیخ فقیر احمد آپ شیخ محمد اعظم کے بڑے لڑکے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند ہیں آپ کی اولاد ایک لڑکا اور پانچ لڑکیاں ہیں جو سب کی سب اپنے قبیلے میں شادی شدہ ہیں۔

خواجہ بشیر احمد آپ فقیر احمد کے لڑکے ہیں۔ اپنے باپ کے مرید اور صالح جوان ہیں۔

زین الدین و معز الدین یہ دونو شیخ محمد اعظم کے دوسرے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے مرید ہیں۔ دونو صالح جوان ہیں۔ دونوں دنیا سے لاولد گئے۔ شیخ محمد اعظم کی لڑکیوں میں سے ایک شرافت نام محمد درویش سے منسوب ہے۔ دوسری زیب النساء محمد ضیاء اللہ سے منسوب ہے۔

شیخ میاں داد آپ شیخ محمد اعظم کے خلیفہ ہیں۔ افغانستان میں رہتے تھے۔ ہزاروں پٹھان آپ کے مرید تھے۔ عجیب و غریب حالات پیدا کئے بلکہ بہت لوگوں کو خلافت بھی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔

شیخ محمد شعیب آپ حضرت شیخ سیف الدین کے دوسرے لڑکے ہیں سلوک باطنی اپنے والد سے حاصل کرکے باپ کی طرح خانقاہ میں صبح و شام ساتھیوں کے ساتھ مراقبہ کرتے تھے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کاربند تھے۔ آپ کی

www.maktabah.org

اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں تھیں۔

خواجہ محمد عباس

آپ شیخ محمد شعیب کے بیٹے ہیں اپنے باپ کے مرید تھے نہایت صالح و پرہیزگار نوجوان ہیں۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا۔ آپ پر فریفتہ ہو جاتا۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

خواجہ محمد الیاس

آپ محمد عباس کے لڑکے ہیں۔ نہایت قابل شخص ہیں۔ آپ کی لڑکی اعز النساء سید گاہ سے منسوب ہے۔

شیخ محمد شعیب کی لڑکیوں میں سے ایک نخیر النساء محمد معاذ سے منسوب ہے۔ اور دوسری رضیہ اور تیسری امہانی۔

شیخ محمد حسین

حضرت شیخ سیف الدین کے تیسرے لڑکے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ زہد، ورع، اور تقوے میں آپکو ید بیضا حاصل تھا شریعت اور طریقت پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپکے دو بیٹے دو بیٹیاں تھیں۔

محمد معظم

آپ شیخ محمد حسین کے بڑے لڑکے ہیں آپ حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہیں سلوکِ باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکی محمد محفوظ سے منسوب ہے۔

محمد مسیح اللہ

آپ شیخ محمد حسین کے دوسرے لڑکے ہیں اپنے والد ماجد سے بیعت تھے۔ صلاحیت و تقویٰ میں بینظیر تھے دنیا سے لاولد گئے۔

شیخ محمد حسین کی لڑکیوں میں سے ایک ہاجرہ شیخ پیر سے منسوب تھی۔ دوسری عائشہ رفیع القدر کی منسوبہ تھی۔

شیخ محمد عیسےٰ

آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چوتھے بیٹے تھے۔ سلوکِ باطنی اپنے بھائی شیخ محمد اعظم سے حاصل کیا۔ علم حلم فضل اور بذل میں مستثنیٰ تھے۔ قابلیت نہایت اعلیٰ تھی۔ شریعت اور طریقت پر کاربند تھے، اولاد میں تین

www.maktabah.org

لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔

محمد رفیع القدر
آپ شیخ محمد عیسٰے کے بڑے فرزند ہیں۔ نہایت قابل اور صالح آدمی ہیں۔

آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

محمد عزیز القدر
آپ شیخ محمد عیسٰے کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے والد ماجد کے مرید تھے۔ طریقۂ احمدیہ پر کاربند تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں۔ محمد حفیظ آپ کے بیٹے ہیں حافظِ قرآن اور مسکین ہیں۔

محمد عظیم القدر
آپ شیخ محمد عیسٰے کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل آدمی تھے۔ جوانی ہی میں فوت ہوگئے۔

آپ کی اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔

محمد مستقیم
آپ محمد عظیم القدر کے لڑکے ہیں۔ لیکن ابھی بچے ہیں دو اور چھوٹے لڑکے بھی ہیں۔ لڑکیوں میں سے ایک محمد حفیظ کی منسوبہ ہے۔ باقی چھوٹی ہیں۔

شیخ محمد عیسٰے کی بیٹی عمدۃ النساء معز الدین سے منسوب ہے۔

شیخ محمد موسٰے
آپ شیخ سیف الدین کے پانچویں لڑکے ہیں آپ اپنے چچوں کے مرید ہیں۔ شریعت و طریقت پر خوب کاربند ہیں۔

آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں آپ کے ایک لڑکے کا نام فدائی احمد ہے نہایت صالح مرد ہیں۔ دوسرے لڑکے کا نام معلوم نہیں۔

شیخ کلمۃ اللہ
آپ حضرت شیخ سیف الدین کے چھٹے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی حضرت محمد صدیق سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے سخت پابند ہیں۔

آپ کا صرف ایک لڑکا ہے۔

www.maktabah.org

سیف اللہ آپ شیخ کلمۃ اللہ کے نہایت صالح اور جوان فرزند ہیں۔ بہترین صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

محمد عثمان و عبدالرحمٰن آپ حضرت شیخ سیف الدین کے ساتویں اور آٹھویں فرزند ہیں۔ دونو دنیا سے لاولد گئے۔

حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک جنّت نامی شیخ محمد عمر سے منسوب ہے دوسری جیبہ شیخ محمد حیات سے تیسری سائرہ محمد جواد سے۔ چوتھی شہری، عزالدین سے اور پانچویں رفیع النساء حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کے پوتے محمد صالح سے منسوب ہے۔

صُوفی صدرالدین آپ حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلیفہ ہیں نہایت صاحب جمال آدمی تھے۔ جذبہ نہایت قوی تھا بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

شیخ ابوالقاسم آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب مقامات عالیہ تھے بہت لوگوں نے آپ سے بہت فائدہ حاصل کیا۔

شاہ عباس بشتی کابل کے گردونواح میں بشت ایک علاقہ ہے۔ آپ ذات کے سید۔ سید علی ترمذی کی اولاد سے تھے۔ حضرت شیخ کے مرید تھے۔ خلافت حاصل کی بشت میں بہت سے لوگوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا۔

شاہ عیسےٰ آپ حضرت شیخ سیف الدین کے نہایت عزیزالوجود اور از بس منکسرالمزاج خلیفہ ہیں۔ آپ کا ارشاد بدرجہ غایت تھا۔

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ یہاں صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ عنہ

آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں ۔ ۱۰۵۷ھ میں پیدا ہوئے۔

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر غایت درجہ مہربان تھے ۔آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام خصائص و کمالات کی خوشخبری دی ۔

حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ۔کہ مجھ پر لوح محفوظ کا انکشاف ہوا وہاں پر میں نے لکھا دیکھا ۔ کہ محمد معصوم اور اس کے تلے صدیق ولی رضہ ۔ ایک شخص نے اس کی بابت کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ محمد معصوم ولی صادق ہے ۔پھر آنحضرت نے فرمایا کہ اس سے مراد میرے بھائی محمد صدیق ہیں ۔حضرت شیخ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے وصال کے چند سال بعد حج کو گئے ۔ وہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے ۔جب حج سے واپس آئے تو شاہجہان آباد میں سکونت اختیار کی اور آخری دم تک وہیں رہے ۔

ہزاروں آدمیوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا ۔ بہت سے لوگ خلافت سے بھی مشرف ہوئے ۔کہتے ہیں کہ آخری عمر میں آپ کے ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ ہر روز صبح شام ہزاروں آدمی آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے ۔سلطان فرخ سیر بھی کامل اعتقاد سے آپ کا مرید ہوا ۔

سید عبدالباسط جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے ۔فرماتے ہیں کہ میں عرب میں تھا ۔ کہ خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی شکل بزرگ تخت پر بیٹھا ہے ۔ اور مجھے نسبت باطنی کا القا کر رہا ہے ۔جس سے میرا دل ذاکر ہو گیا ہے ۔اور میں اپنے آپ کو محض نور پاتا ہوں ۔میں نے ان کا اسم مبارک پوچھا تو فرمایا "میرا نام صدیق ہے اور میرا مقام سرہند ہے ۔ جب میں جاگا ۔ تو خواب کی حالت کا اثر مجھ پر باقی تھا ۔ آپ کے ایک مرید نے مجھے ذکر کی تعلیم دی ۔جو حالت خواب میں مجھ پر طاری ہوئی تھی ۔ وہ اس کی ہم نشینی سے بھی حاصل ہوئی ۔پھر اس نے مجھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت

www.maktabah.org

میں حاضر ہونے کو کہا۔ میں عرب سے ہند آیا۔ شاہجہان آباد پہنچ کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو صورت خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور وہی حالت بلکہ اس سے سو گنا مجھ پر طاری ہوئی۔

ایک مردِ خدا کا بیان ہے کہ میں نے عرفات میں ایک شیخ صاحب کو دیکھا کہ حاجیوں کے ساتھ پھر رہے ہیں۔ جب میں قریب گیا تو نظر نہ آئے۔ پھر دُور چلا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کا باطن اس صورت میں ممثل ہوا ہے۔

بادشاہ آپ کے عرس میں ہر سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی نذر کے طور پر بہت سا روپیہ بھیجا کرتا۔ آخری دو سال میں کچھ کم بھیجا۔ اس پر ناراض ہو کر آپ نے فرمایا خود حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ لے لیں گے۔ ابھی ایک مہینہ بھی گذرنے نہ پایا تھا۔ کہ ارکانِ سلطنت نے بادشاہ کو پکڑ کر بُری طرح قتل کیا۔

حضرت شیخ علم۔ حلم۔ فضل۔ بذل۔ ورع۔ تقوٰے۔ خلق اور کسر نفسی سے موصوف تھے۔ آپ سے کرامات و خوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے۔ آپ مادر زاد وُلی تھے آپ کی ایک بزرگی یہ ہے کہ حالانکہ حضرت قیوم رابع آپ کے بھائی کے پوتے تھے اور حضرت خلیفۃ اللہ کو قطب کہا کرتے تھے۔ شیخ محمد معظم فرماتے ہیں کہ مَیں نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ آنحضرت کے مرید شیخ محمد زبیر کو قطب و قیوم کہتے ہیں فرمایا سچ کہتے ہیں واقعی شیخ محمد زبیر قطب وقت ہیں۔

آپ ۱۱۳۰ھ ہجری کو اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی نعش مبارک سرہند پہنچائی گئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف خانقاہ کے محاذ میں دفن ہوئے۔ آپ کے مزار پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کیا گیا۔

آپ کی اولاد میں دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

www.maktabah.org

شیخ محمد مہدی آپ حضرت شیخ محمد صدیق کے بڑے لڑکے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والدِ ماجد سے حاصل کر کے علم ظاہری بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ ہر وقت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں عبادت اور اطاعت میں مشغول رہتے۔ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔

محمد رضی آپ شیخ محمد مہدی کے فرزند ہیں۔ بالغ ہونے کے قریب ہیں۔ اچھی قابلیت اور صلاحیتوں کے مالک ہیں۔

شیخ صاحب کی لڑکی محمد عظیم القدر کی منسوبہ ہے۔

شیخ عبد الباقی آپ حضرت محمد صدیق کے دوسرے فرزند ہیں۔ سلوکِ باطنی اپنے والد ماجد کی خدمت سے حاصل کر کے ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ اپنے والد بزرگوار کی طرح صبح و شام حلقہ اور مراقبہ کرتے۔ آباؤ اجداد کے طریقے پر خوب کاربند تھے۔ ورع و تقویٰ آپ کا شعار تھا۔

آپ کا ایک لڑکا معصوم احمد ہے۔

حضرت شیخ کی لڑکیوں میں سے ایک مہر النساء نام تارک الدنیا ہو کر طاعت الٰہی میں مشغول ہے۔ دوسری عظیم النساء محمد عباس سے منسوب ہے۔

شیخ فتح اللہ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ملک بہار کے رہنے والے ہیں۔ جب فرخ سیر بادشاہ بنگال سے آرہا تھا۔ تو آپ نے اسے سلطنت کی خوشخبری دی اسی سبب سے بادشاہ آپ کا مرید ہوگیا۔ آپ بہت ہر دلعزیز آدمی تھے بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شیخ عبد الباسط گیلانی آپ حضرت شیخ کے خلیفہ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے

www.maktabah.org

بیان ہو چکا ہے۔ آپ بہت صاحب حال تھے۔ حضرت شیخ نے آپ کو کمالات نبوّت کی خوشخبری دی ہے۔ طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔

حافظ سعد اللہ آپ حضرت شیخ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی آنجناب کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔ ہزاروں آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ خصوصاً آج کل حافظ سعد اللہ مشہور وقت ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے حلقہ میں صبح و شام ہوتے تھے۔

شیخ محمد کامل آپ حضرت شیخ کے خلیفہ صاحب استقامت و کرامت تھے۔ باطنی احوال نہایت اعلیٰ پائے تھے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فیض حاصل کیا۔

حضرت شیخ کے خلفاء بکثرت ہیں۔ سب کے سب صاحب قوت و تصرّف ہیں۔ لیکن ان سب کے احوال کا لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔

حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی لڑکیوں میں ایک اُمت اللہ تھیں جنہیں حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی گئی تھی۔ دوسری عائشہ صاحبہ شاہ لطف اللہ سے منسوب تھی۔ تیسری عاقلہ شیخ سعد الدین کی منسوبہ تھیں۔ چوتھی عارفہ پانچویں صغیرہ حاجی فضل اللہ سے منسوب تھی۔ آنجناب کی پانچوں بیٹیاں صاحب کمالات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھیں۔ اپنے والد ماجد سے کمالات نبوت کی خوشخبری پائی تھی۔ ہزاروں عورتوں نے ان سے استفادہ کیا۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔

www.maktabah.org

خلفائے عظام حضرت ایشاں عروۃ الوثقی امام معصوم ربانی

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ اگر صرف ان کے خادم ہی لکھے جائیں۔ تو ایک خاصی کتاب بن جاتی ہے۔ لیکن اُن میں سے صرف چند ایک مشہور خلفاء کا ذکر کرتا ہوں۔

سوائے فرزندوں اور خلفاء کے صرف آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر نو لاکھ آدمیوں نے بیعت کی۔ سات ہزار آدمیوں کو آپ نے خلافت عطا فرمائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک ہفتہ رہنے سے فنا کے درجے کو پہنچ جاتا اور ایک مہینہ رہنے سے سارا سلوک باطنی اور کمالات ولایت حاصل کر کے خلافت پا لیتا۔ جیسا کہ آنحضرت نے خود اس کا حال اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے دوسو چونتیسویں مکتوب میں حضرت شیخ سیف الدین کے نام لکھا ہے تحریر فرمایا ہے۔

خواجہ محمد حنیف کابلی فرزندوں کے بعد آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے آنحضرت آپ پر غایت درجہ مہربان تھے۔ اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت دے کر کابل بھیجا۔ وہاں گرد و نواح میں بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور احوالاتِ بلند اور مقاماتِ ارجمند سے مشرف ہوئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ کی شب نکاح آپ کو درد شقیقہ کا حسب عادت دورہ تھا۔ خواجہ صاحب آپ سے جا کر عرض کیا کہ جناب باہر تشریف لائیں کیونکہ لوگ منتظر بیٹھے ہیں۔ آپ نے اپنی حالت بیان کی خواجہ

www.maktabah.org

صاحب نے اس درد کو اپنے پر لیا۔ اور آنحضرت نے صحت پائی۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے کابل سے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی۔ جس میں اشتیاقِ ملاقات اور اپنے حاضرِ خدمت ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آنحضرت نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ نے جو حاضرِ خدمت ہونے کا اشتیاق ظاہر کیا ہے سو مخدوما حضور ہیں جو اس وقت یار موجود ہیں۔ جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما رکھے ہیں۔

خواجہ صاحب میں تصرفاتِ عظیمہ اور خوارقِ عاداتِ کریمہ تھے۔ ۱۱۰۵ھ کو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حضور میں اس دارِ فانی سے رحلت فرمائی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کو آپ کے ارتحال کا سخت افسوس ہوا۔ خواجہ صاحب کا مزار کابل کے قریب ماماخاتو گاؤں میں خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔

خواجہ محمد صدّیق پشاوری

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر پشاور بھیجا۔ وہاں پر آپ کو قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی۔ بے شمار لوگ آپ کی رہنمائی کے طفیل گمراہی کے بھنور سے نکل کر نجات کے ساحل پر پہنچے اور بہت سے لوگوں کو خواجہ صاحب نے کامل و مکمل کر کے خلافت عنایت کی۔

ایک دفعہ خواجہ صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں طلب اصالت کے بارے میں عرضی بھیجی۔ آنحضرت نے جواب میں لکھا کہ مخدوما! آپ کا مطلب کس اصالت سے ہے آیا وہ اصالت چاہتے ہو جس کے حصول میں خواجہ بہاؤالدین نقشبندی نے اپنی عمر صرف کر دی۔ سو وہ مدّت سے خود تمہیں حاصل ہے بلکہ اس اصل الاصول سے تم ترقی کر گئے ہو۔ یا آپ کا مطلب اس اصالت سے ہے۔ جس

www.maktabah.org

سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ممتاز تھے۔ یعنی خمیر طینتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ ہے تو خیالِ خام اور سودائے محض ہے۔ یہ اصالت تمام امت میں سوائے دو تین شخصوں کے کسی اور کو نصیب نہیں۔

ایک دفعہ کسی نابینا نے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آکر روشنی چشم کی درخواست کی خواجہ صاحب نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور کچھ پڑھ کر دم کیا فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں. خواجہ صاحب سے بہت سی کرامات و خوارق کا اظہار ہوا. طریقہ عالیہ احمدیہ مجددیہ کے سخت پابند تھے۔

(حضرت شاہ مراد شامی کے مفصل حالات کیلئے مقدمہ کتاب پر نظر ڈالیں.)

خواجہ محمد صادق

آپ خواجہ محمد صدیق رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں. اپنے والد ماجد اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے سلوک باطنی حاصل کیا. طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔

مولٰنا شریف کابلی

آپ خواجہ محمد صدیق کے خلیفہ ہیں۔ بے شمار لوگوں کا آپ سے رجوع تھا. بعض حاسدوں کے کہنے سُننے سے خواجہ صاحب مولٰینا سے ناراض ہو گئے۔ اور نسبت سلب کر لی. مولٰینا نے سرہند آنا چاہا۔ خواجہ صاحب نے اپنی ناراضگی کا اظہار حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کیا۔ آنحضرت نے مولانا کو لکھا کہ جس طرح ہو خواجہ محمد صدیق کو راضی کرو۔ اگر خواجہ صاحب تم سے راضی ہوں گے تو ہم بھی راضی ہیں ورنہ نہیں. مولٰینا مجبوراً اپنا چہرہ سیاہ کر کے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے. خواجہ صاحب نے بھی آپ کا قصور معاف فرمایا۔ مولٰینا خوب مستقیم الاحوال تھے۔

شیخ ابوالمظفر برہانپوری

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے خلیفہ ہیں آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے. حضرت

www.maktabah.org

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے انتہائی کمالات کی خوشخبری دی. پھر خلافت عنایت کر کے برہانپور بھیج دیا۔ وہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی. بے شمار لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا. بلند احوال سے مشرف ہوئے.

شیخ صاحب کے خلفاء بکثرت ہیں. جو سب کے سب صاحب استقامت وکرامت ہیں. حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت مروّج الشریعت سے باطنی رجوع کیا. اور فیض باطنی حاصل کیا. اور فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت مروج الشریعت کا غلام ہوں.

آپ ایک روز جنگل میں گئے تھے. اچانک ایک سوکھے درخت کے پاس چلے گئے. آپ کے بعض مخالفوں نے جو ساتھ تھے کہا کہ گذشتہ اولیا میں یہ کرامت تھی کہ اگر خشک درخت پر نظر کرتے تو سبز ہو جاتا. آپ نے فرمایا اس وقت بھی ایسے ہیں. جن کی خاطر اللہ تعالیٰ ایسا کرتا ہے. بعدازاں اس درخت کی طرف دیکھ کر فرمایا اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر ہے کہ یہ درخت سبز ہو کر پھلدار ہو جائے. دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت سبز ہو گیا.

آپ کثیر الکرامت تھے. طریقہ معصومیہ کے پورے پورے پابند تھے. ۱۰۸۳ھ میں وفات پائی.

خواجہ حسین عشاق

آپ شیخ ابو المظفر کے خلیفۂ اعظم ہیں. نہایت ہر دلعزیز تھے جذبہ قوی تھا. آپ کی توجہ کی کوئی شخص تاب نہ لاسکتا جس پر توجہ کرتے بیہوش ہو جاتا.

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں. کہ حسین عشاق نے مجھے کہا. کہ اب میری زندگی کے سات سال اور رہ گئے. سات سال بعد ہم سرہند میں تھے. کہ اُن کے فوت ہونے کی خبر پہنچ گئی. شریعت وطریقت کے سخت پابند تھے.

www.maktabah.org

شیخ حبیب اللہ بخاری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا اور اس طریقہ کی انتہائی بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دیکر بخارا بھیجا۔ وہاں پر جو واقعات آپ کو پیش آئے قیومیت کے چھبیسویں سال میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس ملک کے بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

ہزاروں آدمی ہر روز صبح و شام آپ کے حلقے میں شامل ہوتے۔ تمام چھوٹے بڑے وضیع و شریف خوانین و سلاطین اور رعایا۔ برایا آپ کے مرید ہوئے۔ چار سو آدمیوں کو کامل و مکمل کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ آپ کے تمام خلفاء صاحب استقامت و کرامت ہیں۔ آپ خراسان اور ماوراء النہر کے سب سے بڑے شیخ تھے۔ آپ کا طریقہ اس ملک میں پورے طور پر رائج ہے۔

شیخ محمد نعمان آپ شیخ حبیب اللہ کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی باپ سے حاصل کیا۔ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ آج کل باپ کی خانقاہ میں ان کے قائم مقام ہیں۔ باپ کے جتنے مرید ہیں سب نے دوبارہ آپ سے بیعت کی۔ شیخ حبیب اللہ کا دوسرا بیٹا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔

شیخ محمد مراد شامی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کا کام ایک ہفتے میں ٹھیک ٹھاک کر کے خلافت دے کر ملک شام میں بھیج دیا۔ لیکن حکم دیا کہ ماوراء النہر کی راہ جانا۔ چند روز حبیب اللہ کے پاس رہنا۔ پھر شام جانا۔

آپ کے دونوں پاؤں تسمہ کی طرح تھے۔ ہڈی بالکل نہ تھی۔ نہ ہی آپ نے ظاہری علم پڑھا تھا۔ آنحضرت سے عرض کیا کہ میں معذور آدمی ہوں۔ اور اُمی ہوں آپ مجھے ملک شام میں جانے کے لئے فرماتے ہیں۔ اس ملک میں مجھ سے کیا ہو گا؟ آنحضرت

www.maktabah.org

رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ملک میں آپ سے طریقہ کو رواج ہوگا۔

آپ آنحضرت کے حسب الارشاد شام کی طرف روانہ ہوئے پہلے توران گئے۔ چند روز شیخ حبیب اللہ کے پاس رہ کر شام پہنچے اور دمشق میں سکونت اختیار کی۔ شام و روم کے تقریباً تمام آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام امراء اور بادشاہ آپ کے حلقہ ارادت میں آئے۔ خنگار روم بھی آپ کا بہت معتقد ہوگیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ مرید تھا۔ خنگار روم نے تین لاکھ اشرفی سالانہ شیخ صاحب کی خانقاہ کے اخراجات کے لئے مقرر کئے۔ دو لاکھ اشرفی کے قریب بالائی آمدنی تھی۔ یہ ساری رقم فقراء پر خرچ ہو جاتی۔

کہتے ہیں صبح و شام دو ہزار آدمی آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ جب شیخ صاحب حج کے لئے آتے تو دو ہزار اونٹ آپ کے ساتھ ہوتے۔ جب آپ پہلی دفعہ حج کے لئے گئے تو شریف مکہ نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے کہتے ہیں کل اللہ تعالےٰ کا دوست آئے گا اے شریف! تم استقبال کرنا۔ اس کے تخت کو مسجد الحرام میں لانا۔ دوسرے دن شریف مکہ آپ کا استقبال کر کے آپ کو تخت پر سوار کر کے مسجد الحرام میں لایا۔ کیونکہ شیخ صاحب پاؤں سے معذور تھے۔ صحابہ کرام کے وقت سے لے کر آج تک کوئی شخص بحالت سواری مسجد میں داخل نہیں ہوا۔ صرف شیخ صاحب کا تخت حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی توجہ سے داخل ہوا۔

شیخ مراد ملک شام۔ روم۔ عرب اور یمن کے تمام مشائخ سے زیادہ بزرگ تھے بہت سے لوگ آپ کے طفیل صاحب کمال ہوئے اور خلافت پائی۔ آپ کا طریقہ آجکل اس ولایت میں پورے طور پر رائج ہے۔ آپ کے حالات اور تھوڑی کرامات قیومیت کے انتیسویں سال میں لکھی جا چکی ہیں۔

www.maktabah.org

حضرت شیخ مصطفےٰ

آپ شیخ مراد کے فرزند ہیں۔ سلوکِ باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ طریقہ علیہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ شیخ صاحب کے دوسرے فرزند حضرت قیوم رابع کے مرید ہیں۔ باپ کی طرح بدستور مشائخ ہیں۔

اخون موسےٰ ننگرہاری

نواح کابل میں ننگرہار ایک علاقہ ہے۔ اخون موسےٰ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں۔ سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر ننگرہار بھیج دیا۔ اس علاقے میں اخون صاحب کے طفیل سے طریقہ احمدیہ کو خوب رواج ہوا۔ اس ملک کے اکثر خاص و عام آپ کے مرید ہوئے۔ اور حالات عالیہ پیدا کئے۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے خلافت پائی۔ اخون صاحب طریقہ احمدیہ پر بخوبی کاربند تھے۔ آپ کا یہ تصرف اب تک ہے کہ جس کسی کو سانپ ڈسے۔ وہ اگر اخون صاحب کا نام لے کر دم کرے تو فوراً آرام ہو جاتا ہے۔

اخون صاحب کے فرزند رشید حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔

خواجہ عبدالصمد وبیہ یعقوبی

کابل سے دو کوس کے فاصلے پر وبیہ یعقوبی ایک گاؤں ہے آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنجناب رضی نے آپ کو اپنے وطن میں بھیج دیا۔ وہاں پر بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ بے شمار لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

اخون میر محسن سیالکوٹی

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر خلفاء سے ہیں نہایت صاحب استقامت و کرامت تھے۔ آپ کے حالات نہایت بلند پایہ کے تھے۔ سلوک باطنی آپ نے انتہائی درجے تک حاصل

www.maktabah.org

کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اور خلافت پائی آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔

حافظ نور محمد آپ میر محسن کے خلیفہ ہیں۔ بعدازاں حضرت قیوم ثالث اور حضرت قیوم رابع کی خدمت سے بہت کچھ باطنی فائدہ حاصل کیا۔ میر محسن کے ساتھ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت با سے مشرف ہوئے آنحضرت سے فیض حاصل کر کے صاحبِ کمال ہوئے۔ بہت سی کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ حاصل کیا۔ اکثر نے خلافت پائی۔

جب حافظ صاحب نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ تو اپنے تمام خلفاء اور مریدین کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا۔

حاجی عاشور آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار ہیں سلوکِ باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت آپ پر بہت مہربان تھے۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی دوسری جلد آپ نے ہی جمع کی تھی۔

اخون بدرالدین سلطان پوری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے آپ کو وطن بھیجا۔ جہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ بے شمار آدمی مرید ہوئے بہت سے مرتبہ کمال کو پہنچے۔

آپ مخدوم زادوں کے ظاہری علم کے استاد تھے۔

شیخ نجم الدین آپ اخون بدرالدین کے فرزند ہیں۔ آپ نے حضرت قیوم ثانی کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی آپ کے وطن کے تمام لوگ آپ کے مرید ہوئے بہت سوں نے باطنی فائدہ حاصل کیا۔ آپ

www.maktabah.org

یشخ وقت تھے ۔ اور شریعت و طریقت کے بڑے سخت پابند تھے ۔

شیخ انور نور سرائی لاہوری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے ۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی ۔ آنجناب نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت کیں ۔ آپ دل و جان سے حضرت امام معصوم کی خدمت میں مشغول تھے ۔ آنجناب کے باطنی احوال کے بارے میں چند ایک کتابیں تصنیف فرمائی ہیں ۔ جن میں سے ایک کثیر الہدایت ہے ۔

صوفی پائندہ طلا آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں ۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہ کر سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی ۔ اپنے مشائخ کے طریقے پر خوب کاربند تھے ۔ آپ سے خوارق و کرامات بکثرت ظہور میں آئیں ۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ زرد کاغذ منہ میں ڈال کر روپیہ بنا کر مستحق افراد کو دیتے ۔ اسی وجہ سے لوگ بکثرت آپ سے رجوع کرتے ۔ اسی واسطے آپ کو پائندہ طلا کہا جاتا ہے ۔

صوفی پائندہ پلاس پوش آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے کامل خلیفہ تھے ۔ سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی ورع، تقویٰ، زہد، توکل، قطع تعلق میں بے نظیر تھے پلاس کے ٹپتے بُن کر پہنتے ۔

میر زاہد کابلی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے علم ظاہر و باطن دونو کے عالم تھے ۔ سلوک باطنی پورے طور پر آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی ۔ آپ اپنے وقت کے جید عالم تھے ۔ علم منطق کی معتبر کتاب میر زاہد آپ ہی کی تصنیف ہے ۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ۔

www.maktabah.org

شیخ آدم تہیّ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ مدّت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر وطن بھیج دیا۔ جہاں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزار ہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ بہت سوں نے خلافت پائی۔ آپ شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔

شیخ ابوبکر آپ شیخ محمد آدم کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔

شیخ محمد یوسف پیرزادہ ملتانی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے آنحضرت آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ خلافت دے کر آپ کو ملتان بھیجا۔ اس کے گردو نواح میں آپ کو بہت مقبولیت ملی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

شیخ عبداللہ قہوچی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب سے تھے آنحضرت کے قہوہ پکانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنجناب نے آپکو خلافت دے کر مکہ معظمہ بھیجا وہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے اور حالاتِ عالیہ سے مشرف ہوئے۔

حافظ صادق آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نہایت کامل خلفاء میں سے ہیں۔ جب عالمگیر بادشاہ نے آنحضرت سے ایک خلیفہ کی طلب کی تو آپؓ نے حافظ صادق کو اس کے ساتھ بھیجدیا۔ بادشاہ نے آپ سے بہت استفادہ کیا اور لشکر کے اکثر لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

خواجہ ارغون ختائی آپ آنحضرت کے سب سے بڑے خلفاء سے ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر ملک ختا میں بھیجا۔ دہاں آپ کے دستِ مبارک سے دین اسلام بہت پھیلا۔ دہاں کے سارے سردار اور

www.maktabah.org

سرکش مسلمان ہوکر آپ کے مرید بن گئے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے بتوں کو حکم دیا کہ ہتھیار لے کر ختا والوں سے جنگ کرو۔ تو سارے بُت ہتھیار لے کر اُن سے لڑنے لگے۔ ختا والوں کو شکست ہوئی۔ تمام اہل ختا یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور دینِ اسلام میں داخل ہوکر خواجہ صاحب کے مرید بن گئے۔

آپ کے حلقہ میں صبح شام ہزاروں آدمی شامل ہوا کرتے۔ اس طرح وہ سارا ملک طریقہ احمدیہ سے پُر ہو گیا کہتے ہیں ایک ہزار آدمی کو خواجہ صاحب نے مجاز طریقہ بنایا۔ یہ قصہ اس سے پہلے قیومیت کے ساتویں سال میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔ خواجہ صاحب کا مزار ختا کے پایۂ تخت خان بالغ میں ہے آپ کے طریقہ کو وہاں رواج حاصل ہے۔

شیخ عطاء اللہ سُورتی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے معتبر اصحاب میں سے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔

آنجناب نے آپ کو بندر سورت میں بھیج دیا۔ وہاں پر آپ کو قبولیتِ عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔ آنحضرت کے روضہ مبارک میں آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآن شریف موجود ہے۔ جس کا طول دو گز اور عرض ایک گز سے زیادہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ فضلے اور شیخا۔ دونو صالح اور متقی تھے۔ اور دونوں ہندی کے اچھے شاعر تھے۔

خواجہ کلاں سمرقندی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر سمرقند بھیج دیا۔ جہاں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

آپ طریقہ احمدیہ پر خوب کاربند تھے۔

www.maktabah.org

خواجہ عبدالرحمان فرا آسمانی

فرا آسمان ترکستان میں ایک علاقے کا نام ہے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفاء سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی نہایت مشقت سے آنحضرت کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنجناب نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ اس ملک میں آپ کے ہزاروں لوگ مرید ہو گئے۔ آپ نے فرا آسمان میں سکونت اختیار کی۔

خواجہ صاحب سے کرامات و خوارق بکثرت ظاہر ہوئیں۔

خواجہ یوسف ترکستانی

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ وہاں بے شمار آدمی آپ کے مرید ہوئے۔

آپ طریقہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔

خواجہ اسحاق ترکستانی

آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر ترکستان بھیج دیا۔ دشت قبچاق اور ترکستان کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید ہوئے۔ ایک روز خواجہ صاحب دشت قبچاق کے بادشاہ کے پاس بیٹھے تھے اسی اثنا میں ایک شخص تازہ انگور لایا۔ بادشاہ نے کہا "یہ زمرد کے مشابہ ہیں"۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو یہ انگور زمرد بن جائیں۔ بادشاہ نے کہا ایسا ہو جائے تو کیا کہنے۔ خواجہ صاحب نے انگوروں پر ہاتھ رکھا تو وہ زمرد بن گئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلفاء ترکستان اور دشتِ قبچاق میں ہزار سے بھی زیادہ تھے۔

شیخ علی یمنی

آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء سے تھے۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر یمن بھیج دیا۔ امام یمن آپ کا مرید ہوا۔ اور اہل یمن بھی آپ کے مرید ہوئے۔ طریقہ احمدیہ پر کاربند تھے۔

www.maktabah.org

خواجہ معین الدین بدخشی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے، خلیفہ ہیں سلوکِ باطنی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر بدخشان بھیجا۔ اس گرد و نواح میں بہت قبولیت نصیب ہوئی۔ اکثر اہلِ بدخشان آپ کے مرید ہوئے۔

آپ بدخشان کے بڑے مقتدر علماء میں شمار ہوتے تھے۔

خواجہ محمد کاشف کاشغری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیم خلفاء سے تھے۔ سلوکِ باطنی تمام پابندیوں سمیت انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر اجازتِ ارشاد کیساتھ کاشغر بھیج دیا۔ اس ملک کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ کاشغر کا بادشاہ بھی آپ کا مرید ہوا۔ نہایت صاحبِ استقامت تھے۔

میر شرف الدین حسین آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے مقبولِ نظر تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔

میر مفاخر حسین آپ حضرت قیوم ثانیؓ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

میر مظفر حسین آپ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے مخصوص اصحاب سے تھے آنحضرت نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔

میر جلال الدین حسین آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے آدمیوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ اکثر نے خلافت بھی پائی۔ آپ شریعت و طریقت کے سخت پابند تھے۔

www.maktabah.org

خلیفہ محمد ابراہیم آپ حضرت میر جلال الدین کے پہلے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی پیر صاحب کی خدمت سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ راہِ خدا طلبی میں محنت شاقہ اٹھائی۔ خلافت حاصل کی۔ بہت سے لوگوں کو آپ سے باطنی فائدہ حاصل ہوا آپ اپنے وقت کے معروف آدمی تھے۔

طریقہ احمدیہ معصومیہ پر کاربند تھے۔ آپ علم حقائق و معارف اور اس کے سمجھنے میں اپنے وقت میں لاثانی ہیں۔ اس علم میں ایک کتاب بھی تصنیف کی۔ مثنوی مولوی بزاز کا ساتواں دفتر۔ اس دفتر کی خوب تحقیق و تدقیق کی ہے۔

شیخ حسن علی آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحبِ استقامت خلیفہ ہیں۔

شیخ حامد آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کے حق میں خوشخبری دی تھی کہ اس کا نور ساتویں آسمان سے بھی اوپر تک پہنچا ہے۔

مولانا جلال الدین آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلفاء سے تھے۔ نہایت صاحبِ استقامت تھے۔

حاجی عارف خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفہ اور طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔

خواجہ احمد بخاری آپ آنحضرت کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا۔ آپ کے بہت سے مرید صاحب کشف و کرامات ہوئے۔

خواجہ محمد شریف بخاری آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو ولایت ثلاثہ کمالاتِ نبوت

www.maktabah.org

اور حقائقِ ثلاثہ کی خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی۔

یار محمد آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو فنائے اتم کی خوشخبری دے کر خلافت عنایت فرمائی۔

مولینا محمد امین آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو ہر سہ ولایت کی خوشخبری دی۔

مُلّا نعمت اللہ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت و طریقت پر کاربند تھے۔

مولانا اللہ داد آپ حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مستقیم الاحوال خلیفہ تھے۔

مولانا محمد امین بخاری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ نہایت قوی جذبہ کے مالک تھے۔

اخون فصیح الدین آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے صاحب کشف و کرامت خلیفہ ہیں۔ حافظ پیر محمد: آپ حضرت قیوم ثانی کے نہایت عزیزالوجود خلیفہ ہیں۔ صوفی پیر محمد: آپ حضرت قیوم ثانی کے خلیفہ صاحب تجرد و انقطاع ہیں۔ صوفی محمد زاہد محدث: آپ حضرت قیوم ثانی کے زہد، ورع سے موصوف خلیفہ تھے۔ شیخ زین العابدین یمنی: آپ عرب کے بڑے جید عالم تھے۔ درس و تدریس چھوڑ کر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی پھر مدینہ چلے گئے وہاں کے بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

شیخ عمر و شافعی یمنی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ یمن کے علمائے جید میں سے تھے۔ درس و تدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ نے

www.maktabah.org

پیر کی متابعت کرتے ہوئے حنفی مذہب اختیار کیا۔ لیکن آنحضرت نے فرمایا "شافعی مذہب پر رہو۔ یمن میں آپ کا ارشاد بکثرت ہوا۔

خواجہ محمد صادق بخاری | آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر عرب میں بھیجا وہاں بہت سے اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔

حاجی شریف | آپ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے صاحب ارشاد اور مشیخیت خلیفہ تھے۔

خواجہ محمد حسین کابلی | آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ کابل کے نواح میں آپ کا بکثرت ارشاد ہوا۔

صوفی سعد اللہ | آپ خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب تصرفات و کرامات خلیفہ ہیں۔

صوفی عبد اللہ مغربی | آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دے کر مغرب میں بھیج دیا۔ وہاں بہت سے لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

خواجہ وفا قندری | آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ قندر کے علاقہ میں آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا۔

اخون قاسم خراسانی | آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ خراسان میں آپ کے ذریعہ طریقہ احمدیہ مجددیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

شاہ محمد پٹنی | آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ پٹنہ میں آپ سے بہت کچھ ارشاد ہوا۔

www.maktabah.org

شاہ محمد رخمی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. نہایت صاحب استقامت وکرامت تھے.
رفعت بیگ	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب ارشاد ومشیخیت خلیفہ تھے.
مولانا عارف	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. آپ کمالاتِ نبوّت سے مشرف ہوئے.
شیخ محمد شریف کابلی	آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مستثنائے وقت خلیفہ تھے.
صوفی نور محمد	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو عمدہ بشارات عنایت فرمائیں.
مولانا محمد افضل	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفاء میں سے ہیں. آپ اولیائے وقت ہیں.
میرک عبد اللہ	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. آنجناب رضی اللہ عنہ نے آپ کو حقیقتِ کعبہ کی خوشخبری دی.
شیخ فیض اللہ	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. نہایت صاحب قوتِ باطن وتصرّف ظاہر تھے.
صوفی مرزائی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. پشاور میں آپ کا سلسلہ پیری مریدی بکثرت ہے.
محمد سالم کابلی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں. کابل میں آپ کے مرید بکثرت ہیں.

www.maktabah.org

مولانا عبدالرزاق	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے۔ نہایت قوی جذبہ کے مالک تھے۔
اخون ابوالفیض کابلی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ کابل اور اس کے گرد و نواح میں آپ کے مرید کثیر تعداد میں ہیں۔
شیخ مصطفٰی اندرابی	آپ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں اندراب میں صاحب ارشاد ہیں۔
حاجی مصطفٰی جلال آبادی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ جلال آباد میں آپ کے مرید بکثرت ہیں۔
محمد سعید سہارنپوری	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ سہارنپور میں آپ ایک مشہور شیخ تھے۔
حاجی ابوتراب	آپ عروۃ الوثقٰی خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ ماوراء النہر میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ وہاں کے تمام خان اور بادشاہ آپ کے مرید تھے۔
جان محمد ورسکی	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ بدخشان کے شہر درسک میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔
مُلا ولی جہتی	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ جہت کے علاقہ علاقہ میں آپ کے بہت مرید ہیں۔
میر اسحاق	آپ حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ دہلی میں آپ کے مرید بکثرت ہیں۔
محمد شاکر	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب فنا و بقا تھے۔

www.maktabah.org

مولانا محمد امین بدخشی | آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے خلیفہ اور بدخشان کے علاقہ میں صاحبِ ارشاد تھے۔

شیخ محمد سعید نارنولی | آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اور نارنول میں صاحبِ مشیخیت تھے۔

خواجہ عبد اللہ کولابی | آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں کولاب میں آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔

ملا مشتاق | آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے صاحب قوت باطن و تصرف ظاہری خلیفہ تھے۔

غلام محمد افغان | آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔

عبد الرحمٰن بخاری | آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ بخارا میں بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

حاجی مصطفےٰ بنگالی | آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ بنگال میں آپ کو قبولیت تامہ نصیب ہوئی۔

اخون قائم رودپڑی | آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ رودپڑی میں بہت سے آدمی آپ کے مرید ہوئے۔

خواجہ محمد برک | آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے بدخشاں میں سلسلہ مشیخیت جاری کیا۔

محمد سعید سارنگپوری قدس سرہٗ | آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ سارنگپور میں آپ کے مرید بہت ہیں۔

www.maktabah.org

اخون فاضل کابلی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں کابل میں آپ کے مرید کثیر تعداد میں تھے ۔

اخون عبدالحق سجاول آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں ۔ ظاہری اور باطنی دونوں علوم کے ماہر تھے ۔ شرح وقایہ فارسی آپ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے نام سے لکھی ہے ۔

ایک گذارش آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفائے کرام بے شمار ہیں اگر صرف ان کے نام ہی لکھے جائیں تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی ان میں سے چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں ۔ علاوہ ازیں باقی خلفاء جو آنحضرت کے مخصوص یار تھے ۔ اور جو صاحب حالات اور بلند مقامات ارجمند کرامات ظاہرہ اور خوارق باہرہ ہیں ۔ اور جن کی مشیخیت وارشاد کا سلسلہ بہت ہے ۔ اُن کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کرتا ہوں :

صوفی تمر بیگ کولابی ۔ شہر یار بیگ بلخی ۔ امام الدین سجانی ۔ خواجہ مکی ۔ حافظ اسحاق میر عثمان کولابی ۔ خواجہ اتان بدخشی ۔ صوفی محمد یحییٰ ۔ حافظ عبداللہ ۔ نوشیر یخان ۔ میر عزیز میر عمر ۔ دوست بیگ ۔ شیخ عبدالخالق ۔ خواجہ قاسم پٹنی ۔ خواجہ عبداللطیف ۔ خواجہ نقار حاجی باقی ۔ شیخ بایزید ۔ شیخ عبدالمومن ۔ شیخ حسین مقصود ۔ شیخ عبدالکریم کابلی ۔ شیخ بہاؤالدین فتح فقیر بنگالی ۔ شیخ عبدالنبی ۔ شیخ محمد مراد لاہوری ۔ شیخ امان اللہ ۔ شیخ محمد صدیق ۔ شیخ مصطفےٰ ۔ اخون صالح کابلی ۔ خواجہ عبدالآخر ۔ اخون محمد عارف ۔ شیخ عبدالحکیم ۔ حافظ محمد امین شیخ عبدالرحمن گجراتی ۔ اخون فیض محمد فتح آبادی ۔ صوفی عبدالرحمان ترمذی ۔ محمد صادق کابلی میر ابوالفتح اکبرآبادی ۔ حاجی عبداللہ محدث ۔ صوفی جان محمد ۔ حافظ صبور ۔ صوفی جمال خواجہ عبدالرحمن معروف بہ خواجہ ماہ ۔ صوفی محمود کشمیری ۔ شیخ عبدالعلیم جلال آبادی ۔ خواجہ ولی مولانا عارف ۔ مرزا غضنفر ۔ محمد علی ملتانی ۔ ملا محمود ملتانی ۔ شیخ ابوالقاسم بلخی ۔ مولانا شرف الدین

www.maktabah.org

سلطانپوری ۔ محمد باقر کشمیری ۔ شیخ بدیع الدین ۔ شیخ فضل اللہ ۔ شیخ محمد یوسف ۔ شیخ عبداللطیف ۔ شیخ عبدالاحد ۔ شیخ عبدالواحد ۔ حاجی اللہ بخش ۔ شیخ جلیل ۔ میر محمد زمان شیخ ابوالمظفر ۔ اخون رحمت اللہ ۔ میر موسےٰ ۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ۔ ؁۱

مذکورہ بالا اصحاب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے مشہور خلفاء ہیں ہر ایک کی مشیخیت و ارشاد بدرجہ کمال پہنچا ہے ۔ چنانچہ ان کا سلسلہ آج تک موجود ہے ان کے حالات اس لیے نہیں لکھے گئے ۔ کہ کلام میں طوالت آ جاتی ہے ۔ بلکہ جن خلفاء کے نام حالات لکھے بھی گئے ہیں ۔ وہ بھی مجمل تاکہ پڑھنے والوں کی طبیعتوں پر گرانی نہ ہو ۔ ورنہ آنحضرت کے ایک ایک خلیفہ کے حالات کیلئے ضخیم کتاب درکار ہے ۔

ان کے علاوہ ہزارہا اور خلفاء صاحب استقامت و کرامت، ارشاد و مشیخیت ہیں ۔ طوالت کلام کے ڈر سے ان کے نام بھی نہیں لکھے گئے ۔ آنحضرت رض نے سات ہزار آدمیوں کو خلافت عنایت فرمائی ۔ کہاں تک لکھوں صرف مشہور مشہور چند ایک خلفا کے مجمل حالات لکھے گئے ہیں ۔

۱؎ جس زمانے میں یہ کتاب لکھی گئی ۔ یہ حضرات مجددیہ ابھی منازل سلوک طے کر رہے تھے ۔ مگر ایک زمانہ آیا کہ ان میں سے اکثر حضرات سلسلہ مجددیہ کے ممتاز راہنما بنے اور اپنے نظریات کو دنیائے اسلام کے گوشے گوشے تک پہنچانے میں مصروف ہوئے ۔ (مترجم)

www.maktabah.org

حضرت عُروۃ الوثقےٰ امام معصوم قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

کے معاصر اولیاء، علماء، شعراء اور بادشاہ

حضرت شاہ نعمت اللہ قادری آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہندوستان کے مشہور شیخ صاحبِ کشف و کرامات تھے آنحضرت سے آپکا سلسلہ خط وکتابت جاری تھا۔ چنانچہ آنحضرت کے مکتوبات کی پہلی جلد کے دو مکتوب آنحضرت نے آپ کے نام لکھے ہیں ؎۱

شاہجہان کا دوسرا بیٹا شاہ شجاع آپ کا مرید تھا۔ جن دنوں وہ بنگال میں تھا آپ کو چار لاکھ اشرفی سالانہ بطور خرچ دیتا۔ آپ وہ سارا روپیہ فقیروں میں بانٹ دیتے۔

حضرت شیخ عبد الجلیل الہ آبادی آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے ہندوستان کے مشہور شیخ صاحب کمال تھے۔ لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ اور عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ ظاہر و باطن کا تصرف آپ کو حاصل تھا۔ آنحضرت کی قیومیت کے مقر تھے۔

حضرت شیخ عبد العزیز بدخشی آپ آنحضرت کے ہم عصر ہیں۔ نہایت صاحب جذب و خوارق ہیں۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

حضرت شاہ میر لاہوری آپ حضرت عروۃ الوثقےٰ کے ہمعصر، ہندوستان کے بڑے شیخ اور تجرید تفرید اور توحید میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کا استغنا اس قسم کا تھا کہ ایک دفعہ آپ نے اپنا خرقہ ایک شخص کو دیا کہ اس میں سے جوئیں نکالو۔ اس نے بڑی خوشی سے آکر کہا کہ بادشاہ آرہا ہے۔ آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو نے بڑی جوں پکڑی ہے۔ ؎۲

www.maktabah.org

آپ کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے تھے ۔ اعلیٰ درجے کے مستغرق تھے ۔ چنانچہ کبھی کبھی صبح سے لے کر ظہر تک مستغرق رہتے ۔ آپ کے خلفاء اور مرید بکثرت تھے سب اپنے شیخ کی طرح تھے ۔ آپ کا مقولہ تھا کہ اگر دنیا دار خدا کے لئے دنیا ترک نہیں کر سکتا تو وہ اپنے نفسانی آرام کے لئے بھی ترک نہیں کر سکتا ۔

آپ سے خوارق و کرامات کا بکثرت ظہور ہوا ۔

شاہ بلاول لاہوری آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے ۔ نہایت عزیز الوجود اور صاحب بلند احوال باطنی تھے ۔ آپ سے خوارق و کرامات بکثرت ظہور میں آئیں ۔ لاہور کے اکثر لوگ آپ کے معتقد تھے ۔ اپنے وقت میں نہایت مشہور و معروف تھے ۔ ؁۱

شاہ سرمد آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے ۔ بہت لوگ آپ کے معتقد تھے ۔ اور بہت سے منکر ۔ صاحب کمال و مجذوب الاحوال تھے ۔ آپ مادر زاد ننگے پھرا کرتے تھے ۔

بادشاہ نے ملا عبد القوی کے ہاتھ کہلا بھیجا ۔ کہ ستر ڈھانپنا چاہیئے ۔ آپ نے جواب دیا کہ شیطان قوی ہے ۔ ملا نے جا کر بادشاہ سے کہدیا ۔ کہ سرمد نے ایسا کلمہ کہا ہے جس کی وجہ سے وہ واجب القتل ہو گیا ہے ۔ بادشاہ آپ کے قتل کے لئے راضی ہو گیا ۔ جلاد نے آپ پر تلوار کا وار کیا ۔ تو آپ اس وقت کلمہ طیبہ پڑھ رہے تھے ۔ ابھی " لا الٰہ الا اللہ " کہنے پائے تھے کہ سر تن سے جدا ہو کر زمین پر جا پڑا ۔ اس وقت " محمد رسول اللہ " کہا ۔ ؁۲

شیخ پیر محمد لکھنوی آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ، نہایت متورع و متقی تھے ۔ علم ظاہری میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا ۔ آپ کے تمام مرید عالم تھے ۔ آپ جاہل کو مرید نہیں بناتے تھے ۔ زہد ۔ توکل ، قناعت اور

www.maktabah.org

استغنا ازاغنیا میں بے نظیر تھے۔

شیخ عبدالرحمٰن قدس سرہٗ آپ بھی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے نہایت صاحب کمال تھے۔ لوگ آپ کے عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں۔

شیخ اسمٰعیل قدس سرہٗ آپ سرہند کے رہنے والے اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ نہایت کامل اور صاحب حال تھے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو آپ نے قبول کیا۔

حضرت میر ہاشم بلخی قدس سرہٗ آپ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے ہم عصر صاحب جذب تھے۔ قوت باطنی بدرجہ غایت حاصل تھی۔ آنحضرت کی زیارت کے لئے بلخ سے سرہند آئے۔ آنجناب سے استفادہ کرکے پھر وطن لوٹ آئے۔ وہاں کے اکثر آدمی آپ کے معتقد ہوئے۔ آپ بلخ کے مشہور شیخ تھے۔

حضرت میر ابوالعلی اکبرآبادی قدس سرہٗ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہیں پہلے توران میں ایک بزرگ سے طریقہ نقشبندی اخذ کیا۔ بعدازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ میر محمد نعمان سے فیض اخذ کرکے سلوک باطنی حاصل کیا۔

حضرت شیخ عبداللطیف قدس سرہٗ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ آپ نے محمد نعمان سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ نہایت متقی پرہیزگار اور متشرع آدمی تھے۔ لیکن کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔

حضرت شیخ برہان برہانپوری قدس سرہٗ آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ شیخ محمد عیسٰے کے مرید اور محمد غوث کے خلیفہ ہیں۔ برہان پور کے بہت سے لوگ آپ کے مرید تھے۔ آپ دکن کے

www.maktabah.org

مشہور شیخ تھے۔

حضرت شیخ عبدالکریم	آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہمعصر، مرد سالک اور صاحب حال تھے۔ پیر محمد سلولی آپکے خلیفہ تھے۔
حضرت شاہ دولا گجراتی	آپ حضرت خواجہ محمد معصوم کے ہمعصر تھے۔ صاحب جذبہ تھے۔ لیکن آپ سے کسی کو باطنی فائدہ نہیں پہنچا۔
حضرت حاجی نوشہ	آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر، نہایت ہر دلعزیز صاحب ذوق وشوق تھے۔ آپ کا جذبہ نہایت قوی تھا۔ ؎۱

؎۱ حضرت حاجی نوشہ گنج بخش بانی سلسلہ نوشاہیہ یکم رمضان ۹۵۹ھ/۲۲ اگست ۱۵۵۲ء گجرات پنجاب میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی سید علاء الدین حسین حاجی غازی تھا۔ دینی علوم مقامی درس گاہ سے حاصل کئے۔ شیخ سخی شاہ سلیمان نوری بھلوالی قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے۔ اور اکابر خلفاء میں شمار ہوئے آپ اپنے وقت کے صاحب کمالات وکرامات بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ کی تبلیغ سے دو لاکھ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی۔ مصر کے سفر کے دوران حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی۔ فیضان قادریہ سے بڑا حصہ پایا۔ لاکھوں مرید ہوئے۔ اور سلسلہ نوشاہیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے سلسلہ میں وقت کے مشاہیر اہل علم اہل اقتدار اور اہل کمال نے منازل سلوک طے کیں۔ آپ صاحب تصرف وجذب ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف وتالیف بھی تھے۔ گنج شریف۔ گنج الاسرار۔ چہار بہار بکلمات طیبات۔ جواہر المکنون ذخائر الجواہر اور مکاتیب نوشہ کے نام ملتے ہیں۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی۔ حضرت شاہ دولہ دریائی جیسے مشاہیر سے ملاقات رہتی تھی۔ آپ کے دو بیٹے حضرت شاہ محمد ہاشم دریا دل۔ شاہ حافظ محمد برخوردار برقندازی آپ کے خلیفہ اور روحانی جانشین ہوئے۔ ہزاروں خلفاء اور عقیدت مند مشاہیر زمانہ

(جاری ہے)

www.maktabah.org

حضرت شیخ عبداللہ آپ صاحب دعوت اور آنحضرت کے ہم عصر تھے کہتے ہیں۔ متاخرین میں سوائے محمد غوث کے کوئی شخص آپ جیسا صاحب دعوت پیدا نہیں ہوا۔

حضرت شاہ مرتضیٰ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر تھے۔ بہت لوگ آپ کے منکر تھے۔ اور چند ایک معتقد تھے۔ آپ کے تصرفات مشہور ہیں لیکن آپ مجذوب اور آزاد وضع تھے۔ اکثر آزاد فقیر اپنے آپ کو آپ سے منسوب کرتے ہیں۔

حضرت نورالحق آپ شیخ عبدالحق دہلوی کے فرزند اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ آپ ہندوستان کے مشہور عالم ہو گذرے ہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد کے اخیر میں جو مکتوب حضرت یعقوب کے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں گرفتار ہونے کے بھید میں لکھا گیا ہے وہ انہی شیخ نورالحق کے نام سے لکھا گیا ہے۔ [1]

(سابقہ صفحہ سے آگے)

بنے۔ وفات ۸، ربیع الاول ۱۰۶۴ھ / ۲۶ جنوری ۱۶۵۴ء بعہد شاہجہان بمقام ساہنپال ضلع گجرات میں ہوئی۔ آپ کی اولاد سے ایک عالم۔ دانشور اور صاحب تصنیف بزرگ سید شریف احمد شرافت نوشاہی قدس سرہٗ نے آپ کے احوال اور آپ کے سلسلہ سے وابستہ حضرات کا تذکرہ شریف التواریخ کی چودہ جلدوں میں مرتب کیا ہے۔

[1] مولانا علامہ نورالحق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے فرزند تھے۔ خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی سے بیعت ہوئے۔ مگر اپنے والد سے بھی سلسلۂ قادریہ میں تربیت پائی۔ شاہجہان کے عہد حکومت میں اکبر آباد کے قاضی القضاۃ تھے۔ بخاری اور مسلم شریف کی شرحیں لکھیں۔ جو اہل علم کے لئے مشعل راہ بنیں۔ نوے سال کی عمر میں ۱۰۷۳ھ / ۱۶۶۳ء میں انتقال ہوا۔

(ماخوذ از تذکرہ علمائے ہند)

www.maktabah.org

حضرت ملا عبداللہ آپ مولوی عبدالحکیم صاحب کے فرزند اور آنحضرتؓ کے ہمعصر ہیں۔ ہندوستان کے مشہور عالم تھے۔ ظاہری علم میں آپ کی تصانیف نہایت اعلیٰ پایہ کی ہیں۔

حضرت اخون عوض وجیہہ آپ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اور توران کے مشہور عالم تھے۔ علم ظاہری میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ سلوکِ باطنی آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ سے حاصل کیا۔

حضرت ملا وجیہہ الدین آپ ہندوستان کے جید عالم تھے۔ ہزارہا آدمیوں نے ظاہری عالم میں آپ سے فائدہ اٹھایا۔ علم معقول اور منقول میں آپکی بہت تصانیف ہیں۔ اکثر کتابوں پر حاشیئے اور ان کی شرح لکھی ہیں۔

حضرت ملا جیون آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے ہم عصر ہیں۔ نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ ظاہری علم بدرجہ کمال حاصل کیا۔ اس علم میں آپ کی تصنیفات بہت ہیں۔ [۱]

---

۱ حضرت ملا جیون (شیخ احمد بن ابی سعید بن عبدالرزاق بن خاصہ) حنفی۔ صدیقی۔ املکی۔ صالحی امیٹھہ میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کے ممتاز علماء کرام اور دانشوروں میں سے تھے۔ بلا کا حافظہ پایا تھا۔ ایک بار کتاب دیکھتے یا قصیدہ سن لیتے حفظ ہو جاتا۔ درسی کتابیں زبانی سنا جاتے تھے۔ قرآن کے حافظ تھے۔ ابتدائی تعلیم ملا لطف اللہ جہاں آبادی سے حاصل کی۔ علمی شہرت کی وجہ سے محی الدین اورنگزیب کے دربار میں عالم مملکت قرار دیئے گئے۔ اورنگ زیب نے آپ سے دینی کتابیں پڑھیں۔ زندگی بھر بادشاہ اورنگ زیب آپ کے علم وکمال کا معترف رہا۔ فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین میں صفِ اول کے فقیہہ تھے۔ ساری عمر تدریس وتالیف میں گذار دی۔ نور الانوار شرح منار مدینہ منورہ میں بیٹھ کر کسی کتاب کی مدد کے بغیر لکھی۔ تفسیرتِ احمدی (احکام قرآنی) یادگار زمانہ آپکی تالیف ہے۔ ۱۱۳۰ھ ۱۷۱۸ء دہلی میں انتقال کیا امیٹھی میں دفن ہوئے۔ (از تذکرہ علمائے ہند)

www.maktabah.org

ملا سعد اللہ وزیر ہندوستان
مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ اور بہت سے علماء بھی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہمعصر تھے۔

ملا سعد اللہ وزیر سلطانِ ہندوستان تھے۔ کہتے ہیں ملا سعد اللہ ہندوستان کا سب سے بڑا عالم تھا۔ لیکن چونکہ وزیر تھا۔ اس لئے دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنے کے سبب اس کے علم کو رواج نہ ہوا۔

ملا زاہد کابلی صاحب زاہدین
آپ کے حالات آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء میں بیان ہو چکے ہیں۔

سید محمد قنوجی بھی آپ کے ہم عصر ہیں۔

حضرت مولانا شریف گسکنہ بخاری
آپ بخارا کے مشہور عالم تھے۔ علم معقول اور منقول میں لاثانی تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خلفاء سے سلوک باطنی حاصل کر کے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قیومیت کے مقرر ہوئے۔

ہمعصر شعراء
آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر شعراء میں سے ملک الشعراء ناصر علی سرہندی جس کے حالات پہلے بھی لکھے جا چکے ہیں آنحضرت کا مرید تھا۔ نزع کے وقت یہ نظم کہی۔ ؎

از عبادت باز دار دیاد احسان تو ام
زیں ادب بے توشہ مے آیم کہ مہمان تو ام

صائب
صائب ایران سے ہند میں آیا۔ مدّت تک یہاں رہ کر ایران واپس چلا گیا۔ صائب کی مثال گوئی مشہور ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

پیشانئے عفو ترا بر جبیں نسازد جرم ما
آئینہ کے بر ہم خورد از زشتے تمثالہا

www.maktabah.org

جلال امیر شہزادہ ایران کو اس کے یہ اشعار پسند آئے ؎

بخود صد پیرہن مالیدہ باشد ٭ اگر بر روئے گل خندیدہ باشد

غنی کاشمیری غنی کشمیر کا رہنے والا مشہور شاعر ہوا ہے۔ اس کا ایک خوبصورت شعر ملاحظہ کیجئے ؎

سنگیں دل است آنکہ بظاہر ملائم است

پنہاں درون پنبہ بود پنبہ دانہ را

غنیمت کنجاہی غنیمت کنجاہیؒ کی بہت مشہور مثنوی ہے جس میں ایک جگہ کہتا ہے ؎

ا؎ مولانا محمد اکرم غنیمت کنجاہی قدس سرہٗ عالم یگانہ فاضل زمانہ شاعر باکمال صاحب عشق و محبت گجرات کے قصبہ کنجاہ میں پیدا ہوئے۔ والد کا اسم گرامی شیخ نظر محمد تھا۔ مغلیہ دور میں قصبہ کنجاہ کا منصب افتار آپ کے آبا و اجداد کے پاس تھا۔ آپ کے ابا و اجداد قبل علامہ صداقت محمد باہ شام سے آئے تھے۔ ابتدائی تعلیم کنجاہ میں اپنے والد کے علاوہ قاضی خوشی محمد احمد قاضی رضی الدین سے حاصل کی فن شعر گوئی میں میر محمد زمان راسخ کے شاگرد تھے۔ آپ گجرات کے چک سادہ کے ایک عارف سید صالح محمد نوشاہی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت ہوئے۔ انہی دنوں بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ایک فقہی مسئلہ کے حل کے لئے علاقہ کے علماء کو جمع کیا۔ مگر ان کے جواب سے اطمینان نہ ہوا تو مولانا غنیمت کنجاہی نے خود حاضر ہو کر اطمینان بخش جواب دیا۔ آپ کو اس پہ کنجاہ کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔

آپ نے برجستہ اور شگفتہ اشعار سے اہلِ سخن اور اہلِ دل کو مسحور کر دیا۔ مثنوی "نیرنگ عشق" لکھی تو آسمانِ شہرت پر آفتاب بن کر چمکنے لگے۔ ان دنوں قادریہ صوفیہ کا ایک ایسا طبقہ پیدا ہوا جو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کا نام سن کر سجدہ میں گر جاتے تھے۔ اورنگ زیب نے طلب کیا تو مولانا

(جاری ہے)

www.maktabah.org

بمکتب می رود طفل پریزاد مبارک باد مرگ نو باستاد

منیر رمز اابیا منیر بہت مشہور رہے اور اس کے شعر بھی نہایت رنگین اور سنگین ہیں چنانچہ کہتا ہے ؎

حلقہ زلفِ او بتاب شدہ عینک چشم آفتاب شدہ

قصائد مغز فطرت بہت اچھے ہیں۔ حسب ذیل شعر انھیں کے قصائد سے ہے ؎

حرمان و وصل چیست چو مطلب رضائے تست
خواہی بغمزہ مے کش و خواہی بانتظار

سرہند میں جو شعراء رہتے تھے ان میں شرف الدین حسین۔ مفاخر حسین مظفر حسین اور محمد زمان راسخ جن کے حالات اس سے پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

(سابقہ صفحہ سے آگے)

غنیمت کنجاہی بھی اسی طبقہ میں تھے۔ گفتگو کی تو بادشاہ نے "العاشق والمجنون معذور" کہہ کر چھوڑ دیا۔ آپ کی شعر گوئی کو آپ کے معاصرین اور بعد میں آنے والے اہلِ سخن نے ہدیہ تحسین پیش کیا۔ پنجاب سے نکل کر آپ کی شاعری کی شہرت ایران و توران تک پہنچی تو اہل کمال نے آپکے شعروں کو مجلسوں کی رونق بنا لیا۔ آپ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کے روضہ کی زیارت کے لئے بغداد پہنچے۔ کشمیر اور کابل گئے۔ شاہجہان آباد میں پہنچے تو محمد افضل سرخوش نے آپکو سر آنکھوں پر بٹھایا۔

آپ مکرم خان نواب گجرات کے زمانہ میں کنجاہ کے قاضی تھے۔ اور اسی زمانہ میں ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۷ء میں "مثنوی نیرنگ خیال" لکھی۔ آپ کا ایک ایک شعر شعرائے عصر کی زبان پر تھا۔ مثنوی کے علاوہ "دیوان غنیمت" بھی آپ کی یادگار ہے۔ "مثنوی نیرنگ عشق" کی قبولیت کا یہ عالم رہا کہ ہزاروں خطی نسخے تیار ہوئے اشعار ازبر کئے گئے۔ پھر "نیرنگ عشق" کے جواب میں کئی مثنویاں لکھی گئیں۔ اس کی طرز پر کئی شاعروں نے طبع آزمائی کی۔ سینکڑوں ایڈیشن چھپ کر شائع ہوئے۔ اور بنام شاہد نازک خیالاں کی دھوم مچ گئی۔ آپ ۱۷۱۳ء میں شاہزادہ فرخ سیر (۱۱۲۵ھ سے ۱۱۳۱ھ) کے عہدِ حکومت میں فوت ہوئے۔ مزار کنجاہ میں ہے (ماخوذ از شریف التواریخ ۲/۳)

www.maktabah.org

ہمعصر سلاطین

آنخضرت رضی اللہ عنہ کے ہم عصر بادشاہِ ہندوستان میں جہانگیر شاہجہان اور اورنگ زیب تھے۔ جہانگیر کے وقت میں آپ مسندِ قیومیت پر تشریف فرما ہوئے۔ شاہجہان کے وقت سے لے کر اورنگزیب کی ابتدائی سلطنت تک آپ کا دور دورہ رہا۔ تینوں بادشاہ آنخضرت کے مرید تھے جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

توران میں عبدالعزیز خاں بادشاہ تھا اور ایران میں شاہ سلیمان۔ یہ دونو بادشاہ بھی آنخضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔

وصلی اللہ تعالٰے علیٰ حبیبہٖ محمّدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ وذریاتہٖ واھلبیتہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین۔ اٰمین اٰمین یاربّ العٰلمین برحمتك یا ارحم الرّٰحمین۔

اللھم اغفر لمؤلفہ وَلکاتبہٖ ولحافظہٖ ولقاریہ ولمن سعی فیہٖ

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

www.maktabah.org

زبدۃ الآثار

فضائل درود شریف

اوراد فتحیہ

اعلیحضرت بریلوی

خاکِ کربلا

تحقیقات شرعیہ

تاریخ مشائخ نقشبند

تذکرہ علمائے اہلسنت

کتاب الشفاء (دو جلد)

نغمہائے روح

شواہد النبوت

جگر گوشۂ رسول

مکتوبات امام ربانی

رسائل نقشبندیہ

تجلیات امام ربانی

کربلا کا مسافر

سیرت طیبہ (دو جلد)

لامتیاز بین الحقیقت والمجاز

الوظیفۃ الکریمہ

تکمیل الایمان

زلزلہ

Maktabah.org

This book has been digitized by www.maktabah.org.

Maktabah.org does not hold the copyrights of this book. All the copyrights are held by the copyright holders, as mentioned in the book.

Digitized by Maktabah.org, 2012

Files hosted at Internet Archive [www.archive.org]

We accept donations solely for the purpose of digitizing valuable and rare Islamic books and making them easily accessible through the Internet. If you like this cause and can afford to donate a little money, you can do so through Paypal. Send the money to ghaffari@maktabah.org, or go to the website and click the Donate link at the top.

www.maktabah.org